حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ
ملفوظات
حکیم الامت
ادارہ تالیفات اشرفیہ
چوک فوارہ ملتان پاکستان
(061-4540513-4519240

بسلسلہ

حسن العزیز جلد دوم

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

کی مجالس اور اسفار، نشست و برخاست میں بیان فرمودہ انبیاء کرام، اولیاء عظام کے تذکروں، عاشقانِ الٰہی ذوالاحترام کی حکایات وروایات، دین برحق مذہب اسلام کے احکام ومسائل جن کا ہر فقرہ حقائق ومعانی کے عطر سے معطر، ہر لفظ صبغۃ اللہ سے رنگا ہوا، ہر کلمہ شراب عشق حقیقی میں ڈوبا ہوا، ہر جملہ اصلاح نفس و اخلاق، نکات تصوف اور مختلف علمی و عملی، عقلی ونقلی، معلومات و تجربات کے بیش بہا خزائن کا دفینہ ہے اور جن کا مطالعہ آپ کی پُر بہار مجلس کا نقشہ آج بھی پیش کر دیتا ہے۔

عنوانات:

جمع فرمودہ منشی رشید احمد سنبھلی رحمۃ اللہ علیہ — قاری محمد ادریس ہوشیار پوری

ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ اشرفیہ منزل۔ نزد کلی آرٹس، چوک فوارہ ملتان۔

نام کتاب .... ملفوظات حکیم الامت جلد-18
تاریخ اشاعت .... صفر المظفر ۱۴۲۵ھ
ناشر.... اِدَارَۂ تَالِیفَاتِ اَشرَفِیَہ چوک فوارہ ملتان
طباعت .... سلامت اقبال پریس ملتان

ملنے کے پتے

ادارہ تالیفات اشرفیہ چوک فوارہ ملتان
ادارہ اسلامیات انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ
کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
دارالاشاعت اردو بازار کراچی
بک لینڈ اردو بازار لاہور
ISLAMIC EDUCATIONAL TRUST U.K
(ISLAMIC BOOKS CENTRE)
119-121-HALLIWELL ROAD
BOLTON BL1 3NE. (U.K.)

ضروری وضاحت: ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کیلئے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران اغلاط کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسان کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لئے پھر بھی کسی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہٰذا قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

بتوفیقہ تعالیٰ کچھ عرصہ سے ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کو اپنے اکابرین کی خصوصی دعاؤں اور توجہ سے حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانویؒ اور دیگر اکابرین کی تالیفات وتصنیفات کی طباعت کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔

آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔

قارئین کرام سے دعاؤں کی التجا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص کی دولت نصیب فرما کر ہماری اس حقیر سعی کو شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین!

مزید گذارش ہے کہ آج کل کمپیوٹر کتابت کا دور ہے اور اس میں بار بار تصحیح کے باوجود اغلاط پھر بھی رہ جاتی ہیں اس لئے قارئین سے درخواست ہے کہ دوران مطالعہ جہاں اغلاط سامنے آئیں زحمت فرما کر نوٹ فرما لیں اور بوقت فرصت اغلاط نامہ بھجوا دیں۔ یہ آپ کا ادارہ کے ساتھ خصوصی تعاون ہوگا۔ فجزاک اللہ خیرا

طالب دعا: احقر محمد اسحاق ملتانی

گرامی نامہ

حضرت اقدس الحاج مولانا ڈاکٹر محمد عبد الحی صاحب عارفی دامت برکاتہم
خلیفہ ارشد حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ

۱۷ رمضان المبارک

مستفیض و مکرمی - السلام علیکم ورحمۃ اللہ
آپ کا گرانقدر ہدیہ تالیف
"[illegible] شریف" موصول ہوا آپ
نے دل سے دعا نکلی [illegible] مبارک باشد اللہ
بڑی نیک توفیق حاصل ہوئی آپ دین کی
ایسی خدمت کر رہے ہو جس کی دور حاضر
میں سخت ضرورت ہے حضرت کی تالیفات
کی اشاعت خصوصاً مواعظ و ملفوظات
کی حقیقت بھی اشاعت کی جائے [illegible]
دل سے دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ اس
سے بھی زیادہ شکور فرمائیں اور [illegible]
[illegible] نیاز مند [illegible] محمد عبدالحی

اظہارِ مسرّت وتحسین

از حضرت اقدس مرشدی و مربی مولانا الحاج محمد شریف صاحب دامت برکاتہم
خلیفۂ ارشد حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

مجھے دلی خوشی ہے کہ عزیز القدر حافظ محمد اسحاق صاحب مجدد ملت حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیفات شائع کرنے کے حریص ہیں۔ انہیں حضرت رح سے صرف محبت ہی نہیں بلکہ عشق ہے۔ حضرت کے مسلک اور مذاق کی تبلیغ کے بہت خواہشمند ہیں اور زر کثیر خرچ کر کے حضرت کی کتابیں جو نایاب ہیں چھپواتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالے ان کی سعی کو قبول فرما کر ناظرین کے لئے نافعیت اور ہدایت اور اُن کے لئے سرمایۂ آخرت بنائیں۔

دعا گو

احقر محمد شریف عفی عنہ

فہرست مضامین

دوسری جلد حسن العزیز کے ملفوظات کی

اس جلد سے سلسلہ ارشاد الرشید کا شروع ہوتا ہے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

۱۳ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ بروز دوشنبہ

﴿ملفوظ 1﴾ میرے کسی عزیز کو میری وجہ سے کچھ نفع نہ پہنچایا جائے :

گڑھی کے ایک صاحب نے ﴿جہاں حضرت والا کے بھانجے مولوی ظفر احمد صاحب مدرسہ عربی میں اس وقت مدرس ہیں﴾ کہا کہ ہم لوگ مولوی ظفر احمد صاحب کو حضرت کا نمونہ سمجھ کر ان کے ساتھ وہی برتاؤ کرتے ہیں جو کہ حضرت والا کے ساتھ کرتے ہیں اور ان کی خدمت کو اپنی ہدایت کا سبب جانتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ میری وجہ اور میرے تعلق سے آپ لوگ ان کی خدمت ہرگز نہ کریں جو کوئی میرے عزیز و اقارب کو میری وجہ سے کوئی نفع پہنچاتا ہے تو مجھ کو بہت گراں اور ناگوار ہوتا ہے۔

پھر ان صاحب نے کہا کہ ویسے بھی تو ہمارے ہمسایہ ہیں اس پر حضرت نے جواب میں فرمایا کہ ہاں اس کا مضائقہ نہیں مگر اس کا معیار یہ ہے کہ آپ ان کے ساتھ اتنا ہی کریں جتنا کہ ان کی جائے اگر کوئی اور ہوتا تو اس کے ساتھ کرتے پھر فرمایا کہ مجھے اس میں یہاں تک احتیاط ہے کہ اب جو گھر میں سے گڑھی گئی تھیں تو میں نے کہہ دیا تھا کہ سوائے بڑے خاں صاحب مرحوم کے گھر میں کے ﴿کہ وہ مثل والدہ کے ہیں﴾ اگر اور کوئی ہدیہ دے تو نہ لینا جو کوئی دے گا وہ میری وجہ سے دے گا اور مجھے یہ گوارا نہیں جب خود بیوی کے معاملہ میں مجھے اتنی احتیاط ہے تو اور عزیز تو بیوی کے برابر نہیں ہو سکتے۔

یہ بھی فرمایا کہ مولوی ظفر احمد کو اس قدر زیادہ نہ بڑھایا جائے کیونکہ اس سے ان کے اخلاق پر برا اثر پڑے گا پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک صاحب نے مولوی ظفر احمد، مولوی سعید احمد مرحوم اور مولوی شبیر علی کیلئے میرے پاس تین عمامے بھیجے کہ تینوں کو دے دیجئے۔ میں نے قبول نہیں کیا اگر ان صاحب کو بجز میرے تعلق کے تینوں سے کوئی اور خصوصیت تھی تو ان کو براہ راست بھیجنے چاہئیں تھے۔ میں نہیں چاہتا کہ لوگوں پر اس قدر بار پڑے کہ میرے

اور میرے متعلقین سب کے حقوق ادا کریں ہاں ایک بات کو تو دل چاہتا ہے وہ یہ کہ اگر میرے متعلقین کو کوئی تکلیف پہنچتی ہو تو اسے دفع کر دیا جائے اور خیر یہ بات چاہیے تو ویسے بھی لیکن اگر کوئی میری ہی وجہ سے ضرر سے بچا لے تو مضائقہ نہیں مثلاً اگر کوئی کنوئیں میں ڈوبتا ہے اور اس لو اس وجہ سے بچالیا کہ یہ فلاں کا عزیز ہے تو بھی کچھ حرج نہیں مضرت سے بچانا ضروری ہے نفع پہنچانا ضروری نہیں ہے۔

﴿ملفوظ 2﴾ حکیم مسعود احمد کا استغناء :

اوپر کے قصہ کے سلسلہ میں ہی فرمایا کہ اس بارہ میں مجھے حکیم مسعود احمد صاحب کی طبیعت بہت پسند ہے۔ واقعی ان کی نہایت غنی طبیعت ہے ان کی جب کوئی حضرت گنگوہیؒ کے تعلق سے خدمت کرنا چاہتا ہے تو قبول نہیں کرتے اور کہہ دیتے ہیں کہ ان کی بات ان کے ساتھ گئی میں اس قابل نہیں ہوں۔ پھر فرمایا کہ وہ مطب کرتے ہیں اس میں موقعہ سے لے لیتے ہیں۔

﴿ملفوظ 3﴾ چندہ بھی دباؤ ڈال کر لینا جائز نہیں :

گڈھی والے صاحب نے دریافت کیا کہ فلاں مدرسہ کیلئے چندہ غلہ وغیرہ ہم لوگ نمبردار وغیرہ جمع کر لیتے ہیں لوگوں سے کہہ کر اس میں کچھ حرج تو نہیں ہے فرمایا کہ اس میں کچھ نہ کچھ دباؤ بڑے لوگوں یعنی نمبرداروں وغیرہ کا ضرور پڑتا ہے۔

مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون کا قصہ بیان فرمایا کہ عرصہ ہوا میں نے مدرسہ کیلئے چندہ اس طرح سے مقرر کرایا تھا کہ ایک کاغذ پر یہ لکھ دیا کہ مدرسہ کے اخراجات کیلئے چندہ کی ضرورت ہے جو صاحب اس میں شریک ہونا چاہیں وہ اپنا نام اور رقم خود اپنے قلم سے لکھ دیں۔ اس کاغذ پر کسی معین و چندہ دہندہ کا نام نہیں لکھا گیا اور ایک لڑکے عبدالکریم کو ﴿جو کہ بھنگی کا لڑکا تھا مگر پھر مسلمان ہو گیا تھا﴾ جس کو کہ لوگ بڑی حقارت سے دیکھتے تھے وہ کاغذ دے دیا اور کہہ دیا کہ اس کاغذ کو فلاں فلاں جگہ لے جاؤ کسی سے کچھ کہنا مت صرف دے دینا اگر وہ کچھ لکھیں تب اور نہ لکھیں تب واپس لے کر چلے آنا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس صورت میں جو صاحب پانچ روپیہ ماہوار دے سکتے تھے انہوں نے پانچ روپیہ سال کے بھی تو نہ لکھے مگر یہ چندہ بالکل حلال تھا اگر آپ بھی ایسا ہی کریں تو جائز ہوگا۔

پھر فرمایا مجھے تو چندہ کی رقم ہاتھ میں لیتے ہوئے بھی شرم آتی ہے نواب صاحب

ڈھاکہ نے کچھ رقم دیوبند اور سہارن پور کے مدرسوں کیلئے میرے سپرد کرنا چاہی میں نے وہاں تقویٰ تو نہیں بگھارا مگر یہ عذر کر دیا کہ چونکہ میرا لمبا سفر ہے اور راہ میں احتمال چوری وغیرہ کا ہے لہٰذا آپ نوٹ رجسٹری کرا کر روانہ کر دیجئے۔

پھر فرمایا کہ مولویوں کو تو اموال سے بچنا بہت حد تک چاہیے اس لیے کہ جو مولوی وعظ کہہ نذرانہ قبول کرتے ہیں یا چندہ وصول کرتے ہیں ان کے وعظ و نصیحت کا کچھ اثر نہیں ہوتا کیونکہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مولوی صاحب تو راضی ہو ہی گئے کیونکہ ان کا مقصود حاصل ہو گیا اور عمل و اصلاح سے بے فکر ہو جاتے ہیں کہ بس مولوی صاحب کو دے کر نبٹ گئے اب کچھ غم نہیں سب گناہ دور ہو گئے۔

بخلاف ان علماء کے جو چندہ وصول کرنے سے پرہیز کرتے ہیں ان سے لوگ ڈرتے ہیں کہ بھائیو مولوی صاحب آگئے ہیں اپنی اپنی حالتیں درست کر لو داڑھیاں نیچی کر لو ٹخنے کھول لو ایسا نہ ہو کہ مولوی صاحب خفا ہو جائیں۔

﴿ملفوظ 4﴾ بیت المال سے کچھ لینے میں احتراز :

فرمایا کہ ریاست بہاولپور کے سفر میں وہاں کے سپرنٹنڈنٹ صاحب نے ریاست کی طرف سے کچھ رقم پیش کی 150 روپیہ تو نذرانہ کے اور 21 روپیہ دعوت کے میں نے یہ عذر کر دیا کہ اوّل تو ریاستوں کے اموال کا کچھ اعتبار نہیں علاوہ اس کے یہاں کے بیت المال میں میرا کچھ زیادہ حق نہیں کیونکہ مجھ سے یہاں کے لوگوں کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا اس پر افسران ریاست نے جو وہاں موجود تھے یہ کہا کہ اچھا ہم اپنے پاس سے پیش کریں تو وہ تو آپ قبول فرما لیں گے۔

اس پر میں نے جواب دیا کہ ہاں ایک شرط سے کہ آپ لوگ اس بات کی قسم کھائیں کہ ہم اسی قدر پیش کریں گے جس قدر کہ اس رقم کے پیش کرنے سے پہلے دینے کا خیال تھا غالب گمان ہوتا ہے کہ انہوں نے قسم کھائی غرضیکہ میرا پورے طور سے اطمینان کر دیا کہ ہاں ایسا ہی ہو گا اور میرے دل کو بھی اطمینان ہو گیا کہ اس میں کچھ جھوٹ نہیں بولا گیا ہے کیونکہ آخر کی کل رقم کا مجموعہ جو سب نے پیش کی اس قدر نہ ہوا کہ جس قدر کہ وہ ریاست کی رقم تھی۔

۴ اربیع الاول ۱۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 5﴾ گانے بجانے والے کی آمدنی میں سے کرایہ لینا جائز نہیں :

ایک صاحب حاضر خدمت نے دریافت کیا کہ ہماری ایک دیگ کرایہ پر چلتی ہے اگر ڈوم جن کا پیشہ زیادہ تر گانے بجانے کا ہے اور کبھی کبھی وہ شادی وغیرہ کی اطلاع دینے کیلئے اجرت پر چلے جاتے ہیں ان کو کرایہ پر وہ دیگ دینا اور ان سے کرایہ وصول کرنا جائز ہے یا نہیں فرمایا کہ چوں کہ ان کی زیادہ آمدنی حرام ہے اس لیے اس آمدنی میں سے کرایہ لینا جائز نہیں البتہ اگر وہ کسی مہاجن وغیرہ سے کرایہ کے دام قرض لے کر دے تو اس کو کرایہ پر دینا جائز ہے۔

﴿ملفوظ 6﴾ اہل علم کی ملازمت کا مسئلہ :

جناب مولوی احمد حسن صاحب سے فرمایا کہ ایک جگہ سے خط آیا ہے ایک مدرس کی ضرورت ہے جو کہ واعظ بھی ہوں مولوی صاحب موصوف نے جواب دیا کہ اس وقت تو کوئی نظر نہیں آتا پھر حضرت والا نے فرمایا کہ دیوبند کو لکھے دیتا ہوں وہاں کوئی نہ کوئی رہتا ہی ہے۔ ملازمت مذکور پچیس روپیہ ماہوار خشک کی تھی۔

پھر فرمایا کہ بعض مرتبہ اہل علم نوکری کی حاجت ظاہر کرتے ہیں اس وقت کوئی موقع نہیں ہوتا اور جب کوئی موقعہ ہوتا ہے تو وہ حاجت مند ذہن میں نہیں رہتے۔ ایک مرتبہ میں نے اس کا التزام کیا تھا کہ ایک چھوٹی سی کاپی میں ملازمت کے حاجت مندوں کے نام اور ان موقعوں کے نام کہ جہاں ملازمین کی ضرورت ہوتی تھی لکھ لیا کرتا تھا اور وقت ضرورت اطلاع کر دیا کرتا تھا مگر بوجہ کثرت کام اس پر مداومت نہ ہو سکی۔

﴿ملفوظ 7﴾ وعظ تحریری بھی ہوتا ہے :

فرمایا کہ تقریری وعظ کو ہی وعظ نہیں کہتے بلکہ جو تحریری نصیحت ہو وہ بھی وعظ ہے۔

﴿ملفوظ 8﴾ مولویوں کے ملازم بے فکر اور نواب بن جاتے ہیں :

فرمایا کہ میں نے فلاں ملازم کو گڑھی بھیجا تھا اور کہہ دیا تھا کہ جہاں تک ہو سکے جلد واپس ہونا وہ وہاں سے حسن پور چلے گئے اس شخص میں خود رائی کا مادہ بہت بڑا ہے جس کام کو جس طرح اپنے دل میں آتا ہے اسی طرح کرتا ہے۔

بات یہ ہے کہ بے فکری ہے جہاں ڈنڈے سے کام لیا جاتا ہے وہاں کے ملازم ٹھیک رہتے ہیں یہ بے فکری میری نرمی کا نتیجہ ہے مشہور ہے کہ مولویوں اور رنڈیوں کے ملازم بے فکر ہوتے ہیں کیونکہ ہر دو فرقے مخدوم ہوتے ہیں دونوں فریق کے خادم بہت سے ہوتے ہیں ایک کو کہو ••ادس کام کو دوڑتے ہیں بس ملازم نواب بن جاتے ہیں۔

مفتی فضل اللہ صاحب نے فرمایا کہ بے عقلی ہے اور فرمایا کہ اس صریح بات کے کہنے کے بعد کہ جلدی آنا بے عقلی کی کیابات ہے یہ تو بے فکری ہے یہ صاحب اپنے آپ کو ملازم نہیں سمجھتے گھر میں بھی اس کی بے پروائی کی مثال ہے ایک دفعہ کچھ کام کو بھیجا آپ بہت دیر میں واپس ہوئے پوچھا گیا تو کہہ دیا کہ میں فلاں فلاں سے بات کرنے لگا تھا کام کو بھیجا جاتا ہے اور راستہ میں لوگوں سے باتیں کرنے لگتا ہے میں نے چند مرتبہ اس سے کام نہ لینے کا عہد کیا مگر سفارش کرنے والے عہد تو ڑوا دیتے ہیں میرا نفس بھی یہ خیال کر لیتا ہے کہ احسان رہے گا دوسروں پر اور کام چلے گا اپنا اس لیے منظور کر لیتا ہوں اس سے بہت تکلیف پہنچتی ہے۔

اب میں نے کہہ دیا ہے کہ تم اس مسجد میں قدم نہ رکھنا کیونکہ دیکھ کر پھر کام لینے کا خیال پیدا ہوگا آخر ملازم کام کرنے کیلئے ہی ہوتے ہیں بس اب سے کوئی کام نہ لوں گا ﴿مگر پھر جلدی معاف کر دیا ۱۲ کاتب﴾ اس ملازم نے گڑھی سے دیر میں واپسی کا یہ مہمل عذر کیا کہ سردی کے باعث نہ آسکا۔ اس کے جواب میں حضرت نے فرمایا کہ جس وقت حسن پور جانے کیلئے سردی کم ہوگئی تھی یہاں کو کیوں نہ چلے آئے حسن پور کیوں چلے گئے یہ نہ خیال کیا کہ اگر کوئی ضروری کام ہوا تو کس قدر تکلیف ہوگی۔

۱۵ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ بروز چہار شنبہ

﴿ملفوظ 9﴾ عورتوں کی اصلاح جلدی ہو جاتی ہے :

فرمایا کہ عورتوں کے اندر نرمی اور انفعال کی شان زیادہ پائی جاتی ہے ان کی اصلاح جلد اور آسان طریقہ سے ہو سکتی ہے اور ان کی اصلاح ہو جانے سے آئندہ اولاد تربیت یافتہ ہو سکتی ہے کیوں کہ ماں کی صحبت کا اثر بچوں پر شروع ہی سے پڑتا ہے۔

﴿ملفوظ 10﴾ خواب کو وظیفہ سے زیادہ قابل اعتبار سمجھنا :

فرمایا کہ لوگ خواب کو اس قدر قابل اعتبار سمجھتے ہیں کہ ایک صاحب کا خط آیا کہ میں

نے خواب میں آپ سے کچھ وظیفہ دریافت کیا اور آپ نے مجھ سے فرمایا کہ ایک روپیہ نذرانہ دو چنانچہ روپیہ روانہ کردوں گا ﴿پھر خط لکھ کر ان کو روک دیا تھا﴾۔

﴿ملفوظ 11﴾ اتنے سے کام کیلئے دور کا سفر :

فرمایا کہ اعظم گڑھ سے ایک صاحب نے ایک مسجد کی بنیاد رکھنے کیلئے بلایا ہے کہ جو کہ تعمیر ہونے والی ہے پھر فرمایا کہ بس اتنے سے کام کیلئے اتنی دور بلایا ہے مجھے کہاں فرصت ہے۔

﴿ملفوظ 12﴾ مولینا رومؒ اور شیخ سعدیؒ کے کلام کا فرق :

فرمایا کہ شیخ سعدیؒ اور مولانا رومؒ کے کلام میں بہت فرق معلوم ہوتا ہے مولانا کا کلام بلا تکلف فن کے اصول پر منطبق ہوتا چلا جاتا ہے اور شیخ سعدی صاحب کے کلام کو منطبق کرنے میں قدرے تکلف ہوتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولانا دیکھی ہوئی کہہ رہے ہیں اور شیخ صاحب سنی ہوئی مولانا اگرچہ صاحب حال ہیں مگر جو بات لکھتے ہیں اس کی پوری تحقیق فرماتے ہیں۔

اور سعدی صاحب حالانکہ مغلوب الحال نہیں ہیں مگر ان کے کلام میں اس قدر تحقیق نہیں حالانکہ غیر صاحب حال کو زیادہ علوم کے متعلق تحقیق کرنی چاہئے مولانا معاملات و مکاشفات ہر دو قسم کے مضامین لکھتے ہیں اور سعدیؒ صاحب صرف معاملات کے متعلق لکھتے ہیں۔

﴿ملفوظ 13﴾ بیداری میں نہ مانا تو خواب میں کہہ دیا :

فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب بڑے ظریف تھے ایک بار کا قصہ ہے کہ آپ نے کسی مالدار شخص کو کوئی سہل دوا کسی مرض کی بتائی انہوں نے اوٹی سمجھ کر استعمال نہ کیا ان کے یہاں ایک حافظ صاحب نابینا رہتے تھے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی اس دوا کے استعمال کی تائید کر رہا ہے۔ حافظ صاحب نے ان صاحب سے کہا وہ صاحب حافظ جی کو لے کر مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خواب بیان کیا۔

مولانا نے حافظ صاحب سے فرمایا کہ خواب میں جس نے آپ سے کہا اس کی آواز میری جیسی تو نہ تھی حافظ جی نے کہا تھی تو کچھ کچھ ایسی ہی مولانا نے فرمایا کہ بس جب تم نے بیداری کی بات کو نہ مانا تو میں نے اس کو خواب میں کہہ دیا۔

﴿ملفوظ 14﴾ رات کو لکھنے میں تعب :

فرمایا کہ رات کے لکھنے سے تعب بہت زیادہ ہوتا ہے چنانچہ میں مثنوی شریف کی شرح لکھنے میں ایک دفعہ پوری رات اور صبح کو دوپہر تک جاگا اور لکھتا رہا اس کے بعد بس بیمار ہو گیا کئی دن بیمار رہا میری طبیعت رات کو لکھنے کی متحمل نہیں بعض لوگوں نے مجھے رات کے لکھنے کا مشورہ دیا مگر مضرت کے سبب رات کو لکھنا ٹھیک نہیں۔

﴿ملفوظ 15﴾ جوتہ دل سے نہ اترے :

فرمایا کہ ہمارے قصبہ میں شیخ بہرام بخش نہایت دانا شخص تھے ایک مرتبہ انہوں نے جوتا خریدا لوگوں نے راستہ میں دریافت کیا کہ کیا قیمت ہے کہا کہ دو روپیہ انہوں نے کہا کہ دو روپیہ میں تو ٹھیک نہیں ہے شیخ صاحب نے کہا اور کتنے کا ہے کہ پونے دو کا۔

پھر آگے چلے دوسرے نے پوچھا کہ جوتا کتنے کا لیا ہے کہا کہ پونے دو کا اس نے جواب دیا کہ پونے دو کا تو نہیں شیخ نے کہا کہ اچھا اور کتنے کا معلوم ہوتا ہے اس شخص نے کہا کہ ڈیڑھ روپیہ کا پھر آگے چلے تو پھر کسی نے قیمت پوچھی اب کی مرتبہ ڈیڑھ روپیہ قیمت بتائی تو اس پر بھی کسی نے کہا یہ تو سوا روپیہ کا ہے۔ اسی طرح ہوتے ہوتے شیخ مکان کے قریب تک پہنچے اور لوگوں نے ایک روپیہ قیمت جوتہ کی آخر میں تجویز کی اور یہی قیمت سن کر پھر شیخ بہرام بخش گھر میں داخل ہو گئے۔ پوچھا گیا کہ پہلے ہی سے ٹھیک قیمت کیوں نہ بتلا دی جواب دیا کہ ہم نے تو دل سے جوتا لیا لوگ اس کو دل سے اتارتے ہیں کوئی کسی قیمت کا بتاتا ہے کوئی کسی کا اس لیے میں نے پہلے ہی سے بڑھا کر کہی تا کہ گھٹتے گھٹتے ٹھیک رہ جائے اور میرا دل جوتا سے برا نہ ہو۔

﴿ملفوظ 16﴾ شیخ بہرام بخش کی خدمت و بے نفسی کے واقعات :

فرمایا کہ شیخ بہرام بخش تمام محلہ کی عورتوں کا سودا بازار سے لایا کرتے تھے بازار جاتے وقت سب سے پوچھتے کہ تجھے کیا منگانا ہے اور تجھے کیا منگانا ہے۔ اور سب سے دام اور برتن لے کر چلتے اور لا کر سب کا سودا گھروں پر پہنچا دیتے اگر کوئی عورت کسی چیز کو بداخلاقی مثلاً دہی کو کہ کھٹا ہے تو کہتے کہ اچھا لا بیٹی لا اور اس کی قیمت اسے کو واپس کر دیتے اور وہی خود پی جاتے یا گھر لے آتے اور پھر اس کا سودا کبھی نہ لا کر دیتے اور یہ کہتے کہ

ہم تو محنت کر کے لائے اور انہوں نے بری بتلا دی۔

﴿ملفوظ 17﴾ شیخ بہرام بخش کے خدمت و بے نفسی کے واقعات :

فرمایا کہ شیخ بہرام بخش بڑے کریم النفس تھے ان کی کسی سے دشمنی تھی اور اس کا دشمن ایک اور شخص کا دشمن تھا اس دشمن کے دشمن نے اپنے دشمن کو اس طرح نقصان پہنچانا چاہا کہ اس پر کوئی مقدمہ عدالت میں دائر کیا اس خیال سے کہ جب یہ مقدمہ کی پیروی میں جائے گا تو مکان تنہا ہو گا یا تو مکان پر چوری کرا دیں گے یا اور کسی طرح بے آبروئی عورتوں وغیرہ کی کرا دیں گے۔

چنانچہ وہ شخص جو بہرام بخش کے دشمن تھے مقدمہ کے معاملہ میں گئے اور جب تک وہ مقدمہ سے واپس آئے بہرام بخش برابر ان کے مکان پر سوتے رہے اور گھر کی عورتوں سے کہہ دیا کہ تم بے فکر رہو میں موجود ہوں تم ہرگز کچھ خوف نہ کرنا مجال نہیں کسی کی جو یہاں قدم رکھ سکے وہ بیچاری نہایت اطمینان سے محفوظ رہیں جب اپنے دشمن کے آنے کی خبر سنی تو اس کے آنے سے پہلے پہلے سب اپنا بستر وغیرہ لے کر اپنے گھر آ گئے عورتوں نے اس کے آنے پر ذکر کیا کہ تمہارے پیچھے ہمارے مکان پر شیخ بہرام بخش برابر سوتے تھے وہ بہت متاثر ہوا اور آ کر شیخ بہرام بخش کے پیروں پر لپٹ گیا اور اپنا قصور معاف کرا لیا۔

﴿ملفوظ 18﴾ شیخ بہرام بخش کی خدمت و بے نفسی کے واقعات :

فرمایا کہ جب شیخ بہرام بخش کی بیوی کہیں شادی وغیرہ میں جاتیں اور نیوتہ دینے کیلئے مثلاً دو روپیہ مانگتیں تو وہ پوچھتے کہ وہاں دے کر کیا ہو گا بیوی کہتیں کہ جب ہمارے یہاں کوئی شادی ہو گی تو ہمارے روپے واپس آ جائیں گے جواب دیتے کہ اچھا لے میں ان روپیوں کو چولہے میں گاڑے دیتا ہوں جب تیرے یہاں شادی ہو نکال لیجئے اور وہاں دینے میں تو وصول نہ ہونے کا بھی اندیشہ ہے اور یہاں تو بے کھٹکے رکھے رہیں گے جب جی چاہے وصول کر لینا اگر تو نے پچاس جگہ دو دو روپے دیئے تو سو روپے ہوئے پورے سو روپیہ کی واپسی مشکل ہے اور چولہے میں جو روپے گڑے ہوں گے تو ضرورت کے وقت سب کے سب وصول ہو جائیں گے پھر حضرت والا نے فرمایا کہ نیوتے میں کچھ فائدہ نہیں بالکل فضول ہے بلکہ اس وقت معاصی کو متضمن ہے۔

﴿ملفوظ 19﴾ **شیخ بہرام بخش کے خدمت و بے نفسی کے واقعات :**

فرمایا کہ شیخ بہرام بخش سے کوئی کاشتکار بیج مانگنے آیا کہا کہ اچھا کل کو آنا وہ اتفاقاً بجائے کل کے پرسوں کو آیا اور شیخ صاحب کو بلایا تو نہ بولے چپ ہو گئے جب اس نے بہت آوازیں دیں تو پوچھا کہ کیا کام ہے اس نے کہا کہ بیج دیدو کہنے لگے کہ میں نے کب بلایا تھا وہ بولا کہ کل بلایا تھا جواب دیا کہ تو آج کیوں آیا ہے وہ کسان بولا کہ مجھے سوپتا ﴿فرصت﴾ نہیں ملا تھا کہنے لگے کہ جب تو لینے کیلئے وقت پر نہیں آیا تو دینے کیلئے تو بالکل ہی نہ آئے گا اور اس کو بیج نہ دیا۔

﴿ملفوظ 20﴾ **گھوڑا برابر سرابر فروخت کر دیا اور جوتا نفع میں رہا :**

فرمایا کہ ایک چور ایک گھوڑا چرا کر لایا راستہ میں ایک صاحب ملے انہوں نے کہا کہ بھائی بیچتے ہو اس نے کہا کہ ہاں بیچتا ہوں انہوں نے گھوڑا لے کر اس پر سواری چال دیکھنے کیلئے سواری کی ادھر ادھر لے گئے پھر آخر میں ایک زور کی ایڑ لگائی اور لے کر چل دیئے۔ انہوں نے اپنا پرانا جوتہ اس چور مالک گھوڑے کو ذرا تھامنے کو دے دیا تھا وہ اس بیچارہ کے پاس رہ گیا جب لوگوں نے اس چور سے پوچھا کہ بھائی گھوڑا کتنے کو بیچا تو اس نے جواب دیا کہ جتنے کو لیا تھا اتنے ہی کو دے دیا اور یہ جوتہ نفع میں ہے۔

﴿ملفوظ 21﴾ **یزید کے بارے میں ایک بزرگ کا قول :**

فرمایا کہ ایک بزرگ سے کسی نے یزید کی نسبت پوچھا کہ وہ کیسا تھا ان بزرگ نے جواب دیا کہ بھائی وہ شاعر تو اچھا تھا۔

﴿ملفوظ 22﴾ **شیطان پر لعنت کے بارے میں رابعہ بصری کا ارشاد :**

فرمایا کہ رابعہ بصریہؒ سے کسی نے شیطان پر لعنت کرنے کے متعلق پوچھا آپ نے جواب دیا کہ تم سے اس کے متعلق قیامت میں پرسش نہ ہوگی اور جو وقت ذکر اللہ سے خالی ہوگا اس کی ممکن ہے کہ پرسش ہونے لگے لہٰذا اپنے کام میں لگنا چاہئے وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ۔

﴿ملفوظ 23﴾ **یورپین کی اردو :**

فرمایا کہ ایک نووارد یورپین نے اپنے ایک ہندوستانی ملازم سے کہا کہ ہم دیکھتا ہے کہ

تم موٹافیکر ﴿متفکر﴾ ہے۔ ملازم نے خوشامد سے جواب دیا کہ حضور نہ تو میں موٹا ہوں بلکہ دبلا پتلا ہوں اور نہ فقیر ہوں کیونکہ حضور کے اقبال سے معقول تنخواہ پاتا ہوں صاحب نے کہا کہ نہیں تم نہیں سمجھا تم موٹافیکر ہے اس نے پھر جواب دیا کہ میں تو عرض کر چکا کہ نہ میں موٹا ہوں اور نہ فقیر ہوں صاحب نے پھر غصہ سے کہا کہ نہیں ہماری بات تم نہیں سمجھا اور صاحب ڈکشنری اٹھا کر لائے اور متفکر کا لفظ لکھا ہوا دکھلایا کہ دیکھو تم یہ ہے یہ متفکر کے لفظ کی خرابی کی گئی تھی کہ اس کو موٹافیکر کہا گیا پھر حضرت والا نے فرمایا کہ ایک خانساماں کانپور کے اسٹیشن پر کسی ملازم سے کہہ رہا تھا کہ ہم تم سے یہ لینا نہیں مانگتا حالانکہ کانپور کی اردو بولی بوجہ قرب لکھنو کے فصیح ہے مگر اس نے کیسا بگاڑا تھا الفاظ کو۔

﴿ملفوظ 24﴾ آتا جاتا کچھ نہیں اور بڑے بننے کا فکر ہے:

ایک طالب علم نے کہیں وعظ کہا تھا اور خود ہی اسے لکھ کر حضرت والا کی خدمت میں بغرض ملاحظہ و درج رسالہ ''الامداد'' بھیجا حضرت والا نے جناب مولوی سید احمد حسن صاحب سے فرمایا کہ آپ اس کو دیکھ لیجئے اور ربط عبارت سے قطع نظر کر کے مضامین کے صحیح ہونے کی جانچ کر لیجئے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ وہ بہت غلط ہے جا بجا ترجمہ تک قرآن پاک کا غلط کیا گیا ہے اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ بھلا ان کو وعظ کے ضبط کرنے اور اس کو ''الامداد'' میں نکالنے کی ضرورت ہی کیا تھی ابھی سے بڑا بننا چاہتے ہیں اور اپنے آپ کو فاضل سمجھتے ہیں پھر دستار بندی کا قصہ بیان فرمایا کہ۔

جب ہماری کتابیں ختم ہو چکیں اور استاد نے سند دینے اور دستار بندی کی تجویز ٹھہرائی تو مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس کی بہت فکر ہوئی کہ ہم لوگ کسی قابل تو ہیں نہیں نہ ہمیں کچھ آتا ہے تو ہمیں سند دینے کی کیا ضرورت ہے جب ہم کسی قابل نہیں تو دستار بندی کرا کے کیا ہو گا سب نے آپس میں مشورہ کر کے ارادہ کیا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کی خدمت میں جو کہ ہمارے استاد ہیں عرض کریں کہ حضرت ہمارا علم ہی کیا ہے اور کس لائق ہیں اس لیے ہمیں سند وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے مگر عرض کرتے ہوئے خوف معلوم ہوتا تھا آخر کار ہمت کر کے اور دبی زبان سے عرض کیا گیا حضرت مولاناؒ نے جوش میں فرمایا کہ قسم خدا کی اب تمہیں یہاں اپنے اساتذہ کے سامنے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا علم کچھ نہیں جب تم یہاں سے جاؤ گے اور مختلف جگہوں پر منتشر ہو جاؤ گے تب تمہیں معلوم

ہو گا کہ ہمارے مقابل کوئی نہیں ہے ہم ہی ہم ہیں باقی میدان خالی ہے ﴿یعنی تمہارے علم کو کسی کا علم نہ پہنچے گا جامع عفی عنہ﴾ پھر فرمایا کہ پہلے عام مذاق یہی تھا کہ اپنے آپ کو کسی قابل نہیں سمجھتے تھے اور اب یہ ہے کہ اپنے آپ کو شروع ہی سے عالم فاضل سمجھنے لگتے ہیں۔

﴿ملفوظ 25﴾ مولانا شہید کی تواضع :

فرمایا کہ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہیدؒ سے کسی نے کہا کہ آپ بڑے عالم ہیں آپ نے جواب دیا کہ میرا علم تو کچھ بھی نہیں ان صاحب نے کہا کہ یہ آپ کی تواضع ہے کہ آپ اپنے علم کو کچھ بھی نہیں سمجھتے مولانا نے فرمایا کہ نہیں میں نے تواضع کی بات نہیں کہی بلکہ میں نے تو بڑے تکبر کی بات کہی ہے کیونکہ یہ بات کہ ''میرا علم تو کچھ بھی نہیں'' وہ شخص کہہ سکتا ہے جس کا علم بہت ہی زیادہ ہو کیونکہ اس کی نظر علم کے درجہ علیا تک ہو گی اس کو دیکھ کر وہ ایسی بات کہے گا۔

﴿ملفوظ 26﴾ مولانا شہید کی للّٰہیت :

اس سلسلہ بالا میں فرمایا کہ حضرت مولانا شہیدؒ نے ایک مرتبہ مراد آباد میں وعظ بیان فرمایا جب وعظ ختم ہو چکا اور لوگ چل دیئے تو حضرت مولانا بھی تشریف لے چلے دروازہ پر ایک بوڑھے شخص ملے انہوں نے پوچھا کہ کیا وعظ ہو چکا لوگوں نے کہا کہ ہاں ختم ہو چکا ان بوڑھے نے بہت افسوس وعظ سے محروم رہنے کا کیا اور کہا اناللہ وانا الیہ راجعون حضرت مولانا نے فرمایا کہ نہیں تم افسوس نہ کرو میں تمہیں بھی وعظ سنادوں گا اور لوگوں سے فرمایا کہ آپ لوگ جایئے اور ان بوڑھے شخص کو مسجد میں لے جا کر کل وعظ شروع سے آخر تک جو پہلے بیان ہو چکا تھا پھر سنا دیا۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ دیکھئے کس قدر للّٰہیت تھی کہ ایک شخص کی خاطر سارا وعظ پھر سے بیان فرما دیا۔

﴿ملفوظ 27﴾ مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری کی حاضر جوابی :

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ قصہ فرماتے تھے کہ کسی نے مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری کی خدمت میں اعتراضاً عرض کیا کہ مولانا اسماعیل صاحب شہیدؒ نے ایک بات تو ایسی لکھی کہ اس کی وجہ سے ان پر کفر عائد ہوئے بغیر چارہ ہی نہیں اور وہ یہ ہے کہ انہوں نے ایک جگہ لکھا ہے کہ اگر اللہ چاہے تو محمد ﷺ جیسے سینکڑوں بنا ڈالے۔

اس "بناڈالے میں" "ڈالے" کا لفظ ایسا آیا ہے جو صاف تحقیر حضور سرور عالم پر دلالت کر رہا ہے مولانا نے جواب دیا کہ بناڈالے میں لفظ "ڈالے" سے فعل کی تحقیر مقصود ہے نہ کہ مفعول کی مگر انہوں نے نہ مانا اور کہا کہ آپ تاویلیں کرتے ہیں اس سے دو یا تین دن بعد ہی وہ صاحب معترض پھر حضرت مولانا کی خدمت میں آئے اور کہا کہ آپ نے بہت سی حدیث و تفسیر کی کتابیں چھپوائیں ہیں کیونکہ آپ کے یہاں مطبع موجود ہے کاتب موجود ہیں سب سامان موجود ہے لہذا تفسیر بیضاوی بھی چھپواڈالیے۔

اس پر مولانا نے فرمایا کہ یہ وہی ڈالنا ہے جس پر اس روز مولانا شہید کی تکفیر ہوتی تھی اب آپ نے تفسیر بیضاوی کی تحقیر کی کہ چھپواڈالئے کہا اور قرآن شریف تفسیر کا جز ہے اور کُل کی تحقیر سے جُز کی تحقیر لازم آتی ہے لہذا آپ نے قرآن کی تحقیر کی اب ان صاحب کی آنکھیں کھلیں اور اس جواب کی حقیقت سمجھے۔

﴿ملفوظ 28﴾ بہت ثقاہت جتانے والے اکثر دھوکہ باز ہوتے ہیں :

فرمایا کہ بہت ثقاہت جتانے والے اکثر دھوکہ باز ہوتے ہیں جو بہت بنتا ہے وہ بہت بگڑا ہوا ہوتا ہے ایک حافظ صاحب آکر مدرسہ میں رہے اور مدرسہ کی طرف سے فوراً ان کا وظیفہ مقرر ہوگیا پھر وظیفہ لے کر فوراً انہوں نے مدرسہ سے اپنی روانگی کا ارادہ ظاہر کیا اور چلے گئے میرا قلب ان کی موجودگی میں ان سے بہت رکتا تھا اور ان کے دیکھنے تک کو دل نہ چاہتا تھا اس پر میں اپنے قلب کو بہت ملامت کرتا تھا کہ تجھے کیا ہوگیا ہے ایک مسکین شخص کی طرف سے تیرا ایسا خیال کیوں ہے سو اس کا سبب آخر کار ظاہر ہی ہوگیا پھر فرمایا کہ ایسی خرابیاں کبھی اس وجہ سے ہوتی ہیں کہ آنے والوں کی امداد فوراً آتے ہی شروع کر دی جاتی ہے سو ایسا نہ ہونا چاہئے بلکہ بعد انتظار وجانچ کے امداد ہونی چاہئے۔

۱۶ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 29﴾ آج کل کے مولوی فوجیوں سے کم نہیں :

ایک مولوی صاحب نے ایک خط میں چھ سوال دریافت کیے تھے اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ میرے خیال میں ان سب سوالات کے جوابات کیلئے اصلاح الرسوم کا دیکھنا کافی ہوگا پھر فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے انہوں نے باوجود اصلاح الرسوم سے حکم معلوم کر سکنے کے

مخالف لوگوں کو دکھلانے کیلئے یہ سوالات پوچھتے ہیں حالانکہ جو ان کے معتقد نہیں وہ ان کے موافقین اہل فتویٰ کے کب معتقد ہوں گے۔ معاند کو جواب دینا مفید نہیں بلکہ خاموشی بہتر ہے مگر مولویوں کو صبر کب آتا ہے جوش اٹھتا ہے پھر فرمایا کہ بقول مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے آج کل کے مولوی فوجیوں سے کم نہیں وہ پلٹن اور رسالہ سے لڑتے ہیں یہ کتاب اور رسالہ سے۔

﴿ملفوظ 30﴾ بیماری میں بھی چوچلے :

فرمایا کہ ایک صاحب کا خط آیا ہے اس کی تمہید عجیب ہے پہلے ان کا خط آیا تھا میں نے اس کا جواب بھیجا تھا اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس وقت ساڑھے سات بجے ہیں اور میں بوجہ مرض بستر پر پڑا ہوں۔ نامہ بر کا انتظار تھا کہ اتنے میں اس نے آکر نامہ مبارک میرے سینے پر رکھ دیا پھر فرمایا کہ یہ بھی عجیب لکھنے کا طرز ہے بھلا وقت لکھنے کی مجھے کیا ضرورت تھی اور نامہ بر نے کیا واقعی ان کے سینہ پر خط رکھا ہوگا بیماری میں بھی انہیں یہ چوچلے سوجھتے ہیں۔

۷ اربیع الاول ۱۳۳۵ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 31﴾ وعظ میں مسائل فقیہ نہیں بیان کرنے چاہئے :

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ ایک عورت کی ایک لڑکی ہے اس لڑکی کی عمر ۱۴ یا ۱۵ سال ہے وہ قابل شادی ہے اس کی ماں چاہتی ہے کہ میں اس کا نکاح کسی نیک لڑکے سے کر دوں اور نہ میرے پاس کچھ خرچ کرنے کو ہے اور نہ میں لڑکے والے کا کوئی پیسہ خرچ کراؤں اس لڑکی کا باپ پردیس میں جمناپار ہے اس کو لکھا تھا اس نے جواب دیا کہ میری تو ابھی فرصت آنے کی نہیں ہے اب وہ عورت خود اپنی رائے سے اس لڑکی کا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔

فرمایا کہ اول تو اس لڑکی کی عمر ٹھیک ایک بتلاؤ کہ ۱۴ چودہ سال کی ہے یا ۱۵ پندرہ کی اس پر انہوں نے عرض کیا کہ چودہ سال کی۔ فرمایا کہ ابھی تک تو شک تھا اب یقین ہو گیا پھر حضرت والا نے فرمایا کہ اس لڑکی کو مثل عورتوں کے ایام ماہواری ہوتے ہیں یا نہیں انہوں نے عرض کیا کہ یہ تو نہیں معلوم فرمایا کہ عورتوں کے ذریعہ سے یہ بات پوچھو اور اس کے باپ کے پاس خط بھیج دو یا کسی مزدور کو بھیج دو اور خط میں لکھ دو کہ ہم نے تمہاری لڑکی کا نکاح فلاں جگہ ٹھہرا لیا ہے اگر تم مجھے اجازت دو اپنی طرف سے تو میں اس کا نکاح کر دوں۔

اگر تمہیں اس کا باپ اجازت لکھ دے گا کہ ہاں کر دو تو تم بجائے باپ کے ہو جاؤ گی اور نکاح کرا سکتی ہو مگر کہیں جواب آتے ہی نکاح پڑھا کر مت بیٹھ رہنا میں تمہیں پھر اور مسئلہ بتاؤں گا جب لڑکی کے باپ کا جواب آجائے تو جو کچھ وہ لکھے اس کو مجھ سے آکر کہنا اور ایک لڑکی کے ایام ماہواری کی بابت پوچھ کر آنا تب تمہیں اور مسئلہ بتاؤں گا بتا تو ابھی دیتا مگر ابھی بتانے سے تم جھگڑے میں پڑ جاؤ گے اور کچھ کا کچھ کر بیٹھو گے اسی لیے ابھی نہیں بتاؤں گا پھر فرمایا کہ پہلے مجھے یہ خیال ہوا کرتا تھا کہ پرانے علماء اپنے وعظ میں بجز مضامین ترغیب و ترہیب کے مسائل فقہیہ نہیں بیان کرتے تھے اس کی کیا وجہ تھی ایک مرتبہ میں نے لکھنؤ میں تین چار مسئلے سونے چاندی کے زیور کی خرید و فروخت کے متعلق اپنے وعظ میں بیان کیے جب لوگ وہاں سے منتشر ہوئے تو انہوں نے ان مسائل کا اعادہ کیا اور بوجہ پورا ضبط نہ رہنے کے ایک مسئلہ کو دوسرے میں مخلوط کر کے آپس میں اختلاف کیا پھر معاملہ میرے سامنے تک آیا تب مجھے خیال ہوا کہ واقعی یہی وجہ تھی علماء کے مسائل فقہیہ واعظوں میں نہ بیان کرنے کی کہ لوگ ان میں خلط اور گڑبڑ کر لیتے ہیں۔

اس لیے یہی مناسب ہے کہ جب لوگوں کو کوئی معاملہ پیش آئے تو وہ علماء کے سامنے بیان کریں اور اس وقت ان کو اس کے متعلق جواب دیا جائے پہلے سے بتانا ٹھیک نہیں کہ یوں ہو تو یوں کرنا اور اس طرح ہو تو یہ حکم ہے بس اس سے آدمی گڑبڑ میں پڑ جاتے ہیں۔

﴿ملفوظ 32﴾ معمولی جھگڑے کی وجہ سے ساری جائیداد ختم :

کسی صاحب پر کسی شخص نے جھوٹی نالش روپیہ کی جعل بنا کر کر دی تھی اس کا مقدمہ چل رہا تھا اسی مقدمہ بازی کے سلسلہ میں فرمایا کہ سنا گیا ہے کہ ایک شخص کی جائیداد اس کی وفات پر اس کے بیٹوں میں تقسیم ہوئی تمام جائیداد اور باغات وغیرہ باآسانی بٹ گئے مگر ایک امرود کے درخت پر جھگڑا ہوا آخر کار مقدمہ بازی کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں کی تمام جائیداد ختم ہو گئی اور آخر میں یہ فیصلہ ہوا کہ درخت کو کاٹ کر لکڑیاں آپس میں تقسیم کر لیں فرمایا کاش وہ پہلے آپس میں یہی فیصلہ کر لیتے۔

﴿ملفوظ 33﴾ ایک فارغ العلم کی دستار بندی :

فرمایا کہ کانپور میں تقریباً ایک درجن مدرسے ہیں ایک طالب علم دو مدرسوں میں

مشترک تھے ایک میں کچھ ابتدائی کتابیں پڑھی تھیں دوسرے میں انتہا ہوئی تھی جب سند دینے اور دستار باندھنے کا وقت آیا تو مستحق وہی مدرسہ تھا جہاں کہ انتہا ہوئی تھی مگر پہلے مدرسہ والوں نے ان طالب علم کو کچھ روپیہ وغیرہ کا لالچ دے کر کچھ نیم راضی سا کر لیا کہ تم اپنی دستار بندی ہمارے مدرسہ میں کراؤاس مدرسہ میں نہ کراؤ جب اس مدرسہ والوں کو یہ معلوم ہوا کہ قصہ یہ ہے تو انہوں نے ان طالب علم صاحب کو بلایا اور ایک کوٹھڑی وغیرہ میں بٹھلا کر ان کی خوب خاطر کی اور مہتمین کسی بہانے سے کوٹھڑی سے باہر چلے گئے اور کوٹھڑی کی کنڈی بند کر دی وہ طالب علم بیچارے بند ہو گئے نماز وغیرہ بھی بیچارے نے وہیں پڑھی ہو گی مگر پاخانے وغیرہ کی سخت مصیبت ہوئی ہو گی کیسی واہیات بات کی۔

پھر اگلے دن صبح کو جب جلسہ کا وقت ہوا اور لوگ جمع ہو گئے اور سب طالب علموں کی دستار بندی ہو چکی تو ان طالب علم کو بھی کوٹھڑی سے نکال کر لائے اور مجمع بٹھایا اور ان کی دستار بندی کرا کر کہا کہ اب جہاں تمہارا دل چاہے جاؤ۔

اس پر مفتی محمد فضل اللہ صاحب نے عرض کیا کہ اگر وہ طالب علم سب حال کھول دیتے تو کیا ہوتا حضرت والا نے جواب دیا کہ کہہ دیتے کہ جھوٹ کہتے ہیں اس پر مفتی صاحب نے کہا کہ یہ اور برائی تھی کہ جن کی دستار بندی ہو رہی ہے انہوں نے ابھی سے جھوٹ بولنا شروع کر دیا تو آئندہ کیا کریں گے اس پر حضرت نے فرمایا کہ وہ فارغ العلم تھے نہ کہ فارغ العمل۔

﴿ملفوظ 34﴾ امام صاحب کو تنخواہ میں چنے ملنے سے امامت کا عذر :

فرمایا کہ حافظ صاحب بڑے بزرگ صاحب نسبت متقی شخص تھے ریاست میں امامت پر ملازم تھے ایک مرتبہ ریاست کی طرف سے تنخواہ میں بجائے روپیوں کے جملہ ملازمین کو چنے دیئے گئے چنانچہ حافظ صاحب کو بھی چنے ہی ملے بیچارے بہت پریشان کہاں تک چنے کھاتے اور نواب صاحب سے کچھ عذر کرنا چنوں کے نہ لینے کا مناسب نہ خیال کیا ایک ترکیب کی کہ جب نماز کا وقت ہو جھٹ وضو کر اور دو ایک آدمیوں کو ساتھ لے جو اس وقت موجود ہوں جماعت سے نماز پڑھ کے بیٹھ جائیں لوگ کہیں کہ حافظ صاحب نماز پڑھایئے جواب میں فرمائیں کہ بھائی پڑھ لی کچھ عذر تھا اس لیے جلد پڑھ لی۔

جب چند روز متواتر یہی قصہ لوگوں نے دیکھا کہ حافظ صاحب لوگوں کے آنے سے

پہلے ہی جماعت کر لیتے ہیں اور فرما دیتے ہیں کہ کچھ عذر ہے اور عذر کو ظاہر بھی نہیں کرتے لوگوں کو ناگوار ہوا۔ نواب صاحب تک شکایت پہنچائی نواب صاحب کو بھی ناگوار ہوا اور حافظ صاحب کو بلا کر دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے آپ اس قدر جلد نماز کیوں ادا کر لیتے ہیں جواب میں فرمایا کہ ہے تو شرم کی بات مگر کیا کروں جب آپ دریافت کرتے ہیں تو عرض کرتا ہوں کہ چنے کھانے کی وجہ سے وضو نہیں ٹھہرتا اس لیے فوراً وضو کر کے فوراً ہی نماز ادا کر لیتا ہوں۔ نواب صاحب نے کہا کہ اوہو آپ بھی بڑے حضرت ہیں یہ معاملہ تھا اور حکم دے دیا کہ تنخواہ میں مولوی صاحب کو روپیہ دے دیئے جائیں پھر فرمایا کہ چاہے بزرگ ہی کیوں نہ ہو جائیں جن کی طبیعت میں ذکاوت و مزاح ہوتا ہے وہ ہر وقت ظاہر ہوتا ہے۔

﴿ملفوظ 35﴾ بھانڈوں کی سوجھ:

کسی مفید بات کے سلسلہ میں ﴿جو کہ مجھے یاد نہ رہی جامع عفی عنہ﴾ فرمایا کہ بھانڈ بھی عجیب ہوتے ہیں کسی کو نہیں چھوڑتے اور سب سے پہلے اس کی خبر لیتے ہیں جس کے یہاں جاتے ہیں ایک رئیس نے بھانڈ کو انعام میں دوشالہ دیا مگر وہ ذرا پرانا سا تھا کچھ سوراخ بھی تھے بس بھانڈوں نے اس کو تان لیا اور ایک اسے خوب غور سے دیکھنے لگا دوسرے نے پوچھا کہ کچھ پڑھنے میں آیا کیا لکھا ہے اس نے کہا ہاں یہ لکھا ہے لا الٰہ الا اللہ پھر پوچھنے والے نے کہا اور محمد رسول اللہ کہاں گیا اس نے جواب دیا کہ جس وقت یہ دوشالہ بنا گیا تھا اس وقت محمد ﷺ رسول تھے ہی کہاں جو لکھا جاتا یعنی یہ دوشالہ گویا کہ محمد رسول اللہ کے وقت سے بھی پہلے کا بُنا ہوا ہے اس کے پرانے ہونے کو اس خوبی سے ظاہر کیا پھر فرمایا کہ ان بھانڈوں کو سوجھ کس قدر جلد جاتی ہے اور ایک سے دوسرے کے قلب میں القاکس قدر جلد ہو جاتا ہے کہ جو ایک کرنا شروع کرتا ہے اس کی موافقت سے سب کرنے لگتے ہیں۔

﴿ملفوظ 36﴾ قصائیوں کی مسجد کا امام اور گوشت سے محروم:

فرمایا کہ عبدالرحیم ﴿جو کہ قصائیوں کی ایک مسجد میں تھانہ بھون میں رہتے ہیں جامع عفی عنہ﴾ ایک نعمت سے محروم ہیں وہ گوشت بالکل نہیں کھاتے اور اس محلہ میں گوشت اچھا ہوتا ہے پھر فرمایا کہ میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ اگر تمہیں کوئی گوشت دے دیا کرے تو لے لیا کرو واپس کیوں کر دیتے ہو مجھے بھیج دیا کرو میں کھا لیا کروں گا وہاں کے قصائی بیچارے گوشت

وغیرہ ان کو دیتے ہیں اسی سلسلہ میں فرمایا کہ حضرت حافظ صاحبؒ کی جب کوئی قصائی دعوت کرتا تو بہت خوش ہوتے کہ گوشت اچھا کھانے کو ملے گا۔

﴿ملفوظ 37﴾ خواب میں مواخذہ خداوندی سے بچنے کیلئے تحریر نبوی :

فرمایا کہ حضرت حافظ ضامن صاحبؒ نہایت آزاد منش تھے آپ کے یہاں کبوتر بھی پلے ہوئے تھے مگر اڑاتے نہ تھے کبوتروں کے قصہ پر فرمایا کہ محمد ہاشم دیوبندی پسر مولوی محمد قاسم کمشنر بندوبست گوالیار نے مجلس میں بیان کیا کہ میں نے حضور سرور عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ تشریف فرما ہیں اور آپؐ کے سامنے کبوتر پھر رہے ہیں انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ یارسول اللہ آپؐ تو کبوتروں سے منع فرماتے ہیں اور آپؐ نے کبوتر پالے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ بھائی میں نے پالنے کو منع کب کیا ہے اڑانے کو منع کیا ہے پھر انہوں نے ایسی حالت دیکھی کہ گویا قیامت قائم ہے انہیں اپنا خوف ہوا کہ میں مواخذہ اور دوزخ سے کس طرح بچوں حضور ﷺ سے عرض کیا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہیں تم ڈرو نہیں تم سے کوئی کچھ نہیں کہے گا تم چلے جاؤ۔

انہوں نے پھر عرض کیا کہ حضرت ﷺ مجھے تو خوف معلوم ہوتا ہے حضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا ہم رقعہ لکھ دیتے ہیں اس کے ذریعہ سے تم بلا خوف چلے جانا چنانچہ رقعہ حضور ﷺ نے تحریر فرمادیا پھر مفتی محمد فضل اللہ صاحب نے عرض کیا لو حضور ﷺ تو دنیا میں تحریر نہ فرما سکتے تھے اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ خواب میں صورت مثالیہ نظر آتی ہے یا یوں کہا جائے کہ دنیا میں حضور ﷺ کا کتابت سے منزہ ومبرا رہنا اس حکمت سے تھا تاکہ تلبیس نہ ہو اور چوں کہ آخرت میں یہ غرض مقصود نہیں اس لیے ممکن ہے کہ حضورؐ وہاں کتابت فرماسکیں۔

﴿ملفوظ 38﴾ سرسید احمد کا تحمل :

کسی مفید گفتگو کے سلسلہ میں ﴿جو کہ مجھے یاد نہ رہی جامع عفی عنہ﴾ فرمایا کہ سرسید احمد خان کی ہجو کسی نظم میں لکھی اور مدرستہ العلوم کے خاص دروازہ چوکھٹ پر کھڑے ہوکر وہ پڑھی گئی۔ سرسید احمد خان نے مکان سے نکل کر کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ میری قوم مجھے یاد تو کرتی ہے اور پچیس روپے ان صاحب کو دیئے پھر فرمایا کہ وہ صاحب بھی کمال کرتے تھے وہ

روپے لے لیے پھر فرمایا کہ اس سے سر سید احمد خان کا متحمل ہوتا ثابت ہوتا ہے۔

﴿ملفوظ 39﴾ پیر کو دادی کی سڑی ہوئی گالی :

فرمایا کہ دیہاتی لوگ بیچارے سیدھے اور سادہ لوگ ہوتے ہیں پھر فرمایا کہ گوجر کی قوم گالیاں بہت بکتی ہے اس پر ایک قصہ بیان فرمایا کہ عبدالرحمٰن خان صاحب تھانوی جب اپنے گاؤں کو گئے تو ایک گوجر کے یہاں اترے وہ لوگ ان کو پیر مانتے ہیں اس کے پوتے وغیرہ ان کو اپنے گھر ٹھہرانے کی ضد کرنے لگے انہوں نے عذر کیا کہ کام ہے واپس جاؤں گا پوتے نے اپنے دادا سے کہا کہ دادا یہ پیر نہیں ٹھہرتا اس گوجر نے سڑی ہوئی دادی کی گالی دے کر کہا کہ یہ پیر ایسے ہی ہووے ہیں یہ کسی کا تھوڑا ہی کرے ہیں یہ تو اپنے دل آئی ہی کرے ہیں اس پر عبدالرحمٰن خان صاحب نے فرمایا کہ واہ چودھری خوب ہی اچھا پیر بنایا ہے میری دادی کو ہی سنگوانے لگے۔

﴿ملفوظ 40﴾ انگریزی خواں کی علمیت :

فرمایا کہ ایک انگریزی خواں نے اعتراض کے لفظ کو ﴿ز﴾ سے لکھا اس پر کسی نے اعتراض کیا کہ آپ نے اعتراض میں آخر میں ز﴿ لکھی ہے انہوں نے کہا کہ میں بھول گیا ﴿ظ﴾ لکھنی چاہئے تھی پھر فرمایا کہ اس سے تو اقرار کر ہی لیتے کہ مجھے معلوم نہیں کہ اعتراض کے آخر میں کیا حرف ہے انہوں نے تو اپنا جاننا جتلایا کہ ہم جانتے ہیں بھول کر لکھ گئے ہیں۔

﴿ملفوظ 41﴾ فارغ البال :

کسی مفید گفتگو کے سلسلہ میں فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ ایک ہندو منصف کو جن کے پلک اور بھوں وغیرہ پر بھی بالکل بال نہ تھے فارغ البال کہا کرتے تھے ﴿یعنی بالوں سے فارغ جامع عفی عنہ﴾ پھر فرمایا کہ وہ ویسے بھی فارغ البال تھے کیونکہ بڑی معقول تنخواہ کے ملازم تھے۔

۱۸ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 42﴾ طالب کی مصلحت معلوم کیے بغیر کام شروع کرنا مناسب نہیں :

ایک طالب علم ڈھاکہ سے تھانہ بھون مدرسہ امداد العلوم میں پڑھنے کی غرض سے

حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت والا نے دریافت فرمایا کہ تمہاری شادی ہو گئی ہے کہا ہو گئی ہے پھر فرمایا کہ بیوی کا نان نفقہ تمہارے والد دیں گے یا کیا انتظام ہو گا جواب دیا کہ جی ہاں والد دیں گے پھر دریافت فرمایا کہ تمہارے والد کیا کام کرتے ہیں انہوں نے کہا کاشتکاری پھر فرمایا کہ تم نے بیوی سے بھی یہاں آنے کی اجازت لے لی ہے یا نہیں انہوں نے کہا جی ہاں لے لی ہے پھر دریافت فرمایا کہ بیوی نے خوشی سے اجازت دی یا زبردستی سے انہوں نے کہا کہ خوشی سے پھر حضرت والا نے فرمایا کہ تم کیا پڑھو گے انہوں نے عرض کیا کہ میزان منشعب وغیرہ پھر فرمایا کہ یہ ابتدائی چھوٹی چھوٹی کتابیں تو تم اپنے وطن میں بھی پڑھ سکتے تھے اس کی کیا وجہ ہے کہ وطن چھوڑ کر یہاں آئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ والد نے یہی حکم دیا ہے کہ تم وہاں جا کر پڑھو حضرت والا نے فرمایا کہ تم نے والد سے یہ کیوں نہ کہا کہ میں یہ کتابیں یہیں وطن میں پڑھ سکتا ہوں پھر آپ مجھے اتنی دور کیوں بھیجتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ میں نے تو ان سے یہ نہیں کہا۔ فرمایا کہ تو اس کی وجہ بتاؤ کہ یہاں آکر پڑھنے میں کیا مصلحت ہے انہوں نے کہا کہ میں اس کا کچھ جواب نہیں دے سکتا اس پر فرمایا کہ اچھا تم اپنے والد کو خط لکھو اور اس میں یہ لکھو کہ مجھ سے مدرسہ والوں نے یہ سوال کیے کہ تم ابتدائی چھوٹی کتابیں پڑھنے کیلئے کس مصلحت سے آئے ہو جبکہ یہ ابتدائی تعلیم تمہارے وطن میں بھی ہو سکتی ہے میں اس کا جواب نہ دے سکا لہذا آپ اس کا جواب لکھئے کہ آپ نے مجھے اس قدر دور اس ابتدائی تعلیم کیلئے کس مصلحت سے بھیجا ہے اور اس خط کا مضمون مجھے سنا دینا اور جو کچھ جواب آئے اس سے مجھے اطلاع دینا پھر فرمایا کہ طالب کی بغیر مصلحت معلوم کیے ہوئے کام شروع کر دینا ہرگز مناسب نہیں ان کا اس کام کیلئے وطن سے بے وطن ہو جانا ہرگز مناسب نہیں خواہ مخواہ گھر چھوڑنا مصلحت کے خلاف ہے اور مصلحت میری سمجھ میں تو کوئی آتی نہیں اس لیے اس کاوش کی ضرورت ہوئی اس سے مصلحت متعین ہو جائے گی۔

﴿ملفوظ 43﴾ حزب البحر وغیرہ کی اجازت کا مطلب :

ایک صاحب نے جو کہ حضرت والا سے بیعت بھی تھے حزب البحر کے پڑھنے کی اجازت چاہی فرمایا کہ اس میں اجازت کی تو کوئی ضرورت نہیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ محض برکت کی غرض سے چاہتا ہوں فرمایا کہ اچھا دعا کرتا ہوں کہ اللہ پاک اس عمل کی توفیق عطا فرمادیں اور اس عمل کو قبول فرمائیں۔

جناب مولوی سید احمد حسن صاحب نے عرض کیا کہ اجازت سے مقصود لوگوں کا دعا ہی ہوتا ہے فرمایا کہ نہیں چنانچہ اگر محض دعا کر دی جائے تو ان کی قناعت نہیں ہوتی اور اگر اجازت دے دی جائے اور دعا نہ کی جائے تو قناعت ہو جاتی ہے اس سے ظاہر ہے کہ دعا مقصود نہیں پھر مولوی سید احمد حسن نے دریافت فرمایا کہ اگر کسی کا یہ گمان ہو کہ اگر میں دلائل الخیرات یا حزب البحر وغیرہ کو بلا اجازت پڑھوں گا تو برکت باطنی حاصل نہ ہوگی تو اس کو بلا اجازت پڑھنے سے برکت باطنی حاصل ہوگی یا نہیں۔ فرمایا کہ جب اس کا خیال یہ ہے کہ بدون اجازت برکت نہ ہوگی تو بلا اجازت پڑھنے سے برکت باطنی حاصل نہ ہوگی انا عند ظن عبدی بی۔

﴿ملفوظ 44﴾ بلاوجہ اخبار والوں کی کاوش :

فرمایا کہ اخبار والے خواہ مخواہ میرے پاس پرچے بھیجتے ہیں ایک اخبار کے کئی پرچے میرے پاس آ چکے ہیں۔

﴿ملفوظ 45﴾ بغیر مال کے لوگوں کی نظر میں مالدار :

فرمایا کہ بعض لوگوں کا میری نسبت یہ خیال ہے کہ ان کی مطبع امداد المطابع واقع تھانہ بھون میں ضرور شرکت ہے حالانکہ مجھے اس سے انتظامی یا مالی کسی قسم کا کچھ بھی تعلق نہیں اور ایک صاحب نے تو مجھ سے بیان کیا کہ ایک شخص ان سے کہتے تھے کہ اب تو وہ ﴿یعنی حضرت والا۔ ۱۲ جامع عفی عنہ﴾ لکھ پتی ہو گئے ہیں مطبع کر لیا ہے پھر فرمایا کہ اللہ پاک کا شکر ہے کہ دنیاداروں کی نظروں میں حقارت نہیں بلکہ اعزاز ہے۔ حالانکہ اللہ پاک نے اس مال سے معرا فرمایا ہے۔ ایک تو اس کی یہ نعمت ہے اور دوسری یہ نعمت ہے کہ لوگوں کی نظروں میں بغیر مال کے ہی معزز فرما دیا آجکل متمول کی ہی عزت ہے غریب بیچاروں کی عزت نہیں۔

﴿ملفوظ 46﴾ طالب علم کے طرز تحریر پر اظہار تاسف :

ایک طالب علم صاحب نے اپنے آپ کو اپنے خط میں لکھا تھا احقر العبد نیاز محمد فرمایا کہ مسلمان ہو کر اور اپنے آپ کو ابعد لکھے افسوس ہے سب طالب علمی اس میں ختم ہو گئی۔

﴿ملفوظ 47﴾ گورکھپور کا طرز معاشرت :

ایک صاحب کی نسبت حضرت والا نے فرمایا کہ انہیں تین سو روپیہ ماہوار کی آمدنی ہے

ان صاحب کا خط آیا تھا اور بیماری کو لکھا تھا اور دعا کے واسطے عرض کیا تھا مولوی احمد حسن صاحب نے فرمایا کہ وہ خرچ بہت معمولی کرتے ہیں حضرت والا نے فرمایا کہ اس طرف ﴿یعنی گورکھپور بستی کی طرف﴾ لوگ عام طور پر بہت کم خرچ کرتے ہیں غریبوں کی طرح رہتے ہیں۔

ایک گاؤں کا مالک اپنے آپ کو کچھ بھی نہیں سمجھتا امیر بالکل غریبوں کی طرح رہتے ہیں اور ڈرتے بہت ہیں خلاف اس طرف کے ذرا سا زمیندار ڈپٹی کلکٹر کی برابر بیٹھنے کو موجود ہے اور حضرت والا نے فرمایا کہ جب وہ یہاں تھے تو یہاں بھی بہت کم خرچ کرتے تھے غریبوں کی طرح رہتے تھے۔

﴿ملفوظ 48﴾ ملبوس شیخ کا معاملہ :

فرمایا کہ میں ایک مرتبہ میرٹھ گیا جن کے یہاں میں اس وقت بیٹھا تھا وہیں ایک صاحب جو کہ حضرت حاجی صاحبؒ سے اجازت یافتہ اور صاحب سلسلہ شخص ہیں مرید بھی کرتے ہیں مقیم تھے انہوں نے حضرت حاجی صاحبؒ کی عطیہ چادر نکال کر سب کو دکھلائی اور لوگوں نے اس کو چومنا اور آنکھوں سے لگانا شروع کیا میں بہت پریشان ہوا کہ اگر میں بھی یہی عمل کرتا ہوں تو لوگوں کے واسطے سند ہوتی ہے اور منع کرنے کو دل گوارا نہیں کرتا کہ اپنے شیخ کا ملبوس ہے کس دل سے کچھ کہوں آخر کار وہ صاحب میرے پاس بھی لائے اور کہا کہ بزرگوں کا تبرک مذکر ہوتا ہے۔ وغیرہ میں نے کہا کہ جی ہاں اور اس کو دیکھ کر ویسے ہی چھوڑ دیا۔

مندرجہ بالا قسم کی کوئی تعظیم ظاہری نہ کی میرے اس عمل سے کچھ مجلس پھیکی پڑ گئی اور وہ بات جو مقصود ان کا تھا حاصل نہ ہوئی پھر فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے یہاں سب قسم کے لوگ شامل تھے اور اجازت بھی دو قسم کی تھی ایک تو وہ کہ حضرت حاجی صاحبؒ خود اپنی رائے سے اجازت مرحمت فرماتے تھے دوسری وہ کہ بعض لوگ خود حضرت حاجی صاحبؒ سے عرض کرتے کہ حضرت میں لوگوں کو اللہ کا نام بتلا دیا کروں حضرت فرماتے کہ اچھا بھائی بتلا دیا کرو ایسے اجازت یافتہ اصحاب کی نسبت فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ بھائی میں کس طرح کہہ دوں کہ تم اللہ کا نام نہ بتلایا کرو پھر فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے اخلاق نہایت وسیع تھے اور حسن ظن غالب تھا اس وجہ سے اس قسم کے اجازت یافتہ بھی لوگ ہیں۔

﴿ف﴾ حضرت حاجی صاحبؒ سے بوجہ غلبہ ادب کے ایسی اجازت کا صدور ہوتا تھا

باقی بہتر اور افضل یہی ہے کہ ایسے اشخاص کو اجازت طلب کرنے پر منع کر دیا جائے اور روک دیا جائے کیونکہ اس اجازت کے وہ اہل نہیں ہیں تو ان سے مخلوق کو ضرر پہنچے گا اور طالب ایسے اشخاص کے پھندے میں پھنس کر اپنے مقصود سے محروم رہیں گے اور مخلوق خدا دھوکہ میں مبتلا ہو گی۔ ﴿جامع عفی عنہ﴾

۱۹ ربیع الاول ۳۵ھ بروز یک شنبہ

﴿ملفوظ 49﴾ نئی روشنی کے لوگوں کا اسلام :

ایک صاحب نو مسلم جنہوں نے اپنے آپ کو الہ آباد کا ساکن ظاہر کیا حاضر خدمت حضرت والا ہوئے اور یہ مسئلہ پیش کیا کہ ان کے والد نے جو کہ ہنوز کفر پر قائم ہیں تمام جائیداد اپنی اپنے دوسرے بیٹوں کو جو کافر ہیں دیدی ہے اور ان کو نہ دی اس پر نو مسلم صاحب نے بیرسٹروں وغیرہ سے رائے لی تو ان کو معلوم ہوا کہ ان کو قانوناً مل سکتی ہے پھر انہوں نے علماء سے رجوع کیا چنانچہ حضرت والا کی خدمت میں بھی بغرض استمداد حاضر ہوئے۔

حضرت والا نے فرمایا کہ قانون اسلام کی رو سے اجازت نہیں کہ آپ زبردستی اپنے والد کی جائیداد میں سے حصہ لیں آپ کے والد کی چیز ہے انہیں اختیار ہے چاہے جس کو دیں چاہے جس کو نہ دیں آپ کو ملنے کی کوشش بالکل نہ کرنا چاہئے جس اللہ کو راضی کرنے کیلئے آپ نے دین حق یعنی اسلام قبول کیا اب آپ پرایا مال لے کر اسے ناراض کرنا چاہتے ہیں تو پھر کیا فائدہ ہوا ہم اس میں کسی قسم کی امداد نہیں کر سکتے ہیں۔ اس پر اس نو مسلم صاحب نے عرض کیا کہ مل تو سکتی تھی حضرت والا نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے میری بات آپ کے ذہن میں نہیں آئی ورنہ آپ یہ نہ کہتے کہ مل تو سکتی ہے ایک چور' چوری کرے اور اس کو پورا یقین ہو کہ میں چوری کے مال پر قابض ہو جاؤں گا تو کیا قانوناً اس کے واسطے چوری جائز ہو سکتی ہے ہرگز نہیں بس اسی طرح سمجھ لیجئے بیرسٹروں اور وکیلوں نے ان نو مسلم سے کہہ دیا تھا کہ کافروں کا مال جس طرح بھی ہو سکے لینا جائز ہے۔

اس پر حضرت نے فرمایا کہ ڈکیتی جائز ہے تو یہ بھی جائز ہے قانون اسلام میں یہ بالکل ڈکیتی ہے کیا کوئی ڈاکہ ڈالنے کی اجازت دے سکتا ہے پھر فرمایا کہ نئی روشنی کے لوگوں کا یہ اسلام ہے ان کو احکام اسلامی سے کچھ مطلب نہیں ہے۔ اس پر قوم کے لیڈر بنتے ہیں ان کو خدا

اور رسولؐ کے احکام کی مطلق پرواہ نہیں۔

پھر ان نو مسلم صاحب سے فرمایا کہ آپ خدا پر بھروسہ کر کے اپنے قوت بازو سے کما کر کھایئے ان کے مال پر نظر نہ کیجئے کیا دنیا میں سب جائیداد والے ہی ہیں ہزار میں سے دو یا تین صاحب جائیداد ہوں گے۔ ورنہ سب بیچارے غربا ہی زیادہ ہیں۔ اللہ پاک سب کو کھانے اور پہننے کو دیتے ہیں پھر ان نو مسلم صاحب نے کہا کہ میں آج رات کو یہاں قیام کر سکتا ہوں۔

حضرت والا نے فرمایا کہ میں آپ کے اس بے تکلف کے سوال سے بہت خوش ہوا آپ قیام تو سرائے میں فرمائیں اور خرچ وغیرہ کی اگر کچھ کمی ہو تو مجھ سے لیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں خرچ تو میرے پاس موجود ہے اور یہ کہہ کر وہ نو مسلم حضرت کی خدمت سے چلے گئے ان کے جانے کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ یہ صاحب بہت بے باک تھے بے تکلف جرأت کے ساتھ بولتے تھے یہ ان کی بے باکی کچھ شکوک پیدا کرتی تھی اس لیے میں ان کے ساتھ بالکل بے مروتی سے پیش آیا۔

﴿ملفوظ 50﴾ مسلمانوں کی حکومت سے محرومی کی ایک انگریز کے نزدیک وجہ :

فرمایا کہ ایک مرتبہ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے وعظ فرمایا اس وعظ میں ایک انگریز ریذیڈنٹ بھی شریک تھے جب وعظ ختم ہوا تو ان ریذیڈنٹ صاحب نے کھڑے ہو کر سب اہل مجلس سے کہا کہ میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ مسلمانوں سے سلطنت کیوں نکل گئی مختلف لوگوں نے اس سوال کے مختلف جواب دیئے آخر میں ان انگریز نے کیسی سمجھ کا جواب دیا کہ میری رائے میں تو سلطنت نکل جانے کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ سلطنت کے اہل تھے ﴿مثل شاہ صاحب کے﴾ انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور دنیا پر لات ماردی اور جو اس کے لائق نہ تھے ان کے ہاتھ میں آئی انہوں نے اس کو برباد کیا۔

﴿ملفوظ 51﴾ نئی روشنی کے اُمراء فرعون بنے بیٹھے ہیں :

نمبر 49 میں جن نو مسلم صاحب کا ذکر آیا ہے۔ انہوں نے حضرت والا کے نصیحت آمیز کلمات سن کر یہ کہا تھا کہ سب سے پہلے امراء مسلمان جو برے کاموں میں مشغول ہیں ان کی اصلاح کرنی چاہئے حضرت والا نے فرمایا کہ بیچارے پرانے امراء دین کے اندر دخل نہیں دیتے بلکہ وہ اپنے آپ کو گنہگار سمجھتے ہیں اگر ذرا سا بچہ بھی انہیں برا بھلا کہہ لے تو چپکے سے سن لیتے خرابی تو ان نئے امراء کی ہے جو اپنے کو فرعون سے بڑھ کر سمجھتے ہیں دین میں بھی یہ

لوگ دخل دیتے ہیں پرانے مذاق کے امراء میں کبر نہیں ہے اور نئی روشنی والے سخت متکبر ہیں اور یہ کفر کا بھی باپ ہے کیونکہ کبر ہی سے کفر پیدا ہوتا ہے اور اس کے معالجہ میں اس کو صرف برا سمجھنے سے کام نہیں چل سکتا بلکہ یہ عملاً اس کی مخالفت کرنے سے ہی دفع ہوتا ہے۔

﴿ملفوظ 52﴾ کبر کی مذمت کا واقعہ :

کبر کی ندامت کے سلسلہ میں ایک قصہ بیان فرمایا کہ مولوی محمد مظہر صاحبؒ نانوتوی پلنگ پر پائنتی کی طرف بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں نائی خط بنانے کی غرض سے آیا مولانا نے سرہانے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ بھائی بیٹھ جا اس نے سرہانے بیٹھنے سے انکار کیا مولانا نے فرمایا کہ تُو تو کھڑا ہے اور خالی جگہ میں بیٹھتا نہیں میں بیٹھا ہوا ہوں مجھے کیا ضرورت ہے کہ بیٹھا ہوا اُٹھوں اور تکلیف گوارا کروں حجام نے عرض کیا کہ مجھ سے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ سرہانے بیٹھوں مولانا نے فرمایا کہ تو بھائی جب مجھے سرہانے بیٹھا دیکھے جب آکر خط بنا دیجیو آخر کار لوگوں نے کہا کہ بھائی بنا دے وہ تو اُٹھیں گے نہیں۔

﴿ملفوظ 53﴾ خاندان کی عزت بنا دی یا ڈبو دی :

فرمایا کہ مجھے اپنا قصہ بچپن کا خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ میں نکلا ہوا جا رہا تھا دو شخص آپس میں میری بابت کہنے لگے کہ اس نے تو بالکل خاندان کی عزت ہی ڈبو دی نائی کو بھی السلام علیکم قصائی ملے اس کو بھی السلام علیکم سقہ اور دھوبی کو بھی السلام علیکم غرضیکہ ہر شخص کو السلام علیکم ہی کرتا ہے خواہ کوئی ہو اس نے تو بالکل عزت خاک میں ملا دی پھر فرمایا کہ لوگ تو بس اس کو عزت سمجھتے ہیں کہ اپنے آپ کو فرعون سے بڑھ کر سمجھے۔

﴿ملفوظ 54﴾ مولانا مظفر حسین پر سونے کے کھنڈوے چوری کرنے کا الزام :

کبر کی مذمت کے سلسلہ میں ایک قصہ بیان فرمایا کہ مولانا مظفر حسین صاحبؒ ایک مرتبہ سفر میں بیڈولی کی سرائے میں ٹھہرے وہیں ایک بنیا بھی ٹھہرا ہوا تھا اس بنیئے کے ساتھ اس کا لڑکا بھی تھا جو کہ سونے کے کھنڈوے ہاتھوں میں پہن رہا تھا اس نے مولانا سے سب پتہ وغیرہ پوچھا جیسے کہ پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں سے آئے کہاں کو جاؤ گے مولانا نے فرمایا کہ میں صبح کو فلاں جگہ جاؤں گا چنانچہ مولانا شب کو تہجد پڑھ کر منزل کی طرف روانہ ہو گئے اس بنیئے کی جب آنکھ کھلی تو اس نے اول لڑکے کے کھنڈوں کو دیکھا تو کھنڈوے ندارد حضرت

مولانا نہایت ہی غریبانہ حالت سے رہتے تھے۔ بنیئے نے خیال کیا کہ ضرور وہی غریب سا آدمی جو یہاں رات ٹھہرا ہوا تھا کھنڈوے اتار کر لے گیا ہے اس نے پتہ تو حضرت مولانا سے پوچھ ہی لیا تھا بس اٹھ کر کے سیدھا اسی طرف کو ہو لیا۔

حضرت مولانا جا ہی رہے تھے کہ بنیئے نے آواز دی حضرت نے فرمایا کہ بھائی کیوں کیا ہے اس نے پاس جا کر ایک گھونسا لگایا اور کہا کہ کھنڈوے لے کر چلے آئے اور کہتے ہیں کہ کیا ہے چلو تھانہ کو اس پر حضرت نے دل میں کہا کہ تو کیوں ایسی حالت سے رہتا ہے جو اسکو تیری طرف ایسا خیال ہوا تیرا علاج یہ ہے پھر حضرت نے فرمایا کہ بھائی چل۔

چنانچہ چلتے چلتے جھنجانہ کے تھانہ کے قریب آئے تھانہ پہلے ہی آبادی کے باہر تھا اور اب بھی آبادی کے باہر ہی ہے۔ تھانہ دار نے جوں ہی حضرت مولانا کو دور سے دیکھا سروقد کھڑے ہو کر تعظیم دی اب تو بنیا گھبرایا اور سمجھا کہ یہ تو کوئی بڑے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ مولانا نے بنیئے سے فرمایا کہ ڈریئے مت میں تجھے کچھ نہ کہنے دوں گا چنانچہ تھانہ دار نے اس کی خبر لینی چاہی مگر مولانا نے فرما دیا کہ اگر اسے کچھ بھی کہو گے تو مجھے سخت تکلیف ہو گی اور بنیئے سے کہہ دیا کہ جا بھاگ جا بھاگ جا پھر مولانا مظفر حسین صاحب نے فرمایا کہ مجھے تو اس واقعہ سے بڑا نفع ہوا جب لوگ مجھ سے مصافحہ کرتے ہیں اور ہاتھ چومتے ہیں تو میں خیال کرتا ہوں کہ مظفر حسین اللہ پاک کا تجھ پر بڑا فضل ہے کہ جو تجھے ان لوگوں کی نظروں میں معزز بنا دیا ہے ورنہ تیری اصلیت تو وہی ہے جو بنیئے کی نظر میں تھی۔

﴿ملفوظ 55﴾ حضرت حاجی صاحبؒ کی عظیم عنایت :

اسی کبر کی مذمت کے سلسلہ میں فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہیؒ حضرت حاجی صاحبؒ کے ہمراہ کھانا کھا رہے ہیں کہ حضرت مولانا شیخ محمد صاحبؒ بھی ﴿جو کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے پیر بھائی تھے﴾ تشریف لے آئے اور کہا کہ آج تو بڑی ان کے ﴿یعنی مولانا گنگوہیؒ﴾ حال پر عنایت ہو رہی ہے کہ ساتھ کھانا کھلایا جا رہا ہے۔

حضرت حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہاں ہے تو میری عنایت ہی کہ جو ساتھ کھلا رہا ہوں ورنہ یہ کافی تھا کہ روٹی پر دال رکھ کر ان کے ہاتھ پر رکھ دیتا اور کہہ دیتا کہ جاؤ وہاں بیٹھ کر کھالو 'یہ واقعی میری عنایت ہے کہ جو ان کو ساتھ کھلا رہا ہوں پھر حضرت والا نے فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ اس واقعہ کو نہایت فخر کے ساتھ خود سناتے تھے الفاظ تو واقعی حضرت حاجی

صاحبؒ نے ایسے ہی فرمائے تھے کہ دوسرا جل بھن کر کوئلہ ہی ہو جائے۔

پھر فرمایا کہ ہر شخص کے مجاہدہ کا طریق جدا ہے بعض لوگوں پر صرف ایک بات کہہ دینے کا اتنا اثر پڑتا ہے کہ دوسرے پر وہ اثر بے حد ذلت کا بھی نہیں ہوتا حضرت مولانا گنگوہیؒ کے قلب میں کبر کا دخل نہ ہونے کیلئے حضرت حاجی صاحب کا یہ فرمادینا ہی بہت کچھ کافی تھا اور یہ حضرت حاجی صاحبؒ کی بصیرت وفقاہت کی کافی دلیل ہے جیسا کہ فقہا نے فرمایا ہے کہ ہر شخص کو تعزیر دینے کا جدا طریق ہے شرفا کو شرافت کے طرز سے اور اراذل کو ان کی حیثیت کا اندازہ کر کے تعزیر دی جائے۔

﴿ملفوظ 56﴾ زار بند مع ایک روپیہ کی نذر :

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ ایک مرتبہ گنگوہ تشریف لائے مولانا کے پاجامہ میں بجائے کمر بند کے بان پڑا ہوا تھا حضرت مولانا گنگوہیؒ نے دریافت فرمایا کہ یہ بان کیوں ڈالا ہے حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے جواب دیا کہ کمر بند تلاش کیا مگر اس وقت ملا نہیں اس لیے بان ڈال لیا مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ اچھا میرا کمر بند جو الگنی پر پڑا ہے ڈال لو چنانچہ کمر بند ڈالنے کا ارادہ کیا تو دیکھا اس میں روپیہ بھی بندھا ہوا ہے حضرت سے کہا کہ اس میں تو روپیہ بھی بندھا ہوا ہے حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ مع روپیہ کے کمر بند آپ کی نذر ہے چنانچہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے روپیہ لے لیا اور کمر بند پاجامہ میں بغیر کسی تکلف کے ڈال لیا۔

﴿ملفوظ 57﴾ اپنی عزت کی غرض سے اچھا لباس پہننا ٹھیک نہیں :

میرٹھ کے ایک حافظ صاحب کی نسبت فرمایا کہ میں نے اب کی مرتبہ میرٹھ کے سفر میں ان کو گاڑھے کے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا میرا دل بہت خوش ہوا اور میں نے ان کو سینہ سے لگا لیا پھر فرمایا کہ اب وہ ٹھیک ہو گئے پھر فرمایا کہ اپنی عزت کی غرض سے اچھا لباس پہننا کہ ہماری عزت ہو ٹھیک نہیں۔

﴿ملفوظ 58﴾ اپنے خریدار پہ ناز :

فرمایا کہ بعض لوگ مجھے خطوں میں گالیاں لکھ کر بھیجتے ہیں مگر میں کچھ خیال نہیں کرتا ردی میں ڈال دیتا ہوں پھر فرمایا کہ غیر مرید کا تو مجھے کچھ خیال نہیں ہوتا البتہ اگر مرید سے

کوئی بیجابات ہو تو اس سے ضرور تحقی کرتا ہوں چنانچہ شیخ نے بھی لکھا ہے۔

"ناز بر آں کن کہ خریدار تست"

﴿ملفوظ 59﴾ مولویوں پر نہیں کتابوں پر ایمان ہے :

جناب مولوی سید احمد حسن صاحب نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کا چھتاری سے عتاب نامہ آیا ہے انہوں نے چند سوال کیے تھے اور ان کے جوابات معہ حوالہ کتب کے طلب کیے تھے میں نے جوابات تو لکھ دیئے مگر چونکہ وہ عالم نہیں ہیں اور نہ اتنی یہاں فرصت ہے کہ ہر ہر بات کے جواب کا کتاب سے حوالہ دیا جائے اس لیے جوابات کے حوالہ کتابوں سے نہیں لکھے تھے اس پر انہوں نے لکھا ہے کہ میرا مولویوں پر ایمان نہیں ہے کتابوں پر ایمان ہے آپ نے کتابوں کا حوالہ کیوں نہیں دیا آپ کو کس نے مفتی بنایا ہے آپ اس قابل نہیں ہیں اگر میرے سوالات کا جواب بحوالہ کتب نہ دیں گے تو میں اس خاموشی کو عجز پر محمول کروں گا حضرت والا نے فرمایا کہ مفتی بننا کیا مشکل ہے البتہ قیمتی بننا مشکل ہے پھر فرمایا کہ بھلا ان کو اس بو چھاڑ کرنے کی کیا ضرورت تھی اپنے دل کا غبار نکال لیا۔

﴿ملفوظ 60﴾ طلب فتویٰ میں بے جا درخواست :

فرمایا کہ بعض فتوؤں میں لکھا ہوا آتا ہے کہ جواب میں عبارت جو عربی کی لکھی جائے اس میں زیر زبر پیش بھی لگا دیئے جائیں اور ترجمہ بھی کر دیا جائے تاکہ پڑھنے میں آسانی ہو۔

﴿ف﴾ علماء کو کتب کا حوالہ اور عبارت عربی کی طلب کرنے کی ضرورت ہے عوام کو ضرورت نہیں ایسی فضول درخواستیں کرنا نادانی ہے طالب کو تو صرف حکم کا معلوم کرنا کافی ہے۔﴿جامع عفی عنہ﴾

﴿ملفوظ 61﴾ اپنے مہمانوں کی دوسری جگہ دعوت :

فرمایا کہ میں اپنے مہمانوں کی دعوت کسی دوسری جگہ ہو جانا پسند کرتا ہوں کیونکہ میرے یہاں سے دوسری جگہ اچھا ہی کھانا ملے گا میرے یہاں تو معمولی سادہ کھانا ہوتا ہے۔

﴿ملفوظ 62﴾ دعوت میں مدعوین کے معمولات کا لحاظ رکھنا :

جلال آباد جو تھانہ بھون سے قریب ہی ہے وہاں کے ایک خان صاحب کے معرفت موذن مسجد اسٹیشن نے خانقاہ مدرسہ کے جملہ متعلقین کی دعوت کرنا چاہی حضرت والا نے

فرمایا کہ یہاں دعوت کے کچھ قواعد مقرر ہیں ان کو پہلے سن لیجئے یہاں دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ جو آزاد ہیں مثلاً مولوی احمد حسن صاحب اور مفتی محمد فضل اللہ صاحب وغیرہ ایسے صاحبوں میں سے جن کی دعوت کرنا منظور ہو ان سے فرداً فرداً کہا جائے ہر شخص کی جدا طبیعت ہے اس کو اختیار ہے قبول کرے یا نہ کرے یا ممکن ہے کسی کو کچھ شبہات ہوں اور مجھے نہیں ہیں لہٰذا میری وجہ سے کسی پر بار نہ پڑے اور کسی کو تکلیف نہ ہو کیونکہ مجھے یاد ہے کہ جب میں مدرسہ دیوبند میں پڑھا کرتا تھا تو مجھے کسی جگہ دعوت میں جانا نہایت گراں گزرتا تھا اور کچھ نہ کچھ بہانہ مجھے بچنے کیلئے مل ہی جاتا تھا جب مہتمم صاحب کو معلوم ہو گیا کہ اس کی ایسی طبیعت ہے تو پھر انہوں نے فرمانا ہی چھوڑ دیا بس مجھے وہی خیال پیش نظر ہو جاتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کسی کو میری وجہ سے مجبوراً دعوت میں جانا پڑے پھر فرمایا کہ ہر ایک کو وقت بھی بتلا دیجئے اور یہ بھی کہہ دیجئے کہ پیدل چلنا ہو گا خواہ منظور کریں یا نہ کریں میں خود تنہا جاؤں گا میرے ساتھ کوئی نہ چلے اور لوگوں کو بھی چاہئے کہ وہ چار چار پانچ پانچ ہو کر جائیں زیادہ مجمع ایک ساتھ نہ جائے۔

پھر فرمایا کہ مجھے اپنے ساتھ مجمع کا جانا اچھا نہیں معلوم ہوتا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک تو انجن کی طرح آگے چل رہے ہیں اور پیچھے لوگ گاڑیوں کی طرح کھچے چلے آ رہے ہیں۔

بہت سے مجمع کے ساتھ جانے کے نامناسب ہونے پر فرمایا کہ ایک مرتبہ کانپور میں سب طالب علم وغیرہ ایک جگہ دعوت میں جا رہے تھے میں نے خود اپنے کانوں سے بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا کہ خدا خیر کرے دیکھئے کس کے گھر چڑھائی ہوئی ہے فرمایا کہ بس میں نے جب ہی سے یہ سن کر طالب علموں کا کسی کے مکان پر دعوت کھانے کیلئے جانا بالکل بند کر دیا تھوڑے تھوڑے لوگوں کا الگ الگ راستہ سے جانا اس لیے بھی مناسب ہے کہ بہت سا مجمع ہو گا تو آپس میں ہنستے بولتے ہوئے جائیں گے اور بعض کو دعوت کے ساتھ تفریح بھی اس صورت میں مقصود ہو گی بخلاف دو دو چار چار کے جانے کے کہ اس میں قبول دعوت سے محض اتباع سنت مقصود ہو گا تفریح مقصود نہ ہو گی پھر فرمایا کہ دوسری قسم میں طالب علم اور ذاکرین ہیں یہ لوگ کسی جگہ دعوت میں نہیں جاتے ہیں ذاکرین چونکہ زیر تربیت ہیں اس لیے وہ بھی طالب علموں کے حکم میں ہیں ان لوگوں کی اگر دعوت کی جائے کہ ان کے واسطے کھانا یہیں مدرسہ میں بھیج دیا جائے اور جو اس میں تکلیف ہو تو ان لوگوں کی دعوت ہی نہ کی جائے بس ایک فہرست دونوں قسم کے لوگوں کی الگ الگ بنا لیجئے اور دوسری قسم کے لوگوں کی

فہرست حافظ عبدالمجید صاحب کو دید یجئے وہ اپنے طور پر ہر ایک کو مطلع کر دیں گے تاکہ جس کا جہاں کھانا پکتا ہے وہ تیار نہ کرائے ﴿چنانچہ ایسا ہی ہوا اور نہایت راحت کے ساتھ کھانا تھانہ بھون کے اسٹیشن کے مہمان خانہ میں کھایا گیا اور طالب علموں اور ذاکرین کیلئے خانقاہ میں کھانا آیا۔ جامع عفی عنہ﴾

حضرت والا نے یہ بھی فرمادیا تھا کہ میرا معمول صبح کو ۸ بجے کھانا کھانے کا ہے چنانچہ ۸ بجے ٹھیک کھانا تیار ملا﴿جامع عفی عنہ﴾۔

۲۰ ربیع الاول ۳۵ھ بروز دوشنبہ

﴿ملفوظ 63﴾ جاہل شاگرد کیلئے استاد کی نصیحت :

فرمایا کہ ایک مولوی صاحب سے ان کے شاگرد فارغ ہو کر وطن جانے لگے تو انہوں نے استاد سے کہا کہ مجھے تو کچھ آتا نہیں ہے اگر لوگوں نے مجھ سے کچھ پوچھا تو میں کیا جواب دوں گا۔ ان مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم یہ کہہ دیا کرنا کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے چنانچہ ان سے جو جو مسائل بھی کسی نے پوچھے سب کا جواب انہوں نے یہی دیا کہ اس میں اختلاف ہے اس میں اختلاف ہے اس کے سوا اس اور کچھ زبان سے نکالتے ہی نہ تھے۔

لوگوں نے خیال کیا کہ واقعی یہ بڑے زبردست عالم معلوم ہوتے ہیں کہ جو ہر مسئلہ مختلف فیہ بتلاتے ہیں اور متدین بھی ہیں کہ جو اختلاف کے لفظ کے سوائے اور کچھ زبان سے نہیں نکالتے ایک شخص چلتے ہوئے تھے سمجھ گئے کہ انہیں کچھ آتا جاتا معلوم نہیں ہوتا ہے چنانچہ انہوں نے ان سے یہ سوال کیا کہ حضرت آپ توحید باری تعالیٰ کے مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں مولوی صاحب کے شاگرد نے مثل اور سوالوں کے جوابات کے اس کا بھی وہی جواب دیا کہ ﴿نعوذ اللہ منہ جامع عفی عنہ﴾ اس مسئلہ میں اختلاف ہے بس اس جواب سے ان کا سب بھید کھل گیا اور حقیقت معلوم ہو گئی کہ یہ کچھ بھی نہیں جانتے۔

﴿ملفوظ 64﴾ جو لوہے سے کٹ جائے وہ شہید ایک عجیب فتویٰ :

فرمایا کہ ایک خط آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ ایک شخص ریل سے کٹ گیا کسی صاحب نے فتویٰ دیا کہ اس کی نماز جنازہ نہ ہونی چاہئے کیونکہ یہ لوہے سے کٹ کر مرا ہے فرمایا کہ یہ خوب فتویٰ دیا کہ جتنے کالے اتنے ہی میرے باپ کے سالے لوہے کے کٹے ہوئے سب شہید

ہی ہوتے ہیں بیچارے کو بے نماز ہی دفن کرادیا۔

﴿ملفوظ 65﴾ کچھ لوگ تعویذوں کی بدولت ہلاک ہو جاتے ہیں :

فرمایا کہ مجھے دس خط لکھنا آسان اور ایک تعویذ لکھنا موت ہے اور بہت سے آدمی تو ان تعویذوں کی بدولت ہلاک ہو جاتے ہیں کیونکہ مریض کے مرض کا علاج تو کرتے نہیں بس تعویذوں کے بھروسے بیٹھے رہتے ہیں اور مریض ختم ہو جاتا ہے۔

﴿ملفوظ 66﴾ تعویذ کی بھینٹ :

فرمایا کہ جب میں کانپور میں تھا تو وہاں جامع مسجد میں روزانہ مسافر آتے رہتے تھے لوگ کہاں تک کھانوں کا انتظام کرتے بعض مرتبہ دقت ہوتی تھی میرے پاس تعویذ لکھانے والے اکثر آتے ہی رہتے تھے میں نے خیال کیا کہ اس سلسلہ میں کھانے کا انتظام ہونا چاہئے چنانچہ میں نے جو تعویذ لینے آیا اس سے کہا کہ بھائی اس تعویذ کی یہ بھینٹ ہے کہ ایک آدمی کا کھانا یہاں پہنچادینا بس پھر کیا تھا سب نے رفتہ رفتہ آنا چھوڑ دیا۔

﴿ملفوظ 67﴾ بنیوں کی حرص :

فرمایا کہ بنئے دو دو روپیہ گنتے ہیں اور مسلمان پانچ پانچ دو دو روپیہ گننے میں غلطی کا احتمال نہیں بنیوں کو پانچ پانچ روپیہ گننے پر اعتراض ہے پھر فرمایا کہ مسلمانوں کو اتنی حرص نہیں جتنی کہ انہیں ہے۔

﴿ملفوظ 68﴾ شادی کے بارے میں ہدایات :

ایک صاحب گاؤں کے حضرت والا کی خدمت مبارک میں بغرض بیعت حاضر ہوئے وہ بوڑھے آدمی تھے اور کاشتکاری کا کام کرتے تھے اپنی قوم کے چودھری تھے سو بیگھے زمین ان کی کاشت میں ہے اول تو حضرت والا نے ان سے اس امر کی تحقیق فرمائی کہ تمہارے پاس موروثی زمین تو نہیں ہے معلوم ہوا ہے کہ ان کے پاس موروثی زمین بالکل نہیں ہے پھر اولاد کی بابت دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان کے دو لڑکیاں ہیں ایک کی شادی ہو چکی ایک کی باقی ہے۔ فرمایا کہ اس کی شادی کس طرح کرو گے برات بلاؤ گے اور برات میں کتنے آدمی بلاؤ گے انہوں نے حسب رواج جواب دیا۔

اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ سنو اس طرح سے کرنا ہو گا میرے چھوٹے بھائی کی

شادی ہوئی تھی اس میں ایک تو میں گیا تھا اور ایک دولہا اور ایک چھوٹا بچہ اور ایک ملازم بس ایک بہلی کے آدمی تھے اسی طرح تم کو کرنا ہوگا ایک سے دوسری بہلی نہ آئے۔

انہوں نے جواب دیا کہ اگر میں نے اتنے ہی کو کہا اور لڑکے والا دوسو لے آیا تو میں کیا کروں گا۔ فرمایا کہ تم لوٹا دینا اور کہہ دینا کہ جب ایک بہلی کے آدمی لاؤ گے تب نکاح کروں گا ورنہ نہیں پھر فرمایا کہ لڑکے والا مجبور ہوتا ہے لڑکی والے کو کوئی مجبور نہیں کر سکتا جو تمہارے موافق نہ کرے اس کے یہاں شادی نہ کرنا اس پر ان صاحب نے کہا کہ بہت اچھا اسی طرح ہوگا جس طرح آپ نے فرمایا۔

پھر حضرت والا نے فرمایا کہ لڑکی کو جہیز دو گے ہی پھر خود فرمایا کہ اس کے ساتھ ہی سب بھیج دو گے جیسا کہ ہوا کرتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جیسے آپ کہیں ویسے ہی ہوگا اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ جو کچھ لڑکی کو دینا ہے اس کو رخصت کے وقت نہ دینا کیوں کہ وہ اس کو دینا نہیں ہے بلکہ وہ تو ساس اور سُسر کو دینا ہے جب لڑکی خوب کھل ڈل جائے تب جو کچھ دینا ہو وہ اس کو اپنے ہی مکان پر دکھلا دینا اور کہہ دینا کہ یہ تیری چیزیں ہیں ان میں سے جتنی ضروری ہوں اور جتنی تیرا دل چاہے اتنی اپنی سسرال کو لیجا اور جتنی چیزیں یہاں رکھنا چاہے یہاں رکھ پھر جو چیزیں وہ تمہارے سپرد کرے ان کو احتیاط سے اپنے یہاں رکھ لینا پھر فرمایا خوب پکے ہو لو ایسا کرو گے لوگ تمہیں برا بھلا بھی کہیں گے اور کنجوس بھی بتادیں گے کہیں گے کہ خرچ سے بچنے کیلئے شرع کی آڑ پکڑی ہے شاید تمہاری چودہراہیت بھی جاتی رہے انہوں نے کہا کہ مجھے سب منظور ہے۔

شروع میں حضرت والا نے یہ بھی دریافت فرمالیا تھا کہ تمہارے یہاں تیجا وغیرہ تو نہیں ہوتا اور پیران کلیر وغیرہ کے عرس وغیرہ میں یا دوسرے اور میلوں وغیرہ میں جاتے ہو یا نہیں ان سب باتوں کی بابت انہوں نے کہا کہ یہ تو ہم نے بہت دنوں پہلے سے سب چھوڑ دیا ہے۔

پھر حضرت والا نے ان سے فرمایا کہ تم چار پانچ دن کیلئے یہاں آکر رہو میں تمہیں کچھ اللہ تعالیٰ کے نام بتاؤں گا اس کو تم کرنا پھر اگر میں دیکھوں گا کہ تم شوق سے کام کرتے ہو تو مرید بھی کرلوں گا اس پر وہ رضامند ہو گئے اور آئندہ یکشنبہ کو آکر رہنے کا وعدہ کر کے مکان کو چلے گئے انہوں نے یہ بھی دریافت کیا تھا کہ لوگ پیچھے پڑتے ہیں کہ ہمیں اناج قرض دلادو فرمایا کہ تم کسی کے جھگڑے میں مت پڑو آج کل سب سے الگ رہنا ہی اچھا ہے تعلقات رکھنے سے خراب ہی نتیجہ نکلتا ہے پھر فرمایا کہ تم لوگوں سے یہ کہہ دینا کہ آخر جب میں مر جاؤں گا تو

پھر کس کی معرفت لو گے وہ انتظام ابھی سے کرلو۔

﴿ملفوظ 69﴾ نکاح خواں کو لڑکی والا بلائے تو لڑکے والوں سے نکاح خوانی دلوانا اور لینا حرام ہے :

فرمایا کہ جب نکاح خواں کو لڑکی والا بلا لے جائے تو اس حالت میں لڑکے والوں سے نکاح خوانی دلوانا اور لینا حرام ہے اور آمین پڑھوانا لغو ہے۔

﴿ملفوظ 70﴾ حضرت حکیم الامتہ پر ان کے والد ماجد کا اعتماد :

حضرت والا نے اپنے والد صاحب مرحوم کی نسبت فرمایا کہ اللہ پاک نے ان کا قلب سلیم بنایا تھا مجھے جب ضرورت ہوتی تو میں دس دس پانچ پانچ روپیہ نہ مانگتا تھا بلکہ اکٹھے پچاس یا سو مانگتا تھا وہ دریافت فرماتے کہ کیا کرو گے میں کہہ دیتا کہ ضرورت ہے بس دیدیتے اور پھر ان کا حساب کتاب کچھ طلب نہ کرتے کہ کہاں صرف کیے اور دوسری اولاد سے ایک ایک پیسہ کا حساب سمجھتے اس پر ایک نے والد صاحب سے کہا کہ آپ اشرف علی کو بہت چاہتے ہیں وہ جو کچھ بھی مانگتے ہیں ان کو دیدیتے ہیں اور ان سے آپ حساب کتاب بھی نہیں سمجھتے اس پر والد صاحب نے جواب دیا کہ۔

''بھائی'' وہ بلا اجازت میری کوئی کام بھی تو نہیں کرتا اور تم لوگوں کے جو دل میں آتا ہے وہ کر لیتے ہو رہا حساب سمجھنا سو یاد رکھو کہ وہ بعد میں تمہیں سب کچھ سمجھا دے گا اور ایک پیسہ بھی اپنے پاس نہ رکھے گا پھر حضرت والا نے فرمایا کہ والد صاحب میری نسبت ایسی باتیں فرمایا کرتے تھے جیسے کہ کوئی پیشن گوئیاں کرتا ہے۔

۲۱ ربیع الاول ۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 71﴾ مرید کرنے میں مشرکانہ طریق :

فرمایا کہ کانپور کے قریب صفی پور ایک مقام ہے وہاں کسی بزرگ کا مزار ہے ایک صاحب وہاں لوگوں کو اس طور پر مرید کرتے تھے کہ جب کوئی مرید ہونے کو آتا ہے تو ان کا کوئی خادم اس شخص کو اول اس مزار پر لے جاتا اور کہتا کہ اس قبر کو سجدہ کرو اگر اس نے سجدہ کر لیا تب تو وہ مقبول سمجھا جاتا ہے اور جو سجدہ نہ کیا تو مردود سمجھا جاتا ہے اور اس سے کہہ

دیتے ہیں کہ بھائی تمہاری تقدیر میں یہاں سے حصہ نہیں ہے تم کہیں اور جاؤ اور سجدہ کرنے والے کو مسمریزم وغیرہ سے توجہ دے کر چاند دکھلا دیتے ہیں اور دوسری مرتبہ سورج اور کہہ دیتے ہیں کہ چاند جو تم کو نظر آیا وہ تو حضور ﷺ کی ذات ہے اور اس سورج کو حق تعالیٰ کی ذات سمجھو۔ بس جاؤ اب تم پہنچ گئے ﴿اللہ پاک ایسے مقامات سے مخلوق کو محفوظ رکھیں جامع عفی عنہ﴾ حضرت والا نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے یہ روایت ان صاحب کے ایک خلیفہ کی زبانی سنی جو ان کو چھوڑ کر حضرت حاجی صاحبؒ سے بیعت ہو گئے تھے۔

﴿ملفوظ 72﴾ شیطان کی انگلی کا اثر :

فرمایا کہ ایک جگہ وعظ میں ایک گنوار نے بہت چلانا اور ہاتھ پاؤں پھینکنا شروع کیا آخر کار اس قدر رونا پکار مچایا کہ مجبوراً وعظ روکنا پڑا اور فرمایا کہ یہ شیطان کی انگلی کا اثر ہے۔

﴿ملفوظ 74﴾ حضرت حاجی صاحبؒ کا موجیں مارتا ہوا علم کا سمندر :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ سے ایک غیر مقلد شخص بیعت ہوئے اور انہوں نے یہ شرط کی کہ میں مقلد نہ ہوں گا بلکہ غیر مقلد ہی رہوں گا حضرت نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے بیعت ہونے کے بعد جو نماز کا وقت آیا تو انہوں نے نہ آمین زور سے کہی اور نہ رفع یدین کیا کسی نے حضرت حاجی صاحبؒ سے ذکر کیا کہ حضرت آپ کا تصرف ظاہر ہوا فلاں شخص جو غیر مقلد تھے وہ مقلد ہو گئے حضرت حاجی صاحبؒ نے ان غیر مقلد صاحب کو بلا کر فرمایا کہ بھائی کیوں کیا تمہاری تحقیق بدل گئی یا صرف میری وجہ سے ایسا کیا اگر تم نے میری وجہ سے ایسا کیا ہو تو میں ترک سنت کا وبال اپنی گردن پر لینا نہیں چاہتا ہاں اگر تمہاری تحقیق ہی بدل گئی ہو تو مضائقہ نہیں۔

یہ فرما کر حضرت والا یعنی صاحب ملفوظ نے فرمایا کہ کیا کسی فقیر کا یہ منہ ہو سکتا ہے جو ایسی بات کہے کم و بیش ہر اہل سلسلہ کے اندر تعصب پایا جاتا ہے مگر ہمارے حضرت حاجی صاحبؒ کی ذات اس سے بالکل پاک صاف تھی ﴿جیسا کہ اس قصہ سے ظاہر ہے جامع عفی عنہ﴾

نیز یہ بھی فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کا علم ایک سمندر تھا کہ جو موجیں مار رہا تھا حالانکہ آپ ظاہری عالم نہ تھے حق تعالیٰ نے اس سے بھی آپ کو علیحدہ رکھا۔

نوٹ:۔ ملفوظ 72 کا مضمون نہیں مل سکا اور ملفوظ 73 کا مکمل مضمون نہیں مل سکا
(معذرت چاہتے ہیں)

﴿ملفوظ 75﴾ حضرت حاجی صاحبؒ کی قلمبند کرامتوں کا مسودہ ضائع ہو گیا:

فرمایا کہ میں نے حضرت مولانا گنگوہیؒ سے عرض کیا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کی کچھ کرامتیں لکھنے کو میرا دل چاہتا ہے اگر کچھ واقعات بتلا دیجئے تو بہتر ہے حضرت گنگوہیؒ نے فرمایا کہ بھائی ہم نے تو حضرت حاجی صاحبؒ کو کبھی اس نظر سے دیکھا نہیں اگر تمہارا دل چاہتا ہے تو خیر اگر کوئی بات یاد آ جائے گی تو کہہ دوں گا پھر ایک مرتبہ مجھے آواز دی اور فرمایا کہ بھائی اس وقت ایک بات یاد آئی ہے لکھ لو چنانچہ میں نے اس کو لکھ لیا پھر فرمایا کہ ایک اور یاد آئی ہے اس کو بھی لکھ لیا گیا چند روز کے بعد حضرت گنگوہیؒ نے دریافت فرمایا کہ بھائی اب کتنی ہو گئیں میں نے عرض کیا کہ حضرت تنیس ہو گئی ہیں۔

فرمایا کہ اگر تیس ہو جائیں تو اچھا ہے جب تیس پوری ہو گئیں تو فرمایا کہ بس بھائی بہت کافی ہے پھر حضرت والا صاحب ملفوظ نے فرمایا کہ مجھ سے وہ پرچے جس پر وہ کرامتیں تحریر تھیں مولوی محمد یحییٰ لے گئے تھے انہوں نے وہ کاغذ ضائع کر دیے مجھے بہت ہی افسوس ہوا کہ ایسے ثقہ راوی کہاں ملیں گے۔

﴿ملفوظ 76﴾ حضرت حاجی صاحبؒ اپنے زمانے کے سید احمد شہید تھے:

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے مولانا شاہ صاحبؒ کی نسبت فرمایا کہ میری موجودگی ہندوستان کے زمانہ میں تو ان کی چنداں شہرت نہ تھی پھر حضرت والا نے فرمایا کہ انداز سے ظاہر ہوتا تھا کہ حضرت حاجی صاحبؒ ان کو بڑے لوگوں میں نہیں سمجھتے تھے البتہ حضرت حاجی صاحبؒ کو ان سے محبت تھی پھر فرمایا کہ شاہ صاحبؒ کی طرف علماء کا بالکل رجوع نہ تھا بلکہ دنیادار اور اُمراء کا کثرت سے رجوع تھا ان پر استغراق کی حالت رہتی تھی تعلیم و تلقین بھی کم فرماتے تھے اور حضرت حاجی صاحبؒ کی جانب علماء و صلحاء اور غرباء کا رجوع تھا حضرت حاجی صاحبؒ اپنے زمانہ میں مثل حضرت شاہ سید احمد صاحبؒ کے تھے حضرت حاجی صاحبؒ سے فیوض و برکات بہت پھیلے بڑے بڑے علماء آپ کے خادم اور سچے معتقد اور کمال کے دل سے قائل تھے۔

﴿ملفوظ 77﴾ حضرت حاجی صاحبؒ کی سادگی:

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ سے ایسے بڑے بڑے علماء مستفید ہوئے کہ اگر وہ

علماء اپنے وقت میں اجتہاد کا دعویٰ کرتے تو چل جاتا اور وہ اس کو نباہ بھی دیتے۔ پھر فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ بالکل سادہ رہتے تھے نہ عمامہ نہ چوغانہ عبانہ قبا موٹے موٹے دانوں کی تسبیح کچھ نہ تھا۔

﴿ملفوظ 78﴾ حضرت حاجی صاحبؒ کی عام مقبولیت :

فرمایا کہ ایک صوفی صاحب کہتے تھے کہ ہمارے پاس تو حضرت حاجی صاحب کے کامل ہونے کی یہ دلیل ہے کہ ان کی طرف علماء کثرت سے رجوع ہیں اور زیادہ تر علماء کا فرقہ ہی صوفیہ کا مخالف ہوتا ہے جب علماء معتقد ہیں تو پھر کون مخالف ہوگا پھر حضرت والا نے فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کی عام مقبولیت تھی بدعتی لوگ تو حضرت کو وہابی نہ سمجھتے تھے اور غیر مقلد بدعتی نہ سمجھتے تھے حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ ہر شخص مجھے اپنے رنگ میں سمجھتا ہے اور میں کسی کے رنگ میں نہیں ہوں میری مثال پانی کی سی ہے کہ جس رنگ کی بوتل میں بھر دیا اسی رنگ کا معلوم ہونے لگتا ہے۔

﴿ملفوظ 79﴾ حضرت حاجی صاحبؒ کی فن تصوف کی خدمت :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے فن تصوف کی حقیقت صاف صاف ظاہر فرمادی عرصہ سے اس فن کی بہت خراب حالت ہو رہی تھی۔ لوگ گڑبڑ میں پڑے تھے۔

﴿ملفوظ 80﴾ حضرت حاجی صاحبؒ ابتدائی حالات میں سید احمد شہیدؒ سے مشابہت :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کی شاہ فضل الرحمٰن صاحبؒ سے سلسلہ طریقت کے اعتبار سے کچھ قرابت بھی تھی بعض مرتبہ شاہ صاحبؒ فرماتے کہ بھائی کوئی حاجی امداد اللہ صاحبؒ کا مرید ہے ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے چھوٹے صاحبزادے محمد ہاشم مرحوم نے حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ شاہ فضل الرحمٰن صاحبؒ جو یہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس ہمارے بھتیجے حاجی امداد اللہ اکثر آتے ہیں تو کبھی چچا بھی بھتیجے کے پاس آتے ہیں یا روز بھتیجے ہی چچا کے پاس جاتے ہیں اس پر حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ بھائی تم یوں ہی سمجھو پھر فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کی عمر جب کہ ۲۵ یا ۳۰ سال کی تھی تب ہی سے دہلی کے شہزادے و بیگمات وغیرہ آپ کے معتقد تھے گویا کہ مثل شاہ سید احمد صاحب کے ابتداء ہی سے آپ کی ایسی حالت تھی۔

﴿ملفوظ 81﴾ حضرت سید احمد شہیدؒ کی صحبت کی برکت:

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوبؒ صاحب فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں تھا کہ نہایت نورانیت مسجد میں معلوم ہوئی مجھے اس کی ٹٹول ہوئی دیکھا کہ ایک صاحب ہیں جن کا باطن نہایت نورانی تھا اور ان کے تمام لطائف ذاکر تھے میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے مجاہدہ وریاضت کی ہے انہوں نے جواب دیا کہ نہیں توالبتہ میں تھوڑی دیر حضرت سید احمد صاحبؒ کی خدمت میں بیٹھا ہوں پھر فرمایا کہ حضرت سید احمد صاحبؒ کے مولانا اسماعیل صاحب شہیدؒ جیسے شخص معتقد تھے جو کہ تمام دنیا میں کسی کے معتقد نہ تھے۔

﴿ملفوظ 82﴾ لباس تکلف سے صورت جباریت:

جناب مولوی سید احمد حسن صاحب نے عرض کیا کہ بعض مولوی لباس نہایت تکلف کا پہنتے ہیں اور ان کی صورت پر ایسی جباریت برستی ہے کہ مولویوں کی سی صورت نہیں معلوم ہوتی فرمایا کہ ہاں میں تو شعر پڑھ دیا کرتا ہوں۔

عاقبت ساز و ترا از ویں بری
ایں تن آرائی وایں تن پروری

پھر فرمایا کہ مولوی سعید احمد مرحوم ﴿ہمشیرزادہ صاحب ملفوظ﴾ میں یہ مرض تھا مگر الحمد للہ کہ آخر میں اس کی پوری اصلاح ہوگئی تھی بعد انتقال کے جو کپڑے ان کے نکلے وہ نہایت ہی معمولی اور ادنیٰ درجہ کے تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں بہت ہی تنزل کی حالت میں ان کا لباس ہوگیا تھا جیسا کہ بہت ادنیٰ درجہ کے لوگوں کا ہوتا ہے۔

۲۲ ربیع الاول ۳۵ھ بروز چہار شنبہ

﴿ملفوظ 83﴾ دعوت کا اثر یا ڈاکہ:

فرمایا کہ مولوی نور الحسن صاحب جھنجھانویؒ تحصیلدار پنشنر بہت بھولے تھے ایک پیر صاحب جن کے ساتھ میں بہت سے آدمی دعوت میں جایا کرتے ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی دس کی دعوت کرتا ہے تو وہ دو سو کو لے کر پہنچتے ہیں۔ راستہ چلنے والوں کو بھی ساتھ لے لیتے ہیں حتیٰ کہ میزبان بے چارے کی بدنامی ہو جاتی ہے کیونکہ سامان کہاں تک کفایت

کرے آخر ختم ہو ہی جاتا ہے انہیں صاحب کے آنے کی کسی نے ان الفاظ سے مولوی صاحبؒ کو خبر دی کہ آج ڈاکہ آرہا ہے۔ مولوی صاحب گھبرا گئے اور کہا کہ کہاں ہے اور ڈاکہ والے کون لوگ ہیں اس کا کچھ انتظام ہونا چاہئے جب کہنے والے نے پتہ بتلایا کہ فلاں شخص ہیں تو مولوی صاحب نے فرمایا کہ ارے بھائی ''لا حول ولا قوۃ'' تم نے تو ڈاکہ بتایا تھا انہوں نے کہا کہ حضرت یہ ڈاکہ نہیں تو اور کیا ہے اور انہوں نے ڈاکہ کی تعریف اس پر صادق کی پھر حضرت والا نے فرمایا کہ دیکھئے کس قدر بھولے ہیں کہ انہیں ڈاکہ کا یقین ہو گیا۔ پھر فرمایا کہ ان مولوی نور الحسن صاحب مرحوم کا انتقال عجیب ہوا کہ وضو کر کے عشاء کی نماز کیلئے تشریف لیے جاتے تھے۔ پھر پان بنانے کیلئے فرمایا ہاتھ میں ہر وقت تسبیح رہتی تھی بس ذرا کندھے کا سہارا ٹیک کر لیٹے کچھ ذرا تھکان سا معلوم ہوا لیٹ گئے بس انتقال ہو گیا۔

﴿ملفوظ 84﴾ میاں جی نور محمد صاحبؒ کا قلمی چہرہ :

فرمایا کہ حضرت میاں جی نور محمد صاحبؒ حسین نازک اور سراپا نور ہی نور تھے چھوٹے قد کے تھے۔

﴿ملفوظ 85﴾ جنتی بننے کے زعم میں قتل ناحق :

فرمایا کہ مولوی محمد زماں خاں صاحب شاہجہانپوری کی شہادت حیدر آباد میں اس طرح ہوئی کہ انہوں نے فرقہ مہدیہ کے رد میں ایک کتاب لکھی تھی وہ لوگ ان کے دشمن ہو گئے چنانچہ ان کے مجتہد نے کہا کہ جو شخص مولوی صاحب کو قتل کرے وہ جنتی ہے بس ایک شخص تیار ہو گیا کہ میں کروں گا جس مسجد میں مولوی صاحب قرآن شریف کی تلاوت کر رہے تھے اس نے آکر وضو کیا اور عین تلاوت کی حالت میں اس نے شہید کر دیا پھر وہ شخص گرفتار ہو گیا اور اس سے قصاص لیا گیا مگر وہ بزعم خود بہت خوش تھا۔

﴿ملفوظ 86﴾ سادگی کے ساتھ طلب خلافت :

ایک صاحب کی نسبت فرمایا کہ بے چارے بہت سیدھے ہیں۔ انہوں نے ایک خط میں لکھا تھا کہ حضرت میرے واسطے دعا کریں کہ میں بھی خلیفہ ہو جاؤں۔

﴿ملفوظ 87﴾ مجاہدہ اپنی رائے سے نہیں ہوتا :

فرمایا کہ ایک لڑکا میرا عزیز بھنگن کو السلام علیکم کرنے لگا پوچھا گیا کہ یہ کیا حرکت ہے جواب دیا کہ نفس کے خلاف کرتا ہوں حضرت والا نے فرمایا کہ مجاہدہ اپنی رائے سے نہیں ہوا کرتا۔

﴿ملفوظ 88﴾ ملامت پختگی کا ذریعہ ہے :

فرمایا کہ اگر اطاعت حق کرنے والے کو لوگ طعن و ملامت کریں تو کچھ پرواہ نہ کرنی چاہئے یہ ملامت پختگی کا ذریعہ ہے۔

خوشا رسوائی کوئے ملامت

پھر فرمایا کہ ضد ہی کی بدولت جد پیدا ہوتی ہے

﴿ملفوظ 89﴾ ولیمہ کا نیا طرز :

ایک حاجی صاحب کے یہاں ولیمہ تھا انہوں نے کھانا مدرسہ میں بھیج دیا تھا فرداً فرداً دعوت نہ کی تھی حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے ہی ان کے پوچھنے پر ان سے کہہ دیا تھا کہ کسی کی بھی دعوت نہ کرو اس میں ایک تو سب سے کہنے کی دقت سے بچ جاؤ گے۔ دوسرے یہ کہ کسی کی شکایت نہ ہوگی جہاں دل چاہے کھانا بھیج دینا اگر بے وقت پہنچے گا تو دوسرے وقت کھالیں گے۔

﴿ملفوظ 90﴾ آدمیوں کی دعوت ہے بیلوں کی نہیں :

ایک خان صاحب جو کہ حضرت والا سے بیعت بھی تھے کسی گاؤں سے آئے اور ان کے ساتھ سواری بھی تھی حضرت والا کو جب اطلاع ہوئی تو فرمایا کہ بیلوں کا انتظام وہ خود کر لیں گے۔ میں نے بتلا رکھا ہے کہ میرے یہاں آدمیوں کی دعوت ہوتی ہے۔ بیلوں کی نہیں۔

﴿ملفوظ 91﴾ اشغال کی حقیقت :

ایک مولوی صاحب نے مثنوی کے اس شعر کا مطلب دریافت کیا۔

"چشم بند و گوش بند و لب بہ بند"

حضرت والا نے فرمایا کہ اس میں مولانا کی مراد اشغال نہیں ہیں بلکہ نامرضیاتِ حق

سے پرہیز کرنا ہے۔ یہ اشغال تو صوفیہ نے بہت آخر زمانہ میں جوگیوں سے لیے ہیں اور اس میں کچھ حرج بھی نہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے اہل فارس کی حکایت سن کر خندق کھدوائی بوجہ مفید ہونے کے اور اشغال تو بہت ادنیٰ درجہ کی چیز ہیں اور آج کل تو بزرگوں نے اکثر ان کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ لوگوں پر ضعف غالب ہے اور اشغال سے دماغ و معدہ وغیرہ سب خراب ہو جاتے ہیں بعض لوگ تو اس میں ہلاک ہو گئے اور حضرت مولانا رومؒ کے زمانہ میں تو اشغال تھے بھی نہیں۔ یہ تو بہت آخر زمانہ کی ایجاد ہیں۔

۲۳ ربیع الاول ۳۵ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 92﴾ لباس میں معیار :

فرمایا کہ لباس کا یہ معیار ہے کہ ایسا لباس پہنے کہ جو خود اس کی طرف ملتفت نہ ہو۔ یعنی اپنی اس پر نظر نہ پڑے اگر کوئی نواب دو سو روپیہ کا جوڑا پہن لے تو وہ اس کی طرف کچھ بھی توجہ نہ کرے گا بخلاف معمولی غریب آدمی کے کہ اگر وہ پانچ روپیہ کا بھی پہن لے گا تو اس کے پھول بوٹوں کو ہی دیکھا کریگا اس لیے اس کیلئے دو سو کا جائز اور اس کیلئے پانچ کا ناجائز پھر فرمایا کہ اسی طرح اگر کوئی شخص بہت ہی ادنیٰ درجہ کے کپڑے پہنے تو اس کا قلب بھی ضرور اس میں مشغول ہو جائے گا۔ اول تو وہ یہ خیال کریگا کہ میں بہت ذلیل و خوار ہو گیا دوسرے یہ کہ میں ایسا نفس مردہ ہوں کہ مجھے کچھ پرواہ نہیں ہے اپنی عزت کی بس یہ بھی مشغولی ہے۔

﴿ملفوظ 93﴾ نائی کو میرے سے محبت :

فرمایا کہ میرے نائی کو مجھ سے ایسی محبت ہے کہ جیسی زمین کو مومن سے کہ زمین مومن کو قبر میں دبائے گی جس طرح ماں بچہ کو بوجہ محبت دباتی ہے ﴿چونکہ حجام جو کہ حضرت والا کی حجامت بناتے ہیں وہ بوڑھے ہیں اور بوجہ ضعف ہاتھ تیزی سے نہیں چلتا اور خط بناتے وقت بڑی زور سے چٹکی کا زور لگاتے ہیں اس لیے ان کے خط بنانے کو دباتے سے مشابہت فرمائی جامع عفی عنہ﴾ پھر فرمایا کہ والد صاحب کو جب کبھی بچوں پر پیار آتا تو بس کچ کچا کر گلہ دبا دیتے تھے اور جہاں بچہ رویا بس چھوڑ دیتے تھے بس اس سے زیادہ اور کچھ نہ کرتے تھے۔

﴿ملفوظ 94﴾ بے پروائی کی شکایت میں محبت کا مزہ :

میں ﴿یعنی جامع عفی عنہ﴾ اجرت پر نقل کا کام کرتا ہوں حضرت والا نے ایک رسالہ

''زوال السنۃ'' نقل کے واسطے مرحمت فرمایا اور ایک یادداشت مرحمت فرمائی جس میں الامداد سے مضامین نقل کرنے کا حوالہ تھا میں اس یادداشت میں سے ایک صفحہ کے حوالوں کی نقل کرنا بھول گیا جب حضرت والا نے خود بغرض مقابلہ طلب فرمایا تو دیکھنے سے معلوم ہوا کہ ابھی نقل کرنا باقی ہے فرمایا کہ اس صفحہ کے مضامین نقل نہیں کیے میں نے عرض کیا کہ مجھ سے غلطی ہوئی فرمایا کہ یہ غلطی نہیں ہے آپ بچہ نہیں ہیں کار کردہ آدمی ہیں اس صفحہ کو آپ نے دیکھا تک نہیں یہ صریح بے پروائی ہے۔ پھر بعد ظہر جناب مولوی سید احمد حسن صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہمارے منشی فلاں نے آج ایک صفحہ کے مضامین ہی نقل کرنے سے چھوڑ دیے اگرچہ کچھ گرانی تو نہیں ہوئی مگر یہ انتظام کے خلاف ہے ﴿حضرت والا کے آخر کے شفقت آمیز فقرے کا کہ ''ہمارے منشی فلاں'' جو کچھ اثر مجھ پر ہوا اس کو میرا دل ہی جانتا ہے جامع عفی عنہ﴾۔

﴿ملفوظ 95﴾ نور الانوار پڑھتے ہیں اور روٹی کھاتے ہیں:

فرمایا کہ ایک طالب علم کانپور کے مدرسہ میں پڑھتے تھے جو جمعدار کے لقب سے مشہور تھے جب اور طالب علم فارغ ہو کر چلے جاتے تو یہ طالب علم کہتے کہ یہ لوگ بڑے بیوقوف ہیں ہم تو ہمیشہ سے نور الانوار پڑھ رہے ہیں اگر کتابیں ختم کیں تو کھانا چھوٹ جائے گا اور کمانے کی فکر پڑے گی اس لیے کیا ضرورت ہے مزے میں روٹی کھا رہے ہیں۔

﴿ملفوظ 96﴾ مہمل عذر:

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے گنگوہ سے رخصت ہونے کا حضرت مولانا کی خدمت میں یہ مہمل عذر پیش کیا کہ میرے کپڑے میلے ہیں اور صرف ایک ہی جوڑا ہمراہ لایا تھا اس لیے مکان جانے کا قصد ہے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ ہم کپڑے دیدیں گے اس پر میں نے کہا کہ حضرت کچھ اور کام بھی ہے حضرت بڑے متین تھے پھر یہ دریافت نہ فرمایا کہ اور کیا کام ہے۔

﴿ملفوظ 97﴾ مشین سے بال کٹوانے کا اثر:

فرمایا کہ مشین سے بال کٹوانے میں نیند آتی ہے۔

﴿ملفوظ 98﴾ ہدیہ میں تکلف کی چیزیں پیش کرنا:

فرمایا کہ بعض لوگ تکلف کی چیزیں ہدیہ میں پیش کرتے ہیں ایسی چیزیں کہیں استعمال

ہوتی ہیں فروخت کرنا پڑتی ہیں۔ بجائے ایسی چیزوں کے اگر ان کے دام بھیج دیا کریں یا جس چیز کے دینے کی نیت ہو اسے اپنی دکان پر فروخت کر کے دام بھیج دیا کریں تو قیمت اچھی اٹھے میں جب اپنے طور پر فروخت کرتا ہوں کسی ذریعہ سے تو اتنی قیمت نہیں اٹھتی۔

﴿ملفوظ 99﴾ نفع باطنی کا دارومدار طبعی مناسبت پر ہے :

ایک مولوی صاحب نے مشورتاً حضرت والا سے دریافت کیا کہ آپ کسی بزرگ کو بتلا دیں کہ جن سے میں بیعت ہو جاؤں اور یہ بھی کہا کہ اگر کسی عالم ظاہری کے متعلق پوچھا جائے تو میں بتلا سکتا ہوں کہ وہ کس درجہ کے ہیں مگر چونکہ یہ باطن کا معاملہ ہے اس لیے آپ اس کو خوب سمجھ سکتے ہیں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ چونکہ آپ اہل علم ہیں اس لیے آپ اہل علم کی شناخت کر سکتے ہیں اور میں تو کسی قابل نہیں ہوں۔ پھر فرمایا کہ نفع باطنی کا دارومدار مناسبت طبیعت پر ہے اور اس کو خود صاحب معاملہ ہی جان سکتا ہے۔ حضرت والا نے پھر چند بزرگوں کے نام لیے انہوں نے ان بزرگوں سے بیعت ہونے سے انکار کیا پھر حضرت والا نے فرمایا کہ جب تک دو طبیعتوں میں موافقت نہ ہو گی نفع نہ ہو گا مرید تو شیخ کو یہی سمجھتا ہے کہ میرے لیے بس جو کچھ ہیں یہی ہیں چاہے وہ کچھ بھی نہ ہوں۔ ؎

همہ شہر پر زخوباں منم و خیال ما ہے
چہ کنم کہ چشم بدخو نہ کند بکس نگاہے

﴿ملفوظ 100﴾ ایک خان صاحب کو جلدی بیعت کرنے کا نقصان :

فرمایا کہ بیعت کرنے کو میں اس لیے ٹالا کرتا ہوں کہ بعد بیعت کے آدمی مجبور ہو جاتا ہے اور اپنی اصلاح بشاشت کیساتھ نہیں کرتا بلکہ مجبوری سے کرتا ہے اور اگر بیعت نہ کیا جائے تو اس کے انتظار میں خوشی سے خود اپنی اصلاح کرتا ہے اس کو کوئی مجبوری نہیں ہوتی اگر شوق ہو گا اصلاح کریگا ورنہ نہیں۔

خلاف بیعت ہو جانے کے کہ پھر مجبور ہو جاتا ہے یہ بات ایسے موقعہ پر فرمائی کہ ایک موضع کے ایک رئیس خان صاحب آئے ہوئے تھے اور حضرت والا کے مکان پر قیام کیا تھا صرف نماز کیلئے مسجد میں آتے تھے اور حضرت سے بیعت بھی تھے حضرت والا نے ان کے بیعت ہونے کا قصہ اس طرح بیان فرمایا کہ انہوں نے اپنے پہلے پیر کی تعریف کی اور چند خوابیں بیان کیں ﴿اگرچہ خوابیں کچھ قابل اعتبار نہیں﴾ اور اپنی والدہ کے پیر صاحب کی برائے بیان کی

کہ انہوں نے مجھے یہاں کا مشورہ دیا میں نے خیال کیا کہ یہ کہیں اور بے ڈھب جگہ نہ پھنس جائیں لاؤ اس مرتبہ دوستوں ہی کی رائے پر عمل کر لو کہ کہا کرتے ہیں زیادہ کاوش مت کرو کہیں بری جگہ نہ پھنس جائے۔ اس خیال سے بیعت کر لیا اس وقت بھی ان کی داڑھی کٹی ہوئی تھی اور سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے میں نے شرم کی وجہ سے اس وقت کچھ نہ کہا کہ انہیں خود خیال ہوگا اور اپنی حالت درست کریں گے لیکن یہ ہدایت کر دی کہ کثرت سے خط و کتابت رکھنا اور آتے جاتے بھی رہنا اور اگر موقعہ ہو تو جلدی ہی مہینہ دو مہینہ یہاں آکر رہنا۔

انہوں نے جا کر خط و کتابت چھوڑ دی اور عرصہ کے بعد ایک دستی خط بھیجا جس کی میرے دل میں کچھ وقعت نہیں ہوئی میں نے ردی میں ڈال دیا اب جو آئے تو پھر وہی حالت داڑھی ندارد انگوٹھی بھی موجود رات کھانا کھاتے میں نامعقول سوال کیا کہ فلاں شاہ صاحب میں ﴿جن سے پہلے مرید تھے اور ان کی خود ہی مذمت کر چکے تھے جامع عفی عنہ﴾ کیا نقص ہے میں نے جواب دیا کہ ان کے نقصان تو آپ ہی نے بیان کیے تھے نہ کہ میں نے میں آپ سے یہ سوال کر سکتا تھا نہ کہ آپ نے یہ سوال مجھ سے کیا پھر میں نے چاہا کہ انہیں ان کی خلاف شرع باتوں پر آگاہ کروں۔ صبح کو دیکھا تو وہ بیٹھے ہوئے وظیفہ گھوٹ رہے تھے اس لیے موقعہ نہ ہوا پھر بعد ظہر جب رخصت ہونے لگے تو میں نے ان سے کہا کہ مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے اور سب کو وہاں سے ہٹا دیا اس لیے کہ یہ اپنے دل میں یہ خیال نہ کریں کہ مجھے سب کے سامنے ذلیل کیا پھر میں نے ان سے کہا کہ چونکہ آپ سے دینی تعلق ہے اور اس وقت تک میں نے آپ سے کچھ نہ کہا اگرچہ منصب تو بوجہ مولویت کے بھی نصیحت کا حاصل تھا مگر آجکل اس کو کچھ نہیں سمجھا جاتا البتہ پیری کا زور سمجھا جاتا ہے میں جو کچھ کہتا ہوں آپ اس سے رنجیدہ نہ ہوں مجھے آپ کا دل دکھانا منظور نہیں ہے بلکہ ایک صاف گفتگو کرنا مقصود ہے۔

وہ یہ ہے کہ بیعت کی جو غرض ہے وہ آپ کو سمجھا دی گئی تھی کہ خدا کی رضا مقصود ہے اور وہ شریعت کی پابندی سے حاصل ہوتی ہے آپ کو خود سمجھنا چاہئے تھا مگر آپ نے اب تک اپنے کو نہ بدلا دیکھنے والوں کا یہ خیال ہوگا کہ یہ سب غریبوں ہی کیلئے لتاڑ ہے ان سے کچھ نہ کہا ایک تو مجھے آپ کے رات کے سوال سے رنج ہوا یہ سوال تو آپ کو مجھ سے قبل بیعت کرنا چاہئے تھا نہ کہ اب آپ مجھ سے یہ سوال کرتے ہیں۔

اس کی تو ایسی مثال ہے کہ ایک شخص ایک طبیب کو چھوڑ کر دوسرے کے پاس نسخہ لکھانے گیا اس نے نسخہ لکھ دیا اب یہ شخص پوچھتا ہے کہ صاحب یہ تو بتا دیجئے کہ پہلے حکیم جی

مین کیا نقص ہے تو اس کا یہ سوال کہاں تک مناسب ہو گا یا یوں سمجھئے کہ آپ کے یہاں ایک ملازم آیا اور اس نے پہلے آقا کی شکایت کی کہ وہ میرے اوپر زیادتی کرتے ہیں اور آپ مجھے ملازم رکھ لیجئے۔ آپ نے رکھ لیا اور کام بتلا دیا اور آپ نے اس ملازم کے ساتھ بد معاملگی بھی نہیں کی اب وہ ملازم آپ سے یہ پوچھے کہ صاحب میرے پہلے آقا میں کیا خرابی تھی تو فرمایئے کہ آپ اس کو کیا جواب دیں گے یہی جواب دیں گے کہ بھائی تو آیا کیوں تھا انہیں کے پاس رہتا ہوتا۔

اور ذرا غور کیجئے کہ آپ کو اس کا یہ سوال کیسا ناگوار ہو گا تو آپ کا دل تو دل ہے اور دوسرے لوگ مٹی اور پتھر کے ہیں انہیں جو چاہا سو کہہ دیا مجھے اس سوال کی ناگواری نہیں مگر یہ سوال قبل بیعت کرنے کا تھا آپ کیا سمجھ کر بیعت ہوئے تھے۔

اس پر خان صاحب نے جواب دیا کہ مجھے ابھی تک یکسوئی نہیں اگر یکسوئی ہوئی تو مجھے آپ کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت تھی اس پر میں نے جواب دیا کہ یکسوئی کیلئے رجوع نہیں ہوا کرتے وہ تو قبل رجوع ہونا چاہئے پھر رجوع کے بعد تفصیل طریق کیلئے شیخ کی حاجت ہوتی ہے پس رجوع کی غرض کی یہ تفصیل ہوتی ہے نہ کہ تحصیل یکسوئی اس کی مثال جیسے کوئی شخص کسی تجربہ کار سے مشورہ کرے کہ میں تجارت کروں یا زراعت اس نے جواب دیا کہ تمہارے لیے تجارت مناسب ہے یہ پوچھ کر تجارت شروع کر دی اب اس کے بعد بھی کسی ماہر سے اس کو تجارت کے اصول پوچھنے پڑیں گے آپ کیلئے ضروری ہے کہ یہاں ایک مہینہ قیام کریں اور امیرانہ شان سے نہ رہیں اس زتھ کو گھر چھوڑیں اور حجرہ قبول کریں۔ غریبوں کا سا کھانا ملے گا میرے پاس بیٹھا کریں اور بولنے کی بالکل اجازت نہیں آپ کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو بالکل مناسبت ہی نہیں آپ کی شفا کا یہ طریق ہے اگر آپ سے یہ نہیں ہو سکتا تو میں آپ کو آزاد کرتا ہوں آپ مجھے آزاد کیجئے۔

اس کے بعد میں آپ سے کسی بات کو نہ کہوں گا آپ جانیں آپ کا خدا جانے اس پر خان صاحب نے جواب دیا کہ آپ خفا نہ ہوں مجھے یہ خبر نہ تھی کہ یہاں فاضل ہو کر آنا چاہئے حضرت والا نے فرمایا کہ آپ کی طبیعت سے موافقت کی امید نہیں ہم میں اور آپ میں موافقت نہ ہو گی میں اسی وجہ سے بیعت میں جلدی نہیں کرتا میں تجربہ کر چکا ہوں کہ جب کبھی میں نے اپنے دوستوں کی رائے پر بیعت کے بارہ میں عمل کیا تب ہی کچھ نہ کچھ قصہ پیش آیا مرید تو ایسا ہونا چاہئے کہ اگر پیر ہاتھ پکڑ کر اس کے جوتے بھی لگائے تو وہ کہے کہ میں حاضر

ہوں وہ ہماری دلجوئی کرے ہم کیوں کریں پھر خاں صاحب رخصت ہوئے اور سست سست لہجہ میں کہتے رہے کہ میں حاضر ہوا کروں گا۔

پھر حضرت والا نے فرمایا کہ ان کو تو میری باتیں نئی معلوم ہوئیں۔ آجکل لوگ شریعت کو ضروری نہیں سمجھتے ساری وجہ یہ ہے کہ اگر اب خان صاحب آئیں گے تو میں سمجھوں گا کہ ان کو طلب ہے خان صاحب نے یہ بھی کہا تھا کہ میں نے اپنے پہلے پیر کی بابت اپنی والدہ کے پیر صاحب سے پوچھا تھا انہوں نے آپ سے پوچھنے کا مشورہ دیا۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ آپ نے اس وقت یہ توجیہہ نہیں کی اگر یہ بات ہے تو میں اپنی اس ناراضی کو بھی واپس لیتا ہوں مگر آپ کے خیالات منتشر ہیں اول آپ یکسوئی پیدا کیجئے کہ میں نہ صاحب تصرف ہوں نہ صاحب کشف ہوں یہ باتیں سب یہاں خیر صلاح ہیں بس یہاں تو کشف مولویت ہے۔

۲۴ ربیع الاول ۱۳۳۵ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 101﴾ کبر کا جواب :

ایک صاحب نے خط میں لکھا تھا کہ منتظر کو سلام نہیں کرتا یہ کبر ہے فرمایا کہ یہ تو کبر کا جواب ہے کبر نہیں۔

﴿ملفوظ 102﴾ خط پر مکتوب الیہ کے سوا اور کوئی نہ کھولے لکھنے کا نقصان :

ایک خط پر تحریر تھا کہ سوائے مکتوب الیہ کے اور کوئی نہ کھولے فرمایا کہ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی نہ کھولتا ہو تو بھی کھولے کہ نہ معلوم اس میں کیا بات ہے۔

﴿ملفوظ 103﴾ سردی کے عذر سے دعوت کا طریق :

ایک صاحب جو کسی گاؤں کے تھے حضرت والا سے دعوت کیلئے عرض کیا فرمایا کہ سردی زیادہ ہے اور میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہاں لے جانے سے کیا فائدہ تم تو یہاں مل ہی لیتے ہو اگر ایسا ہی شوق ہے کھلانے کا تو یہیں دال روٹی پکا کر لے آنا میری دعوت ہی کیا مشکل ہے۔

﴿ملفوظ 104﴾ ایک صاحب کی حماقت :

ایک صاحب کی نسبت فرمایا کہ جب میں ڈاک لکھنے میں مصروف تھا اس وقت تو بیٹھے

رہے اور جب میں فارغ ہوا تو چلدیئے اور دست بوسی کیلئے میرا ہاتھ اپنی طرف کو گھسیٹا خود قریب کو نہ آئے۔

﴿ملفوظ 105﴾ یہاں مہمانوں کی کوئی الگ مد نہیں ہے :

حضرت مولانا رائے پوری کے ایک خادم نے عرض کیا کہ میں مہمانوں کی دعوت کے چندہ میں کچھ دینا چاہتا ہوں حضرت والا نے فرمایا کہ بھائی یہاں مہمانوں کی کوئی مد الگ نہیں ہے نہ کوئی چندہ مقرر ہے اور میں ایسی زیادہ مہمان نوازی بھی نہیں کرتا ہوں دو ایک وقت کھلا دیا ورنہ یہ بھی نہیں۔

۲۵ ربیع الاول ۵۱ ۳ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 106﴾ بے کار کے ساتھ شیطان مشغول ہو جاتا ہے :

فرمایا کہ ایک بزرگ کہیں تشریف لے جارہے تھے راستے میں ایک شخص کو بیٹھا ہوا دیکھا اس کو سلام نہیں کیا جب واپس ہوئے تو پھر وہ شخص وہیں بیٹھا تھا اور تنکے سے زمین کرید رہا تھا اور اس وقت ان بزرگ نے اس کو سلام کیا خدام نے عرض کیا کہ پہلے سلام نہ کرنے کا سبب کیا تھا اور اب واپسی میں سلام کرنے کا سبب کیا ہوا فرمایا کہ پہلے وہ شخص بالکل خالی بیٹھا تھا اس لیے میں نے اس کو سلام نہ کیا کیونکہ بیکار شخص کو شیطان اپنی طرف مشغول کر لیتا ہے اور واپسی میں وہ شخص اگر چہ ایک فضول کام میں مصروف تھا مگر خیر بے کار نہ ہونے کی وجہ سے شیطان کی مشغولی سے تو بچا ہوا تھا اس لیے میں نے اس کو سلام کر لیا پھر حضرت والا نے فرمایا کہ میں تو کہا کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو اور کم فرصتی ہو جائے تو اچھا ہے۔

﴿ملفوظ 107﴾ متقی شیعی کا استخارہ :

فرمایا کہ ایک متقی شیعی نے چند مرتبہ پاخانہ جانے کیلئے استخارہ کیا مگر اجازت نہ ہوئی آخر مجبور ہو کر حسب مشورہ ماما کے چولہے پر بیٹھ کر فراغت حاصل کی بعد اس کے کوئی ان کے معتقد پاخانہ گئے تو دیکھا کہ وہاں ایک سانپ بیٹھا ہوا ہے واپس آکر کہا کہ او ہو آپ کے پاخانہ نہ جانے کی یہ حکمت تھی کہ وہاں ایک سانپ بیٹھا ہوا ہے اسی وجہ سے آپ کو اجازت نہ ہوئی تھی۔

﴿ملفوظ 108﴾ نماز میں رضائی چرالی :

فرمایا کہ میرٹھ میں گندری کی مسجد میں جاڑے کی موسم میں یہ قصہ ہوا کہ لوگ نماز میں مصروف تھے اور ایک شخص آیا اس نے ایسی آواز نکالی جیسے کہ کسی کو بہت شدت سے جاڑا لگ رہا ہو اور ایک شخص کی رضائی ان کے کندھے پر سے جو کہ نماز پڑھنے میں مصروف تھے اور ان کی رضائی اچھی تھی کھینچنا شروع کی ان بے چاروں نے بدن ڈھیلا کر دیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص نہا کر آیا ہے زیادہ سردی کی وجہ سے کانپ رہا ہے اس رضائی کو اوڑھ کر نماز پڑھے گا رضائی اوتاردی وہ لیکر چلتا ہو گیا نماز سے فارغ ہو کر دیکھا تو ندارد۔

﴿ملفوظ 109﴾ حاجی محمد عابد صاحب کے تعویذ میں عجیب اثر :

فرمایا کہ ایک گنوار کا مقدمہ کسی ڈپٹی کے یہاں تھا اس نے حاجی محمد عابد صاحبؒ سے تعویذ مانگا او تعویذ کو اجلاس پر لے جانا بھول گیا جب حاکم نے اس سے کچھ پوچھا تو ان کے سوال کا جواب نہ دیا اور کہا کہ ابھی ذرا ٹھہر جائیں تیج ﴿تعویذ﴾ لے آؤں پھر بتاؤں گا وہ ڈپٹی صاحب مسلمان تھے مگر نیچری خیالات کے تھے کہ اچھا جا لے آ دیکھوں تو تعویذ کیا کریگا اور دل میں ٹھان لیا کہ اس کے مقدمہ کو حتی الامکان بگاڑوں گا آخر کار وہ گنوار تعویذ لے کر آگیا اور پگڑی کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اس میں رکھا ہے اب پوچھ لے چنانچہ ڈپٹی صاحب نے خوب جرح قدح کی اور اپنی دانست میں اس کا مقدمہ بالکل بگاڑ دیا اور خلاف فیصلہ لکھا مگر جب سنانے لگے تو فیصلہ کو بالکل برعکس پایا بہت حیران ہوئے کہ میں نے تو خلاف کرنے کی کوشش کی تھی اور یہ اس کے موافق ہے پھر حضرت والا نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ پاک نے ان کی عقل پر پردہ ڈال دیا کہ وہ سمجھ کچھ رہے تھے اور لکھ کچھ اور رہے تھے پھر وہ حاجی صاحبؒ موصوف کے بہت معتقد ہوئے اور خدمت میں حاضر ہو کر اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کی۔

﴿ملفوظ 110﴾ اعمال قرآنی کی وجہ تصنیف :

فرمایا کہ میں نے اعمال قرآنی کو اس وجہ سے لکھدیا ہے کہ لوگ کافروں جوگیوں وغیرہ کے پھندے میں نہ پھنسیں اور حدیث و قرآن ہی میں مصروف رہیں ورنہ مجھے تعویذ گنڈوں سے زیادہ دلچسپی نہیں ہے اور نہ میں اس فن کا آدمی ہوں۔

۲۶ ربیع الاول ۳۵ھ بروز یکشنبہ

﴿ملفوظ 111﴾ آجکل عورتوں کی اصلاح کا طرز :

فرمایا کہ عورتوں کی اصلاح کیلئے کافی ہے کہ وہ کتب دینیہ کا مطالعہ کریں باقی آجکل ایسا نمونہ کہ جس کو وہ خود مشاہدہ کر کے اپنے اخلاق درست کریں۔ عورتوں میں ملنا قریب بہ محال ہے اور خاوندوں کی معتقد نہیں ہوتی اس لیے بس کتاب پڑھ کر سنایا کریں خاوندوں کو ان کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہئے آگے اصلاح چاہے ہو یا نہ ہو بس ان کو کتابیں پڑھ کر سناتے رہیں وہ تو مواخذہ سے بری ہو جائیں گے۔

﴿ملفوظ 112﴾ بیوی کے پاس حاضری :

فرمایا کہ مولوی مظفر حسین صاحبؒ نے جب دوسرا نکاح کر لیا تھا تو ان کی پہلی[۱] بی بی ان کو گھر میں نہیں آنے دیتی تھیں۔ مولانا تشریف لاتے تو اندر سے کواڑ بند کر لیتی تھی۔ مولانا ڈیوڑھی میں مصروف نماز ہو جاتے اور شب بھر قیام فرما کر صبح کو تشریف لے جاتے اور چلتے وقت فرماتے کہ بیوی تم چاہے کواڑ کھولو یا نہ کھولو میں تو حاضری دے چلا۔

﴿ملفوظ 113﴾ نسبت کے دو درجے :

فرمایا کہ نسبت کے دو درجے ہیں ایک تو نسبت عامہ کہ ہر مسلمان کو حاصل ہے اور دوسری نسبت خاصہ، دوسری قسم کی نسبت محض اعمال سے پیدا نہیں ہوتی جب تک کہ ان اعمال میں روح نہ ہو اور اس کیلئے ضرورت ہے کہ کسی کامل سے تربیت حاصل کی جائے خود صرف وظائف گھوٹنے سے ہی کام نہیں چلتا۔

۲۷ ربیع الاول ۳۵ھ بروز دوشنبہ

﴿ملفوظ 114﴾ اچکن ٹوپی طلباء کی شان کے خلاف ہے :

فرمایا کہ طالب کو کسی کی سفارش کی ضرورت نہیں خود طلب بڑی سفارش ہے اس

۱۔ ان کی پہلی بیوی نہیں بلکہ دوسری ہی بیوی تھیں جو پہلے شیعہ تھیں اور اس شرط پر سنی ہوئیں کہ مولانا مجھ سے نکاح کر لیں ۱۲ محمد یوسف عفی عنہ تذکرۃ الخلیل

سلسلہ میں یہ بھی فرمایا کہ مجھے طالب علموں کیلئے اس ترفع کی وضع سے سخت نفرت ہے حضرت والا کے ماموں زاد بھائی مدرسہ میں پڑھتے تھے بعض بے عنوانیوں کی وجہ سے مدرسہ سے علیحدہ کر دیئے گئے ان کے ورثا نے چاہا کہ یہ پھر مدرسہ میں پڑھیں چنانچہ وہ بعد ظہر آئے مگر اچکن تکلف کی پہنے ہوئے تھے اور ٹوپی بھی ان کے مناسب حال نہ تھی حضرت والا نے فرمایا کہ میں تم سے جب گفتگو کروں گا اول اس ٹوپی اور اچکن کو علیحدہ کر کے آؤ یہ اچکن اور ٹوپی قطعاً طالب علموں کی شان کے خلاف ہے۔

﴿ملفوظ 115﴾ عزت لباس پر موقوف نہیں :

فرمایا کہ میں کانپور میں مدرسہ میں پڑھ رہا تھا ایک شخص آیا وہ ننگے پاؤں اور ننگے سر تھے اور ایک چادر میلی سی سر سے اوڑھے ہوئے تھے ٹوپی ندارد طالب علم ان کی حالت پر ہنسے پھر انہوں نے جائے نماز پر اعتراض کیا کہ یہ منقش ہونے کی وجہ سے خلاف سنت ہے۔ استعمال اس کا آپ لوگوں نے کس طرح گوارا کیا اور ایک عالمانہ تقریر کی جس کو سن کر سب دنگ رہ گئے پھر حضرت والا نے فرمایا کہ عزت لباس پر موقوف نہیں ہے خیر دنیاداروں کی تو اچھا لباس پہننے میں مصلحتیں ہوتی ہیں ان کو حکام سے ملنا ہوتا ہے مگر طلبہ کو کیا ضرورت ہے۔

﴿ملفوظ 116﴾ شالباف کی ٹوپی کا ہدیہ :

فرمایا کہ ایک شخص حضرت مولانا نانوتویؒ کی خدمت میں ایک چھینٹ کی ٹوپی لائے اس میں شالباف کی گوٹ لگی ہوئی تھی اور گوٹا بھی ٹکا ہوا تھا مولاناؒ نے سر پر رکھ لی پھر کسی بچہ کو دیدی اور فرمایا کہ میں نے اس بیچارے کا دل خوش کرنے کیلئے سر پر رکھ لی تھی۔

﴿ملفوظ 117﴾ پہلے سارے علماء صوفی ہوتے تھے :

فرمایا کہ پہلے سارے علماء صوفی ہی ہوتے تھے مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے والد خوش لباس تھے انہیں حکام سے ملنا ہوتا تھا ایک شخص نے ان کو دھوتر کا کرتہ دیا کہ اس کو آپ جمعہ کے دن پہن کر نماز پڑھیں' چنانچہ انہوں نے جمعہ کے دن اس کو پہنا سارے کپڑے تو قیمتی تھے پاجامہ سر کا دوپٹہ تو بڑھیا اور کرتا دھوتر کا اسی طرح سے جامع مسجد تشریف لے جاکر نماز پڑھی پھر حضرت والا نے فرمایا کہ کیا اس کو پہننے سے ان کی کچھ عزت کم ہو گئی۔

﴿ملفوظ 118﴾ کمال میں عزت ہے :

فرمایا کہ فارابی بڑے حکماء میں سے تھا مگر پریشان حالوں کی طرح جنگل میں پھرا کرتا تھا ایک مرتبہ بادشاہ کی مجلس نشاط گرم تھی وہ بھی وہیں جا نکلا لوگ اس کی خستہ حالت کو دیکھ کر ہنسے اور اس سے کہا کہ تمہیں بھی کچھ علم موسیقی آتا ہے اس نے جواب دیا کہ ہاں آتا ہے پھر اس نے تار اور لکڑی کی تیلیوں کو جھولی میں سے نکالا اور اسی وقت ترتیب دیکر کام شروع کیا تمام مجلس کے لوگ بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو اس کو نہ پایا معلوم ہوا کہ فارابی تھا ادھر ادھر تلاش کیا مگر اس کا کہیں پتہ نہ لگا پھر حضرت والا نے فرمایا کہ دیکھئے کمال کی عزت ہوتی ہے لباس تو اس کا عزت کے قابل نہ تھا۔

﴿ملفوظ 119﴾ بادشاہ کی عزت بھی کپڑے سے نہیں :

فرمایا کہ سلاطین کے حال میں یہ کہیں لکھا ہوا نہ نکلے گا کہ فلاں بادشاہ پچاس روپے گز کا کپڑا پہنتا تھا ہاں یہ تو ملے گا کہ فلاں بادشاہ ایسا زاہد تھا اس قدر کم قیمت اور سادہ معمولی لباس پہنتا تھا۔

﴿ملفوظ 120﴾ نظام حیدر آباد کی سادگی :

فرمایا کہ بھائی منشی اکبر علی صاحب کہتے تھے کہ ایک جج پیوند لگا کر کپڑے پہنا کرتا تھا اور یہ قصہ بھی بھائی صاحب ہی کہتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے ایک شخص کی ملازمت کیلئے سفارش کی وہ اچھا لباس پہنے ہوئے تھے حاکم نے ان کو نکلوا دیا اور یہ کہا کہ دس روپے کی نوکری تو تمہارے لائق نہیں اور دو سو روپیہ کی ہمارے یہاں ہے نہیں اس لیے جاؤ۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے خود نظام حیدر آباد کو دیکھا ہے کہ وہ بالکل سادہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ جامع مسجد میں نماز کیلئے آئے تھے اور یہ کہہ دیا تھا کہ ہمارے لیے مسجد میں کوئی تعظیمی قیام نہ کرے پھر حضرت والا نے فرمایا کہ ان کی اس سادگی کی وجہ سے مجھے پوچھنے کی نوبت اس مجمع میں پہنچی کہ نظام کون سے ہیں۔

﴿ملفوظ 121﴾ طالب علم کیلئے زینت مناسب نہیں :

فرمایا کہ ہمارے ایک دوست مدرسہ جامع العلوم میں ہم سے پڑھتے تھے انہیں اس قدر زینت کا شوق تھا کہ عروس بن گئے تھے جب کوئی انہیں بلاتا تو بڑی مشکل پڑتی تھی

بچارے سرمہ دانی ' آئینہ اور کنگھا منگاتے اور خوب سنگار کر کے تب باہر آتے ان کیلئے بڑی ہی مصیبت تھی باہر آنا مگر بعد ختم کتب بالکل سادہ ہو گئے تھے پھر تو بالکل کایا ہی پلٹ گئی مگر طالب علمی کے زمانہ میں خوب زینت کا شوق تھا پھر حضرت والا نے فرمایا کہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میرے عزیز واقارب یا تو بالکل درست ہو کر آئیں اور یا مجھے صورت نہ دکھائیں اپنے ماموں زاد بھائی کے بغرض تعلیم مدرسہ میں آنے کے سلسلہ میں ہی یہ سب قصے سادگی کے متعلق بیان فرمائے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر طالب ہیں تو درست ہو کر آئیں طالب کی تو جانچ ہوتی ہے اگر طلب ہے تو ہمارے موافق ہو۔

یا مکن باپیل باناں دوستی
یا بنا کن خانہ برانداز پیل

﴿ملفوظ 122﴾ حضرت گنگوہیؒ کا شدتِ ضبط :

فرمایا کہ حضرت مولانا گنگوہیؒ کے چھوٹے صاحبزادے کی ابتداء میں کچھ حالت آزادی کی تھی مولاناؒ نے ان کو نکال دیا تھا مگر پھر آخر میں حالت درست ہو گئی تھی ایک مرتبہ میں نے مولاناؒ کو انہیں شرح جامی پڑھاتے دیکھا ہے میں نے دل میں خیال کیا کہ مولانا کی شان اور شرح جامی پڑھانا یہ بے حد شفقت کی دلیل ہے پھر ان صاحبزادے کا انتقال ہو گیا مولانا کو سخت صدمہ ہوا پھر حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے تعزیت کا خط بھیجا تھا اس کا جواب مولاناؒ نے تحریر فرمایا تھا حالانکہ تعزیت کے خط کا جواب نہیں ہوا کرتا ﴿کہ شدت سے ضبط سے قلب و دماغ دونوں ماؤف ہو گئے﴾ حالانکہ اتنا اظہار کسی دوسرے کے سامنے مولانا سے مستبعد تھا مگر یہ حضرت کی خصوصیت و شفقت تھی میرے لیے اسی وجہ سے اس قدر اظہار فرمادیا مولاناؒ کو حضرت حاجی صاحبؒ کی وفات کا بھی ایسا ہی سخت صدمہ ہوا تھا۔

﴿ملفوظ 123﴾ چودھری عیسیٰ صاحب کا فرمان :

فرمایا کہ ایک گاؤں میں تین چودھری تھے عیسیٰ ' موسیٰ ' ابراہیم ایک مرتبہ امام نے نماز میں "سبح اسم" پڑھی آخر میں صحف ابراھیم و موسیٰ پڑھا اس پر چودھری عیسیٰ نے کہا کہ تم نے موسیٰ اور ابراہیم کا تو نام لیا مگر میرا نام نہیں لیا امام نے کہا کہ مجھ سے غلطی ہوئی آئندہ آپ کا بھی نام لوں گا پھر جب نماز پڑھی تو انہوں نے تینوں کا نام لے دیا یعنی صحف ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ پڑھ دیا۔

﴿ملفوظ 124﴾ جدید تعلیم یافتوں کی چخ چخ :

فرمایا کہ بعض جدید تعلیم یافتوں سے گفتگو کسی امر میں ہوئی اور اس وقت انہوں نے اس کو تسلیم بھی کر لیا مگر پھر جب ملے تو پھر اسی امر کے متعلق بات چیت شروع کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے لوگ حق سمجھ کر دل سے تسلیم نہیں کرتے بلکہ یہ بھی ایک قسم کی آجکل کی نئی تہذیب ہے کہ خاموش ہو جاتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ ان سے کون چخ چخ کرے یہ تو مولوی ہیں ان کا تو کام یہی ہے تیار رہتے ہیں کہ کب کوئی قصہ در پیش ہو اور ہم جواب دیں۔

﴿ملفوظ 125﴾ پیٹ اور تن دنیا کا لیکچر دیتے رہتے ہیں :

فرمایا کہ علماء جو تحصیل دنیا کی ترغیب نہیں دیتے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان کے ساتھ پیٹ اور تن خود ایسے لگے ہوئے ہیں کہ وہ دنیا کی تحصیل کے لکچر دیتے رہتے ہیں پھر علماء کو کیا ضرورت کہ دنیا کی طرف راغب کریں لوگ تو خود ہی راغب ہیں ہر شخص کو کھانے پہننے کی خود فکر لگی ہوئی ہے۔ البتہ علماء کا کام انہماک دنیا سے منع کرنا ہے۔

﴿ملفوظ 126﴾ دینی اور دنیاوی تعلیم کا نمایاں فرق :

فرمایا کہ مولوی محمد عمر صاحبؒ تھانوی نے دینی اور دنیاوی تعلیم کا خوب فرق بیان فرمایا کہ دنیا کی تعلیم تو جب تک ایک حد خاص تک نہ ہو بالکل بے سود ہے بخلاف اس کے دینی تعلیم کا کوئی حصہ بھی بے کار نہیں اور دین میں تو مفید ہے ہی دنیا کے حق میں بھی وہ مفید ہے حتیٰ کہ اگر کوئی نو مسلم صرف اذان سیکھ لے اور کسی مسجد میں جا کر اذان دینے لگے اور بدھنے بھر کر رکھدیا کرے چٹائیاں بچھادیا کرے جھاڑو دیدیا کرے بس اسے روٹیاں آنے لگیں گی۔ یہ دینی تعلیم کا بہت ہی ادنیٰ درجہ ہے جس کا دنیاوی فائدہ یہ ہے اور آخرت کا فائدہ الگ رہا۔ پھر فرمایا کہ حب دنیا کی ہوا چل گئی ہے لوگ بس دنیا ہی کی تعلیم کی طرف رجوع کرتے ہیں دین کا خیال بہت کم کرتے ہیں۔

﴿ملفوظ 127﴾ فطری امر :

فرمایا کہ اگر تمام دنیا کے حکماء ملکر بچے کو دودھ کھینچنا سکھلانا چاہیں تو نہیں سکھلا سکتے یہ فطری امر ہے کہ بچہ سیکھا سکھلایا پیدا ہوتا ہے اللہ پاک سکھلاتے ہیں وہ پیدا ہوتے ہی

دودھ پینے لگتا ہے۔

﴿ملفوظ 128﴾ دشمن کی تالیف قلب :

فرمایا کہ دشمن کی تالیف قلب کرنی چاہئے نہ کہ طالب کے دشمن کی اس لیے تالیف قلب کی جاتی ہے کہ وہ طالب بن جائے۔

۲۸ ربیع الاول ۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 129﴾ ہر زمانے میں اسکی چیز کی ضرورت موجود ہوتی ہے :

فرمایا کہ ہر زمانہ کی ضرورت کی چیز اللہ پاک اس زمانہ میں ضرور پیدا فرماتے ہیں۔ چنانچہ پہلے زمانہ میں حافظے عجیب ہوتے تھے اب چونکہ دین تمام مکمل اور مدون ہو گیا اس لیے آج کل ویسے حافظہ کی ضرورت نہیں رہی جیسے کہ پہلے ہوتے تھے اسی طرح تجربہ کاروں سے سنا ہے کہ جب پہلے نہریں نہ تھیں تو بارش زیادہ ہوتی تھی اور آجکل اس قدر نہیں ہوتی کیونکہ اس قدر کی ضرورت نہیں۔

﴿ملفوظ 130﴾ حافظے اچھے ہوں تو کتابیں دیکھنے کے برابر کوئی چیز نہیں :

فرمایا کہ اگر حافظے اچھے ہوں تو کتاب دیکھنے کی برابر کوئی چیز نہیں۔ کتابوں میں سب ہی کچھ لکھا ہے۔

۲۹ ربیع الاول ۳۵ھ بروز چہار شنبہ

﴿ملفوظ 131﴾ ایک خان صاحب کا عرض حال :

ایک خان صاحب ساکن جلال آباد نے ایک سال کی رخصت اس ریاست سے لیکر جس میں کہ وہ ملازم تھے ایک دوسری ریاست میں ملازمت اختیار کی۔ حضرت والا نے ان سے دریافت فرمایا کہ اب اسباب تو کچھ آپ کا وہاں نہیں رہا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جی اسباب تو وہاں ہے پھر فرمایا کہ وہاں فروخت ہو جائے گا۔ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں پھر حضرت والا نے فرمایا کہ بعض اشیاء مثلاً چارپائی وغیرہ ایسی ہیں کہ جو سال بھر تک رہ نہیں سکتیں اس لیے ان کا علیحدہ کر دینا مناسب ہے پھر خاں صاحب نے وہ سرٹیفکیٹ جو ان کے

مسلمان افسروں نے دیئے تھے دکھلائے اس پر حضرت والا نے دریافت فرمایا کہ ان افسروں کو آپ کے دوسری جگہ ملازمت کرنے کی خبر ہے انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں اطلاع ہے میں نے ان کو دوسری ریاست کے آئے ہوئے احکامات دکھلا دیئے تھے یہ سنکر پسند کیا۔

﴿ملفوظ 132﴾ علم دین و علم طب دونوں جمع نہیں ہو سکتے :

فرمایا کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ مولویوں کیلئے علم طب کا مشغلہ مناسب نہیں اس قول کی تائید ایک خط سے ہوتی ہے جو کہ آج ایک طالب علم کا آیا ہے۔ یہ طالب علم یہاں پڑھتے تھے مگر ان کے والد کی یہ رائے ہوئی کہ کوئی علم ایسا بھی حاصل کرنا چاہئے جس سے گزر اوقات کی صورت ہو اس لیے وہ یہاں سے چلے گئے اور مدرسہ طبیہ دہلی میں جاکر طب شروع کی۔

اب وہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنا تعلق مدرسہ طبیہ سے بالکل علیحدہ کر لیا ہے کیونکہ مجھے تجربہ سے معلوم ہوا کہ میرا وہ خیال کہ میں ایسی جگہ تعلیم حاصل کروں جہاں علم دین و علم طب دونوں حاصل ہو سکیں۔ بالکل غلط ہے اور علم دین و علم طب دونوں جمع نہیں ہو سکتے مجھے ہر وقت مقتضائے عمر فسق و فجور میں ابتلاء کا اندیشہ رہتا ہے پھر حضرت والا نے فرمایا کہ اب ان کی سمجھ میں بات آگئی اگر انہیں عمل کی فکر نہ ہوتی تو علم کی بھی پرواہ نہ ہوتی میں تو کہا کرتا ہوں کہ صحبت صالحہ چاہے اپنے سے چھوٹوں ہی کی ہو بہت غنیمت ہے۔

﴿ملفوظ 133﴾ ہر شخص اپنی متعلقہ شئے کی عیب گوئی کو اپنی طرف منسوب سمجھتا ہے :

فرمایا کہ ہر شخص اپنی متعلقہ شے کی عیب گوئی کو اپنی طرف منسوب سمجھتا ہے اسی بنا پر امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ کسی شخص کے گھوڑے یا گاڑی یا مکان وغیرہ میں عیب نکالنا یہ بھی اس شخص کی غیبت ہے۔

فائدہ : یہ تذکرہ حضرت مدظلہ العالی نے اس وجہ سے فرمایا کہ کچھ علماء مہمان تھے انہوں نے ذکر فرمایا کہ ہم نے اسٹیشن سے آتے وقت ٹم ٹم کے گھوڑے کو یہ کہا تھا کہ یہ کیا چلے گا اس پر جب گھوڑا اچھی طرح چلا تو ٹم ٹم والے نے کہا کہ مولوی صاحب تو فرماتے تھے کہ گھوڑا چلے گا ہی نہیں دیکھو اب کیسا چل رہا ہے۔﴿جامع عفی عنہ﴾

﴿ملفوظ 134﴾ خط سپرد کرنے میں احتیاط :

مدرسہ کے ایک طالب علم کا خط حضرت والا کی ڈاک کے ساتھ ڈاکخانہ سے آگیا وہ

طالب علم اس وقت موجود نہ تھے اس لیے حضرت نے مولوی صاحب کے پاس جو کہ طلبہ کو پڑھاتے ہیں وہ خط بھیجا اور یہ فرمادیا کہ گراں نہ ہو تو مولوی صاحب اس خط کو اپنے پاس رکھ لیں اور ان طالب علم کے آنے پر انہیں دیدیں اور اگر گراں ہو تو میں رکھ لوں میں دیدوں گا۔

﴿ملفوظ 135﴾ بمقابلہ بوڑھوں کے نوجوانوں میں زیادہ نرمی ہوتی ہے :

دیوبند کے چند علماء حضرات حضرت قبلہ کے یہاں تشریف لائے تھے آتے وقت ٹم ٹم والے نے کرایہ آٹھ آنہ لیا اور روانگی کے وقت اس کے لڑکے نے چھ آنے کرایہ طے کیا اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ بمقابلہ بوڑھوں کے نوجوانوں میں نرمی ہوتی ہے علماء نے بھی لکھا ہے اور قاضی شریح سے اس کو نقل کیا ہے کہ اگر کوئی حاجت طلب کرے تو جوان سے طلب کرے کیونکہ بمقابلہ عمر رسیدہ کے نوجوان اکثر جلد حاجت رفع کر دیتا ہے۔ دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام سے جب ان کے بھائیوں نے معافی چاہی تو انہوں نے فوراً ان کا قصور معاف کر دیا۔

اور جب حضرت یعقوب علیہ السلام سے معافی چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ اچھا دیکھا جائے گا اگرچہ اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ یہ ٹالنا آخر شب کیلئے تھا کہ وہ قبولیت دعا کا خاص وقت ہے مگر انہوں نے اس کی وجہ یہ بھی قرار دی کہ وہ چونکہ بوڑھے تھے اس وجہ سے تامل ہوا گویا کہ انبیاء میں بھی اختلاف طبائع کے آثار موجود ہیں۔ علماء کی یہ بڑی حکیمانہ بات ہے۔

بعض فقہاء نے اسی بنا پر ایک لطیفہ لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہؒ نے جو پانی کے باب میں تنگی کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے مقام پر پانی کثرت سے موجود تھا دجلہ فرات بہتے تھے پس انہوں نے خوب دل کھول کر شرطیں اور شرطیں لگائیں۔

اور امام شافعیؒ چونکہ مکہ معظمہ میں تھے اور وہاں پانی کی بہت قلت ہے اس لیے انہوں نے تنگی اس قدر نہیں کی بلکہ آسانی نکال دی۔

اور امام مالکؒ چونکہ مدینہ منورہ میں تھے اور وہاں اور بھی زیادہ پانی کی تکلیف تھی اس لیے انہوں نے اور بھی زیادہ آسانی کر دی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اختلاف اجتہاد میں بھی طبیعت کا اثر داخل ہے کہ اپنے اپنے مقام کے لحاظ سے طبائع پر اثر پکڑ کر مختلف افعال ظاہر ہوئے اسی پر مشائخ کے اختلاف کو قیاس کر لینا چاہئے۔ شاہ ولی اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ہر شخص اپنے مشائخ کے اتباع کی کوشش کرتا ہے چنانچہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ بھائی ہم نے تو اپنے

بزرگوں کو یوں ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے پھر فرمایا کہ شاہ ولی اللہ صاحب بڑے درجہ کے شخص ہیں یہ اگر اس قدیم زمانے میں ہوتے تو کھپ جاتے یہ بھی فرمایا کہ افعال کے اختلاف میں جو طبیعت کو دخل ہوتا ہے وہ اس قدر پوشیدہ ہوتا ہے کہ خود کو بھی محسوس نہیں ہوتا۔

﴿ملفوظ 136﴾ سفر کیلئے دریافت کا طریقہ :

ایک طالب علم نے حضرت قبلہ سے دریافت کیا کہ آپ کاندھلہ جائیں گے فرمایا کہ نہیں تو پھر انہوں نے عرض کیا کہ میرے ماموں کہہ گئے تھے کہ کاندھلہ جانے کیلئے حضرت کو یاد دلاتے رہنا فرمایا بس یہی کہہ گئے تھے یا اور کچھ بھی کہا تھا بیان کرو کہ کس طرح کہہ گئے تھے تب انہوں نے کہا کہ یہ کہہ گئے تھے کہ جب طبیعت ٹھیک ہو جائے اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ بس تو اول تم یہ پوچھ لیا کرو کہ طبیعت سفر کے لائق ٹھیک ہو گئی یا نہیں پھر جانے کیلئے کہنا۔

﴿ملفوظ 137﴾ حضرت مہتمم صاحب دیوبند سے گفتگو :

مہتمم صاحب دیوبند تھانہ بھون تشریف لائے تھے روانگی کے وقت جو سواری اسٹیشن تک جانے کیلئے کرایہ کی گئی اس کے کرایہ کی نسبت میاں نیاز سے حضرت قبلہ نے فرمایا کہ یکہ والے سے کہہ دینا کہ کرایہ یہاں آکر مجھ سے لے لے اس پر مہتمم صاحب نے فرمایا کہ حضرت وہ پیسہ مجھے دید یجئے تاکہ تبرکاً میں انہیں اپنے پاس رکھ لوں چنانچہ حضرت والا نے پیسے منگا کر فرمایا کہ کرایہ پیش ہے تو بے ادبی ' پھر تبسم سے فرمایا کہ ٹم ٹم والے کو دید یجئے مگر مہتمم صاحب نے تبرکاً وہ پیسے اپنے ہی پاس رکھے اور کرایہ اپنے پاس کے اور پیسوں سے دیا۔ اس موقعہ پر حضرت والا اس طرح جھکے جھکے اور دبے دبے عاجزی وادب کے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے کہ جیسے کوئی اپنے بزرگوں سے نہایت ادب و خجلت کے ساتھ گفتگو کرتا ہے۔

﴿ملفوظ 138﴾ سفارش کا طریقہ :

ایک خط حضرت نے ایک مولوی صاحب کو دکھلا کر فرمایا کہ دیکھئے سفارش کا طریقہ میرا یہ ہے کہ جس کو اہل حاجت ناپسند کرتے ہیں مگر اس سے تجاوز کرنا شریعت سے تجاوز کرنا سمجھتا ہوں لوگ درخواست کرتے ہیں کہ زوردار الفاظ لکھئے بھلا دوسرے کو مجبور کرنا کہاں جائز ہے کہ یہ کام ضرور ہی کر دو۔

اس پر لوگ کہتے ہیں کہ اس کو خلل ہے ذرا زبان اور قلم ہلانے سے کام چل سکتا ہے میں کہتا ہوں کہ ایک کو تو نفع پہنچاؤں جو کہ مستحب ہے اور دوسرے کو تکلیف دوں جو کہ حرام ہے۔ ایک صاحب نے مجھ سے سفارش کی درخواست کی اور کچھ اپنی قرابت بھی مجھ سے ظاہر کی جس کا کہ مجھ کو علم نہ تھا میں نے سفارش کا یہ مضمون لکھدیا کہ فلاں صاحب آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ ہماری تم سے ﴿یعنی حضرت سے قرابت بھی ہے جس کی صحت و عدم صحت کی مجھے تحقیق نہیں اور ان کی مجھ سے یہ پہلی ملاقات ہے میں ان کے حالات سے واقف نہیں ہوں آپ دیکھ بھال لیجئے اگر قابل اطمینان ہوں ان کی کاربراری فرمایئے میں آپ کا ممنون ہوں گا اور آپ کو ثواب ہوگا﴾ اس مضمون کو اس سفارش خواہ کے اور لوگوں نے دیکھ کر ان سے کہا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں اس سے تمہارا کام ہرگز نہیں چل سکتا اور وہ اس کو لے کر میرے پاس آئے اور کہا کہ صاحب یہ تو کچھ بھی نہیں ذرا زوردار الفاظ لکھد یجئے میں نے کہا کہ لاؤ بس میں نے اس پرچہ کو لے کر چاک کر ڈالا۔

پھر انہوں نے بہت کہا کہ اچھا وہی مضمون لکھ دیجئے جو پہلے لکھا تھا میں نے کہا کہ اب نہیں لکھوں گا یہ بھی کوئی دل لگی ہے ایک تو میں نے آپ کو لکھ دیا آپ کی خاطر سے میرے پاس رہے نہیں میں آپ کے حالات سے واقف نہیں آپ کی بابت مجھے تجربہ نہیں میں دوسرے کو کس طرح آپ کی بابت اطمینان دلادوں پھر فرمایا کہ ایسی سفارش میں جس میں کہ آزادی دیدی جائے کہ چاہے کام کریں یا نہ کریں کبھی شرمندگی نہیں ہوتی۔

پھر فرمایا کہ بعض لوگ مجھے مجبور کرتے ہیں کہ یہ مضمون سفارش کا لکھدو میں ان سے کہہ دیتا ہوں کہ اچھا تم اس کا مسودہ کر لاؤ میں اس کی نقل کردوں گا چنانچہ وہ اپنی حسب منشاء لکھ لاتے ہیں میں اس کی نقل کر کے روانہ کر دیتا ہوں مگر پیچھے سے فوراً ایک کارڈ میں لکھ کر ڈاک میں بھیج دیتا ہوں کہ فلاں فلاں مضمون کا خط تمہارے پاس پہنچے گا وہ میرا مضمون نہیں ہے تم اس کے موافق عمل کو ضروری نہ سمجھنا پھر فرمایا کہ دوسرے کو مجبور کرنا خواہ موقعہ ہو یا نہ ہو کیا مناسب ہے دوسرے کے حالات کی کیا خبر کسی موقعہ پر یہ قصہ بھی بیان فرمایا تھا کہ ایک پیر صاحب کسی اپنے مرید سے جو کہ کسی عہدہ پر تھے کثرت سے سفارش کیا کرتے تھے ان بیچاروں نے پیر صاحب کو لکھا کہ آپ اس قدر کثرت سے عام طور پر ہر شخص کی سفارش نہ کیا کیجئے بس پیر صاحب ناراض ہو گئے اور اپنی درگاہ سے ان کو مردود کر دیا۔

نوٹ :۔ بعض باتیں جو پچھلی تاریخوں کی ضبط کرنے سے رہ گئی تھیں ذیل میں درج

کرتا ہوں۔ ﴿جامع عفی عنہ﴾

﴿ملفوظ 139﴾ عدل دیکھا نہیں کیسا ہوتا ہے :

فرمایا کہ نکاح ثانی کر کے لوگ عدل نہیں کرتے بس عدل کا نام ہی سنا تھا دیکھا تو ہے نہیں کہ عدل کیسا ہوتا ہے آجکل نکاح ثانی کر لے تو بہ نیت مجاہدہ کرے کیونکہ یہاں جتنا عذاب ہوگا وہاں ثواب ہوگا ﴿یعنی جس قدر تکلیف دو بیویوں کے ہونے سے ہوگی کیونکہ وہ حسب عادت پریشان اور تنگ کریں گی اس کا جو اجر خدائے تعالیٰ کے یہاں سے ملے گا﴾ ﴿جامع عفی عنہ﴾

﴿ملفوظ 140﴾ رئیس بھی 'بزرگ بھی :

فرمایا کہ مولوی شیخ محمد صاحبؒ اکثر جوش میں فرمادیا کرتے تھے کہ میں نرا بزرگ نہیں ہوں بلکہ رئیس بھی ہوں پھر فرمایا کہ مولاناؒ پر ذرا نقشبندیت غالب تھی اور ہمارے حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ پر چشتیت غالب تھی۔

﴿ملفوظ 141﴾ ماما کا دھوکہ :

فرمایا کہ یہ لکھنؤ کا واقعہ سنا ہے..... ایک ماما بچہ کو کندھے سے لگائے ہوئے ایک بزاز کی دکان پر آئی اور چند قیمتی کپڑے بطور نمونہ لے گئی اور بچہ کو بزاز کی دکان پر لٹادیا بزاز نے یہ خیال کر لیا کہ جب اس نے بچہ کو میری دکان پر چھوڑ دیا تو یہ کپڑے لیکر کہاں جائے گی ایسا تو نہیں کر سکتی کہ بچہ کو چھوڑ دے۔ بہت دیر ہوگئی اور واپس نہ آئی اور بچہ بھی بالکل چپ چاپ لیٹا رہا بالکل ہلا جلا نہیں تب بزاز نے دیکھا تو بچہ مردہ پایا بہت پریشان ہوا اور کسی کو اس واقعہ کی اطلاع تک نہیں کی اور چپکے چپکے بچہ کو دفن کرادیا کہ یہ بلا کہیں میرے سر پر نہ پڑے۔

﴿ملفوظ 142﴾ سیاح عورت کی ہوشیاری :

فرمایا کہ ایک سیاح عورت لکھنؤ میں ایک بڑے بزاز کی دکان پر آئی اور کپڑا دیکھنے کیلئے نکلوایا اور اس کپڑے کو اپنی گاڑی پر رکھوالیا اور بزاز سے کہا کہ تم بھی گاڑی پر بیٹھ کر ہمارے ساتھ چلو ہم یہ کپڑا اپنے صاحب کو دکھلا لیں وہ تم کو دام دیدیں گے۔ وہ بیچارہ گاڑی پر بیٹھ کر ساتھ چل دیا وہ عورت پہلے شفاخانہ میں سول سرجن سے کہہ آئی تھی کہ ہمارے ایک ملازم کو جنون ہوگیا ہے اور وہ حالات جنون میں یہ کہا کرتا ہے کہ دام لاؤ' دام لاؤ میں اس کو لاتی

ہوں آپ اس کا علاج کریں چنانچہ وہ عورت اس بزاز کو لیکر اب شفاخانہ پہنچی اور سول سرجن سے کچھ انگریزی میں بات چیت کر کے اپنی گاڑی پر بیٹھ اور چلدی بزاز بیچارہ یہ سمجھا کہ اس نے ڈاکٹر سے داموں کی بابت کہہ دیا ہوگا۔

وہ تھوڑی دیر تو چپ بیٹھا رہا کہ اب دیدیں گے جب زیادہ دیر ہوئی تو خود بیچارہ نے کہا کہ "دام لاؤ" سول سرجن نے کہا کہ اچھا اچھا ٹھہرو ہم تمہیں دام دے گا تھوڑی دیر بعد اس نے پھر وہی کہا کہ دام لاؤ سول سرجن سمجھ گیا کہ اب اس کو دورہ جنون شروع ہو گیا چنانچہ اس نے اس بیچارہ بزاز کو زبردستی پاگل خانہ بھجوادیا گھر پر بزاز کے عزیز واقارب نے یہ خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت اس کو اپنے ساتھ لے کر کہیں کو چلدی۔ اسی وجہ سے واپس نہیں ہوا کچھ عرصہ بعد اتفاقاً کسی ضرورت سے اس بزاز کے محلہ یا کوئی اور جاننے والا پاگل خانہ گیا تو اس بزاز نے اس کو اپنا سارا قصہ سنایا اور یہ کہا کہ میرے عزیز واقارب سے کہہ دینا کہ جلد مجھے آکر اس مصیبت سے چھڑا دیں تب اس شخص نے جاکر بزاز کے گھر کہا اور اس کے عزیز و اقارب سول سرجن کے پاس گئے اور کہا کہ صاحب وہ شخص پاگل نہیں ہے بلکہ اس عورت نے چالاکی سے کپڑا اڑایا تب اس بیچارہ بزاز کی پاگل خانہ سے رہائی ہوئی پھر حضرت والا نے فرمایا کہ لوگ بھی کمال کرتے ہیں۔

﴿ملفوظ 143﴾ اچھے کپڑے کو مخدوم بنانا پڑتا ہے :

فرمایا کہ اچھے کپڑے کو مخدوم بنانا پڑتا ہے کہ کہیں خراب نہ ہو جائے گرد نہ لگے میلانہ ہو۔

﴿ملفوظ 144﴾ مولانا مظفر حسین صاحب کا سوار ہونے کے بعد دستور :

فرمایا کہ مولوی مظفر حسین صاحب جب سواری میں بیٹھ جاتے ہیں تو پھر کسی کا خط تک نہیں لیتے اور یہ فرمادیتے تھے کہ بھائی اس سے ﴿یعنی گاڑی والے سے اجازت لے لو کیونکہ یہ خط میرے سامان سے زائد ہے۔

﴿ملفوظ 145﴾ معاملہ سے پہلے مسئلہ پوچھنا چاہئے :

ایک صاحب کا خط آیا تھا اس میں تحریر تھا کہ فلاں شخص نے ایک ہزار یا اس سے کچھ زائد روپیہ چٹھی کے ذریعہ سے کمایا ہے ﴿چٹھیاں جو چیزوں کی فروخت کیلئے ڈالی جاتی ہیں﴾ وہ روپیہ جائز ہے یا ناجائز اس کے متعلق فرمایا کہ لوگ معاملہ کر لینے کے بعد مسائل پوچھتے

ہیں معاملہ سے پہلے مسئلہ پوچھنا چاہئے تاکہ نفس کو اس پر عمل کرنے میں گرانی نہ ہو بلکہ آسانی ہو اب اگر اس روپیہ کا ناجائز ہونا انہیں معلوم ہو تو نفس کو اتنے روپیہ کا علیحدہ کرنا کتنا گراں معلوم ہوویگا اور اگر فعل کے صدور سے پہلے ہی مسئلہ پوچھ لیتے تو اس سے باز رہتے اور یہ گرانی پیش نہ آتی پھر فرمایا کہ میں اس مسئلہ کا یہ جواب دوں گا کہ کسی اور جگہ سے پوچھ لو یہی جواب دینا مناسب ہے۔

فائدہ: چٹھی کے روپیہ کے مسئلہ میں خاص اس صورت میں کچھ اختلاف تھا اس باعث سے یہ فرمایا کہ سائل کہیں اور سے دریافت کرلیں گے ﴿جامع عفی عنہ﴾

﴿ملفوظ 146﴾ شرکت نکاح کیلئے انتہائی رعایت:

جناب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے اپنے لڑکے کے نکاح میں شرکت کیلئے حضرت والا سے زبانی دیوبند میں یہ فرمایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ رام پور ﴿جہاں کہ مہتمم صاحب کے لڑکے کا عقد ہوگا﴾ فلاں قاضی صاحب کے یہاں مہمان ہوں اور صرف مجلس نکاح میں تشریف لاکر اس کے نکاح کا خطبہ آپ پڑھ دیں حضرت والا نے مہتمم صاحب کا یہ مقولہ بیان فرماکر فرمایا کہ اس سے بہت جی خوش ہوا کہ کس قدر رعایت منظور ہے۔

﴿ملفوظ 147﴾ اولاد کیلئے تعویذ ہوتے تو میرے ایک درجن بچے ہوتے:

کسی صاحب نے بذریعہ خط اولاد کا تعویذ طلب کیا تھا اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ اگر ہمارے پاس ایسے تعویذ ہوتے تو کم از کم ایک درجن بچے تو اپنے بھی ہوتے۔

﴿ملفوظ 148﴾ جاہل اور پڑھے لکھوں کے جھوٹ میں فرق:

فرمایا کہ گنوار لوگ کہہ دیتے ہیں کہ پڑھے لکھے خود جھوٹ بولتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ مبالغہ ہے مبالغہ ﴿مبالغہ﴾ اور ہم جھوٹ بولیں تو کہتے ہیں کہ لانت اللہ ﴿لعنت اللہ﴾

﴿ملفوظ 149﴾ چلہ بیٹھنے کا پرہیز:

ایک صاحب نے بذریعہ خط دریافت کیا تھا کہ میں چلہ میں بیٹھ جاؤں اور پرہیز تحریر فرمادیجئے کہ کیا کھاؤں اور کس چیز سے احتیاط رکھوں حضرت والا نے فرمایا کہ چلہ میں بیٹھ کر اچھوائی پئیں بس یہی پرہیز ہے۔

﴿ملفوظ 150﴾ **تعویذ دینے کا وقت :**

ایک صاحب نے کسی مریض کیلئے تعویذ مانگا دریافت پر معلوم ہوا کہ اس کو سخت بخار ہے اور بہکی بہکی باتیں کرتا ہے تیمار دار سمجھے کہ کسی آسیب وغیرہ کا خلل ہے حضرت قبلہ نے فرمایا کہ بھائی اس کا علاج کرو مرض میں ایسا ہوا کرتا ہے جیسا کہ تم بیان کرتے ہو البتہ اگر حکیم کہہ دے کہ بیماری نہیں ہے وہ وقت تعویذ لینے کا ہے اگر میں ابھی تعویذ دیدوں گا تو تم علاج سے بے فکر ہو جاؤ گے اور مرض کو ضرر ہو گا چنانچہ حضرت والا نے اس وقت تعویذ نہیں دیا۔

﴿ملفوظ 151﴾ **گالی ہلکی ہونے کی دلیل :**

فرمایا کہ بعض لوگ مجھے خطوں میں گالیاں لکھ لکھ کر بھیجتے ہیں مگر خیر مجھے یہ سب گوارا ہے کیونکہ جب ﴿گالا﴾ روئی کا جامع ﴾ ہلکا ہوتا ہے تو گالی ضرور ہی ہلکی ہو گی اس لیے اس کا مجھ پر کچھ اثر اور ناگواری نہیں۔

﴿ملفوظ 152﴾ **ہمت اور حمیت کے خلاف رقم واپس کر دیتا ہوں :**

فرمایا کہ بعض لوگ مجھے یہ اجازت دیتے ہیں کہ یہ رقم خواہ طالب علموں کو دید یجئے یا خود اپنے صرف میں کر لیجئے مگر میں ایسی رقم کو اس لیے واپس کر دیتا ہوں کہ قلب میں ایسی رقم کی نسبت دو خیال پیدا ہوتے ہیں ایک تو یہ خیال آتا ہے کہ یہ رقم اپنے صرف میں کر لوں مگر پھر خیال ہوتا ہے کہ طالب علموں کے صرف کیلئے بھی تو اجازت دی ہے۔ لہٰذا حمیت کے خلاف ہے کہ میں اپنے صرف میں کر لوں دوسرا یہ خیال ہوتا ہے کہ اچھا طالب علموں کے صرف کر دوں۔

مگر یہ نفس یہ کہتا ہے کہ آخر اپنے خرچ میں لے آنے کی بھی تو اجازت دی ہے اور اتنی میری ہمت نہیں کہ جب میرے صرف کیلئے اجازت ہے تو پھر طالب علموں کو دیدوں پس وہ تو حمیت کے خلاف اور یہ ہمت کے خلاف اس لیے واپس کرتا ہوں وہ دوسری بات ہے کہ جب میری ملک ہو جائے تو میں اپنی خوشی سے طالب علموں کے خرچ میں بغرض ثواب خود ہی صرف کر دوں۔

فائدہ : صاف طور پر تعین کے ساتھ پیش کرنا چاہئے۔

﴿ملفوظ 153﴾ غریب بیچارے کو عشق کہاں سوجھے :

فرمایا کہ میں گھر کے آدمیوں کو لیکر بغرض علاج ایک مرتبہ لکھنو گیا جس مکان میں قیام ہوا وہ مردانہ تھا مگر ضرور تاً میں نے اس کو زنانہ کر لیا تھا کھڑ کیاں بند رہتی تھیں اس کی کرسی اونچی تھی اس لیے قرب وجوار کے مکانات پست معلوم ہوتے تھے ایک مرتبہ اتفاق سے کھڑکی کھل گئی اور میری نظر پڑوس کے مکان کے صحن میں بلا قصد جا پڑی تو دیکھا کہ ایک عورت جو نہایت بناؤ سنگار کیے ہوئے اور قیمتی لباس پہنے ہوئے پلنگ پر بیٹھی ہے اور سامنے ایک مرد نہایت سیاہ بد شکل میلے کچلے کپڑے پہنے کھڑا ہے مجھے نہایت تعجب ہوا کہ یہ عورت شریف اور مالدار معلوم ہوتی ہے جیسا کہ لباس وغیرہ سے ظاہر ہے اور ایسی بے پردگی کے ساتھ اجنبی کے سامنے موجود ہے میں نے اور دوستوں سے ذکر کیا انہوں نے کہا کہ صاحب یہاں تو رواج یہی ہے ایسے شخصوں سے یہاں پردہ بالکل نہیں ہے ان کو پردہ کے قابل نہیں خیال کیا جاتا۔

پھر فرمایا کہ ایسے شخصوں کو گویا ذلیل خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اس قابل کہاں ہیں ان کی یہ جرات نہیں کہ جو ایسی بڑی رتبہ والی عورتوں کی طرف توجہ کریں گے گویا کہ ان کے نزدیک ایسے لوگ غیر اولی الاربتہ میں داخل ہیں۔ فرمایا کہ اطباء نے بھی لکھا ہے کہ عشق بیکار شخص کو ہوتا ہے جسے کچھ کام نہ ہو خالی بیٹھے بیٹھے کھانے کو ملتا ہے بس مستی ہی سوجھتی ہے اور کیا کریں غریب بیچارہ گھاس کھودنے والے یا مزدور کو کہاں فرصت کہ جو ایسی باتوں کی طرف توجہ کرے اسے اپنے ہی کاموں سے فرصت نہیں جامع عفی عنہ ﴿

پھر فرمایا کہ کانپور کی ایک خوشحال بیوی یہاں آکر رہی تھیں وہ بھی یہ ہی کہتی تھیں کہ ہماری طرف ایسے لوگوں سے پردہ کرنے کا دستور ہی نہیں چنانچہ میں بھی ایسے لوگوں کے سامنے آتی تھی پھر ان بیوی کی حالت اچھی ہو گئی۔ اللہ کا نام لیا اب ذکر و شغل کرتی ہیں اور پردہ کا بھی ان کو اہتمام ہے۔

﴿ملفوظ 154﴾ عدم اطمینان کے باوجود سفر کی نماز کا زیادہ ثواب ہے :

فرمایا کہ اگر چہ سفر میں تکلیف ہوتی ہے راحت اور اطمینان نہیں ہوتا نماز بھی اطمینان سے ادا نہیں ہو سکتی مگر سفر کی نماز میں ثواب زیادہ ہے۔

﴿ملفوظ 155﴾ مولانا گنگوہیؒ کی عظمت اور اپنی تواضع :

کسی مفید تذکرہ کے سلسلہ میں ﴿جو کہ مجھے یاد نہیں رہا﴿ جامع﴾ فرمایا کہ میں تو مولانا گنگوہیؒ کے خلفاء کے خادم ہونے کے لائق بھی نہیں ہوں۔

فائدہ : اس سے حضرت قبلہ کی انکسار و تواضع کا اندازہ کیا جاسکتا ہے

تواضع زگردن فروزاں نکوست

گداگر تواضع کند خوئے اوست

﴿ملفوظ 156﴾ خرابی صحت سے بھوک نہ لگنا :

فرمایا کہ پانچ چھ یوم سے میں آدھا پاؤ آٹا بھی نہیں کھا سکتا بھوک ہی نہیں لگتی نہ معلوم صحت خراب ہے یا مرض خراب ہے۔

﴿ملفوظ 157﴾ آریوں کیلئے سوال پوچھنا عجیب بات ہے :

ایک صاحب نے خط میں لکھا تھا کہ ہمیں چند ایسے سوالات بتلا دیجئے کہ جو ہم آریوں سے کریں اور وہ ان کا جواب نہ دے سکیں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ یہ اب کی مرتبہ نئی بات ہے اب تک تو آریوں کے سوالات کے جوابات ہی پوچھے جایا کرتے تھے مگر انہوں نے سوالات دریافت کیے ہیں یہ ہے عجیب بات۔

﴿ملفوظ 158﴾ تحریر سے شبہ کا اثر :

کسی صاحب کے خط پر تحریر تھا کہ سوائے مکتوب الیہ کے کوئی نہ کھولے فرمایا کہ اس لکھنے کا تو یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی نہ بھی کھولتا ہو تو بھی اس تحریر کی پر شبہ کر کے ضرور کھول لے اور اس تحریر کا سوائے اس کے اور کیا اثر ہو سکتا ہے۔

﴿ملفوظ 159﴾ ملزم کسی ترکیب سے خود کو سزا سے بچالے تو شرعاً گناہ نہیں :

فرمایا کہ اگر کوئی ملزم اپنے آپ کو کسی ترکیب سے سزا سے بچالے تو شرعاً کچھ گناہ نہیں جائز ہے مثلاً سزائے رجم میں اگر زنا کا اقرار نہ کرے تو رجم سے بچ جائے گا علیحدہ چپکے سے اللہ میاں سے توبہ کر لے اسی طرح چوری میں جس کی چیز چرالی ہے اس کی چیز اس کو واپس کر دے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے اور عدالت میں اقرار نہ کرے تو کچھ گناہ نہیں۔

﴿ملفوظ 160﴾ چپراسی نے شعر کی تصحیح کی :

کسی صاحب نے خط میں یہ شعر تحریر فرمایا تھا۔

مجھے آباد کرتا ہے مجھے برباد کرتا ہے

خدایا دین و دنیا میں کرم تیرا ستم میرا

مگر ستم میرا میں لفظ میرا' ایسا گڑبڑ لکھا تھا کہ وہ بھی تیرا پڑھنے میں آیا اس سے شعر کا مضمون نہایت سخت اور خلاف شرع ہو گیا حضرت والا نے شعر سنایا تو خواجہ عزیز الحسن صاحب ڈپٹی انسپکٹر مدارس قسمت میرٹھ کے چپراسی نے جو کہ پڑھے لکھے تھے ﴿اس وقت خواجہ صاحب اور ان کے چپراسی حضرت کی خدمت میں حاضر تھے﴾ عرض کیا کہ غلطی سے ''ستم تیرا'' لکھا گیا ہے اصل میں یوں ہے۔

خدایا دین و دنیا میں کرم تیرا ستم میرا

پھر حضرت والا نے غور فرما کر ارشاد فرمایا کہ اوہو ستم کے نقطے میرا پر پہنچ گئے ہیں اس وجہ سے میرا کا تیرا پڑھا گیا ﴿کچھ لکھا بھی برا ہو گا جامع﴾ واقعی ستم میرا ہے پھر فرمایا کہ شاعر بیباک تو ہوتے ہی ہیں میں نے تو یہی خیال کیا کہ کیا بعید ہے کہ ایسا ہی لکھ دیا ہو تو اور مجھے بہت ناگوار ہوا تھا مگر خیر درست ہو گیا چونکہ خواجہ صاحب خود بھی شاعر ہیں اور ان کے چپراسی صاحب نے شعر کی غلطی کی درستی کی اس لیے حضرت والا نے فرمایا کہ قاضی کے گھر کے چوہے بھی قاضی ہوتے ہیں۔

﴿ملفوظ 161﴾ لڑکی کے جیٹھ سے نکاح :

حضرت والا بعد نماز جمعہ خانقاہ کو تشریف لا رہے ہیں راستہ میں ایک صاحب نے ایک مسئلہ بیان کیا ارشاد فرمایا کہ خانقاہ میں پہنچ کر بیان کیجئے وہاں جواب دیا جائے گا چنانچہ خانقاہ پہنچ کر اجازت بیان کرنے کی فرمائی ان صاحب نے کچھ بیان کرتے میں گڑبڑ کی۔

خلاصہ مسئلہ کا یہ تھا کہ ایک عورت اپنی لڑکی کے جیٹھ سے نکاح کرنا چاہتی ہے تو جائز ہے یا ناجائز حضرت والا کی سمجھ میں یہ آیا کہ وہ عورت اپنے جیٹھ سے نکاح کرنا چاہتی ہے کیونکہ سائل نے صاف صاف بیان نہیں کیا تھا حضرت نے جو کچھ مسئلہ کا مطلب سمجھا تھا اس کی وجہ سے دریافت فرمایا کہ اس میں شبہ کی کیا بات ہے سب جانتے ہیں کہ جیٹھ سے نکاح جائز ہے یہ تو عام طور پر شائع ہے اس میں شبہ کیوں پیدا ہوا تب سائل اور حاضرین نے بیان کیا کہ

اپنے جیٹھ سے نہیں بلکہ اپنی لڑکی کے جیٹھ سے نکاح کرنا چاہتی ہے۔

فرمایا کہ دیکھئے میں اسی واسطے راستہ میں مسئلہ نہیں بتایا کرتا۔ اطمینان تو وہاں ہوتا نہیں میں اب تک یہی سمجھ رہا تھا کہ جیٹھ سے نکاح کرنا چاہتی ہے اس پر مجھے یہ خیال ہو رہا تھا کہ جیٹھ سے نکاح کرنے کیلئے شبہ کیوں ہوا کہ جو مسئلہ پوچھتے ہیں یہ تو عام میں شائع ہے۔ اب اصل بات سمجھ میں آئی پھر سائل سے فرمایا کہ پہلے میری سمجھ میں تمہارا سوال صحیح طور پر نہیں آیا تھا اب سمجھ میں آگیا۔ واقعی لڑکی کے جیٹھ کو یہ سمجھا جاتا ہے کہ داماد کا بھائی بھی مثل داماد ہی کے ہے مگر یہ خیال غلط ہے کہ لڑکی کے جیٹھ سے نکاح حلال ہے سائل گاؤں کے آدمی تھے اس لیے حلال کا لفظ سنکر چونکے اور دوبارہ پوچھا کہ جی فرمایا کہ حلال ہے اور مزاحاً فرمایا کہ نکاح کر کے حلال تو کر لی ہی۔

فائدہ : راستہ میں مسئلہ دریافت نہ کرنا چاہئے بلکہ اطمینان سے جائے قیام پر پوچھنا بہتر ہے اور مسئلہ کو صاف صاف بیان کرے تاکہ سمجھنے میں غلطی نہ ہو۔

﴿ملفوظ 162﴾ امور شرعیہ کی رعایت بزرگی میں ضروری ہے :

ایک صاحب جو کہ سرکاری ملازم ہیں چھ ماہ کی رخصت لے کر بغرض قیام تھانہ بھون حاضر ہوئے چند دنوں بعد ان کے والد صاحب کا خط آیا کہ فلاں مولوی صاحب ان کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں اور ان مولوی صاحب کے ایماء سے آئندہ ملازمت بھی شاید ترک کر دیں۔

اور اس خط میں ان مولوی صاحب کی اور بھی بے جا شکایتیں درج تھیں۔ حضرت والا نے ان صاحب سے دریافت فرمایا کہ تمہارا ترک ملازمت کا تو ارادہ نہیں ہے صرف رخصت ہی لی ہے انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں صرف رخصت لی ہے ترک ملازمت کا تو ارادہ نہیں ہے میں اپنے والدین کو بھی اطلاع کر آیا تھا مگر انہیں اطمینان نہیں ہوا اور حضور تک نوبت پہنچائی فرمایا کہ بجائے اس کے کہ میں آپ کا حال لکھوں یہ مناسب زیادہ ہوگا کہ آپ خود اس پر یہ مضمون لکھ دیں اور وہ خط ان کے والد صاحب کا ان کو دیدیا اور یہ فرمایا کہ اس خط میں جو مضامین دوسروں کے متعلق ہیں ان کا کسی سے ذکر نہ کیا جائے اور آپ لکھ کر یہ خط مجھے بھی دکھلا دیں میں بھی لکھ دوں گا۔

ان صاحب نے وہ خط ان مولوی صاحب کو جن کی اس خط میں شکایت لکھی ہوئی تھی دکھلا دیا پھر ان صاحب نے وہ خط مضمون مذکور لکھ کر حضرت کی خدمت میں پیش کیا تو

دریافت فرمایا کہ تم نے اس کا ذکر مولوی صاحب سے تو نہیں کیا وہ خاموش ہوئے فرمایا کہ آپ نے مولوی صاحب کو خط دکھلا دیا حالانکہ میں نے منع کر دیا تھا ان صاحب نے عرض کیا کہ ان مولوی صاحب کے پاس اور بھی خط شکایت کے آچکے ہیں۔ فرمایا کہ آپ کے خط دکھلانے سے اور رنج مولوی صاحب کو زیادہ ہی تو ہوا۔

افسوس ہے جب میں نے منع کر دیا تھا تو پھر آپ نے کیوں دکھلایا۔ نہ معلوم آپ نے کیا تاویل کر لی یہ تو معصیت ہے یہ خط میرے پاس امانت تھا میں نے آپ کی سپرد امانتاً کیا آپ نے خیانت کی کہ دوسروں کو دکھلایا آپ کو بلا اجازت میری یا اپنے والد صاحب کی نہ دکھلانا چاہئے تھا اگر دکھلانا ہی تھا تو مجھ سے اجازت تو لے لیتے اور پھر مجھ سے ذکر بھی نہیں کیا کہ میں نے دکھلا دیا ہے اگر میں نہ پوچھتا تو آپ ذکر بھی نہ کرتے یہ آپ نے مجھے دھوکہ دیا میں یہی سمجھتا کہ آپ نے نہ دکھلایا ہوگا علاوہ ازیں یہ ان حقوق کے بھی خلاف ہے جو کہ میرے آپ پر ہیں آئندہ آپ پر کسی بات کا کیا بھروسہ کیا جا سکتا ہے آپ کا اعتبار جاتا رہا ہم تو آپ کی بزرگی کے قائل تھے مگر اب آپکی یہ خوبیاں ظاہر ہوتی جاتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی آپ کے اخلاق کے درستی نہیں ہوئی کیا صرف تہجد پڑھنا اور تسبیح ہلانا ہی ضروری اور کافی ہے یہ امور شریعت کے خلاف نہیں ہیں اور ان پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

پھر فرمایا کہ کچھ سمجھ میں آیا یا نہیں انہوں نے عرض کیا کہ خوب سمجھ میں آگیا پھر فرمایا کہ خبردار جو آئندہ کبھی کہنے کے خلاف کوئی کام کیا جاؤ اپنی اور میری دونوں تحریریں بھی مولوی صاحب کو دکھلا دو جبکہ کل خط کو تم نے دکھلا ہی دیا۔ ہمارے پیٹ میں نہ معلوم کس کس کی اور کیسی کیسی بھلی بری باتیں پڑی ہیں مگر کیا مجال کہ جو کبھی ان کا اظہار ہو آپ سے ذرا سی بات کا ضبط نہ ہو سکا جھٹ جا کر خط دکھلا دیا حضرت والا نے ان کے والد صاحب کو خط میں تحریر فرمایا تھا کہ آپکے تمام خیالات کا مدار شبہات پر ہے۔ مسلمان سے حسن ظن رکھنا چاہئے جو مضمون آپ کی تسلی کیلئے آپ کے لڑکے نے لکھا ہے فلاں مولوی صاحب بھی اس کے خلاف نہیں ہیں پھر ان صاحب نے اسی دن بعد ظہر ایک پرچہ معذرت کا لکھ کر دیا اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ مجھے اس بات کا سخت صدمہ ہے کہ میں نے آپ کے حکم کے خلاف کیا اس پر حضرت والا نے جواب تحریر فرمایا کہ آپ کس وہم میں پڑ گئے ہیں۔ واللہ میرا دل آپ کی طرف سے بالکل صاف ہے۔

فائدہ: حضرت کی شفقت و محبت جو مریدوں کے حال پر ہے اس کا کچھ اندازہ اس

ملفوظ کے آخری جملہ سے ہو سکتا ہے مگر اس کے ساتھ ہی اصلاح اخلاق کی جانب جو حضرت کی خاص توجہ رہتی ہے اس کا اندازہ بھی اسی ملفوظ سے ہو سکتا ہے۔

﴿ملفوظ 163﴾ بچیوں کی تعلیم کا مسئلہ :

حضرت والا کے عزیزوں میں سے کسی صاحب نے بغرض تعلیم اپنی لڑکیوں کو حضرت قبلہ کے مکان پر بھیجنا چاہا تاکہ وہ بچیاں حضرت پیرانی صاحبہ سے تعلیم حاصل کریں حضرت والا نے فرمایا کہ اگر آپ بڑے گھر بھیجیں گے تو وہاں پابندی کے ساتھ تعلیم ہو گی اور چھوٹے گھر صحت قرآن اچھے طور سے ہو گی۔

دونوں صفتیں ضروری ہیں پابندی بھی اور تصحیح بھی مگر دو جگہ بٹی ہوئی ہیں مجتمع نہیں ہیں میں نے صاف بیان کر دیا اب آپ کا جہاں دل چاہے وہاں بھیجئے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جہاں آپ کی رائے ہو فرمایا کہ نہیں میں اس میں کچھ نہ کہوں گا۔ آپ خود غور کر لیں میرے ذمہ جتلا دینا ضروری تھا سو میں نے جتلا دیا اب آپ اپنے نفع کو خود دیکھ لیجئے پھر حضرت والا نے فرمایا کہ جب چھوٹے گھر اپنی عدم پابندی کی بابت سنا تو کہا کہ میں تو پابندی سے سبق پڑھاتی ہوں پچھلا بھی سنتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا میں تو یہی سمجھتا تھا کہ پابندی وغیرہ کچھ نہیں ہے مجھے کیا خبر تھی۔ اب معلوم ہوا۔ پھر فرمایا کہ ہمارے یہاں یہی دستور ہے کہ اپنے اپنے تعلقات میں لڑکیاں پڑھتی ہیں کوئی خاص ایک جگہ مقرر نہیں ہے جس کی جہاں رشتہ داری یا تعلق ہے وہ وہیں بھیجتا ہے ایک جگہ کا اجتماع پسند نہیں کیا جاتا ہے یہاں کی عورتیں عدالت میں جانا پسند نہیں کرتی پولیس میں کسی عورت کا جانا سخت معیوب سمجھا جاتا ہے اگر کوئی عورت تھانہ دار صاحب کے مکان پر بوجہ رسم وراہ ان کی عورتوں سے ملنے جائے تو اور عورتیں اس کو یوں کہتی ہیں کہ فلانی تھانہ میں گئی۔ اسی طرح ڈاک خانہ میں جانے کو برا سمجھتی ہیں چاہے ڈاک خانہ اور تھانہ کی عورتیں خود ان کے یہاں مہمان آجاویں مگر جب وہ ان کے آنے کی فرمائش کریں گی تو ان کی طرف سے انکار ہو گا پھر فرمایا کہ ہمارے تو عزیز بہت سے پولیس میں ملازم ہیں ہم سے تو یہ نہیں ہو سکتا یہ ایک واہیات بات ہے۔

۳ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 164﴾ اللہ کی طرف جی لگانے سے لگتا ہے :

ایک گاؤں کے صاحب حضرت والا سے کچھ وظیفہ بعد ظہر پوچھ رہے تھے کچھ پڑھنے کے واسطے بتلایا گیا۔ انہوں نے کچھ عذر جی نہ لگنے کا کیا جواب میں ارشاد فرمایا کہ بھائی اللہ کی طرف جی لگانے سے لگتا ہے اس دل کو جس طرف لگاؤ گے ادھر لگ جائے گا انہوں نے پھر یہی سوال کیا فرمایا کہ ابھی میں نے جواب اور کس بات کا دیا سمجھ میں نہیں آیا انہوں نے کہا کہ سمجھ میں آگیا فرمایا کہ بس تو۔

﴿ملفوظ 165﴾ مہمان سے منظوری لیے بغیر دعوۃ کا سامان نہیں کرنا چاہئے :

حضرت والا یکم ربیع الثانی کو بروز پنجشنبہ گڈھی جو کہ تھانہ بھون سے کچھ فاصلہ پر ہے وہاں کے لوگوں کے بلانے پر ضرورتاً تشریف لے گئے تھے شنبہ کی دوپہر کو واپس تشریف لائے ایک مولوی صاحب نے حضرت کی دعوت اسی دن شام کی کرنی چاہی اور ایک بچہ سے کہلوایا اس بچہ نے یہ بھی کہا کہ ہم نے سب سامان کل ہی کر لیا تھا حضرت والا کی واپسی کی خبر جمعہ کی شام کو تھی مگر کسی وجہ سے اس دن واپسی نہ ہو سکی۔

حضرت والا نے فرمایا کہ بھائی تم نے میرے آنے سے پہلے اور میری بلا اجازت کیوں سامان کر لیا۔ پھر حضرت مکان پر تشریف لے گئے واپسی پر مولوی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ گھر میں رنجیدہ ہونے لگیں میں معذور ہوں اُن سے یہ سوال نہیں کر سکتا کہ تم نے بلا اجازت میری کیوں انتظام کیا کیوں کہ وہاں تو انتظام ہے اور آپ سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ بغیر میرے آئے ہوئے اور بغیر میری اجازت لیے ہوئے آپ نے کیوں انتظام کر لیا۔ آپ سے یہ بات خلاف اصول ہوئی قبول دعوت کے موانع بھی تو پیش آسکتے ہیں۔ ایک تو یہی پیش آیا کہ میں کل نہ آسکا دوسرا یہ پیش آیا کہ گھر میں منظور نہ کیا۔ میرا معاملہ ہو گیا ہے نازک یہ ہفتہ دوسری جگہ کھانا کھانے کا ہے اور اس ہفتہ میں اب تک ایک وقت بھی وہاں کھانا نہیں کھایا ہے۔ اس وقت میں اس ارادہ سے مکان گیا تھا کہ ان کو سمجھا دوں گا، مگر مجھے ایسے موقعہ پر یہ خیال ہوتا ہے کہ کہیں ان کو یہ خیال نہ ہو کہ اس طرف بے توجہی ہے چنانچہ میرا یہ گمان قبل کہنے کے ہی ظاہر ہو گیا کہ انہوں نے شکایت کی کہ میرے ہی دنوں میں دعوتیں ہوتی

ہیں اور میرے ہی دنوں میں سفر ہوتا ہے۔ عورتوں کا کچھ ایسا ہی معاملہ ہے ہم نے بھی نیت کرلی ہے کہ سنیں گے جو کچھ کہا جائے گا۔ ضابطہ کا برتاؤ کرنے کو تو دل نہیں چاہتا یہ دل چاہتا ہے کہ میری وجہ سے دل آزاری نہ ہو۔ رنج نہ پہنچے قاعدہ ہے متعلقین کو اپنے سرپرست سے محبت ہوتی ہی ہے۔ اس کی راحت کا بھی خیال ہوتا ہے پس گھر میں کا اس موقعہ پر قبول دعوت سے رنجیدہ ہونا بیجا نہیں ہے۔

انہوں نے بھی کل گوشت منگالیا ہے وہ آج خرچ ہوگا ایسی تنگی ہوتی ہے ایسے موقعہ پر کہ قبول کروں تو تنگی ہے اور نہ کروں تو لوگ کہیں کہ قبول نہیں کرتے ممکن تھا کہ میری کسی اور نے گڈھی سے آنے کے بعد کی دعوت کردی ہوتی تو میں ان کی دعوت کس طرح قبول کر سکتا تھا پھر ان کے بغیر پوچھے دعوت کے انتظام کے بارے میں کثیر والوقوع نادرالوقوع مولوی صاحب کے ایک عزیز..... سے فرمایا کہ انہوں نے بغیر میرے آئے ہوئے سامان کیوں کرلیا۔ انہوں نے عرض یہ کیا کہ حضرت کی کل شام کی واپسی کی خبر تھی فرمایا کہ موانع بھی تو پیش آجاتے ہیں اور یہ مواقع کثیرالوقوع ہیں نادرالوقوع بھی نہیں ہیں پڑھے لکھے آدمی کو احتمال بھی تو ہونا چاہئے آخر پڑھے لکھوں اور بے پڑھوں میں کچھ فرق بھی تو ہونا چاہئے۔ دانشمند ہو کر ایسا کام کیوں کرتے ہیں جس سے دوسرے کا جی برا ہو خلاف اصول بات سے تکلیف ہوتی ہے۔ آپ کو بھی اور دوسروں کو بھی ان مولوی صاحب کے عزیز نے عرض کیا کہ خیر کل کو دعوت ہو جائے گی فرمایا کہ آئندہ تو جو کچھ ہوگا وہ ہوگا مگر اب تو جی برا ہوا بعض عذر ایسے ہوتے ہیں کہ کوئی ان کو قوی سمجھتا ہے اور دوسرا ان کو معمولی سمجھتا ہے۔

﴿ملفوظ 166﴾ اشتہاروں میں واہیات الفاظ :

ایک اخبار ڈاک سے وصول ہوا فرمایا کہ نہ معلوم لوگ کیوں بے فائدہ میرے پاس اخبار بھیجتے ہیں ایک مرتبہ بہت سے اخبار جمع ہو گئے تھے میں نے گڈی کی گڈی مطبع میں بھیج دی کہ استر کے کام آجاویں گے پھر اس اخبار کا ایک ورق کھول کر ملاحظہ فرمایا پہلے ہی صفحہ پر صابن کا اشتہار تھا اور اس کی سرخی تھی "پری جمال صابن" اشتہار کے مضمون میں واہیات الفاظ تھے پڑھ کر ذرا سنائے پھر فرمایا کہ آجکل بڑی بے حیائی پھیلی ہے اشتہاروں کا بھی عجیب ڈھنگ ہو گیا ہے۔

﴿ملفوظ 167﴾ زیادتی تنخواہ کی وجہ سے ترک ملازمت :

ایک قاری صاحب جو کہ پہلے مدرسہ امداد العلوم میں ملازم تھے دوسری جگہ سے زیادہ تنخواہ کی ملازمت آنے پر وہاں کو چلے گئے ان کا خط آیا تھا لکھا تھا کہ میں یہاں بہت پریشان ہوں کوئی میرا ہم مذاق یہاں پر نہیں ہے اور وطن سے بہت بعد ہے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کوئی دوسرا انتظام فرمادیں حضرت والا نے فرمایا کہ انہوں نے شرم کے مارے اس خط میں تو نہیں لکھا ہے مگر فلاں خاں صاحب کے نام ایک خط آیا ہے اس میں لکھا ہے کہ وہاں ﴿یعنی تھانہ بھون جامع﴾ میرا بیس روپیہ کا بھی انتظام ہو جائے تو میں یہاں سے ملازمت چھوڑ کر چلا آؤں پھر حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے تو پہلے ہی خیال کیا تھا کہ اس وقت تو یہ زیادتی تنخواہ کی وجہ سے جا رہے ہیں مگر جمنا ہے مشکل۔ ایک اور مولوی صاحب نے فرمایا کہ قاری صاحب کے مزاج میں تلون بہت ہے حالانکہ پہلے بھی ایک اور جگہ گئے تھے وہاں بھی پریشان ہو کر پھر یہیں واپس آئے تھے۔ یہ تو بڑی خود غرضی کی بات ہے کہ جب زیادہ نفع دیکھا تبھی چھوڑ کر چل دیئے فرمایا کہ جی ہاں اس میں کیا شک ہے مگر مجھے تو پچھلی بات بھی یاد نہیں رہتی کہ کسی نے کیا کیا تھا دل چاہتا ہے کہ اگر کوئی موقعہ پھر ہو تو خیال رکھا جائے اور جگہ دیدی جائے۔

﴿ملفوظ 168﴾ خطوط کے جواب کا بوجھ :

مولوی شبیر علی صاحب کو بلا کر ان سے فرمایا کہ آجکل تمہارا انضباط وقت کس طرح ہے انہوں نے بیان کیا پھر فرمایا کہ ظہر اور عصر کے درمیان کچھ فرصت ہوتی ہے مولوی صاحب نے عرض کیا کہ جی ہاں فرصت ہوتی ہے فرمایا کہ فتاویٰ تو میں مولوی احمد حسن صاحب کو جواب لکھنے کیلئے دیتا ہوں باقی خطوط کا جواب خود لکھنے سے ہاتھ آنکھ دماغ سب کو سخت تعب ہوتا ہے اگر دوسرے سے لکھواؤں گا تو یہ تعب نہ ہو گا۔ مضمون میں خود بتاتا جاؤں گا لکھتے تم جانا۔

چنانچہ اسی تاریخ میں جواب خطوط کے مولوی شبیر صاحب کے قلم سے لکھوائے اور مضمون خود بتلایا ﴿جامع عفی عنہ﴾

﴿ملفوظ 169﴾ مسئلہ کیا پوچھنا تھا گالیاں سنانا تھیں :

مولوی احمد حسن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت گجرات سے ایک خط آیا تھا جس

میں پردہ کے متعلق دریافت کیا تھا کہ یہاں کی عورتیں بے پردہ پھرتی ہیں وغیرہ وغیرہ چونکہ پردہ میں تفصیل ہے لہذا میں نے سائل سے دریافت کیا تھا کہ آپ یہ لکھیے کہ کون کون سے عضو ان عورتوں کے کھلے رہتے وغیرہ اس پر سائل نے نہایت سختی کا خط بھیجا کہ آپ جانتے نہیں ہیں یہاں کیا کوئی نئی بات ہے جس طرح عام طور پر سب جگہ بازاروں میں عورتیں پھرتی ہیں یہی حالت یہاں کی ہے اگر ان کو روکنے کا فتویٰ نہ دیا گیا تو سخت بدنامی ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

مولوی احمد حسن صاحب نے عرض کیا کہ اگر بدنامی ہوگی تو ہوا کرے ان لوگوں کو جس طرح خود نیک نامی کا خیال ہے اسی طرح اوروں کو خیال کرتے ہیں۔

اس پر حضرت والا مد ظلہ العالی نے فرمایا کہ لوگ کافر تک تو کہتے ہیں اور اس سے زیادہ کیا بدنامی ہوگی ان کو گالیاں سنانا منظور تھا اس لیے ایسا خط بھیجا یہ بدتمیزی کی باتیں ہیں۔

﴿ملفوظ 170﴾ ایک ہی خط میں فقہ اور تصوف کے مسائل پوچھنا خلاف ضابطہ ہے:

ایک صاحب نے اپنے ایک ہی خط میں فقہ اور تصوف دونوں کے مسائل دریافت کیے تھے حضرت والا نے ان کو تحریر فرمایا کہ ایک ہی خط میں فقہ اور تصوف دونوں کے مسائل جمع کر کے نہ پوچھا کیجئے۔ انہوں نے جواب میں لکھا کہ چونکہ مجھے فقہ اور تصوف دونوں سے محبت ہے اس لیے میں دونوں قسم کے مسائل پوچھتا ہوں۔

فائدہ: حضرت والا نے ضرورتاً اور مصلحتاً یہ قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ ایک خط میں دو سے زیادہ باتیں نہ دریافت کی جائیں اور نہ فقہ و تصوف کے مسائل کو ایک خط میں بعض حضرات تو ایسا غضب کرتے ہیں کہ کارڈ میں آٹھ آٹھ سوال پوچھتے ہیں اور پھر جوابات کے دلائل بھی آئندہ ہدایات کا خاص طور پر سوال کرتے وقت خیال رکھنا چاہیے۔

﴿ملفوظ 171﴾ اچھے خیال کے لوگوں کو انگریزی پڑھانا فضول ہے:

فرمایا کہ ایک انگریزی خواں لڑکے کا خط آیا ہے جس کی عمر ۲۱ یا ۲۲ سال کی ہے لکھا ہے کہ میں نے انٹرنس تک تعلیم حاصل کر لی ہے بس دنیا کیلئے یہ تعلیم بہت ہے بری صحبت سے بچنے کا مجھے بہت خیال ہے پھر حضرت قبلہ نے فرمایا کہ ایسے خیال کے لوگوں کو تو فضول ہی

ہے کہ انگریزی پڑھائی جاتی ہے ﴿بلکہ علم دین پڑھانا چاہئے۔ جامع عفی عنہ﴾

﴿ملفوظ 172﴾ تصانیف سے غلط فہمی :

فرمایا کہ ایک صاحب نے خط میں لکھا ہے کہ آپ کی تصانیف کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پختگی عقائد کیلئے بیعت ہونا ضروری ہے حالانکہ یہاں اس کی روزانہ نفی کی جاتی ہے۔

﴿ملفوظ 173﴾ حاضری کی اجازت لینے کا طریقہ :

فرمایا کہ ایک صاحب نے لکھا ہے کہ چونکہ آپ نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ بلا اجازت حاصل کیے تھانہ بھون آنے کا قصد نہ کیا جائے لہٰذا میں بذریعہ اس خط کے اجازت حاصل کرتا ہوں پھر حضرت والا نے فرمایا کہ میں یہ لکھوں گا کہ اپنے آپ آنے کی تاریخ متعین کر کے اجازت لو تا کہ میں اپنے قیام و عدم قیام تھانہ بھون کی بابت ان تاریخوں میں دیکھ سکوں۔

۴ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز یک شنبہ

﴿ملفوظ 174﴾ ناشتہ کی عدم ضرورت :

قبل نماز ظہر خواجہ عزیز الحسن صاحب سے فرمایا کہ آپ کیلئے ناشتہ تیار کرا دیا جائے۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں بارہ بجے تو پہنچ جاؤں گا راستہ میں اگر ضرورت ہوئی تو میں کچھ لے کر کھا لوں گا اس لیے ناشتہ کی ضرورت نہیں ہے۔

﴿ملفوظ 175﴾ وعظ سنکر جی للچانا :

فرمایا کہ بچپن میں جب کہ میری عمر نو دس برس کی ہو گی ایک مولوی صاحب کا وعظ سنکر بہت جی للچایا کہ یا اللہ اتنی باتیں زبانی کیسے یاد رہتی ہوں گی خواجہ عزیز الحسن صاحب نے عرض کیا کہ کیا جی للچانے سے یہ مطلب ہے کہ آپ کا بھی دل وعظ کہنے کو چاہا فرمایا کہ یہ تو اب اچھی طرح یاد نہیں رہا ہے۔

﴿ملفوظ 176﴾ بے وقت پرچہ :

ایک نووارد صاحب نے بعد فراغت فرائض ظہر مصلے پر پرچہ رکھ دیا فرمایا کہ جب میں سہ دری میں بیٹھوں تب دیجئے یہاں میں نماز ظہر پڑھوں یا اسے دیکھوں۔

﴿ملفوظ 177﴾ پانچ نہیں صرف ایک قبول ہے :

ایک صاحب نے پانچ روپیہ حضرت والا کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیے فرمایا کہ آپ اپنی آمدنی بتلایئے انہوں نے عرض کیا کہ بیس روپیہ ماہوار ہے فرمایا کہ آپ پھل اور مٹھائی جو لائے تھے وہ ہی بہت زیادہ ہے اگر آپ کا بہت دل چاہتا ہے تو خیر ایک روپیہ دید یجئے انہوں نے عرض کیا کہ مجھے اس مقدار کے دینے میں کچھ تکلیف نہ ہوگی فرمایا کہ میں زیادہ دینے ہی کو تکلیف سمجھتا ہوں گو آپ کو تکلیف نہ معلوم ہو اگر آپ کی طبیعت کم دینے کو گوارا نہیں کرتی تو بالکل ہی نہ دیجئے پھر فرمایا کہ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ طبیعت کمی کو گوارا نہیں کرتی خواہ بالکل نفی کو گوارا کرے۔ پھر ان صاحب کا صرف ایک روپیہ قبول فرمایا اور نہایت شفقت سے فرمایا دیکھئے تو سہی آپ سفر کی حالت میں ہیں آپ کو بھی تو خرچ کی ضرورت ہوگی۔

﴿ملفوظ 178﴾ کھانے کمانے کی باتیں :

فرمایا کہ یہاں ایک ایجنسی چندہ سے کھلنے کی تجویز ہے مگر یہ ایجنسی چلتی نظر نہیں آتی اس میں ایک ہزار آدمیوں سے ایک روپیہ سالانہ چندہ رکھا گیا ہے دس دس روپیہ سو آدمیوں سے جمع ہو جانا آسان ہیں اور ہزار آدمیوں سے ایک ایک روپیہ جمع کرنا مشکل ہے جیسے کہ تمام ہندوستان کے لوگوں سے ایک ایک پیسہ جمع کیا جائے تو لاکھوں روپیہ جمع ہو سکتے ہیں مگر یہ کبھی جمع نہیں کیے جا سکتے تجربہ سے بعض بات چلتی ہوئی نظر نہیں آتی سب سے پہلے جو جملہ اس کی بابت میرے قلب میں آیا ہے وہی جملہ لوگوں لوگوں کی زبان پر آئے گا۔

"میاں سب کھانے کمانے کی باتیں ہیں"

﴿ملفوظ 179﴾ شوق کتب :

فرمایا کہ مولوی فتح محمد صاحب تھانویؒ نے کئی ہزار روپیہ کی کتابیں جمع کر لیں تھیں حالانکہ دس بارہ روپیہ ماہوار کی آمدنی تھی مگر وہ گاڑھے کے کپڑے پہنتے تھے اور معمولی روکھا سوکھا کھانا کھاتے تھے شوق عجیب چیز ہے بس جو کچھ بچتا تھا اس کی کتابیں خریدتے تھے رفتہ رفتہ بڑا کتب خانہ جمع کر لیا تھا۔

﴿ملفوظ 180﴾ تصانیف کا ایک نسخہ امداد العلوم میں رہنا چاہیے :

فرمایا کہ مدرسہ امداد العلوم تھانہ بھون میں بھی میری تصانیف کا ایک ایک نسخہ رہنا

چاہئے پہلے سے کچھ خیال نہیں کیا میں اپنے پاس کی کتابیں مدرسہ مظاہر علوم کیلئے وقف کر چکا۔ اللہ مالک ہے شاید یہاں بھی جمع ہو جائیں کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ کل کتابیں ساٹھ ستر یا زیادہ کی ہوں گی۔

﴿ملفوظ 181﴾ نسبتاً اور مجبوراً :

فرمایا کہ میں نے آج تک نسبتاً اور مجبوراً بولا ہی نہیں اور نہ لکھا البتہ لفظ مجبوری تو لکھتا ہوں مگر مجبوراً کا لفظ کبھی نہیں بولا۔

﴿ملفوظ 182﴾ ظرافت کا انداز :

فرمایا کہ ماموں شوکت علی صاحب بڑے ظریف تھے ایک طالب علم کو بلایا کہ یہاں آؤ کچھ کہنا ہے جب وہ آئے تو خود دوسری طرف چلے گئے اور کہا کہ یہاں آؤ پھر جب وہ وہاں آئے تو آپ اور جگہ چلے گئے اور جب وہ طالب علم وہیں پہنچے تو ان سے کہا کہ کان کو پاس لاؤ اور چپکے سے کان میں کہا کہ "آج ابر ہو رہا ہے" وہ طالب علم بچارے بولے کہ لاحول ولا قوۃ آپ نے اسی بات کیلئے مجھے اتنی دیر ادھر ادھر پھرایا۔

﴿ملفوظ 183﴾ عجب ماجرا :

فرمایا کہ ماموں شوکت علی صاحب سے ایک صاحب راحت علی نے کہا کہ میں ایک مصرعہ سناتا ہوں اسکا دوسرا مصرعہ تم کہہ دو، ماموں صاحب نے کہا، کہئے انہوں نے کہا وہ مصرعہ یہ ہے۔

سنو دوستو ہے عجب ماجرا

ماموں صاحب نے دوسرا مصرعہ یہ لگایا۔

کہ کھایا تھا منڈواہگا باجرا

راحت علی نے کہا کہ یہ تم نے کچھ اچھا نہیں کہا ماموں صاحب نے کہا کہ عجب ماجرا تو یہی ہے چاہے اچھا ہو یا نہ ہو پھر فرمایا کہ راحت علی جیسے شاعر تھے ویسا ہی ماموں صاحب نے مصرعہ بھی کہہ دیا۔

﴿ملفوظ 184﴾ چوہوں نے دق کیا :

فرمایا کہ چھوٹا سا سفر گڈھی کا کیا بس اس سے طبیعت میں تغیر آ گیا وہاں ایک شب چوہوں نے دق کیا اُوپر پھرتے تھے اس وجہ سے نیند نہیں آئی۔

﴿ملفوظ 185﴾ بے جا ادب :

ایک نووارد صاحب نے عشاء کے وقت حضرت والا کے مسجد کے اندر تشریف لے جاتے وقت در کا پردہ اٹھایا فرمایا کہ کیا مجھے فرعون بنانا چاہتے ہو میرے ہاتھ نہیں ہیں کیا میں خود نہیں اٹھا سکتا ہوں ہمارے یہاں یہ قاعدہ نہیں ہے ہم اس کو بالکل ناجائز سمجھتے ہیں پھر ان صاحب نے بعد فراغ نماز عشاء حضرت والا سے معافی چاہی حضرت نے ان صاحب کو فعل قبیح ہونا خوب اچھی طرح سمجھادیا اور آئندہ کے واسطے ہدایت فرمادی۔

﴿ملفوظ 186﴾ پیسے بچانے کے لالچ میں پیدل سفر :

ایک حافظ صاحب جو کہ بہت ہی سیدھے ہیں وہ حضرت کے ہمراہ گنگوہ گئے تھے واپسی میں جگہ نہ تھی لہذا حضرت والا نے ایک اور ہمراہی سے پیسے دلوادیئے کہ حافظ جی بے چارے بیماری کی وجہ سے کمزور ہیں پیدل آنے میں انہیں تکلیف ہوگی یہ ریل سے چلے آئیں گے مگر حافظ صاحب نے پیسے تو بچا لیے اور پیدل آئے جب وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت نے دریافت فرمایا معلوم ہوا کہ حافظ صاحب پیدل آئے فرمایا کہ تم نے برا کیا بیمار اور کمزور آدمی خواہ مخواہ تکلیف اٹھائی پیسوں کے لالچ میں پھر مزاحاً حافظ جی سے فرمایا کہ اچھا آپ نے جب خرچ نہیں کیے تو وہ پیسہ فلاں طالب علم کو واپس کیجئے ابھی لا دیئے وہ بے چارے جاکر لائے۔

پھر فرمایا کہ کچھ زیادہ دیجئے کیونکہ اس نے آپ کے ساتھ احسان کیا انہوں نے کہا کہ زیادہ تو سود ہو جائے گا فرمایا کہ سود تو شرط سے ہوتا ہے آپ احسان کے بدلے میں احسان کیجئے انہوں نے اس کے عوض آٹھ پیسے دیئے۔ پھر فرمایا کہ حافظ جی سچ بتانا دل بھی دکھتا ہے آپ کا پیسہ دیتے ہوئے یا نہیں انہوں نے کہا نہیں فرمایا کہ یہ آپ نے سچ بولا۔ حافظ جی نے کہا کہ ہاں کچھ کچھ دکھتا ہے پھر ان طالب علم سے کہا کہ جب ان کا دل دکھتا ہے تو تم ہرگز نہ لینا پیسہ ورنہ ہضم نہ ہوں گے ایک صاحب نے فرمایا کہ ان حافظ صاحب کو یہ پیسے پھر واپس کرنے چاہئیں فرمایا کہ نہیں میں نے ہنسی میں منگائے تھے پیسے تو ان کی ملک ہیں جو چاہے کریں۔

﴿ملفوظ 187﴾ ترجمہ کا ترجمہ :

فرمایا کہ ایک طالب علم کتاب دیکھ رہے تھے اس میں ہَرِہ کا لفظ آیا ہے انہوں نے اس کا

ترجمہ نیچے لکھ دیا السنور پھر سوچا کہ شاید کہ کوئی سنّور کو نہ سمجھے اس لیے پھر اس کے آگے لکھا بالفارسیۃ گربہ پھر خیال آیا کہ شاید کوئی اسے بھی نہ سمجھے اس لیے لکھا بالہندیۃ بلی پھر خیال آیا کہ شاید کوئی لفظ بلی کو بھی نہ سمجھے اس لیے آگے لکھا صورتہ ہٰکذا اور آگے بلی کی تصویر بنادی کہ اب تو سب سمجھ لیں گے کہ بلی اس شکل کی ہوتی ہے۔

﴿ملفوظ 188﴾ جو جس کام کیلئے آیا ہے وہ اس میں لگا ہوا ہے :

ایک صاحب نے جن کی حضرت مولانا مدظلہ العالی سے قرابت بھی ہے اپنے لڑکے کو جو کہ ماشاء اللہ جوان تھے اور مشکوٰۃ شریف وغیرہ پڑھتے تھے مدرسہ میں بغرض تعلیم بھیجا کچھ سبق تو ان کے مقرر ہو گئے مگر بعض سبق بوجہ عدم گنجائش نہ مقرر ہو سکے ان کے والد صاحب کے تشریف لانے پر حضرت والا نے فرمایا کہ اب تو گنجائش نہیں ہے مگر آئندہ خیال رکھا جائے گا البتہ مولوی احمد حسن صاحب صبح کو بعد نماز مشکوٰۃ شریف پڑھاتے ہیں وہ بہت اچھی طرح محنت سے پڑھاتے ہیں اور سند وغیرہ کی بھی تحقیق کرتے ہیں اگر آپ کے صاحبزادے صبح کی نماز یہاں آکر پڑھ لیا کریں تو بعد نماز فوراً شریک ہو سکتے ہیں اگر اور انتظام ہوا بھی تو مشکوٰۃ شریف اس طرح کوئی نہ پڑھائے گا جس طرح کہ مولوی احمد حسن پڑھاتے ہیں انہیں مشاغل زیادہ ہیں فرصت بالکل نہیں ورنہ وقت تبدیل کر دیا جاتا ان صاحب نے اس وقت کے نامناسب ہونے کی بابت کہا فرمایا کہ دین کے کام میں ہمت کرنے سے برکت ہوتی ہے آکر دیکھا جائے اگر تحمل نہ ہو تو خیر علاوہ پڑھنے کے اگر ویسے بھی تفریحاً صبح کو چلنے پھرنے کا انتظام کر لیا جائے تو ان کی تندرستی کیلئے مناسب ہے' مگر ان صاحب نے اس کے جواب میں بھی کچھ عذر کیا پھر حضرت قبلہ نے فرمایا کہ یہاں پر بعض لوگ عالم ہیں اور وہ ان کتابوں کو بے تکلف پڑھا سکتے ہیں مگر وہ ذکر و شغل میں لگے ہوئے ہیں ان سے کام لینا خود غرضی کی سی صورت ہے انہیں تو کتب بینی تک کی ممانعت ہے اور میں اپنے پاس بیٹھنے کی بھی انہیں بہت کم اجازت دیتا ہوں کیونکہ جو جس کام کیلئے آیا ہے وہ اسی میں لگا رہنا چاہئے اور یہاں پر جن کے متعلق تعلیم کا کام ہے ان کے پاس پہلے سے سبق مقرر ہیں وہاں گنجائش نہیں ہے اس وجہ سے فی الحال مجبوری ہے۔

۵ ربیع الاول ۳۵ھ بروز دو شنبہ

﴿ملفوظ 189﴾ **گوشت خوار :**

ایک صاحب جو کہ گوشت نہیں کھاتے ہیں حاضر خدمت ہوئے فرمایا کہ کہو جی گوشت خوار کیا حال ہے ﴿وہ صاحب بیمار تھے﴾ اس لیے حال پوچھا پھر فرمایا کہ گوشت خوار کے یہ معنی ہیں کہ جس کی نظروں میں گوشت خوار ہو ﴿یعنی گوشت اچھا نہ معلوم ہوتا ہو﴾۔ ﴿جامع عفی عنہ﴾

﴿ملفوظ 190﴾ **اہلِ جلال آباد کے پاس جبہ نبوی ﷺ :**

حضور سرور عالم ﷺ کا جبہ شریف جو جلال آباد کے لوگوں کے پاس ہے اور وہ اس کو بغرض زیارت تھانہ بھون تشریف لائے تھے بعد زیارت ایک صاحب کے دریافت کرنے پر حضرت والا نے فرمایا کہ اس کی سند حدیث کی سی تو ہے نہیں صرف گمان غالب ہوتا ہے اور دل بھی گواہی دیتا ہے کہ یہ جبہ شریف حضور سرور عالم ﷺ ہی کا ہے۔

﴿ملفوظ 191﴾ **بڑھاپے کا کام اس کے وقت میں نہیں ہو سکا :**

فرمایا کہ میں پہلے جوانی میں یہ سوچا کرتا تھا کہ جب عمر ڈھل جائے گی تو اور کچھ کام ہو نہ سکے گا بس پھر اکریں گے سو اب یہ بھی نہیں ہو سکتا۔

﴿ملفوظ 192﴾ **استقبال کی ناپسندیدگی :**

فرمایا کہ اپنے مقام پر رہنے سے تو حکام کی طرف سے ایک حد تک ہی نگرانی ہوتی ہے اور سفر میں جانے سے چونکہ ہجوم ہوتا ہے اس سے حکام کو شک ہوتا ہے کہ یہ ذی اثر ہیں اسی لیے میں استقبال کو پسند نہیں کرتا چنانچہ جب کسی کے بلانے پر سفر کرتا ہوں تو جہاں جانا ہوتا ہے وہیں کا ایک آدمی بلا لیتا ہوں تا کہ مقام پر پہنچ کر سواری وغیرہ کے انتظام میں آسانی ہو۔ اور لوگوں کو استقبال وغیرہ کیلئے آنے کی ضرورت نہ رہے۔ پھر فرمایا کہ دہلی میں ایک مرزا صاحب کی تلاشی ہوئی ان کو چونکہ اہل علم سے تعلق ہے اس لیے علماء کے خطوط بھی نکلے چنانچہ میرے بھی نکلے سب کے خطوط تو پڑھے گئے مگر میرے خطوط کو چھوڑ دیا گیا کہ اس پر تو اطمینان ہے پھر فرمایا کہ یہ مقام چونکہ قریب ہے حالات تو یہاں کے معلوم رہتے ہی

ہیں یہاں کوئی مجمع اور کمیٹی وغیرہ تو ہے ہی نہیں۔

﴿ملفوظ 193﴾ معاملات میں ترک شریعت کی وجہ سے کلفت :

ایک مولوی صاحب کے پاس ایک خط آیا جس میں کچھ سخت الفاظ لکھے تھے انہوں نے حضرت والا سے ذکر کیا کہ میں ان کو جن کے نام سے یہ خط آیا ہے لکھوں کہ انہوں نے ایسے الفاظ کیوں لکھے فرمایا کہ اول یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ ان کی تحریر ہے یا نہیں اگر آپ خط پہچانتے ہوں تو معلوم ہو سکتا ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہ خط تو کسی دوسرے سے لکھایا گیا فرمایا کہ خواہ مخواہ کسی پر کیوں شک اور شبہ کیا جائے اگر ان کا خط پہچانا جاتا تو اول ان سے دریافت کیا جاتا کہ آیا انہوں نے یہ خط بھیجا ہے یا نہیں اگر وہ انکار کریں تو بھی ان سے مخاطبت بیجا ہے مخاطبت تو ان سے جب ہی کی جاسکتی ہے کہ جب ان کی تحریر پہچانی جائے اور وہ اس خط کے بھیجنے کا اقرار کریں۔

پھر فرمایا کہ کسی نے رامپور ضلع سہارنپور سے قاضی انعام الحق صاحب رئیس رامپور کے نام سے ایک خط میں گالیاں مجھے لکھ کر بھیجیں میں نے پہچان لیا کہ یہ خط ان کا نہیں ہے اس لیے میں نے اس کا تذکرہ ہی کچھ ان سے نہیں کیا کیونکہ ان سے اس خط کے متعلق دریافت کرنے کا کوئی سبب ہی نہیں تھا ہاں اگر اس خط کی تحریر ان کی معلوم ہوتی تو میں ان سے معلوم کرتا کہ آیا یہ خط تم نے بھیجا ہے یا نہیں پھر ۸ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ کو ذکر آیا تو معلوم ہوا کہ وہ خط جو مولوی صاحب کے پاس آیا تھا جعلی تھا اور جس طرف ان کا شبہ تھا وہ غلط نکلا اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ دیکھئے اگر خط بھیج دیا جاتا تو ان سے کس قدر ندامت ہوتی کہ خواہ مخواہ ان پر شبہ کیا گیا جب شریعت کو ذرہ برابر چھوڑا جائے گا تو ضرور کلفت ہو گی آجکل ہم نے بھی معاملات میں شریعت کو چھوڑ دیا ہے بس نماز روزہ میں شریعت پر عمل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

۶ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 194﴾ قیام مکہ معظمہ کا حیلہ :

فرمایا کہ مکہ معظمہ کے مدرسہ میں صرف قرآن مجید کی تعلیم بے شک اچھی ہوتی ہے باقی وہاں کا کوئی مولوی فارغ شدہ تو دیکھا نہیں قریباً نصف سال تعلیم ہوتی ہو گی کیونکہ

تعطیلیں ﴿ایام حج وغیرہ کی﴾ کثرت سے ہوتی ہیں جو لوگ مکہ معظمہ میں قیام کرنا چاہتے ہیں وہ مدرسے کے حیلے سے رہتے ہیں۔

﴿ملفوظ 195﴾ داڑھی نکلنے کی نیت سے منڈوانا :

فرمایا کہ ایک عزیز تھے انہوں نے زیادہ نکلنے کی نیت سے داڑھی منڈائی پھر بڑے ہو گئے تمام عمر داڑھی نہیں نکلی اللہ میاں کا ایسا قہر نازل ہوا ایسے ہی ایک عربی خواں طالب علم نے پوچھا کہ نکلنے کی نیت سے داڑھی منڈوانا کیسا ہے۔

﴿ملفوظ 196﴾ بوئے دعویٰ :

کسی صاحب نے عربی عبارت میں حضرت والا کی خدمت میں خط لکھ کر بھیجا اس میں بعض غلطیاں بھی تھیں فرمایا کہ عربی میں خط لکھنے کی ایسی ضرورت ہی کیا تھی پھر فرمایا کہ ایک جملہ تو اچھا لکھا ہے مگر بغیر مصلحت عبارت عربی لکھنا کیا ضروری تھا اس سے بوئے دعویٰ آتی ہے۔

﴿ملفوظ 197﴾ مشغولی کی وجہ سے حافظہ پر اثر :

فرمایا کہ اب میرا حافظہ پہلا جیسا نہیں رہا دوسرے کاموں میں مشغولی زیادہ ہے جب میں کسی کام کی بابت جس کی اطلاع مجھے پہلے کی گئی تھی یہ کہتا ہوں کہ مجھے یاد نہیں رہا تو لوگوں کو تعجب ہوتا ہے مگر میں کیا کروں مجھ پر تو گزرتی ہے میں ہی جانتا ہوں لوگوں کو یقین نہ ہو تو میں کیا کروں۔

فائدہ : اگر کسی کو حضرت والا سے کسی گزشتہ کام کی نسبت کچھ کہنا ہو تو از سر نو دوبارہ صاف صاف بیان کر دینا چاہئے یہ نہ خیال کیا جائے کہ پہلے تو ہم کہہ ہی چکے ہیں یاد ہو گا۔ اس لیے دوبارہ کہنے کی کیا ضرورت ہے نہیں بلکہ پھر سے پوری بات کہہ دینی چاہئے خواہ تھوڑی دیر پہلے ہی کا قصہ ہو کیونکہ حضرت والا کو بوجہ کثرت کام کے کوئی بات ذرا بھی یاد نہیں رہتی۔

﴿ملفوظ 198﴾ نفس کی عجیب شرارت :

فرمایا کہ نفس کی یہ بھی شرارت ہے کہ جس برے کام کے کرنے کا پھر ارادہ ہوتا ہے اس سے توبہ نہیں کرتا یہ خیال رہتا ہے کہ ایک دفعہ اور کر لوں پھر توبہ کروں گا۔

﴿ملفوظ 199﴾ **مالش کرنے والے طالب علم کی بے تکلفی :**

ایک طالب علم جو کہ سر میں تیل ملنے کا خاص طریقہ جانتے ہیں جس سے کہ سر میں تیل بالکل کھپ جاتا ہے بہتا بالکل نہیں ان سے حضرت والا نے کہلا کر بھیجا کہ اگر فرصت ہو اور تعلیم کا حرج نہ ہو تو آ کر سر میں تیل مل جائیں انہوں نے جواب میں کہلا کر بھیجا کہ اس وقت فرصت نہیں ہے ﴿یہ بیچارے بے تکلف ہیں اگر فرصت ہوتی ہے تو بے کہے خود آ کر تیل ڈال دیتے ہیں۔ جامع عفی عنہ﴾

اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ ان سے میں نے کہا تھا کہ ایک روپیہ ماہوار مجھ سے تیل ڈالنے کا لے لیا کرو انہوں نے جواب دیا کہ اگر اس کا ذکر کرو گے تو پھر میں ویسے بھی سر میں تیل ڈالنا چھوڑ دوں گا۔

۷ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ بروز چہار شنبہ

﴿ملفوظ 200﴾ **ڈاک کے کام کا حرج :**

زنانہ مکان سے اطلاع آئی کہ ذرا دیر کیلئے یہاں .... ہو جائیں کچھ کہنا ہے حضرت والا نے جواب میں فرمایا کہ جا کر کہدو اس وقت ڈاک کا کام کر رہے ہیں جو کہنا ہو لکھ کر بھیج دیں۔

﴿ملفوظ 201﴾ **واسطہ کا نقصان :**

فرمایا کہ اب جس سے کوئی بات کرنا ہو گی اگر وہ قریب ہو تو بلا واسطہ بات کیا کریں گے درمیان میں واسطہ بھی مضر ہے ﴿کسی ایسے موقعہ پر یہ ارشاد فرمایا تھا جبکہ واسطہ ہونے سے کسی بات میں کچھ گڑبڑ ہو گئی تھی اور اصل مطلب کے سمجھنے میں بڑی غلطی واقع ہو گئی تھی﴾۔

﴿ملفوظ 202﴾ **نام کے ساتھ حنیف لکھنے کی ضرورت :**

فرمایا کہ ایک غیر مقلد نے میرے ایک مضمون میں میرے نام کے ساتھ لفظ حنفی لکھا ہوا دیکھ کر مجھ سے سوال کیا کہ اپنے نام کے ساتھ حنفی لکھنے کی کیا ضرورت ہے میں نے جواب دیا کہ ہندوستان میں اپنے نام کے ساتھ حنفی لکھنے کی ضرورت اس لیے ہے تاکہ لوگ

غیر مقلد نہ سمجھیں یہ جواب سنکر وہ خاموش ہو گئے۔

﴿ملفوظ 203﴾ جامہ کی پائجامہ :

فرمایا کہ ابوبکر رشیدی مطوق نے نواب صاحب کی دعوت کی ساتھ میں بیگم صاحبہ بھی برقعہ اوڑھے ہوئے مطوف صاحب کے مکان پر گئیں گرمی کا موسم تھا نواب صاحب نے اپنے بالائی کپڑے اتار کر علیحدہ کو رکھ دیئے مطوف صاحب بیگم صاحب سے یہ کہنا چاہتے تھے کہ آپ بھی اپنے زائد کپڑے اتار دیجئے تاکہ گرمی کی تکلیف سے نجات ہو اور بجائے لفظ کپڑے کے جامے کا لفظ بولنا چاہئے تھا مگر بوجہ عدم مہارت اردو کے بجائے جامے کے پائجامہ یاد رہ گیا کہنے لگے بیگم صاحب آپ بھی پاجامہ اُتار دیجئے یہ سن کر نواب صاحب غصہ کے مارے سرخ ہو گئے تب وزراء وغیرہ نے سمجھایا کہ غلطی سے یہ لفظ نکلا کیونکہ انہیں اردو بولنے کی مہارت نہیں ہے۔

﴿ملفوظ 204﴾ قرض چکانے کا نیا طریقہ :

فرمایا کہ ایک صاحب نے کسی بنیئے سے قرض لے کر مکان بنوایا جب عرصہ ہو گیا تو مہاجن نے اپنا روپیہ طلب کیا بہت دنوں تک تو وہ وعدے کرتے رہے آخر کار اس نے ایک دن سخت تقاضا کیا اس پر انہوں نے مزدوروں سے بلا کر کہا کہ اس مکان ہی کو گرا دو جب مکان گر گیا تو مہاجن سے کہا کہ لو تم بہت روپیہ مانگا کرتے تھے ہم نے تمہارے روپیہ کا مکان ہی نہیں رکھا تمہارے روپیہ سے جو مکان بنا تھا وہ ہم نے گروا دیا ہے بس قصہ ہی ختم ہوا۔

﴿ملفوظ 205﴾ نکاح کے بعد اب کیا ہو ؟

ایک بیوہ عورت کا خط آیا تھا اس میں لکھا تھا کہ ایک شخص نے مجھ سے آکر کہا کہ دیکھو ہماری تمہاری بڑی بدنامی ہو رہی ہے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں عورت فلاں شخص کو قبول نہیں کرتی اور وہ شخص اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے یہ سن کر میں نے اس مرد سے کہا کہ اچھا یہ بات ہے تو جاؤ میں نے نکاح کر لیا اس وقت گواہ بھی موجود تھے تو نکاح ہو گیا یا نہیں پھر اس عورت نے یہ بھی لکھا تھا کہ اس شخص کے ایک عورت اور بھی ہے اور میرے عزیز و اقارب یہ خبر سن کر بہت ناخوش ہوں گے اب میں کیا کروں سخت پریشان ہوں حضرت والا نے جواب تحریر فرمایا کہ جب نکاح ہو گیا تو اب میں کیا بتاؤں پھر زبانی یہ فرمایا کہ اگر نکاح کرنا

ناگوار ہوتا تو اس کی مخالفت کی جاتی یعنی یہ کہا جاتا کہ جاؤ میں نہیں کرتی نہ کہ یہ کہا جاتا کہ جاؤ میں نے کرلیا۔ یہ موافقت کی دلیل ہے کہ نکاح کرنا ناگوار نہ تھا۔

۸ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 206﴾ شیعوں کے سوالات کی واپسی :

بعض شیعوں نے کچھ سوالات لکھ کر حضرت والا کی خدمت میں بھیجے اول تو ان پر حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کا نام تحریر تھا پھر مولانا موصوفؒ کا نام کاٹ کر حضرت والا کا نام لکھا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ ترجیحاً آپ کے پاس بھیجے جاتے ہیں۔ حضرت والا نے پھر حضرت مولانا سہارنپوری کا ہی حوالہ دیا اور یہ تحریر فرمایا کہ مولانا سہارنپوری ہی کو اس میں مہارت ہے وہیں سے پوچھئے وہیں سے جواب ملے گا۔

﴿ملفوظ 207﴾ طبیب کی صحبت بہت خراب ہے :

فرمایا کہ طبیبوں کی صحبت بہت خراب ہوتی ہے تقویٰ کا محفوظ رہنا ان کی صحبت میں مشکل ہی ہے ان کی مجلس میں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں بے حیائی اس قدر ہوتی ہے کہ بازاری عورتوں سے ہنسی مذاق کی باتیں کرتے ہیں حکیم محمود خان صاحب کے خاندان کے ایک حکیم تھے وہ طوائفوں کو اپنے مطب میں نہیں آنے دیتے تھے لوگ انہیں ملا کہتے تھے۔

﴿ملفوظ 208﴾ حضرت حاجی صاحبؒ کے شکایتی روایت قبول ہی نہیں تھی :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کے یہاں کسی کے حق میں .... کسی کی شکایتی روایت قبول ہی نہ ہوتی تھی خواہ راوی کیسا ہی ثقہ کیوں نہ ہو اس لیے تمام متعلقین بے فکر رہتے تھے کہ ہماری طرف سے حضرت کا دل کوئی پھیر ہی نہیں سکتا۔ حضرت حاجی صاحب سب سن سنا کر یہ فرمادیا کرتے تھے کہ نہیں وہ شخص ایسے آدمی نہیں ہیں یہ وجہ ہوگی وہ وجہ ہوگی ہمیشہ تاویلیں کیا کرتے تھے پھر فرمایا کہ اب تو مشائخ و علما کے یہاں ایک دوسرے کی باتیں خوب لگائی جاتی ہیں۔

﴿ملفوظ 209﴾ خیالات آنا کوئی باطنی مرض نہیں :

فرمایا کہ باطن کے بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ وہ مرض نہیں مگر لوگ خواہ مخواہ ان

کو مرض سمجھتے ہیں مثلاً خیالات کو آنے کو لوگ برا سمجھتے ہیں اور جو سمجھایا جائے کہ اس سے کچھ حرج نہیں تو سمجھانے سے مانتے نہیں بلکہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ویسے ہی ٹال دیا ہے اس کی تو ایسی مثال ہے جیسے کوئی طبیب سے کہے کہ حکیم جی جب میں دھوپ میں چلتا ہوں تو میرا بدن گرم ہو جاتا ہے مجھے یہ مرض ہے اور حکیم جی شفقت سے یہ جواب دیں کہ بھائی یہ مرض نہیں ہے مگر وہ کہے کہ نہیں حکیم جی یہ تو مرض ہے۔

﴿ملفوظ 210﴾ روح و نفس کے زندہ و مردہ ہونے کی علامت :

فرمایا کہ جن شخصوں میں ذرا سی شوخی ہوتی ہے جس کو عرف میں چھچھوراپن کہتے ہیں وہ نفس کے مردہ اور روح کے زندہ ہوتے ہیں ہنستا بولتا آدمی اچھا ہوتا ہے۔ متانت مصنوعی روح کے مردہ اور نفس کے زندہ ہونے کی دلیل ہے ایسے شخصوں میں کبر ہوتا ہے اور شوخ طبیعت میں کبر نہیں ہوتا۔

۹ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 211﴾ عظمت خداوندی کے نہ ہونے کی وجہ سے غلطیاں :

فرمایا کہ جب کسی مریض کی طرف سے مایوسی ہو جاتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہی کے نام پر پڑا ہوا ہے یعنی ناامیدی میں تو اللہ کی سپرد کرتے ہیں اور جہاں امید ہوتی ہے وہاں اللہ کی سپرد نہیں کرتے خدا کے سامنے سامان واسباب کیا چیز ہیں پھر فرمایا کہ اسی طرح ایک بے ادبی کرتے ہیں کہ کسی واقعہ کو نامناسب و بے موقعہ قرار دے کر اس کے وقوع کے متعلق فیصلہ کرتے ہیں کہ اجی خدا تعالیٰ کی ذات بے پرواہ ہے۔

اصل میں یہ ترجمہ ہے غنی کا اور غنی کے معنی غیر محتاج کے ہیں مگر لوگ اس کا مطلب مصلحت کی رعایت نہ کرنے والے کا سمجھتے ہیں کہ جو جی میں آیا کر دیا جس کو چاہا مار ڈالا۔ جس پر جو چاہا کر دیا کچھ انتظام اور قاعدے مقرر نہیں ہیں۔ ﴿نعوذ باللہ﴾

حالانکہ غنی کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک کی ذات غیر محتاج ہے نہ اس کو کسی کی عبادت سے نفع پہنچتا ہے اور نہ کسی کی سرکشی سے ضرر پہنچتا ہے اسی طرح اکثر لوگ بالکل معمولی بات سمجھ کر اپنے اوپر الزام مٹانے کو اپنے محاورہ میں کہہ دیتے ہیں کہ کیا کریں قسمت میں یوں ہی لکھا تھا اس کہنے کا تو گویا یہ مطلب ہوا کہ ہماری خطا نہیں نعوذ باللہ

خدائے تعالیٰ پر الزام ہے کہ انہوں نے اسی طرح تجویز کر دیا کیونکہ تقدیر کے معنی یہی ہیں یہ بھی بڑی ہی سخت بات ہے مگر خیال نہیں کیا جاتا وجہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی عظمت کا دھیان باندھا کریں تو قلب میں عظمت خداوندی پیدا ہو جائے اور ایسی غلطیاں نہ ہوں۔

﴿ملفوظ 212﴾ بزرگوں کی بات نہ ماننے سے شیطان کا چپت :

فرمایا کہ ایک مرتبہ انشاء اللہ خاں شاعر نواب سعادت علی خاں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے اور سر کھلا ہوا تھا نواب صاحب نے سر پر ایک چپت لگایا۔ انشاء اللہ خاں کی نظر نیچے کو تھی مگر چپت کھا کر بھی گردن نیچی ہی رکھی اوپر کو نہیں اٹھائی اور نہ ان کو ہنسی آئی گردن جھکائے ہوئے ہی یہ کہا کہ واقعی جو بزرگوں کا کہنا نہیں مانتا اس کو یہی سزا ملتی ہے۔ اللہ بخشے والد صاحب کو وہ کہا کرتے تھے کہ ننگے سر کھانا نہ کھانا چاہئے ورنہ شیطان سر میں چپت لگاتا ہے یہ کہہ کر بالکل ہنسے نہیں اوپر نظر بھی نہیں کی گویا کہ نواب صاحب کے چپت مارنے کی خبر ہی نہیں ہے۔

﴿ملفوظ 213﴾ مہمانی و میزبانی میں نئے طرز معاشرہ کا نقصان :

فرمایا کہ آجکل ہم لوگوں کی معاشرت نئے طرز کی ہو گئی ہے اگر مہمان سے قیام کی مقدار پوچھی جائے تو اس کو خلاف تہذیب سمجھا جاتا ہے اسی طرح بعض مہمان بطور خود کھانے کا انتظام کرتے ہیں مگر میزبان کو اطلاع نہیں کرتے میزبان بچارہ سامان کر کے کھانا تیار کرتا ہے وقت پر کہہ دیتے ہیں کہ صاحب ہمارے ساتھ تو کھانا موجود ہے اس سے میزبان کو کس قدر تکلیف اور اس کا کتنا نقصان ہوتا ہے۔

چنانچہ ایک صاحب جو کہ میرے یہاں مہمان تھے اپنے ساتھ کھانا لائے تھے مگر انہوں نے اپنے پاس کھانا موجود ہونے کی مجھے اطلاع نہیں کی جب کھانا کھانے کا وقت آیا تو اپنا کھانا کھول کر بیٹھے میں نے کہا کہ آپ نے مجھے اطلاع کر دی ہوتی کہ میرے پاس کھانا موجود ہے تو مضائقہ نہ تھا اب چونکہ آپ نے اطلاع نہیں کی اور مجھے تکلیف دی لہذا اس کھانے کو کو کہیں اور جا کر کھائیے یہاں نہ کھائیے۔

پھر فرمایا کہ جب میں سفر کو جاتا ہوں اور سہارنپور میں کچھ قیام کرنا ہوتا ہے اور اسی عرصہ میں کھانے کا وقت ہو تو پہنچتے ہی میں اطلاع کر دیتا ہوں کہ کھانا ہمارے ساتھ موجود ہے یا یہ کہ فلاں جگہ کھائیں گے اور اگر ہمراہ ہو تو جاتے ہی میزبان کے گھر بھجوا دیتا ہوں اور

کھلا بھیجتا ہوں کہ اس کو رکھ لیا جائے اور اپنے یہاں کا کھانا بھیج دیا جائے یا دونوں کو ملا جلا کر استعمال کر لیا جائے اس سے انہیں بھی تکلیف نہیں ہوتی ورنہ جلدی میں آکر کھانا تیار کرایا جائے تو سخت پریشانی ہو اور اس طرح کھانا ساتھ لے جانے سے میزبان کی اہانت بھی نہیں ہوتی کیونکہ میزبان کا کھانا بھی تو استعمال میں آتا ہے پھر فرمایا کہ بعض لوگ ایسا کرتے ہیں کہ خود تو میزبان کے یہاں کھاتے ہیں اور ساتھ کا کھانا کتوں وغیرہ کو ڈال دیتے ہیں۔

افسوس رزق کی ایسی بے قدری کہ آدمی کو نہ کھلایا جائے خواہ کتے کھائیں اگر وہ کھانا میزبان کے یہاں بھیج دیا جائے تو کیا حرج ہے اسی سلسلہ میں فرمایا کہ میں نے تو محلے میں کہہ دیا ہے کہ جب کسی کے یہاں ساگ پکا کرے تو میرے لیے بھیج دیا کرو غریب بیچارے اس بات سے بہت ہی خوش ہیں کہ ہماری بہت ہی خاطر کرتے ہیں کہ جو بے تکلف سالن قبول فرما لیتے ہیں پھر فرمایا کہ کڑھائے کی دال بڑے مزے کی ہوتی ہے غریبوں میں شادی وغیرہ میں کڑھائے میں پکتی ہے جب اطلاع ہوتی ہے تو میں خود منگوا لیتا ہوں۔

۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 214﴾ مختلف مشائخ سے ذکر و شغل پوچھنا:

فرمایا کہ حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہیؒ کے ایک مرید تھے ان کو وسوسہ ہوا کہ یہاں کی تعلیم تو معلوم کر لی اور بھی تو مشہور مشائخ ہیں اور اللہ کا نام کسی سے پوچھنے میں حرج نہیں ہے لہذا اور جگہوں کا بھی رنگ ڈھنگ چل کر دیکھنا چاہئے مگر اس خیال کو پیر سے ظاہر کرتے ہوئے حجاب مانع تھا شیخ نے یا تو کشف سے یا قرائن سے معلوم کر لیا ایک موقعہ پر ان سے فرمایا کہ بھائی حق تعالیٰ کا ارشاد ہے سیر وافی الارض لہذا تم اگر کچھ عرصہ ادھر ادھر پھر آؤ تو تفریح بھی ہو جائے گی اور مختلف مشائخ سے زیارت وبرکات سے بھی مشرف ہو جاؤ گے اور اس وقت میں اگر کسی سے اللہ کا نام بھی پوچھ لو تو کچھ حرج نہیں ہے یہ مرید دل میں خوش ہو گئے کہ اچھا ہوا۔

شیخ سے حجاب بھی نہ ٹوٹا اور کام بھی بن گیا۔ رخصت ہو کر روانہ ہوئے جہاں جس شیخ کے پاس بھی گئے سب نے وہی پاس انفاس کا شغل بتایا جو کہ ابتداء میں شروع کرایا جاتا ہے یہ بہت گھبرائے کہ جس کے پاس جاتا ہوں وہ ابتداء الف' بے' تے سے ہی کراتا ہے اور پچھلا کیا کرایا سب بیکار ہو جاتا ہے۔

آخر شرمندہ ہو کر پھر حضرت شیخ گنگوہی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور توبہ کی شیخ نے فرمایا کہ کیوں بھائی اب تو تسلی ہوئی بس دور کے ڈھول ہی سہانے معلوم ہوتے ہیں اب ایک طرف گوشہ میں بیٹھ کر اللہ کا نام لو اور طبیعت کو یکسو رکھو۔

ملفوظ 215 شیخ کامل کا اقرار :

فرمایا کہ حضرت شیخ عبد الباری کی خدمت میں دو شخص بغرض بیعت حاضر ہوئے شیخ نے ان کے اعتقاد کی جانچ کیلئے فرمایا کہ اگر ہم خلاف شرع کام کا حکم دیں تو کرو گے ان میں سے ایک نے جواب دیا کہ صاحب خلاف شرع کام تو میں نہ کروں گا دوسرے نے کہا کہ ہاں کروں گا۔

شیخ نے دوسرے کو تو بیعت فرمالیا اور پہلے کو صاف انکار کر دیا وہاں سے جب علیحدہ ہوئے تو پہلے نے دوسرے سے پوچھا کہ بھائی تم نے خلاف شرع کام کرنے کا اقرار کس تاویل سے کیا اس نے جواب دیا کہ میں نے یہ خیال کیا کہ شیخ کامل کبھی خلاف شرع کام کے واسطے کہہ ہی نہیں سکتا لہذا مجھے کبھی ایسی نوبت ہی نہ آنے گی۔ پس میں نے خلاف شرع کام کرنے کا اقرار نہیں کیا بلکہ ان کے شیخ کامل ہونے کا پورا یقین کیا کہ وہ کبھی ہر گز ایسا کر ہی نہیں سکتے کہ خلاف شرع کام کا حکم دیں اور یہ میرا کہنا کہ اگر آپ خلاف شرع کہیں گے تو کر لوں گا یہ تعلیق المحال بالمحال ہے اس سے میرا عزم غیر مشروع کا لازم نہیں آتا۔

۱۲ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز دوشنبہ

ملفوظ 216 ٹیڑھی کھیر :

ایک زمیندار صاحب نے گاؤں سے بارش کے دن حضرت والا کی خدمت میں کھیر مٹی کے گھڑے میں ایک مزدور پر رکھوا کر بھیجی وہ آدمی بیچارہ قریب تھانہ بھون کے آکر کیچڑ کی وجہ سے گر گیا کھیر بھی سب گر گئی وہ بیچارہ کیچڑ ملی ہوئی کھیر لے کر آیا اور پرچہ جو زمیندار صاحب نے دیا تھا پیش کیا حضرت والا نے بہت افسوس فرمایا کہ بے چارے غریب کے چوٹ بھی لگی اور کھیر بھی رخصت ہوئی ایسے میں تنہا چلنا مشکل ہے نہ کہ بوجھ لے کر چلنا یہ تو سخت ہی دشوار ہے ایسی بارش میں بھیجنا سخت بے رحمی ہے پھر فرمایا کہ زمینداری میں کچھ قساوت ہو ہی جاتی ہے۔

پرچہ میں انہوں نے رسید مانگی تھی حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ بجائے رسید کے نصیحت بھیجتا ہوں کیونکہ کھیر تو گر کر ختم ہو گئی پھر دوسرے دن اسی شخص کو انہوں نے دوبارہ کھیر لے کر بھیجا حضرت والا نے اس مزدور سے دریافت فرمایا کہ کھانے کو کچھ پیسے بھی دیئے ہیں یا نہیں اس نے جواب دیا کہ نہیں دیئے حضرت والا نے اس مزدور کو اپنے پاس سے پیسے دیئے اور ان زمیندار صاحب کو تحریر فرمایا کہ اس بیچارے کے کھانے کا بھی خیال نہیں کیا۔

﴿ملفوظ 217﴾ بے وقت تشریف آوری :

فرمایا کہ ثقات و غیر ثقات سب اکثر دوپہر ہی کو ملنے آتے ہیں حالانکہ وہ آرام کا وقت ہے ایک صاحب کی نسبت فرمایا کہ وہ کرنال سے آئے اور دوپہر کو توجو کہ بیٹھنے کا وقت نہیں تھا بیٹھے رہے مگر اس وقت میں نے ان سے عذر کر دیا پھر ظہر کی نماز تک مقیم رہے اور بعد ظہر کی نماز کے جو کہ بیٹھنے اور اطمینان سے بات چیت کرنے کا وقت تھا رخصت ہو گئے۔

﴿ملفوظ 218﴾ مولانا فتح محمد صاحب کی بے نفسی :

فرمایا کہ مولانا فتح محمد صاحب کی صحبت میں دین کی محبت ہو جاتی تھی اور ایسے بے نفس تھے کہ ایک ولایتی طالب علم مولوی صاحب پر خفا ہوئے اور کہا کہ تم کافر ہو۔ مولانا نے فرمایا کہ بھائی جب میں کافر ہوں تو مجھ سے پڑھتے کیوں ہو ان ولایتی نے جواب دیا کہ فن سیکھنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

فائدہ : اس قصہ سے مولانا فتح محمد صاحب کا وسیع الاخلاق ہونا معلوم ہوتا ہے کہ شاگرد سے کافر کا لفظ سن لیا اور پرواہ نہ کی پھر حضرت والا نے یہ بھی فرمایا کہ آخر میں ایک اور جوان ولایتی طالب علم مولانا فتح محمد صاحب کی خدمت میں آ گئے تھے ان کے ڈر کے بارے وہ پہلے ولایتی بھاگ گئے وہ مولوی صاحب کو بہت تکلیف دیا کرتے تھے۔ ﴿جامع عفی عنہ﴾

﴿ملفوظ 219﴾ میر سید شریف کو علم کی قدر :

فرمایا کہ میر سید شریف صاحب کسی عالم سے پڑھنے گئے انہوں نے فرمایا کہ ایک اشرفی روز دیا کرو تب پڑھاؤں گا اور جس دن اشرفی نہ دو گے اس دن کا سبق ناغہ ہو گا ان بیچاروں نے کوشش کر کے بادشاہ تک اطلاع کرائی آخرکار وہاں سے ایک اشرفی روز ان کو ملنے

لگی جب وہ استاد کی خدمت میں ایک اشرفی لا کر پیش کرتے تھے تب سبق پڑھتے تھے آخر کار جب فارغ ہو چکے تو استاد نے وہ سب اشرفیاں جو جمع کر رکھی تھیں لا کر ڈھیر کی ڈھیر ان کے سامنے ڈال دیں کہ لو بھائی یہ تمہاری اشرفیاں موجود ہیں میں نے صرف اس غرض سے یہ انتظام کیا تھا تاکہ تمہیں علم کی قدر ہو اور خوب محنت سے مطالعہ کر کے پڑھو اور یاد کرو کیونکہ جو چیز بے محنت حاصل ہوتی ہے اس کی قدر نہیں ہوا کرتی ہے۔

﴿ملفوظ 220﴾ نابینا غیر مقلد کو عمل بالظاہر کا نقصان :

فرمایا کہ ایک نابینا غیر مقلد نے کہیں وعظ کہا اس میں یہ بیان کیا کہ لوگوں نے تاویلیں کر کے دین کو خراب کر دیا۔ تاویلوں کی کچھ ضرورت نہیں بس ظواہر پر عمل کرنا چاہئے ایک صاحب نے انہیں خوب جواب دیا کہ اچھا میں کہتا ہوں کہ تم دوزخی ہو اور یہ قرآن شریف کی اس آیت سے ثابت ہے ومن کان فی ھٰذہ اعمی فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ چونکہ تم نابینا ہو اس لیے اس آیت کے موافق دوزخی ہو ان غیر مقلد نے جواب دیا کہ یہاں اس کا یہ مطلب نہیں ہے ان صاحب نے کہا کہ آپ یہ تاویل کیوں کرتے ہیں ظاہر پر عمل کیجئے آپ تو فرما چکے ہیں کہ ظاہر پر عمل کرنا چاہئے پس موقعہ محل کا دیکھنا تو معنی کے اندر بقول آپ کے ضروری ہے ہی نہیں اس پر وہ غیر مقلد خاموش ہو کر شرمندہ ہوئے۔

۱۴ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ بروز چہار شنبہ

﴿ملفوظ 221﴾ قانون شرعی کو قانون ملکی کے تابع کرنے کا نقصان :

ایک صاحب کا جو کہ سرکاری ملازم ہیں خط آیا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ سرکاری رقم کے حساب میں کچھ غلطی ہو گئی ہے جس کی وجہ سے جرم قائم ہونے کا اندیشہ ہے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ رحم فرما کر اس سے نجات دیں اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ شریعت میں بھول چوک معاف ہے اور قانون میں جرم قائم ہوتا ہے اور خطا و نسیان کی رعایت نہیں کی جاتی۔ اس پر بھی لوگ قانون شرعی کو قانون ملکی کے تابع بناتے ہیں اور قانون شرعی کو خاص رحمت خداوندی سمجھ کر شکر نہیں کرتے۔ افسوس حق تعالیٰ کی شفقت کی قدر نہیں ذرا سی تکلیف میں شکایتوں کے پل باندھ دیتے ہیں۔

۵ اربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 222﴾ مخاطب کی بے حسی کا اثر:

فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب مخاطب کو افسردہ پاتے تو تقریر بالکل بند کر دیتے تھے ایک مرتبہ مدارالمہام صاحب نے ایک آیت کی تفسیر پوچھی مولانا نے بیان فرمائی وہ سن کر خاموش ہو گئے اور کچھ جواب نہیں دیا کہ آیا سمجھ گئے یا کچھ شبہ ہے مولانا بہت ناخوش ہوئے پھر حضرت والا نے فرمایا کہ مجھے بھی جب مخاطب سے بات کا جواب نہیں ملتا تو سخت خلجان ہوتا ہے۔

اسی طرح وعظ میں اگر میرے سامنے کوئی ایسا شخص بیٹھا ہو جو کہ مضامین کو سمجھتا نہ ہو یا اس کے طرز سے بے توجہ ہونا پایا جاتا ہے تو مجھ سے اس وقت تک بیان نہیں ہوتا جب تک کہ وہ سامنے سے اٹھ کر نہ چلا جائے۔

﴿ملفوظ 223﴾ پیشگی اجرت لینے کا اثر:

کسی کام کی پیشگی اجرت لینے کے تذکرہ میں فرمایا کہ پیشگی لینے کے بعد کام پورا کرنا مشکل پڑ جاتا ہے اور بیگار کی طرح پورا کیا جاتا ہے اس لیے پیشگی لینا ٹھیک نہیں چڑھا کر لینے میں خوشی زیادہ ہوتی ہے۔

﴿ملفوظ 224﴾ امراء کا امتیازی طرز تعلیم:

فرمایا کہ گنگوہ کے ایک مدرسہ میں عوام غریب لوگوں کے بچوں کو تعلیم میں اس وجہ سے شریک نہیں کیا جاتا کہ ہمارے لڑکوں کے اخلاق جولاہے تیلیوں کے بچوں کی صحبت میں بگڑ جائیں گے یہ بڑے سخت تکبر کی بات ہے اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنا اور بے چارے ان غریبوں کو حقیر و ذلیل سمجھنا بڑے سخت تکبر کی بات ہے۔

﴿ملفوظ 225﴾ دوسرے شخص سے تقریر کرنے کا طریقہ:

فرمایا کہ جب کسی دوسرے شخص سے تقریر کرے تو اس کا خیال کر کے تقریر کرے کہ اگر یہی تقریر مجھ سے کی جاتی تو میں سمجھ جاتا یا نہیں ہمیشہ تقریر صاف اور کافی ہونی چاہئے۔

۱۶ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 226﴾ کسی بھی پرچہ میں مضمون دینے کا معیار :

سندھ سے ایک خط حضرت مدظلہ العالی کی خدمت میں آیا کہ یہاں سے ایک اخبار نکلنے والا ہے اس میں یا تو اپنا مضمون دیا کیجئے یا کوئی اپنا وعظ دیدیجئے کہ وہی تھوڑا تھوڑا نکالا جائے اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ جب تک پرچہ کی حالت دیکھ نہ لی جائے کہ اس میں کس قسم کے مضامین نکلتے ہیں اس وقت تک اپنا مضمون دینا مناسب نہیں کیونکہ مضمون کے ہونے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ اخبار ان کا بھی پسندیدہ ہے تب ہی مضمون اس میں طبع ہوا۔

﴿ملفوظ 227﴾ محض زیادتی تنخواہ کیلئے ترک ملازمت ناشکری ہے :

فرمایا کہ ایک جگہ کی تھوڑی تنخواہ کی ملازمت کو محض دوسری جگہ کی زیادت کی وجہ سے چھوڑنا جبکہ اس قلیل تنخواہ میں گزر بھی ہو جاتا ہو۔ خدا تعالیٰ کی ناشکری ہے جب میں کانپور میں تھا تو ایک جگہ سو روپیہ کی تنخواہ پر مجھے بلایا گیا اس وقت مجھے کانپور میں چالیس روپے ملتے تھے میں نے جواب لکھ دیا کہ جو شخص ایک جگہ کام کر رہا ہے اس کا وہاں سے ہٹانا مناسب نہیں ہے جو شخص بے کار ہو اس کو بلا کر آپ رکھیں تاکہ اس کی حاجت رفع ہو اور اگر میں آپ کے یہاں آبھی جاؤں تو آپ کو میرے اوپر اعتماد نہ کرنا چاہئے کیونکہ جو شخص زیادتی کی وجہ سے آپ کے یہاں آیا ہے اگر اس کو اس سے کہیں زیادہ ملیں گے تو وہ وہاں چلا جائے گا اسی سلسلہ میں فرمایا کہ جو صاحب مدرسہ امداد العلوم سے تعلق چھوڑ کر دوسری جگہ زیادتی تنخواہ دیکھ کر گئے ان کو جمعیت تو نصیب ہوئی نہیں حالانکہ جمعیت بڑی چیز ہے سلطنت کی بھی اس کے سامنے کچھ حقیقت نہیں ہے کہ قلب مطمئن ہو۔

﴿ملفوظ 228﴾ جبہ نبوی ﷺ کا احترام :

فرمایا کہ جب حضور سرور عالم ﷺ کا جبہ شریف تھانہ بھون میں آتا ہے تو اس کے قیام گاہ کی طرف کو پیر نہیں پھیلاتا وجہ ادب کے اس سے کوئی یہ شبہ نہ کرے کہ قرآن شریف کا اتنا احترام نہیں کیا جاتا۔ اس سے جبہ شریف کے احترام کی زیادتی کلام مجید پر لازم آتی ہے۔ فرمایا کہ اس کا یہ جواب ہے کہ قاعدہ ہے کہ نئی چیز کا احترام طبعی طور پر زیادہ ہوتا ہے

مثلاً کچھ لوگ اپنے شیخ کی خدمت میں بیٹھے ہوں اور کوئی دوسرے بزرگ آجائیں اور لوگ اٹھ کر ان سے مصافحہ کرنے کیلئے چلے جائیں تو اس میں کچھ حرج نہیں دوسری بات یہ ہے کہ جب شریف تو کبھی کبھی آجاتا ہے اس کا یہ احترام ہم کر سکتے ہیں اور قرآن مجید کا اس قدر احترام نہیں کر سکتے کیونکہ وہ ہمارے پاس ہر وقت موجود ہے۔

﴿ملفوظ 229﴾ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت طاقت بشری سے خارج ہے:

فرمایا کہ ایک مشہور ادیب نے آجکل عربی زبان بگڑ جانے کی یہ حکمت بیان کی کہ چونکہ ترقی کا زمانہ ہے اگر عربی زبان کی فصاحت و بلاغت بھی ترقی کرتی تو قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا اعجاز باقی نہ رہتا اس لیے اللہ پاک نے ﴿نعوذ باللہ منہ﴾ زبان عربی کی فصاحت وبلاغت کی ترقی کو مسدود فرمایا۔

حضرت اقدس نے فرمایا کہ اگر بے شمار قیامتیں بھی ہو جائیں اور عربی زبان چاہے جتنی ترقی کرے مگر قرآن مجید کی فصاحت وبلاغت اس درجہ کی ہے کہ طاقت بشریہ سے خارج نہ یہ کہ وہ ترقی کر کے قرآن کی بلاغت و فصاحت تک پہنچے۔ معجزہ کے تو یہی معنی ہیں کہ وہ بات طاقت بشری سے خارج ہو۔

﴿ملفوظ 230﴾ جس امر میں شرعاً گنجائش ہو اس سے سختی نہیں منع کرنا چاہئے:

فرمایا کہ جس امر میں شرعاً گنجائش ہو اس کے صدور سے دوسرے شخص کو سختی کے ساتھ اجتناب کا حکم کرنا یہ آداب احتساب کے خلاف ہے لطف سے بھی تو یہ کام ہو سکتا ہے مگر اس بات کا خیال کرنا اور اس پر عمل کرنا بڑے متبحر عالم کا کام ہے۔

۷ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 231﴾ حضرت گنج مراد آبادیؒ کا موت سے ڈرنا:

فرمایا کہ ایک مرتبہ شاہ فضل الرحمٰن صاحبؒ فرماتے تھے کہ میں بیمار ہوا اور ڈرا کہ

نہیں میں مر نہ جاؤں مجھے مرنے سے بہت ڈر لگتا ہے پھر آرام ہونے کے بعد فرمایا کہ حضرت فاطمۃ الزھراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا خواب میں تشریف لائیں اور انہوں نے مجھے سینہ سے لگایا میں اچھا ہو گیا بعدہ حضرت قبلہ نے فرمایا کہ پہلے آدمی کیسے سچے اور سیدھے ہوتے تھے کوئی بات بنا کر نہیں کہتے تھے۔ اصلی بات ظاہر کر دیتے تھے نہ کسی بات کا دعویٰ کرتے تھے آجکل تو لوگ کہہ دیتے ہیں کہ کیا پرواہ ہے مرنے کی موت تو وصل ہے مرنے سے کیا ڈرنا۔

﴿ملفوظ 232﴾ مثنوی شریف کے بعد :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے یہاں مثنوی شریف کے سبق کے بعد روز دعا ہوا کرتی تھی لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت کیا دعا مانگیں فرمایا کہ یہ دعا مانگا کریں کہ جو کچھ اس میں لکھا ہے وہ ہمیں بھی حاصل ہو جائے۔

۱۸ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز یک شنبہ

﴿ملفوظ 233﴾ بقدر اختصار دنیا راحت ہوتی ہے :

فرمایا کہ دنیا کو آدمی جس قدر بھی مختصر کرے اس کو اسی قدر راحت ہے۔

﴿ملفوظ 234﴾ درندوں کی کھال استعمال کرنا :

ایک صاحب جو کہ تعویذ مانگنے آئے تھے بعد لینے تعویذ کے عرض کیا کہ حضرت اگر اجازت دیں تو میں کھال کی جانماز بغرض استعمال حضور والا کیلئے بھیج دوں فرمایا کہ میں خود ایسی چیزوں کو اگر آجاتی ہیں تو فروخت کر دیتا ہوں علاوہ اس کے حدیث شریف میں درندوں کی کھال کے استعمال سے تو منع فرمایا ہی گیا ہے مگر معلوم ہوا کہ طبعاً اور جانوروں کی کھالوں ﴿مثلاً ہرن وغیرہ﴾ پر بیٹھنے سے بھی بعض قویٰ کو نقصان پہنچتا ہے۔

﴿ملفوظ 235﴾ بچوں کو خط لکھنے کا ادب :

فرمایا کہ میں بچوں کو خط میں دعا بھی لکھ دیتا ہوں ان کی طیب خاطر کیلئے مگر اول سلام بھی لکھ دیتا ہوں کیونکہ سنت ہے سلام کو نہیں چھوڑتا عبارت کی ترتیب یہ ہوتی ہے۔

السلام علیکم بعد دعا کے واضح ہو

﴿ملفوظ 236﴾ محمد نبی نامی آدمی کا مقدمہ :

فرمایا کہ ایک شخص کا نام تھا محمد نبی ان کا مقدمہ کسی یورپین جج کے اجلاس میں تھا تاریخ کے دن پیشی کے وقت نام پوچھا گیا تو مستغیث نے محمد نبی بتلایا جج صاحب نے کہا کہ اپنا نام بتاؤ محمد نبی تو عرب میں تھے تم وہ نہیں ہو۔

لوگوں نے کہا کہ صاحب ان کا یہی نام ہے اس نے کہا کہ نہیں یہ نام ان کا نہیں ہو سکتا اور تمام مثل نکلوا کر سب جگہ سے محمد نبی نام کٹوا کر نبی بخش نام ہوا دیا اور اس شخص کو ڈانٹا کہ خبر دار جو آج سے تم نے محمد نبی نام لیا پھر فرمایا کہ وہ بیچارہ کیا جانتا تھا کہ نبی بخش نام نہیں رکھنا چاہئے اس نے تو اپنی رائے میں اچھا ہی کیا اور نہ غلام نبی نام مناسب ہوتا ہے۔

﴿ملفوظ 237﴾ اہل اللہ اس بات پر قادر ہیں کہ وعظ میں کسی کو رونے نہ دیں :

دوران درس مثنوی میں فرمایا کہ اہل اللہ اس بات پر قادر ہیں کہ اگر وہ قصد کریں تو وعظ وغیرہ اس طرح بیان فرمائیں کہ کسی پر مطلق اثر حالی نہ ہو صرف اثر عقلی تو ہو مگر رونا چیخنا چلانا وغیرہ نہ ہو۔ اس پر اپنا قصہ بیان فرمایا کہ جب میں کانپور میں تھا بعض احباب کی تو رائے یہ ہوئی کہ ایام عشرہ محرم میں لوگ ناجائز محفلوں میں شریک ہوتے ہیں اس سے اگر آپ بھی ان ایام میں کچھ احکام و واقعات وغیرہ ان ایام کے متعلق بیان فرمادیا کریں تو مناسب ہے میں نے یہ کام شروع کر دیا اور اول حضور سرور عالم ﷺ کی وفات شریف کا بیان کیا۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کا پھر حضرت عمرؓ کا پھر حضرت عثمانؓ کا پھر حضرت علیؓ کا۔

اسی طرح بیان کرتے کرتے سب سے آخر دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بیان کا نمبر آیا۔ اس دن میں نے قصداً یہ اہتمام کیا کہ میں اپنے بیان میں ایسے خشک الفاظ لاؤں کہ جس سے کسی کو رونا ہی نہ آئے اگر چہ اس میں مجھے تعب تو بہت اٹھانا پڑا مگر میں نے اس کو نباہا اور یہ بھی خیال رکھا کہ میرا قلب بھی طبعاً متاثر نہ ہونے پائے۔

چنانچہ میں نے سارا بیان ختم کر دیا مگر کسی کو ذرا بھی رونا نہ آیا اور پہلے دنوں میں لوگ بیان کے وقت مچھلی کی طرح تڑپا کرتے تھے اس دن بھی بہت کچھ منہ بنایا مگر کسی کو رونا نہ آیا شیعہ لوگ بھی ان بیانوں میں آیا کرتے تھے سب کو بڑا تعجب ہوا کہ آج کیا کر دیا حالت ہی دوسری ہو گئی پھر فرمایا کہ جب چھوٹے آدمی اس بات پر قادر ہیں تو انبیاء علیہم السلام کی تو بڑی شان ہے وہ تو بدرجہ اولیٰ اس پر قادر ہوں گے۔ ﴿پس داؤد علیہ السلام کے اس خطاب کی یہی توجیہہ ہے جو ان کے مسجد نہ بنا سکنے کی وجہ میں فرمایا گیا ہے دفتر چہارم﴾

۱۹ ربیع الثانی ۳۵ھ بروز دو شنبہ

◈ ملفوظ 238◈ کراماکاتبین کو نظر سے پوشیدہ رکھنے کی حکمت :

فرمایا کہ جب کوئی آدمی کسی اپنے کام میں مشغول ہو تو اس کو ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھنا چاہئے ادب کے خلاف ہے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا اس سے سخت تکلیف ہوتی ہے جیسے کہ کوئی کسی کو پکڑ کر دابے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی اتنی رعایت کی ہے کہ کراماکاتبین کو نظر سے پوشیدہ کر دیا ورنہ اگر وہ نظر آتے تو ان کے ہر وقت تکتے رہنے سے لوگوں کو سخت تکلیف ہوتی۔ اللہ پاک نے تو یہاں تک رعایت فرمائی مگر ہمارے بھائی ذرا بھی رعایت نہیں کرتے چونکہ نظر بازی کی عادت ہے اس لیے گھور گھور کر دیکھتے ہیں۔ لونڈا نہ ہو ابڈھا ہی تصور شیخ کی ناپسندیدگی کی جبکہ وہ صاحب کشف ہو ایک یہ وجہ بھی ہے کہ جب اس کو یہ اطلاع ہو گی کہ فلاں شخص مجھے ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا ہے تو اس پر بار ہو گا۔

◈ ملفوظ 239◈ حسد کتنی بری چیز ہے (حکایت) :

دوران درس مثنوی میں فرمایا کہ ایک شخص پردیس کو گئے ہوئے تھے ان کی بیوی بیچاری مکان پر تھیں مگر بہت غریبی اور تکلیف کی حالت میں تھیں۔ اتفاق سے اس مکان پر کوئی درویش آگئے۔ انہوں نے حال دیکھ کر کہا کہ میں تمہارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جو کچھ تم لوگ اللہ تعالیٰ سے مانگو گے وہی تم کو ملے گا مگر اس سے دونا تمہارے پڑوسیوں کو ملا کرے گا وہ درویش تو چلے گئے ان بیوی نے دعا کی کہ اے اللہ سو روپے ہمیں دیدے چنانچہ سو روپے انہیں اور دو سو روپیہ ان کے پڑوسیوں کو مل گئے پھر انہوں نے ایک سواری کیلئے دعا کی تو ایک سواری کیلئے دعا کی تو ایک سواری انہیں اور دو سواریاں ان کے پڑوسیوں کو مل گئیں۔

غرض کہ وہ محلّہ کا محلّہ نہایت مالدار ہو گیا جب ان بیوی کے خاوند آئے تو وہ اپنے محلّہ کو پہچان نہ سکے کیونکہ اس کی تو صورت ہی بدل گئی تھی بہت مشکل سے مکان پر پہنچے آخر بعد ملاقات کے بیوی سے اس حالت کا سبب دریافت کیا بیوی نے سب قصہ سنایا کہنے لگے کہ یہ پڑوسی لوگ ہم سے بھی بڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ اے اللہ ہماری ایک آنکھ پھوڑ دے بس ان کی تو ایک پھوٹی اور محلّہ والے سب اندھے ہو گئے پھر انہوں نے دعا مانگی کہ اے

اللہ ایک ٹانگ توڑ دے اس پر سب محلہ والے اپاہج ہو گئے پھر فرمایا کہ اس قصہ سے حسد کی برائی اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے کہ حسد کیسی بری چیز ہے کہ وہ دوسروں کی نقصان رسانی کیلئے اپنے نقصان کا بھی خیال نہ ہوا۔

﴿ملفوظ 240﴾ حضرت ابوالحسن نوریؒ کو قتل کی سزا :

دوران درس مثنوی میں فرمایا کہ حضرت ابوالحسن نوریؒ نے اپنے وعظ میں کچھ تصوف کے نکات بیان فرمائے ان نکات کو نہ سمجھنے کے باعث ان کے خلاف شرع ہونے کا الزام قائم کر کے حضرت کو اور ان کی جماعت کو قاضی نے جیلخانہ بھیج دیا کچھ عرصہ جیل خانہ میں رہے اس کے بعد ان لوگوں کے قتل کا حکم ہوا جب ان کو قتل کرنے لگے تو ان میں سے ایک نے جلاد سے کہا کہ خدا کے واسطے میرے اس ساتھی کو قتل نہ کرو پہلے مجھے قتل کر دو۔

اسی طرح دوسرے نے کہا کہ انہیں قتل نہ کرو بلکہ مجھے قتل کر دو اسی طرح سارے رفیق اپنے قتل پر اصرار کرنے لگے قاضی کو اطلاع کی گئی اس نے حیران ہو کر ان کو بادشاہ کی خدمت میں بھیجا۔ بادشاہ نے سبب دریافت کیا کہ یہ کیا قصہ ہے کہ سب لوگ قتل ہونے کو موجود ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ صوفیوں کا جو فرقہ ہے اس کا کام ایثار ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنی جان پر دوسروں کی جان کو مقدم رکھے اور دوسروں کو نفع اور راحت پہنچانے یہ اس کا اثر ہے۔

پھر ان سے بادشاہ نے کچھ گفتگو کی انہوں نے جواب دیا جس کو بادشاہ مطلق نہیں سمجھا کہا کہ ان کی باتیں تو ہماری سمجھ میں کچھ آتی نہیں ہیں ہاں اتنا میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر دنیا میں یہ مسلمان نہیں ہیں تو کوئی بھی مسلمان نہیں ہے۔

۲۰ ربیع الثانی ۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 241﴾ تاثیر ذکر میں کبر بڑا مانع ہے :

ایک صاحب کا خط آیا تھا اس میں لکھا تھا کہ میں ذکر کرتا ہوں مگر کچھ اثر نہیں ہوتا میں نے عالم مشغول کا دستور العمل شروع کر دیا ہے حضرت والا نے فرمایا کہ ابھی صرف ۱۹ یا ۲۰ دن ذکر کرتے ہوئے ہیں ابھی سے عدم تاثیر کی شکایت شروع کر دی۔ اس طریق میں ایک بڑا مانع کبر بھی ہے انہوں نے اپنے آپ کو عالم بھی شمار کر لیا چاہئے تھا کہ اپنی علمی تحصیل مجھے

لکھتے تب میں ان کیلئے جو مناسب ہوتا تجویز کرتا پھران صاحب کو جواب تحریری فرمایا کہ آپ اپنے کو عالم شمار نہ کریں اور عامی مشغول کا دستور العمل شروع کیجئے۔

ملفوظ 242 جلسہ دستار بندی دیوبند کی برکت :

فرمایا کہ دیوبند کے جلسہ دستار بندی میں کثرت سے دیہاتی آئے تھے مگر تعجب ہے کہ اس کثرت پر شور و غل کا پتہ نہیں تھا صاحب جنٹ خود اس جلسہ میں موجود تھے وہ بہت تعجب سے کہتے ہیں کہ میں نے کوئی جلسہ ایسا نہیں دیکھا کہ جس میں اس قدر کثرت سے آدمی ہوں اور سب مہذب پھر فرمایا کہ وہاں کسی کی کوئی چیز گم نہیں ہوئی حالانکہ اسباب لوگوں کا بے ترتیب پڑا ہوا تھا مگر تلاش کرنے پر اپنی چیز وہیں مل جاتی تھی کیونکہ وہاں کوئی لینے والا تو تھا ہی نہیں اور جلسوں میں تو ہر طبیعت کے لوگ آتے ہیں مگر اس میں کوئی ایسی طبیعت کا نہیں تھا میں نے خود انسپکٹر پولیس سے جلسہ کے حاضرین کی تعداد پوچھی تھی تو انہوں نے تیس ہزار بتلائی۔

مہتمم صاحب نے ایک لاکھ آدمیوں کے کھانے کا سامان کر لیا تھا۔ جنٹلمین لوگ حیرت میں تھے کہ یہ ملا نے اتنا بڑا انتظام کس طرح کریں گے مگر بحمد اللہ بہت اچھا رہا کھانا وقت پر ملا اور نہایت صفائی و نفاست کے ساتھ تیار کیا گیا تھا میں نے تو اس خیال سے کھایا نہیں تھا کہ ہم چندہ دینے سے تو رہے اور الٹا کھانا کھائیں مگر معلوم ہوا کہ بہت اچھا کھانا تیار کرایا گیا تھا۔

ملفوظ 243 موت و حیات کے وقت اہل عرب کا دستور :

فرمایا کہ عرب میں جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اول اسکو حرم شریف میں لاتے ہیں کہ پہلی نظر حرم شریف پر پڑے مگر وہاں لانے کا بہت اچھا طریقہ ہے کہ ایک چمڑا جو بچے کے گلے تک آتا ہے اس میں رکھ کر لاتے ہیں تاکہ پاخانہ پیشاب وغیرہ سب اسی کے اندر رہے اور مسجد کی بے ادبی نہ ہو اسی طرح مردے کو بھی اول وہیں لاتے ہیں اور دل بھی یہی چاہتا ہے اگرچہ حنفیہ تو اس کو منع کرتے ہیں مگر اس امر میں وہاں سب کا امام شافعیؒ کے مذہب پر عمل ہے وہاں ہر مذہب کے لوگ ہیں مگر آپس میں تعصب نہیں ہے۔

ملفوظ 244﴿ طالب کو آتے ہی طلب کا اظہار کرنا چاہئے :

ایک صاحب تعویذ لینے کیلئے آئے تھے مگر آکر بیٹھ گئے اور سبق مثنوی شریف کا درس شروع ہوا تب انہوں نے تعویذ مانگا حضرت قبلہ نے فرمایا کہ بھائی اب تو دوسرا کام شروع ہو گیا تم نے پہلے سے نہیں کہا ورنہ لکھ دیتا پھر فرمایا کہ آتے ہی کام کو کہدے پھر کام کرنے والے کو اختیار ہے کہ وہ چاہے اسی وقت اس کام کو کردے یا پھر کرے مگر اس کو آتے ہی کہہ دینا چاہئے۔

ملفوظ 245﴿ لایعنی کلام کا معیار :

دوران درس مثنوی شریف میں کسی مناسب موقع پر فرمایا کہ ماموں صاحب فرمایا کرتے تھے کلامے کہ محتاج یعنی باشد لایعنی ست۔

ملفوظ 246﴿ مولانا محمد قلندر کی شان ترحم :

دوران درس مثنوی میں فرمایا کہ مولانا محمد قلندر صاحب جلال آبادی جو کہ عالم بھی تھے اور درویش بھی تھے مگر درویشی ان پر غالب تھی۔ ان کی خدمت میں ایک فقیر آیا اور کہا بابا مولوی ایک روپیہ بھنگ پینے کیلئے۔ مولانا نے کہا ارے ایسے تو مت کہہ اور روپیہ نکال کر دیدیا اور کہا کہ جا بھاگ جا طالب علم جو پاس بیٹھے تھے ان کو اس طرح اس فقیر کا مانگنا اور خصوصاً مولانا کا اس کو دیدینا ناگوار ہوا پھر حضرت والا نے فرمایا کہ ان پر ایک شان ترحم کی غالب تھی۔

ملفوظ 247﴿ حضرت حاجی صاحبؒ کا مثنوی شریف میں درک :

دوران درس مثنوی شریف میں فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کو مثنوی شریف میں اس قدر مہارت حاصل تھی کہ جونسا مقام چاہو نکال بیٹھ جاؤ حضرت اس کے متعلق تقریر شروع کر دیتے تھے ہم لوگ حالانکہ اہل علم کہلاتے ہیں مگر یہ بات حاصل نہیں حالانکہ حضرت کی علمی تحصیل صرف کافیہ تک تھی۔ البتہ حضرت کی تقریر مجمل ہوتی تھی زیادہ مفصل نہ ہوتی تھی اور سننے والوں میں سمجھدار کم ہوتے تھے۔ پھر فرمایا کہ مولانا گنگوہیؒ میں شان نبوت کا انتظام غالب تھا فرماتے تھے کہ حضرت کے یہاں جب سے مثنوی ہونے لگی ہے تب سے لوگ اپنا ایمان مکہ ہی میں چھوڑ آتے ہیں پھر حضرت والا نے فرمایا کہ چونکہ

حضرت حاجی صاحب کی تقریر مجمل ہوتی تھی لوگوں کو شبہات ہوتے تھے حضرت سے جب دریافت کرتے تھے حضرت فرمادیتے تھے کہ بھائی فلاں شخص سے سمجھ لینا مگر وہ لوگ بوجہ کبر کے دوسروں سے سمجھتے نہ تھے اس لیے وہ شبہات دل کے دل ہی میں رہتے تھے پھر وہی غلط باتیں یہاں آکر بیان کرتے تھے کہ حضرت یوں فرماتے تھے اور یوں فرماتے تھے بس اس وجہ سے مولانا گنگوہی نے یہ فرمایا کہ ایسے لوگ ایمان مکہ ہی چھوڑ آتے ہیں۔

۲۱ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز چہار شنبہ

ملفوظ 248 احسان بے جا :

ایک صاحب نے خط میں لکھا تھا کہ فلاں صاحب جو کہ الامداد کے خریدار ہیں حضرت کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں حضرت والا نے جواب تحریر فرمایا کہ خریدار الامداد کا لفظ شبہ میں ڈالتا ہے کہ شاید رسالہ کی خریداری کا مجھ پر کچھ احسان ہے تو وجہ احسان کیا۔

ملفوظ 249 دنیادار اور دیندار کی سوچ کس طرح ہو ؟

فرمایا کہ اگر دنیادار تھوڑا سا بھی دین کی طرف متوجہ ہو تو غنیمت ہے اور اگر دیندار تھوڑا سا بھی دنیا کی طرف متوجہ ہو تو رنج ہوتا ہے۔

ملفوظ 250 فقراء دوزخی اور امراء جنتی :

فرمایا کہ ماموں صاحب فرماتے ہیں حیدر آباد کے فقراء تو دوزخی اور امراء جنتی ہیں۔ فقراء تو امراء سے دنیا حاصل کرتے ہیں اور امراء فقراء سے دین حاصل کرتے ہیں وہاں کے امراء بیچارے بہت ہی سلیم الطبع ہیں جب میں وہاں گیا تھا تو بڑے بڑے لوگ بیچارے ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑے ہوتے تھے اگر کوئی اصلاح کرنے والا ہو تو بہت آسانی سے ان کی اصلاح ہو سکتی ہے وہ لوگ پیروں کی حد درجہ کی بلکہ حد سے بھی زیادہ اطاعت کرتے ہیں۔

۲۲ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز پنجشنبہ

ملفوظ 251 ایک ہی خط میں متعدد مضامین ٹھونسنا :

فرمایا کہ ایک ہی خط میں لوگ ہر قسم کے مضامین ٹھونس دیتے ہیں ہم تو جب جانیں

کہ دو کاشتکاروں کی نالش ایک ہی درخواست میں کر دیں۔

﴿ملفوظ 252﴾ مولویوں کی کنجوسی کی وجہ :

فرمایا کہ مولوی لوگ بیچارے کنجوس اسی وجہ سے مشہور ہیں کہ ان بیچاروں کی نظر کارروائی پر ہے بعض مرتبہ میں نے سینک سے خط لکھ لیا ہے اسی طرح مولوی لوگ کاغذ بھی ذرا سا ہی لیکر اس سے کام چلا لیتے ہیں۔

۲۳ ربیع الثانی ۳۵ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 253﴾ بے تکلفی کی علامت :

فرمایا کہ بعض لوگ بے وقت جبکہ میں کسی کام میں مصروف ہوتا ہوں پاس آکر بیٹھ جاتے ہیں اس حرکت سے ذہن اس کام کے انجام دینے سے منتشر ہو جاتا ہے ایک مولوی صاحب خلوت میں بلا اجازت میرے پاس پہنچ گئے میں نے کہا کہ آپ تو عالم ہیں استیذان کا مسئلہ جو حدیث و قرآن میں ہے وہ ایسے ہی خلوت کے موقعوں کیلئے ہے یہاں تک کہ میں نے صاف صاف کہہ دیا کہ آپ یہاں سے تشریف لے جائیے مگر وہ نہ اٹھے پھر فرمایا کہ اگر کوئی بے تکلف شخص ایسے کام کے وقت جس میں دوسرے کے بیٹھنے سے طبیعت کو انتشار نہ ہو آبیٹھے تو خیر مضائقہ نہیں مگر بے تکلفی کی یہ علامت ہے کہ اگر ہم پیر پھیلا کر اس کے کندھے پر بھی رکھ لیں تو کسی جانب انقباض نہ ہو مگر ایسے بے تکلف بہت کم ہوتے ہیں۔

﴿ملفوظ 254﴾ وقت خوردن ہم یکساں شوند :

نواب سعادت علی خان کے زمانہ میں کائستھوں کو سرکاری ملازمت بوجہ ان کے رشوت خوار ہونے کے نہیں ملتی تھی ایک کائستھ نے اس امر کی درخواست کی کہ آپ نے سب کو یکساں سمجھ لیا ہے یہ اصول آپ کا غلط ہے اور گلستان سے اس کا احتجاج کیا کیونکہ اس کو معلوم تھا کہ نواب صاحب کو گلستان بوستان سے زیادہ انسیت ہے۔ چنانچہ یہ شعر لکھا کہ

نہ ہر زن زن است ونہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

نواب صاحب نے جواب لکھا لیکن وقت خوردن ہمہ یکساں شوند یعنی جس طرح

کھاتے وقت پانچوں انگلیاں برابر ہو جاتی ہیں اسی طرح جب رشوت ملنے لگے سب برابر ہو جاتے ہیں۔

﴿ملفوظ 255﴾ لفظ چھوٹنے پر جرمانہ :

فرمایا کہ نواب سعادت علی خان نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا تھا کہ جو منشی تحریر میں کوئی غلطی کرے اس پر اس لفظ کے اعداد کی برابر جرمانہ کیا جائے چنانچہ یہ قاعدہ خود اپنے اوپر بھی جاری کرتے تھے اگر کوئی غلطی ہوتی تھی تو جرمانہ داخل کرتے تھے ایک منشی بیچارے جدید ملازم ہوئے ان سے کسی پروانہ میں لفظ نوع کے لکھنے میں ﴿ع﴾ رہ گیا نواب صاحب نے حکم جاری فرمایا جس کی عبارت یہ تھی۔

منشی نو لفظ نوع راابطر زنو نوشت عین خطا کرد ہفتاد روپیہ جرمانہ

﴿ملفوظ 256﴾ عمری کو حاکم مقرر کرنے پر شیعوں کا احتجاج :

فرمایا کہ نواب سعادت علی خان نے کسی سنی کو حاکم مقرر کیا تو شیعوں نے شکایت کی کہ عمری کو کیوں حاکم مقرر کیا گیا یہ ہم پر زیادتی کریں گے جواب لکھا کہ۔

چوں عدالت بعمر تعلق دارد للہذا بعمریاں سپرد کردہ باشد

﴿ملفوظ 257﴾ بری صحبت لے ڈوبی :

فرمایا کہ واجد علی شاہ اپنی ذات میں اچھے تھے مگر رفقائے و ندمائے خراب کر کے ناس مار دیا تھا۔

﴿ملفوظ 258﴾ مرید کرتے وقت تحقیق حال کا فائدہ :

ایک دیہاتی صاحب جنہوں نے پہلے حضرت والا سے بیعت کی درخواست کی تھی اور حضرت والا نے ان سے یہ شرط فرمائی تھی کہ تم موروثی زمین چھوڑ دو اس پر وہ دوسری جگہ جا کر بیعت ہو گئے پھر حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے بعد دریافت کرنے کے انہوں نے سب حال اپنا بیان کیا کہ میں فلاں جگہ جا کر بیعت ہو گیا اور وہاں کچھ پوچھ گچھ موروثی زمین کی ہوئی نہیں حضرت والا نے فرمایا کہ کیا تم وہاں بیعت ہونے سے موروثی زمین کو حلال سمجھنے لگے۔

انہوں نے جواب دیا کہ صاحب وہاں تو کچھ پوچھا ہی نہیں گیا اس پر حضرت والا نے

فرمایا کہ اچھاپایا تو ہمارے سامنے اس کے چھوڑنے کا اقرار کروچاہے زبان سے جھوٹ ہی کہہ دو ورنہ یہاں سے اٹھ جاؤ ایسی حالت میں کبھی ہم سے ملنے نہ آنا وہ اٹھ کر چلے گئے پھر حضرت والا نے فرمایا کہ میں نے جان کر اس وجہ سے اٹھ جانے کو کہا کہ یہ شخص کچھ تو دل میں اپنے اس فعل کو برا سمجھے اور کم سے کم شک تو ہو جائے کہ یہ فعل اس قدر بُری چیز ہے۔

اس شخص کا جہل اس وجہ سے اور بھی پختہ ہو گیا کہ اگر موروثی زمین کا استعمال بُرا ہوتا تو وہ بزرگ کیوں نہ پوچھتے۔ پھر فرمایا کہ میں اس وجہ سے ایسی باتوں کی کرید کیا کرتا ہوں مگر وہیں کرتا ہوں جہاں شبہ ہوتا ہے ہر جگہ نہیں پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص ساکن تھانہ بھون نے جن کے پاس موروثی زمین ہے کچھ چیز بھیجی میں نے واپس کر دی اور دریافت کرنے پر عذر بھی کر دیا۔

اس پر انہوں نے کہا کہ اگر ہم یہ زمین چھوڑ دیں تو کھائیں کیا؟ اتفاق سے جب تھانہ بھون کو ریل نکلی تو ان کی زمین قریب قریب کُل اس میں لے لی گئی پھر اس زمین کے نکل جانے کے بعد وہ اب کھاتے پیتے بھی ہیں اور سب کام کرتے ہیں دل میں تو آیا کہ کہلا بھیجوں مگر اس خیال سے کہ اب اس کی اطلاع کرنا زخم پر مرہم چھڑکنا ہے کچھ ذکر نہیں کیا۔

﴿ملفوظ 259﴾ حضرت حکیم الامتؒ کی بیعت کا حال :

فرمایا کہ والد صاحب نے حضرت حاجی صاحبؒ سے بیعت کا خیال ظاہر کیا ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحب کچھ لوگوں کو بیعت فرما رہے تھے اسی وقت والد صاحب سے بھی فرمایا کہ آؤ عبدالحق تم بھی بیعت ہو جاؤ والد صاحب نے جواب دیا کہ حضرت میں ابھی نہیں ہوتا میں ایسے کس طرح ہو جاؤں حضرت نے فرمایا کہ بھائی اور کس طرح ہو گے۔ عرض کیا کہ حضرت مٹھائی تو منگالوں بس ایک سینی میں مٹھائی منگائی اور ایک سفید عمامہ رکھا ہوا منگایا اور پچیس روپیہ نقد یہ سب چیزیں حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں پیش کیں اور بیعت ہو گئے پھر حضرت والا نے فرمایا کہ پہلے کچھ رسم کی پابندی نہ تھی بلکہ سادگی سے ایسا کرتے تھے مگر اب چونکہ یہ رسم ہو گئی ہے کہ بغیر نذرانہ پیش کیے بیعت نہ ہوں اس لیے اس رسم کے توڑنے کی ضرورت ہوئی۔

﴿ملفوظ 260﴾ حضرت نانوتویؒ کی شان عاشقانہ تھی :

فرمایا کہ مولانا نانوتویؒ کی شان نہ عالمانہ تھی اور نہ درویشانہ تھی بلکہ عاشقانہ شان

تھی اور آپ کی مجلس دوستانہ ہوتی تھی گاڑھے کے کپڑے پہنتے تھے ایک مرتبہ دیوبند سے نانوتہ کو تشریف لیے جاتے تھے ایک جولاہے نے بوجہ سادگی کے اپنا ہم قوم سمجھ کر پوچھا کہ آج سوت کا کیا بھاؤ ہے۔ مولانا نے جواب دیا کہ بھائی آج بازار جانا نہیں ہوا وہ جولاہا بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔

﴿ملفوظ 261﴾ حضرت سید صاحبؒ کی شب عروسی میں ایک رکعت چھوٹنا:

فرمایا کہ جب حضرت سید صاحب بریلویؒ کا عقد ہو گیا تو آپ نے ایک شب کو گھر میں رہنے کی لوگوں سے اجازت چاہی کیونکہ قبل عقد تو باہر ہی سویا کرتے تھے بعد ختم شب صبح کو حضرت کو غسل کرنے میں ذرا دیر ہو گئی اور جماعت کی دوسری رکعت میں آکر شامل ہوئے بعد ختم نماز مولانا عبدالحئی صاحب نے بیان فرمایا کہ لوگ اتباع سنت کا بڑا دعوی کرتے ہیں اور تکبیر اولی تو الگ رہی رکعتیں تک نماز کی چھوڑتے ہیں کیا اور سویرے سے غسل کا انتظام نہیں ہو سکتا تھا؟ اس پر سید صاحب نے مولانا عبدالحئی صاحبؒ سے جو کہ سید صاحب کے مرید تھے نہایت نرمی سے فرمایا کہ مولوی صاحب آئندہ ایسا نہیں ہوگا مجھ سے بڑی کوتاہی ہوئی پھر حضرت والا نے فرمایا کہ میری رائے میں جب اصرار کرتا ہوا دیکھے تب ادب سے کہہ دے اور اگر نازک مزاج ہو تو نہ کہے کہ برا مانے گا۔

﴿ملفوظ 262﴾ شکر واپس نہ کر سکنے کی وجہ سے بیعت کرنا پڑا:

فرمایا کہ مولانا نانوتویؒ کی خدمت میں ایک شخص شکر لے کر حاضر ہوئے حاضرین میں وہ تقسیم ہو گئی پھر انہوں نے بیعت کیلئے عرض کیا حضرت نے انکار فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ اگر بیعت نہیں کرتے تو میری شکر واپس کر دو مولانا نے فرمایا کہ بھائی ان کی شکر لا کر دیدو انہوں نے کہا کہ میں تو وہی شکر لونگا مولانا نے فرمایا کہ بھائی وہ تو صرف میں آگئی عرض کیا کہ تو مجھے بیعت کر لیجئے یا شکر میری وہی واپس کر دیجئے آخر حضرت مولانا نے مجبور ہو کر بیعت فرمایا۔

﴿ملفوظ 263﴾ اصل کمال اللہ کا ہے نہ کہ آلہ کا:

فرمایا کہ ایک صاحب یہاں بغرض تعلیم و تلقین آئے میں نے ان سے دریافت کیا کہ بیوی کا کیا انتظام کر کے آئے ہو جواب دیا کہ اپنے میکہ میں موجود ہیں آخر کار اور حال کھلتے کھلتے

معلوم ہوا کہ آپس میں نااتفاقی ہے اور بیوی طلاق کی خواستگار ہے میں نے کہا کہ پھر اس کو کیوں مقید کر رکھا ہے اس کا فیصلہ کرنا ضروری ہے آپ جایئے اور معاملہ صاف کر کے آیئے یا تو وہ آپ کے پاس رہنا قبول کرے ورنہ اسکو طلاق دیجئے چنانچہ وہ گئے اور طلاق دیکر آئے پھر وہ کہتے تھے کہ جیسی یکسوئی سے میں نے اب کام کیا ہے ویسا پہلے ہرگز نہ ہوتا پھر فرمایا کہ مقصود تو شریعت ہے شریعت نہ ہوئی تو طریقت کیا چیز ہے حقوق العباد بڑی سخت چیز ہے حقوق اللہ سے بھی سخت ہے پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے بندے تو آلہ ہیں کہ جو انہیں ایسی ایسی باتیں سوجھا کر کام کرا لیتے ہیں اصل کمال تو اللہ کا ہے آلہ کا کیا کمال ہے۔

ملفوظ 264 شیطان کے شر سے حفاظت :

فرمایا کہ اگر شیطان جن ہے اور انسان کو بہت کچھ نقصان پہنچا سکتا ہے مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت ہے اس لیے وہ کچھ نہیں کر سکتا اللہ تعالیٰ نے فرشتے حفاظت کیلئے مقرر فرما دیے ہیں ورنہ اگر حفاظت نہ ہوتی تو شیطان ایک پتھر اٹھا کر مارتا اور کام تمام ہو جاتا۔

ملفوظ 265 شیخ نہیں تو گویا دشواری نہیں :

فرمایا کہ ایک صاحب سے کسی نے پوچھا کہ آپ کا کوئی شیخ نہیں ہے اگر کوئی دشواری پیش آئی تو کس طرح حل ہو گی انہوں نے جواب دیا کہ مجھے کوئی دشواری ہی پیش نہیں آئی پھر حضرت والا نے فرمایا کہ جو کوئی راستہ قطع کریگا تو اس کو راستہ میں گھاٹی بھی ملے گی جنگل بھی پڑیں گے اور جو راستہ ہی نہیں چلتا بلکہ چوکھٹ دروازہ کی پکڑے کھڑا ہے اس کو کچھ بھی پیش نہ آئے گا نہ گھاٹی نہ جھاڑی۔

ملفوظ 266 نسبت باطن میں اس طرف بھی رضامندی ہونی چاہئے :

فرمایا کہ نسبت باطن تو وہی ہے جس میں اس طرف بھی کچھ رضامندی ہو ورنہ اگر یوں اپنے دل میں سمجھتے رہے اپنے آپ کو مقبول تو اس سے کیا ہوتا ہے جیسے کہ ایک طالب علم سے کسی نے دریافت کیا کہ آج کل کس فکر میں ہو انہوں نے جواب دیا کہ آجکل یہاں کی شہزادی سے شادی کرنے کی فکر میں ہوں پھر سائل نے پوچھا کہ کیا دیر ہے طالب علم نے جواب دیا کہ بس اتنی دیر ہے کہ میں تو راضی ہو گیا ہوں مگر وہ راضی نہیں ہے اس کے راضی ہونے کی دیر ہے وہ راضی ہو جائے تو بس کام بن گیا۔

ملفوظ 267 قریبی رشتہ میں شادی کرنے سے اولاد میں ضعف :

فرمایا کہ تجربہ کاروں نے منع کیا ہے کہ زیادہ قریب کے رشتہ کے علاقوں میں شادی نہ کرے کیونکہ اولاد ضعیف ہوتی ہے

ملفوظ 268 وکیل کی مولوی صاحب پر جرح :

فرمایا کہ سہسرام کے ایک مولوی صاحب نے وعظ میں جو کہ قوم کے جولاہے تھے ایک مسئلہ بیان کیا ایک وکیل صاحب نے مولوی صاحب سے کہا کہ فلاں مولوی صاحب تو اس مسئلہ کو اس طرح بیان فرماتے تھے واعظ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ان مولوی صاحب کو دینیات نہیں آتی۔ اس لیے ان کا قول معتبر نہیں وکیل صاحب نے کہا کہ کسی جولاہے سے سن لیا ہوگا کہ انہیں دینیات نہیں آتی یہ کہہ کر پھر وکیل صاحب نے مولوی صاحب سے نہایت عاجزی سے کہا کہ واللہ مولانا یاد نہیں رہا معاف کیجئے۔

ملفوظ 269 طلب صحیح نہ ہونے کی وجہ سے محرومی :

فرمایا کہ ایک شخص مرید ہونے کو آئے میں نے انکار کر دیا کیونکہ دل نے قبول نہیں کیا اس شخص کے دوسرے ساتھی نے بعد میں کہا کہ اس شخص نے پہلے ہی راستہ میں یہ کہا تھا کہ اگر مجھے مرید نہ کریں گے تو میں فلاں جگہ جا کر مرید ہو جاؤں گا۔

ملفوظ 270 حضرت حافظ ضامن صاحبؒ کا بیعت ہونے کا واقعہ :

فرمایا کہ حضرت حافظ ضامن صاحبؒ اور حضرت حاجی صاحبؒ دونوں میں وعدہ تھا کہ دونوں ایک ہی جگہ مرید ہوں گے۔ اتفاق سے حضرت حاجی صاحبؒ کو یاد نہ رہا اور وہ حضرت میاں جی نور محمد صاحبؒ سے بیعت ہو گئے جب حافظ صاحب کو معلوم ہوا تو انہوں نے حاجی صاحب سے شکایت کی۔

حاجی صاحب نے فرمایا کہ بھائی مجھے خیال نہیں رہا پھر حافظ صاحب حاجی صاحب کے ہمراہ حضرت میاں جی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کیلئے عرض کیا حضرت میاں جی صاحب نے انکار کر دیا حافظ صاحب خاموش ہو گئے مگر تیسرے چوتھے دن وہیں کھڑے رہتے تھے مگر بیعت کر لینے پر اصرار نہیں کیا۔ آخر کار حضرت میاں جی صاحب نے کثرت سے آمد و رفت دیکھی تو فرمایا کہ کیا اب بھی وہی خیال ہے عرض کیا کہ حضرت

درخواست کو بے اولیٰ سمجھتا ہوں محبت و عقیدت کافی ہے اور جگہ تو بیعت ہوں گا نہیں پھر حضرت میاں جی صاحب نے فرمایا کہ اچھا وضو کرلو پھر دو رکعتیں پڑھوائیں پھر حضرت والا نے فرمایا کہ ان واقعات سے میں سمجھتا ہوں کہ بیعت کو آجکل ایک رسم سمجھتے ہیں حقیقت بیعت کی نہیں سمجھتے ہیں بیعت میں کمی کرنے سے حقیقت سمجھ میں آوے۔ کسی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اور جگہ تو کوئی انکار نہیں کرتا اگر ایک جگہ ایسا عملدرآمد ہو بھی تو کوئی معتدبہ فائدہ نہیں ہو سکتا۔ فرمایا کہ کان میں یہ باتیں پڑ تو جائیں بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک کو خطاب کیا دس نے سنا ان کو نفع ہوتا ہے۔

﴿ملفوظ 271﴾ تعلیم و تلقین کے بعد حقیقت بیعت معلوم ہوتی ہے :

فرمایا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ میرا ارادہ تم سے بیعت کا تھا فلاں شخص مجھے گھیر گھار کر وہاں لے گیا میں نے تسلی کی کہ کیا حرج ہے ایک ہی بات ہے خوب اچھی طرح اپنے مرشد کی اطاعت کرو پھر فرمایا کہ طرز سے معلوم ہوتا ہے کہ عقیدت نہیں بس جماعت میں داخل ہو گیا اس لیے مناسب ہے کہ اول تعلیم و تلقین کی جائے پھر بیعت کا مضائقہ نہیں تعلیم و تلقین اور اتباع کے بعد معلوم ہوگا کہ بیعت کیا چیز ہے پھر بیعت کی برکت نظر آئے گی۔

۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 272﴾ ذکر و شغل کے بعد خود کو مستحق حالات باطنی سمجھنا :

فرمایا کہ یہ تجربہ کی بات ہے کہ آدمی ذکر و شغل کر کے اپنے کو مستحق حالات باطنی سمجھتا ہے چنانچہ ایک صاحب نے لکھا ہے کہ آپ کے بتلائے ہوئے وظیفہ سے فائدہ نہیں ہوتا اور قرآن مجید کی تلاوت کو انہوں نے کچھ فائدہ نہیں سمجھا اس لیے میں نے ان سے ذکر و شغل چھڑوایا ہے تاکہ خناس تو نکلے دماغ کا یہ سب مصلحت کے موافق ہے مگر ہر وقت طالب کی سمجھ میں تو مصلحتیں نہیں آتی اگر مقلد ہوگا تو مان لے گا یہ وجہ ہے اس طریق میں تقلید کی۔

﴿ملفوظ 273﴾ زیادہ کام جمع نہ ہونے چاہئیں :

فرمایا کہ بہت سے کاموں کے جمع ہونے میں پھر تساہل ہوتا چلا جاتا ہے۔

﴿ملفوظ 274﴾ **درختوں میں صحبت کا اثر :**

فرمایا کہ بعض بلاد یورپ میں آم کے درختوں کو پودینے اور سونف کے عرق وغیرہ سے سینچتے ہیں اس سے خوشبو آتی ہے پھل میں صحبت بھی عجیب چیز ہے۔

﴿ملفوظ 275﴾ **مکھی کا خون چوسنے والا درخت :**

حمیدیہ میں لکھا ہے کہ ایک درخت ہے اس کا پتہ مکھی کا خون چوس لیتا ہے۔

﴿ملفوظ 276﴾ **قضا کا اثر :**

فرمایا کہ قضا ایسی چیز ہے کہ خون کرنے والا بے چین ہو کر خود عدالت میں جا کر اقرار خون کر لیتا ہے بھلا پروانے سے مرنے کو کس نے کہا ہے یہ سب قضا کا اثر ہے۔

بے مگس ہرگز نماند عنکبوت

رزاق را روزی رساں پری دہد

﴿ملفوظ 277﴾ **جنت کی جامع تعریف :**

فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب نے جنت کی تعریف میں کیسا فصیح و بلیغ اور جامع اور چھوٹا سا جملہ ارشاد فرمایا کہ بہشت میں چھوٹی سی خدائی ہو گی۔ یہ خدا کی شان ہے کہ کن کہہ دیا اور ہو گیا جنتی کی خواہش کا فوراً ہی ظہور ہو جانا اسی شان کا ظہور ہے پھر فرمایا کہ گراموفون کے ایجاد سے منکرین کی گردنیں پست ہو گئیں بس اسی طرح جنت میں اگر کواڑ اور چوکھٹ بولیں تو کیا بعید ہے۔

﴿ملفوظ 278﴾ **اساتذہ کی دیندار نہ ہونے سے فاسق ہو جانے کا اندیشہ :**

فرمایا کہ مولانا رشید احمد صاحبؒ طب کو امور دینیہ کیلئے نہایت مضر فرماتے تھے ایک راز یہ بھی ہے کہ اساتذہ کے دیندار نہ ہونے سے فاسق ہو جانے کا قوی شبہ ہے میں نے خود بعض اطباء کے مطب میں دیکھا کہ رنڈیاں آتی تھیں۔

﴿ملفوظ 279﴾ **خدا کی محبت پیدا کرنے کا طریقہ :**

فرمایا کہ محمد شیر صاحب پیلی بھیت والے ان پڑھ تھے مگر سمجھدار بہت تھے ان میں دین کی سمجھ اچھی تھی مجھ سے کانپور اور پیلی بھیت میں ملاقات ہوتی تھی اول ملاقات میں میں

نے پوچھا کہ حضرت ایسا طریقہ بتلایئے جس سے خدا کی محبت پیدا ہو مجھ سے فرمایا کہ ہاتھ تو ملو میں نے ملے پوچھا کہ کچھ گرم بھی ہوئے میں نے کہا کہ جی ہاں پھر فرمایا کہ بس یوں ہی رگڑتے رگڑتے اللہ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔

﴿ملفوظ 280﴾ درویشوں میں تری اور علماء میں خشکی کی زیادتی :

فرمایا کہ حضرت بشر حافیؒ ان پڑھ تھے مگر حضرت امام احمد بن حنبلؒ ان کی بہت تعظیم کرتے تھے کسی نے امام صاحبؒ سے پوچھا تو فرمایا کہ ہم تو عالم بالکتاب ہیں اور وہ عالم بصاحب الکتاب ہیں پھر فرمایا کہ نہ تو پہلے درویش اتنے زیادہ تر ہوتے تھے کہ ڈوب ہی جائیں اور نہ علماء بالکل خشک ہوتے تھے اب تو درویشوں میں تری اور علماء میں خشکی بہت بڑھ گئی ہے۔

﴿ملفوظ 281﴾ طبیعت کا اثر :

فرمایا کہ بعض اہل علم نے لکھ دیا ہے کہ جنت میں ﴿نعوذ باللہ منہ﴾ لواطت ہو گی حالانکہ یہ فعل قبیح لعینہ ہے اس لیے اس کی اجازت وہاں بھی نہیں ہو سکتی پھر فرمایا کہ جن لوگوں کی طبیعت اس جانب مائل ہے وہ دنیا میں تو بوجہ تقویٰ اس فعل سے بچے رہے مگر انہوں نے دین کیلئے گنجائش نکالی یہ طبیعت کا اثر ہے پھر اس طبیعت کے اثر کو دخل ہونے پر ایک قصہ بیان فرمایا کہ ایک بادشاہ نے سنا کہ دکن کی عورتیں بد تمیز ہوتی ہیں اس کی جانچ کیلئے اس نے مختلف عورتوں کو مع ایک دکن کی عورت کے بلا کر محل سرائے میں رکھا جب رات آخری ہوئی تو بادشاہ نے ان عورتوں سے پوچھا کہ بتاؤ کتنی رات ہے سب نے جواب دیا کہ صبح قریب ہے بادشاہ نے سب سے سوال کیا کہ تم نے کیسے جان لیا ان میں سے ایک نے جواب دیا کہ میری نتھ کے موتی ٹھنڈے ہیں اس سے پہچانا دوسری نے کہا کہ پان کا مزہ بدلا ہوا ہے تیسری بولی کہ شمع کی روشنی ہلکی پڑ گئی ہے دکن والی بولی کہ گو آ رہی ہے وہ روزانہ صبح کو پاخانہ جاتی تھی اس سے جانا کہ صبح قریب ہے پھر حضرت والا نے فرمایا کہ سب سے زیادہ صریح دلیل یہ تھی جو دکھن والی نے بیان کی اگر تھوڑا دیر اور ہوتی تو دلیل سامنے ہی آ جاتی۔

﴿ملفوظ 283﴾ لواطت کا عذاب :

فرمایا کہ جب تھانہ بھون میں طاعون پھیلا تھا تو اس سے پہلے میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ کچھ نیند کا سا غلبہ ہوا اور قلب میں یہ آیت آئی۔

انا منزلون علیٰ اھل ھٰذہ القریتہ رجزاً

جو کہ قوم لوط پر عذاب کے ذکر میں آئی ہے اس پر میں نے لوگوں کو اس طرح آگاہ کیا کہ بھائی ایک شخص کو یہ واقعہ ﴿جو اوپر مذکور ہوا یعنی آیت کا قلب میں آنا﴾ پیش آیا اور میں جانتا ہوں کہ اس زمانہ میں لواطت کا مرض لوگوں کو زیادہ ہے اس سے توبہ کر لو ورنہ اندیشہ عذاب کا ہے کوئی توبہ تو کیا کرتا دو ایک شخصوں نے جو اس مرض کے تھے یہ کہا کہ ہمارے اوپر لتاڑ ہے ہمیں سنایا ہے آخر کار عذاب آ ہی گیا اور بہت طاعون پھیلا سب سے اول قوم لوط نے یہ فعل ایجاد کیا اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا بغداد کے ایک شخص کہتے تھے کہ فلاں اسلامی شہر کے مدرسین اس مرض میں زیادہ مبتلا ہیں ایک مرتبہ وہاں کے بادشاہ نے ان لوگوں کو زدس کے مقابلہ میں دُعا کیلئے جمع کیا تو ساتھ میں لونڈے ان کی بغل میں تھے۔

﴿ملفوظ 284﴾ ریاء الشیخ خیر من اخلاص المرید کا مطلب :

ریاء الشیخ خیر من اخلاص المرید کے متعلق فرمایا کہ اس ریاء سے مراد ریاء لغوی یعنی دکھلانا بغرض اتباع کے چنانچہ حضورؐ تشریع کیلئے بعض کام کیا کرتے تھے۔ یہ صورت ریاء کی ہے دراصل ریاء نہیں ہے چونکہ نفع متعدی نفع لازمی سے افضل ہے اس لیے اصلاح کا یہ افضل طریقہ کہ جو کام دوسروں سے کرانا چاہتے ہو ان کو خود کرنے لگو عمل لازم سے افضل ہوگا۔

﴿ملفوظ 285﴾ اندھے ہو کر عاشق ہونا حیرت ہے :

فرمایا کہ اندھے بھی عاشق ہوئے حالانکہ ان کے آنکھیں نہیں پھر نہ معلوم وہ کس طرح سے بغیر دیکھے بھالے عاشق ہو جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی کہا کہ ایک اندھے کی حکایت سنی ہے کہ وہ سوئی میں ڈورا کان کے پاس لا کر پرو دیتا تھا۔

﴿ملفوظ 286﴾ ادب کی حقیقت :

فرمایا کہ ادب کی حقیقت ہے ایذاء نہ پہنچانا مگر آجکل لوگ ایذاء رسانی ہی کو ادب سمجھتے ہیں۔

﴿ملفوظ 287﴾ فرقہ قرآنیہ کا موجد :

فرمایا کہ عبداللہ چکرالوی فرقہ قرآنیہ کا موجود تھا اس نے نماز میں سے سنتیں وغیرہ سب اڑا دیں اور پھر جہاں ایسی آسانی ہو اسکی طرف کیوں نہ متوجہ ہوں۔

۲۵ ربیع الثانی ۳۵ھ بروز یک شنبہ

﴿ملفوظ 288﴾ غیر مقلد جو بیوی کے ساتھ بیٹھ کر ذکر کرتے تھے :

ایک غیر مقلد صاحب نے لکھا تھا کہ ذکر میں میری بیوی بھی میرے برابر بیٹھ کر ذکر کرتی ہیں اور ان کی طرف رجحان ہوتا ہے اس پر فرمایا کہ مرید یعنی بیوی تو اللہ میاں کی طرف رجوع اور پیر صاحب مرید کی طرف پھر فرمایا کہ یہ صاحب ایسے پکے غیر مقلد ہیں کہ اگر ان کے یہاں کوئی ایسا شخص ہوتا جو ذکر شغل کی تعلیم کرتا ہے تو یہ اس طرف یعنی میری طرف کہ مقلد ہوں رجوع نہ ہوتے۔

﴿ملفوظ 289﴾ رقت قلب :

فرمایا کہ دوسرے کے غم سے میرا دل اس قدر پگھلتا ہے کہ بس تاب نہیں ہوتی اور بھائی صاحب تو اس قدر رقیق القلب ہیں کہ انہیں دونوں طرح سے اثر ہوتا ہے اپنے غم سے بھی اور غیر کے غم سے بھی۔

﴿ملفوظ 290﴾ بو علی سینا شیخ ابو البرکات کی خدمت میں :

فرمایا کہ حکیم بو علی سینا شیخ ابو البرکات کی خدمت میں حاضر ہوئے بعد ملاقات اور بات چیت کے جب حکیم چلے گئے تو شیخ سے کسی نے ان کا حال پوچھا فرمایا کہ بو علی اخلاق ندارد رفتہ رفتہ اس کی اطلاع حکیم کو ہوئی انہوں نے فن اخلاق میں ایک بہت موٹی کتاب تصنیف کر کے شیخ کی خدمت میں بھیجی۔ شیخ نے ایک جواب میں تمام کتاب اڑا دی۔ فرمایا کہ

من کے گفتہ بودم کہ اخلاق نداند بلکہ من گفتہ بودم کہ اخلاق ندارد

۲۶ ربیع الثانی ۳۵ھ بروز دو شنبہ

﴿ملفوظ 291﴾ مامون الرشید سے سفر حج کیلئے ایک شخص کی درخواست :

فرمایا کہ مامون الرشید سے ایک شخص نے حج کیلئے خرچ مانگا انہوں نے جواب دیا کہ جب تمہارے پاس خرچ نہیں ہے تو تمہیں لوگوں سے مانگ کر حج کو جانا جائز نہیں سائل نے کہا کہ میں آپ سے مسئلہ پوچھنے نہیں آیا مسئلہ پوچھنے کیلئے بہت سے علماء موجود ہیں آپ کو

بادشاہ سمجھ کر آیا ہوں اگر آپ کو خرچ دینا ہے تو دیدیجئے ورنہ جانے دیجئے۔

﴾ملفوظ 292﴿ کھٹمل کے معنی :

فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرماتے تھے کہ کھٹمل کے معنی ہیں چارپائی کے پہلوان مل کے معنی پہلوان کے ہیں اور کھٹ ہندی میں کھاٹ کا مخفف ہے جس کے معنی چارپائی کے ہیں۔

﴾ملفوظ 293﴿ پڑھے ہوئے عطر کا اثر :

فرمایا کہ ہمیر پور کے کلکٹر کے یہاں ایک صاحب کا مقدمہ تھا وہ عطر پڑھوا کر اور اس عطر کو کپڑوں میں لگا کر تب اجلاس میں گئے کلکٹر نے مقدمہ سے تو رہا کر دیا اور یہ ہدایت کی کہ آئندہ کسی انگریز کے اجلاس میں عطر لگا کر نہ جانا انگریزوں کو یہ عطر پسند نہیں ہے۔

۷ ۲ ربیع الثانی ۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴾ملفوظ 294﴿ شاہ عبدالرحیم صاحب کی کرامت :

فرمایا کہ شاہ عبدالرحیم صاحب کے پہلے پیر کا نام بھی شاہ عبدالرحیم صاحب ہی تھا فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اپنے پیر کا سر دبا رہا تھا پیر صاحب نے کہا کہ خوب اچھی طرح زور سے دباؤ میرے دل میں خیال آیا کہ جو بہت زور سے دباؤں گا تو سر خربوزہ کی طرح پچک جائے گا ﴾کیونکہ صاحب خوب قوی تھے﴿ پیر صاحب نے فرمایا کہ نہیں بھائی تم خوب زور سے دباؤ خربوزہ کی طرح نہیں پچکے گا۔ پھر فرمایا کہ وہ صاحب کشف تھے اور ان سے خوارق بہت صادر ہوتے تھے ایک لڑائی میں توپ کا منہ بند کر دیا تھا روم کا ایک عنین آدمی جو اپنے ملک سے بغرض علاج آیا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کیا کہ میری بیوی بوجہ میرے مرد نہ ہونے کے طلاق مانگتی ہے میں کچھ مدت مقرر کر کے بغرض علاج آیا ہوں اور یہ کہہ آیا ہوں کہ اگر اتنی مدت تک واپس نہ آؤں تو تجھ کو تین طلاق اور اس مدت میں اب ایک ہی یا دو تین دن رہ گئے ہیں اب وہاں کس طرح پہنچوں آپ اس شخص کو کوٹھڑی میں لے گئے اور آنکھیں بند کرائیں اس نے دیکھا کہ میں اپنے مکان میں صحن میں کھڑا ہوں یہ خرق عادت قطع مسافت کی آپ سے ظہور میں آئیں۔

﴿ملفوظ 295﴾ ایک سو پچاس روپے کی خاطر انوکھا قتل :

فرمایا کہ میرے ایک دوست راوی تھے ایک مغربی شخص نے ایک رئیس سے ۱۵۰ روپیہ قرض مانگے رئیس نے کہا کہ ایک صاحب میرے دوست ہیں ان کا ایک دشمن لندن میں ہے اگر تم اس کو کسی ترکیب سے مار دو تو میں تمہیں ان سے ۱۵۰ روپیہ دلوادوں گا اس شخص نے وعدہ کر لیا چنانچہ صاحب کے پاس گئے اس شخص نے ایک آئینہ منگولیا اور صاحب سے اس آئینہ میں دیکھنے کے واسطے کہا چنانچہ دیکھا تو اس میں لندن نظر آیا اور وہ دشمن بازار میں جارہا تھا اس شخص نے صاحب سے کہا کہ آپ تو بچہ کا فائر کیجئے چنانچہ فائر کیا گولی غائب ہو گئی وہ صاحب برابر آئینہ میں دیکھتے رہے کہ وہ شخص گولی کھا کر گرا پھر انہوں نے احتیاطاً لندن سے بذریعہ تار اپنے کسی دوست سے خبر منگائی کہ فلاں شخص کا کیا حال ہے۔

وہاں سے خبر آئی کہ وہ فلاں تاریخ اس طرح ہلاک ہوا کہ دفعتاً گولی آکر لگی اور پتہ نہ چلا کس نے گولی چلائی۔ پولیس تحقیقات میں مصروف ہے قاتل کا ہنوز پتہ نہ چلا جب صاحب کو اپنے دشمن کی ہلاکی کا یقین ہو گیا تو انہوں نے معاہدہ سے کچھ روپے زیادہ پیش کیے تو اس مغربی نے صرف ۱۵۰ روپیہ لے کر باقی ماندہ زائد جتنے بھی روپے تھے وہ واپس کر دیئے۔

﴿ملفوظ 296﴾ اتباع سنت بادشاہوں سے زیادہ اطمینان :

فرمایا کہ ماموں امداد علی صاحب نقل فرماتے تھے کہ ان کے مرشد مرزا صاحب سے کسی نے کہا کہ سنا ہے کہ پاؤں پہ پاؤں رکھ کر لیٹنا منحوس ہے انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ہاں بھائی ضرور منحوس ہے کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ بھی اس طرح لیٹے ہیں اور اسی پر کیا ہے جتنے بھی کام سنت ہیں سب کے کرنے سے نیستی آتی ہے یعنی اتباع سنت سے غریبی آتی ہے جس کو تم نحوست اور نیستی سمجھتے ہو چنانچہ حدیث میں ایک مدعی محبت کو حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اعد للفقراء تجفافاً الحدیث مگر اس غریبی میں اطمینان قلب بادشاہوں سے زیادہ ہوتا ہے صرف ظاہر میں غریبی ہوتی ہے۔

﴿ملفوظ 297﴾ حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں ہدیہ :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں میں نے ایک نسخہ کتاب اکسیر کا بھیجا اور یہ شعر لکھا

سونے دریا تحفہ آوردم صدف گر قبول افتد زہے عزوشرف

۲۸ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز چہار شنبہ

❁ملفوظ 298❁ پیر پکڑنے کی رسم پہلوانوں کی ہے :

ایک نووارد صاحب نے حضرت والا کے پیر پکڑنے چاہے مزاحاً فرمایا کہ پاؤں پکڑنے کی رسم پہلوانوں کی ہے کہ وہ پاؤں پکڑ کر دوسرے کو گراتے ہیں اس لیے من تشبہ بقوم فھو منھم میں داخل ہونے کے باعث یہ قابل ترک ہے۔

۲۹ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ بروز پنجشنبہ

❁ملفوظ 299❁ بد نظری کا علاج :

غض بصر کے متعلق فرمایا کہ اس کا یہی علاج ہے کہ بس بیچ میں سے قطع کر دے بعض لوگ اس خیال سے کہ جب دیکھ کے جی بھر جائے گا تو نظر خود ہٹ جائے گی اپنی نظر کو نہیں بچاتے یہ ان کا خیال غلط ہے یہ نظر بڑی سخت چیز ہے اسی سے سب کچھ ہوتا ہے۔

درون سینہ من زخم بے نشاں زدہ
بحیرتم کہ عجب تیر بے کماں زدہ

❁ملفوظ 300❁ رنجیت سنگھ میں شجاعت :

فرمایا کہ رنجیت سنگھ کے ہاتھ کھڑے ہونے سے گھٹنوں کو لگتے تھے ایسا شخص قواعد قیافہ سے شجاع ہوتا ہے چنانچہ رنجیت سنگھ میں بھی شجاعت کا مادہ تھا۔

❁ملفوظ 301❁ باتیں حضرت گنج مراد آبادی کی :

فرمایا کہ مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحبؒ بہت بھولے تھے ایک مرتبہ فرمانے لگے کہ جب ہم جنت میں جاویں گے اور حوریں ہمارے پاس آئیں گی تو ہم صاف کہہ دیں گے کہ بی بی اگر قرآن پڑھو تو بیٹھ جاؤ ورنہ جاؤ پھر شاہ صاحب نے فرمایا کہ جو نماز میں مزہ ہے وہ نہ کوثر میں ہے نہ اور کسی چیز میں ہے جب نماز میں سجدہ کرتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ میاں نے پیار کر لیا پھر فرمایا کہ جب شاہ صاحب شیر خوار تھے تو اپنی والدہ کو ایسی جگہ جہاں ڈھولک

وغیرہ بجتی ہو نہیں بیٹھنے دیتے تھے اور خوب رونا پیٹنا مچاتے تھے اور ان کو اٹھا کر چھوڑتے تھے ایک مرتبہ حیدر آباد کے وزیر حاضر خدمت ہوئے فرمایا کہ اس کو نکالو لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت وزیر ہیں فرمایا کہ ارے میں کیا کروں وزیر ہیں تو کیا میری تنخواہ مقرر ہے ؟ ان کے یہاں سے پھر ۲ بجے رات تک ٹھہرنے کی اجازت دی وزیر نے برا نہیں مانا بلکہ لوگوں نے کہا کہ صاحب ٹھہر جایئے جواب دیا کہ بزرگوں کی حکم عدولی کرنی مناسب نہیں اور چلے گئے ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ حضرت آنے والوں کے ساتھ ذرا تو اخلاق سے پیش آیا کیجئے فرمایا کہ ایک ایک آدمی کے ساتھ سو سو شیطان ہوتے ہیں میں اس وجہ سے ان کو نکالتا ہوں۔ پھر حضرت والا صاحب ملفوظ نے فرمایا کہ مولانا کا کشف بڑھا ہوا تھا ایک مرتبہ فرمایا کہ اللہ کا ترجمہ ہندی میں بتاؤ خود ہی فرمایا کہ اللہ کا ہندی ترجمہ ''من موہن'' ہے یہ کہہ کر چیخ ماری۔

﴿ملفوظ 302﴾ استنجاء کے ڈھیلے سے پتھر سونا بن گیا :

فرمایا کہ شاہ عبدالرزاق صاحب جھنجانویؒ کے صاحبزادے کو کیمیا کا شوق تھا ایک مرتبہ شاہ صاحب استنجا فرمارہے تھے اور یہ صاحبزادے کچھ دوائیں کیمیا کی لیے ہوئے کھڑے تھے بعد فراغ ڈھیلا پتھر پر مارا وہ پتھر سونا ہو گیا ایک سنار اس میں سے کچھ کاٹ کر لے گیا پھر شاہ صاحب نے فرمایا کہ بھائی اگر کوئی اس کو اٹھا کر لے گیا تو نمازیوں کو تکلیف ہو جائے گی پھر دعا کی وہ پتھر ہو گیا کسی نے آپ کو پارس کی پتھری لا کر دی آپ نے طاق میں رکھوا دی ان صاحب نے اس خیال سے لا کر دی تھی کہ شاہ صاحب کے یہاں اکثر فقر و فاقہ رہتا ہے اس سے وہ رفع ہو جائے گا جب کچھ عرصہ بعد پھر وہ صاحب حاضر خدمت ہوئے تو معلوم ہوا کہ فقر و فاقہ کی وہی کیفیت ہے شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ حضرت وہ پارس کی پتھری کہاں ہے فرمایا کہ دیکھو وہیں طاق میں رکھی ہوگی دیکھا تو وہاں تو بہت سی پتھریاں ویسی ہی رکھی ہوئی تھیں دل میں شرمندہ ہوئے پھر شاہ صاحب نے فرمایا کہ بھائی ہمارا فقر و فاقہ اختیاری ہے اضطراری نہیں ہے پھر حضرت والا صاحب ملفوظ نے مندرجہ ذیل اشعار زبان مبارک سے فرمائے۔

خوردن تو مرغ مسلم دمے   خوردن ماناں جوین ما
پوشش تو اطلس و دیبا و حریر   بخیہ زدہ خرقہ پشمین ما
نیک ہمیں ست کہ مے بگذرد   راحت تو محنت دوشین ما

باش کہ تا طبل قیامت زنند
آں تو نیک آید و یا ایں ما

پھر حضرت والا نے فرمایا کہ جس کی آنکھ کھل جائے تو یہ باتیں کچھ مشکل نہیں آنکھ کھلنے میں کوشش کرے ہمت کی بات تو یہ ہے کہ واقعی جب آنکھ بن گئی تو پھر کیا مشکل ہے۔

۳۰ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 303﴾ کج فہم سے نہیں کم فہم سے نباہ ہو سکتا ہے:

ایک صاحب جنہوں نے کہ حضرت والا کی خدمت میں کوئی تحریر نامناسب اور سخت تکلیف دہ بھیجی تھی عرصہ طویل بلکہ اطول کے بعد حاضر خدمت ہوئے اور اپنے سر پر سے دوپٹہ اتار کر رکھ دیا اور ایک ڈنڈا رکھ دیا کہ حضرت کو اختیار ہے کہ جتنا چاہیں مجھے اس سے پیٹیں حضرت والا نے فرمایا کہ آپ جایئے مجھے صورت نہ دکھایئے یہ سب مکاری ہے ورنہ اگر محبت ہوتی تو اب تک کیسے چین آتا پھر فرمایا کہ کم فہم سے تو نباہ ہو جاتا ہے مگر کج فہم سے نباہ نہیں ہوتا۔ میری رائے میں یہ کج فہم ہیں یا ان کے نزدیک میں کم فہم ہوں۔ بس میرا ان کا نباہ نہیں ہوگا اور میرا یہ کہنا کہ تم مجھے صورت نہ دکھاؤ یہ سنت کے خلاف نہیں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت وحشیؓ سے فرمایا تھا کہ عمر بھر کبھی سامنے نہ آنا پھر فرمایا کہ مجھے اپنا حشم خدم اور ہجوم بڑھانا منظور نہیں ہے اگر خدا راضی ہے تو سب کچھ ہے ورنہ کوئی کچھ کام نہیں آسکتا۔ انہوں نے جو کچھ لکھا تھا وہ بطور اظہار رائے کا نہ تھا بلکہ طعن آمیز کلمات تھے اپنی اس حرکت سے ان پر خجلت طاری نہیں ہوئی ورنہ یہ وہ طریقہ اختیار کرتے کہ جس سے خجلت ظاہر ہوتی ہے میں نے انہیں کیا تکلیف پہنچائی کہ جو انہوں نے مجھے تکلیف دی کہتے ہیں کہ میں مولانا رشید احمد صاحب اور مولانا محمد قاسم صاحب کا ناز پروردہ ہوں بس تو جو تمہارے ناز اٹھائے وہاں جاؤ۔ میں نے کسی کے بلانے کا اشتہار تو نہیں دیا اور وہ حضرات تو کسی نواب کی بھی پرواہ نہ کرتے تھے ان کے تو کیا ناز اٹھاتے پھر فرمایا کہ جب میں برا ہی ہوں تو پھر میرے پاس کیوں آتے ہیں کا نا بھاوے بھی نہ اور کانے بغیر چین بھی نہ آئے دل ملنے کی بات ہے جس سے مل جائے میرے جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان پر آتا ہے ایک صاحب کی نسبت فرمایا کہ میں ان سے سلام و بات چیت کرتا ہوں مگر یہ میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ

کسی قسم کا خصوصیت کا برتاؤ جیسا کہ آپ کا خیال ہے میری طرف سے نہیں ہوگا میرے دل میں کینہ نہیں ہے۔

کفر است در طریقت ماکینہ داشتن
آئین ماست سینہ چوں آئینہ داشتن

ایک مرتبہ میں نے ایک بہت ہی قوی علاقہ دار سے کہہ دیا تھا کہ جب تک تمہارے یہ خیالات نہ بدلیں گے میں تم سے بالکل ملنا نہیں چاہتا اگر مجھے خدانخواستہ حضرت حاجی صاحب سے سوء اعتقاد ہو جائے تو میں علی الاعلان بیعت توڑ دوں خدا کیلئے تعلق ہے نہ کہ دنیا کیلئے وہ شخص بڑا مکار ہے اور دغاباز ہے جو دنیا کیلئے تعلق رکھے اگر کوئی مجھ سے تعلق چھوڑ دے تو بڑی خوشی ہوتی ہے اور جگہ تو یہ بناء ہے رنج کی اور میرے نزدیک یہ خوشی کی بناء ہے۔

حضرت حاجی صاحبؒ کی جوتیوں کے طفیل سے یہ مذاق ہے پھر فرمایا کہ اگر کسی کو تڑپ کی محبت ہو تو اس کو طریقے بھی راضی کرنے کے سوجھ جاتے ہیں چنانچہ ایک بزرگ اپنے مرید سے ناراض ہوئے بہت طریقے اس بچارے نے راضی کرنے کے اختیار کیے مگر وہ راضی نہ ہوئے اسے معلوم ہوا کہ پیر کو بندروں کے تماشے کا شوق ہے بس یہ سن کر قلندروں کے پاس گیا اور بندر نچانے کا کام سیکھا پھر سیکھ کر مع بندروں کے ان بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عجیب و غریب تماشے کیے وہ بزرگ ان تماشوں سے بہت خوش ہوئے جب خوش پایا تو انعام کا وعدہ لے لیا جب وعدہ کر لیا اس وقت ظاہر کیا کہ میں حضور کا فلاں خادم ہوں حضور کے راضی کرنے کیلئے یہ سب بھیس بھرا ہے میری خطا معاف کر دیجئے چنانچہ انہوں نے خوش ہو کر خطا معاف کر دی۔

پھر حضرت والا نے فرمایا کہ دو شخصوں سے میرا دل نہیں ملتا متکبر سے اور چالاک سے ایک شخص مجھ سے بیعت تھے ان سے میں نے علاقہ قطع کیا ان کی ایک بات سے میں خوش ہوا کہ انہوں نے کہا کہ جی مجھے بھی آج تک تم سے انس نہیں ہوا میں ان کی بات سن کر خوش ہوا کہ مگر انہوں نے جلد ہی اس خوشی کو بدل دیا وہ یہ سمجھے کہ یہ دل میں خوش نہیں ہیں صرف ظاہر میں خوشی کا اظہار کر رہے ہیں مجھ سے کہنے لگے کہ اگر میں اور جگہ بیعت ہو جاؤں تو میرے لیے بددعا تو نہ کریں گے میں نے کہا کہ مجھے تم نے منافق سمجھا جو میرے اوپر یہ احتمال کیا پھر میں ان کے ساتھ سختی سے پیش آیا اور میں نے کہا کہ مولانا آپ کے علم کا خیال

ہے ورنہ اتنے لگواتا کہ بال نہ رہتا۔ آپ یہاں سے اٹھ جایئے جب وہ نہ اٹھے تو میں نے نکلوادیا میں بیعت کے حقوق کا خلاصہ یہ سمجھتا ہوں کہ وہ انقیاد محض ہے بس آدمی اپنے آپ کو مقید سمجھے ہر طرح سے میں نہ اپنی خدمت چاہتوں نہ اور کچھ۔ پھر غلبہ مذاق اطاعت کے متعلق ایک حکایت بیان فرمائی کہ ماموں صاحب حیدر آباد میں ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے پیر مرزا صاحبؒ نے آواز دی انہوں نے فوراً نماز میں سے ہی جواب دیا کہ جی۔

مرزا صاحب نے فرمایا کہ کیا کررہے ہو عرض کیا کہ نماز پڑھ رہا ہوں انہوں نے فرمایا کہ نماز میں بولتے ہو عرض کیا کہ جی! فرمایا نماز جاتی رہی ادھر آؤ وہ آئے پوچھا کہ یہ کیا واہیات بات ہے عرض کیا کہ حضرت حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب کو حالت نماز میں پکارا تھا انہوں نے جواب نہیں دیا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم بولے کیوں نہیں تھے حالانکہ قرآن مجید میں اللہ پاک نے فرمایا ہے۔

استجیبوا للّٰہ وللرسول اذا دعاکم

اور شراح نے لکھا ہے کہ حضورؐ کے پکارنے پر جواب دینے سے نماز نہیں ٹوٹتی ہمارے لیے جائز نہیں رسول اللہ ﷺ کیلئے یہ خاص حکم تھا ماموں صاحب نے عرض کیا کہ بہت اچھا اب تک یہ سمجھا تھا اس پر عمل کیا اب جو آپ فرماتے ہیں اس پر عمل ہوگا اھ پھر کہا کہ میرا یہ مطلب نہیں کہ نماز میں بولا کرو مطلب یہ بتلانا ہے کہ دیکھو غلبہ محبت کے مذاق سے یہ آثار پیدا ہوتے ہیں۔

﴿ملفوظ 304﴾ مدرسہ دیوبند کا مقصد فقط فکر آخرت ہے:

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے جلسہ دستار بندی میں یہ مضمون فرمایا کہ اکثر لوگوں کو اس مدرسہ کی حالت دیکھ کر خیال ہوگا کہ یہاں علوم معاش کا کچھ انتظام نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مدرسہ اس لیے ہے ہی نہیں نہ ہم نے دعویٰ کیا کہ اس میں تمام علوم کی تعلیم ہوگی یہ تو صرف ان کیلئے ہے جن کو فکر آخرت نے دیوانہ بنایا ہے۔

﴿ملفوظ 305﴾ مولانا محمد یعقوب صاحب کا مقام:

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کی نسبت حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کا مقولہ ہے کہ ہر شخص کے اندر کچھ نہ کچھ روگ باطنی ہوتا ہے جو مجاہدہ سے رفع ہوتا ہے مگر مولانا محمد یعقوب صاحب میں کوئی روگ باطنی نہیں ہے۔

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد یعقوب صاحب مولوی یاسین سے کہنے لگے عام مجمع میں جہاں ان کے مرید اور شاگرد بھی موجود تھے کہ مجھ میں ذرا سی کسر رہ گئی ہے اور تمہارے پیر یعنی مولانا رشید احمد صاحب اسے پورا کر سکتے ہیں مگر وہ پتہ ہی نہیں دیتے ٹال کرتے ہیں۔

﴿ملفوظ 306﴾ حضرت گنگوہیؒ کی تواضع :

فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نے مولانا گنگوہیؒ کی خدمت میں اپنے کچھ حالات لکھے۔ مولانا نے جواب میں تحریر فرمایا کہ بھائی ہمیں تو اب تک بھی یہ حالات نصیب نہیں ہوئے۔

کیا ٹھکانہ ہے تواضع کا پھر فرمایا کہ مولانا گنگوہیؒ نے ایک جگہ قسم کھائی ہے کہ مجھ میں کوئی کمال نہیں بعض مخلص لوگوں کو اس سے شک ہو گیا کہ مولانا میں کمال کا ہونا تو ظاہر ہے تو اس قول سے مولانا کا جھوٹ بولنا لازم آتا ہے پھر ہمارے حضرت نے مولانا کے قول کی تفسیر میں فرمایا کہ بزرگوں کو آئندہ کمالات کی طلب میں موجودہ کمالات پر نظر نہیں ہوتی پس مولانا اپنے کمالات موجودہ کی کمالات آئندہ کے سامنے نفی خیال فرماتے تھے اس کی ایسی مثال ہے کہ کسی شخص کے پاس ایک ہزار روپے ہیں وہ لکھ پتیوں کے سامنے مالدار نہیں البتہ دوسرے شخصوں کو مولانا کی نسبت یہ گمان کہ وہ خالی از کمالات تھے نہیں کرنا چاہئے۔

﴿ملفوظ 307﴾ گھوڑے میں کمال دعیب پیدا کرنے کی مہارت :

فرمایا کہ تھانہ ﴿یعنی تھانہ بھون﴾ پہلے زمانہ میں مثل اپنے نام کے تھا کہ یہاں کے کمالات کی تھاہ ﴿یعنی انتہاء﴾ نہ تھی یہاں پر ایک چابک سوار تھے وہ نئے گھوڑے کو ہاتھ پھیر کر سیدھا کر دیتے تھے جب وہ گھوڑے سے لیٹنے کو کہہ دیتے تھے تو وہ پڑا رہتا تھا۔

اور جب تک اٹھنے کو نہ کہتے تھے اٹھتا نہ تھا مظفر نگر میں ایک بنیئے نے اپنا گھوڑا پھیرا نے کو دیا جب وہ درست ہو گیا تو جس قدر روپیہ طے ہوا تھا اس نے اس سے کچھ کم دیا۔ اور باوجود کہنے کے بھی اس نے اس کی کو پورا نہ کیا تب انہوں نے اس بنیئے سے کہا کہ اس کے اندر ایک کمی رہ گئی ہے۔ لاؤ وہ بھی سکھلا دوں اس نے کہا بہت اچھا بس اس کے گھوڑے کو یہ سکھلا دیا کہ سوار کو لے کر فوراً قصاب کی دکان پر پہنچ جایا کرے چنانچہ وہ بنیا جب گھوڑے پر سوار ہوتا وہ گھوڑا اسے فوراً قصاب کی دکان پر لے جا کر کھڑا کر دیتا۔ بیچارہ بہت سخت پریشان ہوا اور مجبور

ہو کر ان کو روپے پورے دیئے تب انہوں نے اس سے قصاب کی دکان پر لے جا کر کھڑا کر دینے کی عادت چھڑائی ایک گھوڑے کو انہوں نے یہ سکھلا دیا تھا کہ جب اس پر کوئی سوار ہوتا بس وہ پیچھے کو ہٹتا چلا جاتا تھا یہ ان میں عجیب کمال تھا کہ جو بھی کمال وہ چاہیں پیدا کر دیں اور جو عیب چاہیں پیدا کر دیں۔

﴿ملفوظ 308﴾ حضرات صحابہؓ کے پتلے نکالنے والوں کا مقابلہ :

فرمایا کہ لکھنوتی میں شیعہ لوگوں نے جب حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پتلے نکالے تو سید محمد کے دادا قاضی امانت علی تلوار لے کر اپنے دروازہ کے سامنے بیٹھ گئے تھے کہ اگر ادھر کو نکلیں گے تو فوراً اس سے مقابلہ کروں گا آخر کار مقدمہ سرکار میں پہنچا وہاں کے کلکٹر نے فیصلہ قاضی صاحب کے موافق دیا اس فیصلہ میں لکھا تھا کہ ان کے مذہب میں تقیہ بھی ہے اسی طرح فتح پور کے کلکٹر نے اپنے فیصلہ میں لکھا تھا کہ تبرا کہنے والوں کو اگر عبادت ہے تو آخرت میں اجر ملے گا مگر دنیا میں تو فلاں دفعہ ضروری ہی بھگتنی پڑے گی۔

﴿ملفوظ 309﴾ پرانے لوگوں میں تہذیب کا خیال :

فرمایا کہ پرانے لوگوں میں تہذیب کا بہت خیال تھا الور میں ایک دوست میرے پاس مٹھائی لائے وہ سب میں تقسیم ہوئی ایک صاحب ہنود میں سے جو کہ تھانہ بھون ہی کے رہنے والے ہیں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ مجھے نہ دی میں نے کہا معاف کیجئے میں یہ سمجھا تھا کہ آپ مسلمان کے ہاتھ کی نہ لیں گے انہوں نے کہا کہ جی سب ہاتھ برابر تھوڑا ہی ہیں۔

یکم جمادی الاول ۳۵ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 310﴾ شیخ احمد عبدالحق رودلوی کے حالات :

فرمایا کہ شیخ احمد عبدالحق رودلویؒ کے بڑے بھائی دہلی رہتے تھے اور وہاں کے شہزادے ان کے بہت معتقد تھے۔ شیخ نے اپنے ان بھائی سے جب صرف و نحو ابتدائے عمر میں شروع کی تو اس مثال پر کہ ضرب زید عمراً فرمایا کہ کیوں مارا اس نے کیا خطا کی تھی انہوں نے کہا کہ یہ مثال فرضی ہے مارا وارا کچھ نہیں کہنے لگے کہ خیر اگر بے خطا مارا تو ظلم کیا اور اگر نہیں مارا ویسے ہی لکھ دیا تو یہ جھوٹ ہے میں ایسی کتاب نہیں پڑھتا جس میں شروع ہی

سے ظلم اور جھوٹ کی تعلیم ہو یہ آپ کی بچپن کی کیفیت تھی ان کے بھائی نے شہزادے سے کہا انہوں نے فرمایا کہ وہ صاحب حال ہیں وہ پڑھیں گے نہیں انہیں مت ستاؤ۔

بھولے اس قدر تھے کہ آپ کے بھائیوں نے رودلی میں آپ کی نسبت کی اول تو آپ نے بھائی بھاوج سے منع فرمایا اور کہا کہ مجھے اس جھگڑے سے چھڑاؤ جب وہ نہ مانے تو آخر کار خود ایک دن سسرال گئے اور دروازہ میں جاکر کہہ دیا کہ میں نامرد ہوں تمہاری لڑکی کی عمر ضائع ہوگی۔

چنانچہ آپ کے اس عمل سے اس وقت شادی موقوف ہوگئی پھر ایک زمانہ میں آپ نے شادی کی اولاد بھی ہوئی مگر اولاد زندہ نہ رہتی تھی جو بچہ پیدا ہوتا تھا وہ تین مرتبہ حق حق حق کہہ کر مر جاتا تھا۔

ایک مرتبہ آپ کی بی بی اس رنج کی وجہ سے کہ اولاد نہیں جیتی آپ کے سامنے روئیں آپ نے فرمایا کہ اچھا اب بچہ پیدا ہوگا وہ زندہ رہے گا چنانچہ پھر جو بچہ پیدا ہوا اس نے حق حق نہیں کہا اور وہ زندہ رہا۔

﴿ملفوظ 311﴾ حضرت نظام الدین اولیاؒ کی ایک ہیزم کش سے ملاقات :

فرمایا کہ حضرت نظام الدین اولیاؒ کو ایک ہیزم کش ملے تھے وہ مسجد میں آئے تو حضرت نے ان کو وضو کرنے کیلئے فرمایا وہ بولے کہ وہ بھی کوئی مسلمان ہے جو ہر وقت وضو سے نہ رہے۔

﴿ملفوظ 312﴾ حضرت جنید بغدادیؒ کو ایک شخص سے واسطہ :

فرمایا کہ حضرت جنید بغدادیؒ نے ایک شخص کو جو کہ اچھا ہٹا کٹا تھا مسجد میں سوال کرتے دیکھا دل میں انکار کیا اس شخص نے یہ آیت پڑھی۔

اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم

اس کو سن کر حضرت جنید بغدادیؒ نے دل میں توبہ کی اس شخص نے فوراً یہ پڑھ دیا۔

وھو الذی یقبل التوبتہ عن عبادہ

﴿ملفوظ 313﴾ **عرس کے بارے حضرت نظام الدین اولیاؒ کا ارشاد :**

فرمایا کہ ایک بزرگ کے مرید نے ایام عرس میں حضرت سلطان نظام الدین اولیا کے مزار پر جانے کی اجازت چاہی ان بزرگ نے فرمایا کہ سماع میں شریک نہ ہونا اور مزار پر یہ پڑھنا اور متوجہ ہونا اس طرح چنانچہ وہ مرید گئے اور ایسا ہی کیا متوجہ ہونے کی حالت میں حضرت نظام الدین اولیاؒ کے مزار سے یہ آواز سنی۔

ایں بدبختاں دماغ مارا پریشان می کنند

﴿ملفوظ 314﴾ **ہم شکل کی وجہ سے پیار :**

فرمایا کہ ایک وکیل کہتے تھے کہ مجھ کو ایک بڑھیا اپنے گھر لے گئی اور وہاں مجھ کو خوب حلوا کھلایا انہوں نے اس کا سبب دریافت کیا کہنے لگی کہ میرا ایک لڑکا پردیس میں گیا ہے اس کی بھی ایسی ہی شکل ہے چونکہ تم میرے بیٹے کی ہم شکل ہو اس لیے میرا دل چاہا اسی طرح جو شخص رسول اللہ ﷺ کی ہم شکل اتباع سنت کر کے بن جائے گا اللہ تعالیٰ اسی طرح اس سے محبت کریں گے۔

﴿ملفوظ 315﴾ **لٹھا پھٹنے کی آواز سے خوشی :**

فرمایا کہ کانپور میں ایک شخص بازار میں آیا اور اس نے بزاز سے ایک گز لٹھا مانگا جب بزاز نے لٹھا پھاڑا تو وہ شخص اس لٹھے کے پھٹنے کی آواز سن کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ آہا کیسی اچھی آواز ہے اور بزاز سے کہا کہ ایک گز اور پھاڑ دو پھر اس کی آواز سن کر وہی حالت ہوئی غرض کہ اس نے اسی طرح کئی گز لٹھا لیا اور اس کے پھٹنے کی آواز سن کر بہت خوش ہوتا تھا۔

۲ جمادی الاول ۳۵ھ بروز یکشنبہ

﴿ملفوظ 316﴾ **طلباء کو سبق یاد نہ کرنے کی وجہ سے جرمانہ :**

ایک مولوی صاحب نے جو کہ مدرسہ امداد العلوم میں مدرس ہیں طلباء پر سبق یاد نہ کرنے کے جرم میں بلا اجازت و مشورہ حضرت والا کے کچھ جرمانہ کیا جب حضرت والا کو اطلاع ہوئی تو مولوی صاحب کو بلا کر فرمایا کہ آپ نے طلباء پر جرمانہ کیا ہے۔ انہوں نے اقرار کیا پوچھا گیا کہ یہ جائز کہاں ہے انہوں نے یہ کہا کہ مالکوں ہی کو بعنوان انعام دیدیا جائے گا۔

حضرت والا نے فرمایا کہ کسی کے مال کا حبس کرنا بلا رضامندی کب جائز ہے تیسرے یہ جرمانہ تو بچوں پر نہ ہوا ان کے ماں باپ پر ہوا کیونکہ مال ان ہی کا ہے مدرسہ کے انتظامات بلا میری اجازت اور رضامندی کے کیے جاتے ہیں۔

آپ کا کام سکھانے اور سمجھانے کا ہے نہ یاد کریں بلا سے مت یاد کریں آپ نے شریعت کی مخالفت کیوں کی اور میری بلا اجازت یہ کام کیوں کیا گیا آپ کے سپرد جو کام ہے اس کو کیے جایئے اور جو کوئی نیا کام کرو مولوی احمد حسن صاحب سے پوچھ کر کرو خودرائی کا یہ نتیجہ ہے۔

آسان بات یہ ہے کہ بلا پوچھے کام نہ کرو علاوہ اس کے اس مدرسہ کے متعلق میرے دل میں یہ بات جمی ہوئی ہے کہ طالبین خدا کے ہو جائیں عالم اصطلاحی بنانا منظور نہیں ہے۔ امتحان کے اچھے برے ہونے پر مجھے کچھ خیال نہیں اسی وجہ سے اگر کوئی کوتاہی کرے گا خدا کے یہاں مواخذہ دار رہے گا پس مولوی صاحب جب بنانا ہی منظور نہیں تو اس کے واسطے جرمانہ وغیرہ کا تکلف کیوں کیا جائے۔

۳ جمادی الاول ۳۵ھ بروز دوشنبہ

﴿ملفوظ 317﴾ شیخ محمد غوث گوالیار مصنف جواہر خمسہ کا بیعت ہونا :

فرمایا کہ محمد غوث گوالیاری مصنف جواہر خمسہ عامل تھے یہ غالباً شیخ عبدالقدوسؒ گنگوہیؒ کے ہمعصر ہیں۔ حضرت شیخؒ کے لانے کیلئے انہوں نے ایک مرتبہ جنوں کو بھیجا شیخ مسجد میں مشغول تھے جن پہنچے مگر پاس جانے کی ہمت نہ ہوئی۔

شیخ نے خود ہی سر اٹھا کر دیکھا پوچھا کون جنوں نے جواب دیا کہ محمد غوث نے بھیجا ہے وہ زیارت کا مشتاق ہے اگر اجازت ہو ہم اس طرح لے چلیں کہ تکلیف نہ ہو گی۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ محمد غوث کو لے آؤ چنانچہ جن پہنچے اور ان کو لے کر چلے۔

انہوں نے جنوں سے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے تم تو میرے مطیع تھے اب یہ سرکشی کیسی؟ جنوں نے جواب دیا کہ سب کے مقابلہ میں تو تمہارے مطیع مگر شیخ کے مقابلہ میں تمہاری اطاعت نہیں غرض کہ ان کو لے کر شیخ کی خدمت میں پہنچے فرمایا کہ شمس تمہیں شرم نہیں آتی اور بہت ڈانٹا آخر کار وہ بیعت ہو کر صاحب نسبت ہو گئے گوالیار میں ان کا مزار ہے۔

﴿ملفوظ 318﴾ انسان کے اندر ہی سب کچھ ہے :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کا لطیفہ ہے کہ انسان کے اندر سب کچھ ہے بس جب سردی لگی تو کرہ نار کا تصور کر لیا اور گرمی لگی تو طبقہ زمہریر کا تصور کر لیا۔

۴ جمادی الاول ۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 319﴾ دستخط کے بجائے چہرۂ خط :

ایک صاحب نے خط میں لکھا تھا کہ خط کے اوپر آپ کے دستخط نہ تھے اس سے بڑا رنج ہوا فرمایا کہ یہ جاہلانہ باتیں ہیں یہ بھی کوئی رنج کی بات ہے اگر ایسا ہی شوق ہے تو آکر مل لیں بجائے دست خط کے چہرۂ خط دیکھ لیں۔

﴿ملفوظ 320﴾ بار امانت :

فرمایا کہ کسی کی امانت مجھے بہت بار معلوم ہوتی ہے بے لکھے یاد نہیں رہتا ہے اور میں لکھوں بھی کہاں تک میری کتابیں گم ہو گئیں نہ لکھنے کی وجہ سے۔

﴿ملفوظ 321﴾ خواب میں گنگوہ حاضری :

فرمایا کہ رات کو خواب دیکھا گنگوہ کا مقام ہے مگر شکل گنگوہ کی نہیں ہے صاحب کلکٹر تحقیقات کیلئے آئے ہیں۔ عوام اور عمائد سب جمع ہیں میرا نام اچھی طرح ادب سے لے کر پوچھا کہ وہ ہیں میں نے کہا کہ پہلے تو نہیں تھا مگر اب موجود ہے یہ سن کر وہ ڈھیلے سے ہو گئے اور کچھ حکومت کی شان نہ رہی۔ میری بہت خاطر و مدارت کی اس کے بعد بس علیحدہ ہو گیا کچھ مجھ سے پوچھا پاچھا ہی نہیں خواب تو اچھا ہے۔

۵ جمادی الاول ۳۵ھ بروز چہار شنبہ

﴿ملفوظ 322﴾ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ بے روگ تھے :

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے زمانہ میں ایک طالب علم نے ایک دوسرے مبتدی طالب علم سے جس کی نئی شادی ہوئی تھی یہ کہلوا دیا طلقت امراوتی پھر ہنسا کہ جاؤ تمہاری بی بی کو طلاق ہو گیا وہ بہت گھبرایا اور مولانا کو اطلاع کی تو اس کو خوب پیٹا

مولانا کو شرارت پر غصہ آتا تھا تعلیم کے معاملات میں غصہ نہ آتا تھا چنانچہ ایک طالب علم عائشہ کو ہمیشہ حاشیہ پڑھتے تھے مولانا ان کو ہر مرتبہ بتلاتے تھے اگرچہ ان سے کہانہ جاتا تھا پھر فرمایا کہ سب میں خلقی روگ ہوتا ہے جو ریاضت و مجاہدہ سے جاتا ہے۔ مولانا بے روگ تھے ایک مرتبہ دیوبند سے گدھے پر سوار ہو کر اور اسی پر کتابیں رکھ کر نانوتہ کو چل دیئے۔

﴿ملفوظ 323﴾ بیگار کی واپسی :

فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کو سبزی کا شوق تھا کچھ پودینہ ' دھنیا وغیرہ کے درخت لگے ہوئے تھے۔ ان میں مینگنی ڈالنے کی ضرورت ہوئی کسی زمیندار کا وہاں کا گزر ہوا ہوگا۔ مولانا نے ان سے فرمائش کر دی۔ انہوں نے رعایا میں سے ایک گڈریہ کے سر پر ٹوکری میں مینگنیاں بھیج دیں۔ مولانا اپنے ہاتھ سے اس سبزی میں ڈال رہے تھے حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ سامنے سے آگئے بہت ناراض ہوئے اور فرمایا کہ اس شخص کا حال معلوم نہیں کہ ظالم ہے اس نے ضرور زبردستی ظلماً اس بیچارے غریب شخص سے بیگار لی ہوگی اس کو ابھی واپس کیا جائے چنانچہ مولانا محمد یعقوب صاحب نے اسی وقت وہ مینگنیاں اپنے ہاتھ سے جمع کر کے واپس کر دیں۔

﴿ملفوظ 324﴾ اکابرِ دیوبند میں صحابہؓ جیسی بے تکلفی تھی :

فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ گنگوہ تشریف لائے عصر کی جماعت تیار تھی مولانا گنگوہیؒ نے فرمایا کہ حضرت نماز پڑھایئے چنانچہ مولانا مصلیٰ پر جانے لگے چونکہ پیدل چل کر تشریف لائے تھے اس لیے پیروں پر گرد جمی ہوئی تھی جب مولانا گنگوہیؒ کے محاذاۃ میں پہنچے تو مولانا خود اپنے ہاتھ سے ان کے پیروں کی گرد جھاڑنے لگے۔ مولانا خاموش کھڑے رہے اور بے تکلف پیر صاف کراتے رہے پھر فرمایا کہ اسی طرح ایک مرتبہ مولانا گنگوہیؒ کھانا کھا رہے تھے کہ مولانا محمد یعقوب صاحب تشریف لے آئے۔ مولانا گنگوہیؒ اپنے ہاتھ میں کا ٹکڑا دیکر گھر میں سے اور کھانا لینے کے واسطے چلے گئے۔ مولانا نے وہ ٹکڑا کھانا شروع کر دیا پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ ان سب حضرات کا آپس میں ایسا برتاؤ تھا کہ یہ پتہ نہیں چلتا تھا کہ ان میں کون بڑا ہے۔ مثل صحابہؓ کے آپس میں بے تکلف اور جانثار تھے ہر شخص دوسرے کو اپنے سے بڑا ہی سمجھتا تھا۔

﴿ملفوظ 325﴾ حضرت نانوتویؒ کی عمر کے بارے میں مولانا محمد یعقوبؒ کا مراقبہ :

فرمایا کہ مولانا نانوتویؒ جب مرض موت میں بیمار ہوئے تو مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے بذریعہ مراقبہ معلوم کیا کہ مولانا کی عمر کتنی ہے تو لفظ مہدی معلوم ہوا مولانا نے لفظ مہدی کے عدد نکالے تو ۵۹ نکلے اور اس وقت انکی عمر ۴۹ سال کی تھی فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ صحت ہو جائے گی اور دس برس اور جئیں گے جب وفات ہو گئی تو فرمایا کہ ہم سے غلطی ہوئی مطلب یہ تھا کہ جتنی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عمر ہو گی اتنی ہی مولانا کی عمر ہے اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی عمر حدیثوں میں ۴۹ برس کی ہو گی چنانچہ ۴۰ میں ظہور اور ۹ سال سلطنت کے چنانچہ مولانا کی عمر اسی قدر ہوئی۔

﴿ملفوظ 326﴾ قوت نبوی ﷺ کا عالم :

فرمایا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ میں ۳۰ مردوں کی قوت تھی اور ہر مسلمان کو ۴ عورتوں سے نکاح کی اجازت ہے تو اس حساب سے ۱۲۰ عورتیں حضور ﷺ کیلئے ہونی چاہئیں۔ مخالف ۹ ازواج مطہراتؓ کو ہی زیادہ سمجھتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگ اپنی قوت پر قیاس کر کے فیصلہ کرتے ہیں پھر حکمت تعدد ازواج نبویہ میں فرمایا کہ انبیاء بغیر مصلحت کے کوئی مباح کام بھی نفس کیلئے نہیں کرتے پھر تائید مضمون قوت میں فرمایا کہ حضرت عمرؓ کو بوقت مسلمان ہونے کے حضور ﷺ نے پکڑ کر زور سے دبایا تاکہ ان کو حضورؐ کی قوت کا حال معلوم ہو جائے اور یہ نہ سمجھیں کہ میں مسلمان ہو گیا ورنہ غالب آ جاتا۔

﴿ملفوظ 327﴾ حضرت ابن ادہم کی طلب :

حضرت ابراہیم بن ادہمؒ کے ترک سلطنت کے متعلق فرمایا کہ جیسی طلب ان کو تھی وہ تخت و تاج واقعی اس طلب کے منافی تھا یکسوئی محض بدوں تخت چھوڑے نہیں ہو سکتی تھی پھر چاہے بعد حصول مقصود تخت پر آبیٹھے مگر ابتداء میں ممکن نہیں ہے۔

﴿ملفوظ 328﴾ اپنا ہی نام بھول گئے :

فرمایا کہ میں نے مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے خود یہ حکایت سنی تھی فرماتے تھے کہ میں نے ایک مرتبہ خط لکھ کر اپنا نام لکھنا چاہا نام ہر چند یاد کرنا چاہا مگر یاد نہ آیا پھر فرمایا یہ بات اگر میں نے خود سنی ہوتی تو چاہے کیسے ہی ثقہ شخص بیان کرتا مگر یقین نہ ہوتا۔

۶ جمادی الاول ۳۵ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 329﴾ تسبیح والا سب سے زیادہ ذکی حس ہو جاتا ہے :

ہمارے حضرت دوپہر کو سہ دری میں آرام فرمار ہے تھے۔ اور پردے چھوٹے ہوئے تھے ایک صاحب وہاں جا پہنچے اور حضرت والا کے منع فرمانے پر واپس چلے آئے ان کے متعلق بعد نماز ظہر کچھ گفتگو کے بعد فرمایا کہ آدمی کو چاہئے کہ جہاں جائے اس کے اوقات کی تحقیق کرے اگر مجھ سے پوچھا جاتا تو میں اپنے معمولات خود ہی بتلا دیتا۔ مشرق مغرب شمال جنوب کہیں بھی آدمی جائے سب کے ساتھ یہی معاملہ کیا جائے کچھ میری ہی تخصیص نہیں معمولات کی تحقیق کر لینی چاہئے۔ میں ذرا آرام کرنے لیٹا تھا کہ بس آ موجود ہوئے کون آرام کرنے دیتا ہے رانڈیں بیٹھیں جب رنڈوے بیٹھنے دیں ان صاحب نے اپنے جانے کا یہ عذر کیا تھا کہ چونکہ پردوں کے اندر سے حضرت والا کے گفتگو فرمانے کی آواز آ رہی تھی اس وجہ سے میں چلا گیا تھا۔ اس پر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ اگر آواز سن کر جانے کی اجازت ہونے پر استدلال کیا جائے گا تو میاں بیوی کی صحبت میں بھی جا گھسیں گے پھر فرمایا کہ جو شخص ہاتھ میں تسبیح لے لیتا ہے تو اس کو تو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ پتھر ہو جاتا ہے اور یہ نہیں سمجھتے کہ وہ سب سے زیادہ ذکی حس ہو جاتا ہے۔

﴿ملفوظ 330﴾ بزرگوں کی شانیں :

ایک صاحب نے خط میں دریافت کیا تھا کہ بزرگوں میں ایسے کون کون ہوئے ہیں جن میں شان نبوت کا غلبہ تھا حضرت والا نے جواب تحریری فرمایا کہ اس کا جواب خط سے نہیں ہو سکتا زبانی گفتگو سے سمجھ میں آ سکتا ہے۔

پھر فرمایا کہ اگر سمجھنے کا شوق ہے تو یہاں آنے کی تکلیف گوارا کریں یہاں آنے سے ان کا مذاق معلوم ہو جائے گا اور مذاق معلوم ہونے پر اس کے موافق جواب دیا جائے گا پھر فرمایا کہ یہ شخص یا تو قادیانی ہے کہ اس سے مرزائی نبوت کی تائید کرتے یا ان کے مخالف ہیں کہ جواب دیتے پھر بیان کیا کہ بزرگوں کی شانیں ہیں کہ اصطلاح میں ان کو الوہیت ' نبوت ' ولایت کہتے ہیں بس جو اولیاء اللہ مظہر شان الوہیت ہیں ان کو یہ لوگ اللہ میاں کہہ دیں گے کہ یہ اللہ میاں بھی ہوتے ہیں۔

﴿ملفوظ ۔۔۔﴾ باطل کی تصانیف دیکھنا مضر ہے :

ایک صاحب مدرسہ امداد العلوم میں مدرس تھے وہ کچھ رخصت لے کر اپنے مکان پر گئے تھے وہاں سے ان کا خط توسیع رخصت کا آیا اور اس خط میں دیر کا کچھ عذر لکھ کر بعد رفع عذر آنے کو بھی لکھا تھا۔ ہمارے حضرت نے انہیں جواب تحریر فرمایا کہ تمہارے خط کا لہجہ شست ہے سچ بتاؤ کہ تمہارے نوکری کرنے کی دل میں بھی ہے یا نہیں اس کے بعد وہ صاحب رخصت سے واپس تو آگئے مگر ایک ہفتہ کے اندر ہی استعفٰی دیکر مکان پر چلے گئے تب حضرت والا نے فرمایا کہ دیکھئے بظاہر میرا جواب ان کے خط کے مضمون سے بالکل بے جوڑ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے تو خط میں آنے کو لکھا تھا اور میں نے یہ لکھا کہ تمہارے نوکری کرنے کے دل میں بھی ہے یا نہیں بظاہر یہ جواب پہلے بالکل بے ربط معلوم ہوتا تھا مگر اب اس کی تصدیق ہوئی۔

بس اسی طرح اہل باطل کی تصانیف میں جو بظاہر مفید ہوں باطل کی جھلک ہوتی ہے اور اہل حق اس کا پردہ فاش کر دیتے ہیں اس لیے باطل کی تصانیف مفیدہ کا دیکھنا بھی مضر ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ریل میں ایک عیسائی نے مجھ سے کہا کہ تم انجیل دیکھا کرو کہ اس میں بہت علوم ہیں میں نے کہا کہ تم قرآن دیکھا کرو اس میں اس سے زیادہ علوم ہیں اس نے کہا ہم قرآن دیکھتے ہیں میں نے کہا تو اس سے معلوم ہوا کہ تمہاری شریعت خود تمہارے نزدیک بھی کافی نہیں ہے جو دوسری کتابوں سے علوم ڈھونڈتے ہو اور ہمارے لیے قرآن کافی ہے اس لیے ہمیں انجیل وغیرہ دیکھنے کی ضرورت نہیں ہے یہ جواب سنکر وہ بالکل خاموش ہو گیا۔

﴿ملفوظ 332﴾ میری تعلیم کے دو اثر ہوتے ہیں :

فرمایا کہ میری تعلیم کے دو اثر ہوتے ہیں اگر طبیعت سلیم ہے تو اصلاح ہو جاتی ہے اور جو کجی ہے تو ملنا چھوٹ جاتا ہے اور تمام عمر کیلئے نجات ہو جاتی ہے۔

﴿ملفوظ 333﴾ دعوت نئی پوچھ کر پکانی چاہئے :

فرمایا کہ تھانہ بھون میں ایک درزی نے میری اور ایک اور مولوی صاحب کی دعوت کی۔ اس نے پلاؤ پکوایا یہ لوگ دال گوشت تو اچھا پکا لیتے ہیں کیونکہ روزمرہ کی چیز ہے اور پلاؤ زردہ وغیرہ ٹھیک طور پر ان سے پکتا نہیں میں نے کھانا تو شروع کیا مگر جب مجھ سے نہ چبا تو میں نے کہا کہ بھائی کچھ روٹی بھی ہے اس نے کہا کہ صاحب روٹی تو نہیں ہے صرف یہی پلاؤ

پکایا تھا یہ سن کر ان دوسرے صاحب نے بھی کہا کہ مجھے بھی ورم جگر ہے اور چاول نقصان کرتے ہیں مگر کہنے سے اس بیچارے کو تکلیف اور دل شکنی ہوگی میں نے کہا کہ آپ اس کو کھائیں میں تو روٹی کھاؤں گا۔

چنانچہ میں نے اس سے کہا کہ بھائی تم نے یہ نئی چیز بغیر پوچھے کیوں پکائی دال ساگ پکا لیتے یا اگر نئی چیز پکانے کا ارادہ تھا تو پوچھ کر پکاتے یا نئی اور پرانی دونوں چیزیں پکاتے ہمارے لیے تو روٹی لاؤ کہنے لگا کہاں سے لاؤں میں نے کہا کہ محلہ سے مانگ کر لاؤ آخر کار بیچارہ گیا اور محلہ سے روٹی مانگ کر لایا تب ہم نے روٹی کھائی۔

﴿ملفوظ 334﴾ عاقل ہو کر کنجوس :

فرمایا کہ میں شاہجہان پور میں ایک رئیس سے جو کہ لکھ پتی ہیں ملنے گیا میرے ہمراہ ایک صاحب اور تھے ان رئیس نے اپنے لڑکے کو پکار کر کہا کہ پان کی دو خوراکیں لاؤ وہ چار خوراک لایا انہوں نے دریافت کیا کہ تم چار کیوں لائے اس نے جواب دیا کہ دو اس وقت کے واسطے دو رخصت کے وقت کے واسطے پھر فرمایا کہ یہ بھی سنا ہے کہ وہ رئیس صاحب قربانی کا گوشت قصاب کے یہاں بھیج دیتے ہیں کہ سیر بھر گوشت روز ہمارے یہاں بھیج دیا کرو اور ایک ماہ کے واسطے دیا سلائی گن کر باورچی کو دیتے ہیں کہ زیادہ نہ جلے اور جو ضائع ہو وہ جلانے والے کے ذمہ پھر فرمایا کہ ان کے یہاں خزانہ بہت تھا صدر اعلیٰ و ڈپٹی کلکٹری کے عہدوں پر رہے تھے۔ رشوت انہوں نے کبھی نہیں لی نہایت محتاط تھے ویسے زکوٰۃ وغیرہ سب حساب لگا کر پوری دیتے تھے مگر نپے تلے ضابطہ کے آدمی تھے کنجوس تھے عاقل تھے۔ ایک مرتبہ ہندوؤں سے مقابلہ ہو گیا تھا بولے سب قرضہ مسلمانوں کی طرف سے میں ادا کرتا ہوں میں وصول کرتا ہوں گا اور کہا کہ بازار میں مسلمانوں کی دوکانیں کھلوا دو بس یہ سن کر ہندو پست ہو گئے۔

۷ جمادی الاول ۳۵ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 335﴾ مزاج میں احتیاط نہ ہونے کی وجہ سے بیعت سے محرومی :

فرمایا کہ حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ کی خدمت میں دو شخص بیعت ہونے آئے تھے انہوں نے باہم کہا کہ فلاں جگہ کا حوض یہاں کے حوض سے بہت بڑا ہے حضرت

نے فرمایا کہ تم نے ناپا ہے انہوں نے کہا کہ ناپا تو نہیں ہے فرمایا کہ ناپ کر آؤ وہ گئے اور بہت عرصہ کے بعد ناپ کر واپس آئے اور کہا کہ وہ حوض ایک بالشت بڑا ہے یہاں کے حوض سے حضرت نے فرمایا کہ یہ احتیاط کے خلاف ہے تم نے ایک بالشت بڑے کو بہت بڑا کہہ دیا تمہارے مزاج میں احتیاط نہیں ہے اس لیے ہم بیعت نہیں کرتے۔

﴿ملفوظ 336﴾ مزاج میں انتظام نہ ہونے کی وجہ سے بیعت سے محرومی :

فرمایا کہ ایک بزرگ تھے جب ان کی خدمت میں کوئی نیا شخص بغرض بیعت حاضر ہوتا تو اس کے واسطے کھانا بھیجتے اور جو کھانا واپس آتا اس میں روٹی اور سالن کا تناسب دیکھتے اگر روٹی اور سالن تناسب سے بچا ہوتا تو تب بیعت فرما لیتے اور اگر کمی بیشی دیکھتے تو بیعت نہ فرماتے اور یہ جواب دیتے کہ تمہارے مزاج میں انتظام نہیں ہے ہم نے تو سالن اور روٹی انتظام سے بھیجا تھا تم نے بے انتظامی سے صرف کیا اس لیے ہم تمہیں بیعت نہیں کرتے۔

﴿ملفوظ 337﴾ مزاج کی رعایت :

فرمایا کہ مولانا احمد علی صاحب کی خدمت میں دو طالب علم گنگوہ کے حاضر ہوئے مولانا کے یہاں سے اچھا کھانا دونوں صاحبوں کے واسطے آیا ایک صاحب تو مزے کا دیکھ کر بہت سا کھا گئے اور دوسرے صاحب نے تھوڑا کھایا۔ انجام یہ ہوا کہ جب تک دونوں صاحب رہے مولانا کی بیوی ان دوسرے صاحب کیلئے تو ہر روز اچھا کھانا ہی بھیجتی رہیں کہ یہ لطیف المزاج ہیں اور تھوڑا سا کھاتے ہیں اور پہلے صاحب کے لیے نوکروں چاکروں کا سا کھانا آتا رہا سمجھ لیا کہ یہ تو پیٹ بھر و ہے۔

﴿ملفوظ 338﴾ اکٹھی چیز خریدنے کا نقصان :

فرمایا کہ میرے اصول میں سے ہے کہ اکٹھی چیز مت خریدو چاہے گراں ہو جائے جس وقت ضرورت ہو لے لو کیونکہ زیادہ موجود ہونے پر خوب اللے تللے سے صرف ہوتی ہے دوسرے یہ کہ حتی الامکان دور سے چیز نہ منگائے اس میں بہت سی دقتیں ہیں۔

۸ جمادی الاول ۳۵ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 339﴾ دس روپے سے استغناء نہیں اور جنت سے مستغنی بنتے ہو ؟ :

فرمایا کہ ایک صاحب کانپور میں میرے پاس آئے جو دس روپیہ مانگتے پھرتے تھے ان کا قول تھا کہ جنت کیا ہے دوزخ کیا ہے اور حور کیا چیز ہے ہمیں تو کسی چیز کی کچھ پرواہ نہیں میں نے کہا میاں جو کسی دن بیوی روٹھ جاتی ہو گی تو رات بھر میاں کو نیند نہ آتی ہو گی حور کو دیکھا نہیں ورنہ حقیقت کھل جاتی۔

ایں مدعیاں در طلبش بے خبر انند
کانراکہ خبر شد خبرش باز نیامد

اور جب تم کو دس روپیہ سے استغنا نہیں کیا منہ لیکر جنت سے استغنا کا دعویٰ کرتے ہو۔

۱۰ جمادی الاول ۳۵ھ بروز دوشنبہ

﴿ملفوظ 340﴾ لنگوٹے کا نقصان :

فرمایا کہ ایک مجذوب ننگے پھرا کرتے تھے معتقدین نے کہا کہ کچھ باندھنا چاہئے بالکل ننگا پھرنا ٹھیک نہیں انہوں نے کہا جو کہو وہ باندھ لوں لوگوں نے ایک لنگوٹا دیا انہوں نے باندھ لیا چونکہ غذا اچھی کھانے کو ملتی اور ہوش و حواس درست تھے نہیں اس لنگوٹے میں بھی چکنائی لگ جاتی اس وجہ سے اس لنگوٹے کو چوہے کترنے لگے ان چوہوں کے مارنے کیلئے بلی پالی پھر وہ بلی کھانے خراب کرنے لگی تو اس کی ضرورت سے کتا پالا دودھ کھانا خراب کرنے لگا تو اس کی حفاظت کیلئے ایک آدمی نوکر رکھا۔ پھر اس آدمی نے جب مرغن کھانے کھا کر ادھر ادھر پھرنے لگا تو اس کی شادی کر دی پھر اس کے اولاد ہو گئی سب مجمع ایک دن ان مجذوب کے سامنے آیا جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ سب قصے اس لنگوٹے کی وجہ سے ہوئے بس انہوں نے اس لنگوٹے ہی کو کھول کر پھینک دیا۔

﴿ملفوظ 341﴾ ضرورت کی وجہ سے دس قمچیاں :

فرمایا کانپور میں ایک لڑکا بہت شریر تھا بہت سے استاد اس کو پڑھاتے پڑھاتے عاجز آ گئے تھے ایک میاں جی نے کہا کہ میں اس کو پڑھاؤں گا۔
چنانچہ انہوں نے اس کو پڑھانا شروع کیا اور یہ معمول کر لیا کہ اس لڑکے کے روزانہ صبح کو بلاوجہ دس قمچیاں لگا دیتے تھے جب پہلے دن اس کے دس قمچی لگائی گئیں تو اس نے کہا کہ میں نے کیا خطا کی ہے میاں جی نے کہا کہ خطا کچھ نہیں تمہیں ضرورت ہے اس کی بس اسی طرح دس قمچیاں روز لگا کرتی تھیں۔

۱۱ جمادی الاول ۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 342﴾ عالمگیرؒ کا جوش دینی وشجاعت :

فرمایا کہ اکبر کے دربار میں ایسے ایسے عقلاء جمع تھے کہ ہر شخص بذات خود سلطنت کی قابلیت رکھتا تھا اور فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرماتے تھے کہ شاہ جہاں کا دماغ بہ نسبت عالمگیرؒ کے سلطنت سے زیادہ مناسبت رکھتا تھا البتہ عالمگیرؒ میں جوش دینی زیادہ تھا۔
لیکن زوال سلطنت کی بنیاد ڈالنے کا الزام جو عالمگیر کے ذمہ رکھا جاتا ہے یہ محض غلط ہے اصل یہ ہے کہ اکبر کے زمانہ میں جو ہندوؤں کا سلطنت میں زیادہ دخل ہو گیا تھا اس کو عالمگیرؒ نے دفعتاً مٹانا چاہا اس سے سلطنت کی جڑ کمزور ہو گئی تو بانی اس کا اکبر ہے نہ کہ عالمگیر ہے پھر عالمگیر کی شجاعت کا ایک قصہ بیان کیا کہ :-
ایک مرتبہ عالمگیرؒ کی تاناشاہ سے لڑائی ہوئی دونوں طرف سے برابر گولی چل رہی تھی درمیان میں نماز کا وقت آ گیا اس طرف سے جو امام بنتا ہے وہی اس طرف کی گولی سے شہید ہو جاتا تھا جب اس طرح چند اماموں کی شہادت ہو چکی تو آخر کار حضرت عالمگیرؒ خود امام بنے پھر گولی آئی وہ چکر نکل گئی آپ نماز پڑھانے میں برابر مصروف رہے جو گولی آتی تھی وہی چکر نکل جاتی تھی یہ آپؒ کی کرامت تھی مگر باوجود اس کے بعض رسوم کو یہ بھی نہ مٹا سکے چنانچہ شاہی خاندان میں قاعدہ تھا کہ لڑکیوں کی شادی نہیں کی جاتی تھی ویسی ہی بیٹھے بیٹھے وہ لڑکیاں عمریں ختم کر دیتی تھیں مگر شادی نہیں ہوتی تھی اس رسم کو عالمگیرؒ بھی نہ مٹا سکے کیونکہ بالغ لڑکیوں پر شرعاً جبر نہ چل سکتا تھا۔

۱۳ جمادی الاول ۳۵ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 343﴾ جو بات کشف کے ذریعہ معلوم ہو سکتی ہے وہ عقل سے معلوم ہو جاتی ہے :

ایک اسلامی حکومت کی نسبت فرمایا کہ وہاں خفیہ پولیس کا بہت زور و شور ہے یہاں تک کہ بی بی کو میاں کے خفیہ کے ہونے کا شبہ ہے اور میاں کو بی بی پر یہی شبہ ہے اور پھر فرمایا کہ ایک صاحب نے ایک مضمون متعلق بعض مصالح حکومت کے لکھا بالکل تنہائی میں جس کی کسی کو اطلاع نہ تھی اور یہ ارادہ تھا کہ صبح کو وہاں کے حاکم کو سناؤں گا صبح کو جب صاحب مضمون دربار میں حاضر ہوئے تو موقع کے منتظر تھے مگر پیش کرنے کا موقعہ نہ ملا لیکن اس حاکم نے اپنی تقریر میں ان سب امور کے متعلق جواب دیدیا جس سے یہ مضمون نگار متحیر رہ گئے۔

جب دربار برخاست ہو گیا اور انہیں تنہائی کا موقعہ ملا تو صاحب مضمون نے کہا کہ کیا آپ کو اس کا کشف ہو گیا تھا جواب دیا کہ کشف تو نہیں ہوا بلکہ عقل کے ذریعہ سے معلوم ہو گیا جو بات کشف سے معلوم ہوتی ہے قریب قریب عقل سے بھی اس کا ویسا ہی علم ہو سکتا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ کشف کی مثال ٹیلیفون کی سی ہے اور عقل کی مثال ٹیلی گراف کی سی۔

﴿ملفوظ 344﴾ فتح و شکست کا عمدہ طریقہ :

فرمایا کہ لوگوں کو پہلے طریقوں کی قدر نہیں پہلے مٹنے کے قاعدے بھی اچھے تھے پہلے جو بادشاہوں میں لڑائیاں ہوتی تھیں وہ اس طرح ہوتی تھیں کہ دونوں طرف سے ایک شخص لڑائی کیلئے مقرر ہو جاتا تھا اور انہیں دونوں کی ہار جیت سے تمام سلطنت کی فتح و شکست کا فیصلہ ہو جاتا تھا۔

﴿ملفوظ 345﴾ ترک معاصی میں پیر سے کچھ نہیں ہوتا خود ہی ہمت کرنی پڑتی ہے :

فرمایا کہ اختیار امور کے متعلق خود ہمت کرنی چاہئے پیر کا منتظر نہ رہے خود پیر ہی سے کوئی پوچھے کہ ترک معاصی میں تم نے ہمت کی تھی یا تمہارے پیر نے پیر تو طریقہ بتلاتا

ہے جیسے کوئی کسی کو چکی پیسنے کا طریقہ بتلا دے تو طریقہ معلوم ہو جانے کے بعد خود اسی طرح چکی پیسنا چاہئے اگر کوئی بتانے والے کا منتظر ہو کر بیٹھ جائے اور خود نہ پیسے تو ظاہر ہے کہ یہ اپنے مقصود کو کس طرح پہنچے گا۔

﴿ملفوظ 346﴾ مریدی کی سزا:

فرمایا کہ حافظ عبدالرحیم کہتے تھے کہ میں مکہ معظمہ میں حضرت حاجی صاحبؒ کے پاس حرم میں بیٹھا تھا کہ ایک بزرگ کو دیکھا کہ وہ ایک شخص سے کسی خطا پر اٹھک بیٹھک کروا رہے تھے حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ پیر مرید ہیں اس کے بعد فرمایا بھلا ہم نے بھی کبھی تم کو ایسی سزا دی ہے۔

﴿ملفوظ 347﴾ چور کے ہاتھ پر سچے طالب کی اصلاح:

فرمایا کہ ایک شخص چور تھا اتفاق سے کوئی شخص دور کا کسی سے کوئی غلط سلط روایت سن کر اس کا معتقد ہو گیا اور اس سے آکر ملا اور اپنی عقیدت ظاہر کر کے طالب بیعت کا ہوا اس نے کہا کہ بھائی میں تو چور ہوں میرے پاس کیا رکھا ہے اس آدمی نے جواب دیا کہ تم کچھ بھی ہو میں تو اب آ گیا مجھے مرید کر لو الغرض اصرار سے مرید ہوا۔

پھر کہا کہ کچھ تعلیم کیجئے اس نے دل میں سوچا کہ اس کو کوئی ایسا کام بتلاؤ جو عمر بھر پورا نہ ہو تا کہ اس سے پیچھا چھوٹے اس سے کہاں کہ فلاں جگہ ایک درخت خشک کھڑا ہے اس کی جڑ کو پانی دیا کرو جب اس پر پہلا پھل آجائے تو وہ پہلا پھل لے کر میرے پاس آنا انہوں نے پوچھا کہ میں آپ کو اس وقت کہاں تلاش کروں کہا میں یا تو گھر ملوں گا یا جیل خانہ بس میری دو ہی جگہ ہیں۔ وہ شخص بے چارے گئے اور جا کر اس جڑ کو پانی دینا شروع کر دیا۔

ایک عرصہ دراز کے بعد وہ پھوٹ نکلی پھر شاخیں نکلنے لگیں رفتہ رفتہ پورا درخت ہو گیا اور لہلہانے لگا اور اس پر پھل بھی آیا پانی دینے کی ابتداء سے اور پھل آنے تک بارہ برس کی مدت گزری جب پھل آ گیا تو وہ اس کو لے کر چلے جب ان کے مکان پر پہنچے تو وہ موجود نہ تھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ وہ تو جیل خانہ میں بس وہیں پہنچے اور آم کے کھاتے ہی خود بھی اور وہ بھی دونوں صاحب حال ہو گئے۔

﴿ملفوظ 348﴾ **اللہ کریم یاد ہے تو فکر نہیں :**

فرمایا کہ ایک کنجوس نے ایک مکان کرایہ پر لیا جس میں پہلے ایک شخص سخی رہتا تھا ان سخی کے یہاں بہت سے سائل آیا کرتے تھے اسی عادت کے موافق اب بھی آیا کرتے اور یہ سب کو اللہ کریم کہہ کر ٹال دیتے ایک روز یہ لڑکی سے کہنے لگا کہ توبہ اس گھر پر کتنے سائل آتے ہیں اس نے کہا کہ جب تک اللہ کریم یاد ہے اس وقت تک کچھ فکر کی بات نہیں ہے۔

﴿ملفوظ 349﴾ **ذکر چھڑوا کر کتوں کی خدمت پر لگا دیا :**

فرمایا کہ ذکر و شغل سے بعض لوگوں کے اخلاق اور زیادہ بگڑ جاتے ہیں آدمی اپنے کو احوال و کیفیات کا مستحق اور بزرگ سمجھنے لگتا ہے ایک بزرگ نے اسی وجہ سے اپنے ایک مرید کو ذکر و شغل چھڑوا کر کیونکہ ان مرید میں عجب آ گیا تھا بجائے ذکر شغل کے کتوں کی خدمت سپرد کی تھی کتے زبردست تھے ایک دن وہ کتے بھاگے ان کے پیچھے یہ بیچارے بھی کھنچتے چلے گئے یہاں تک کہ بہت چوٹ لگی خون میں تر ہو گئے اس وقت اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا وہ مرید حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہیؒ کے پوتے تھے۔ اور پیر حضرت شیخ نظام الدین بلخیؒ تھے۔ جب مرید کی یہ حالت ہوئی تو حضرت شیخ گنگوہیؒ کی روحانیت ان پر غنودگی میں ظاہر ہوئی اور یہ کہا کہ تم پیر ہو تمہیں اس سے زیادہ حق ہے مگر ہم نے تمہارے ساتھ ایسا نہیں کیا تھا بس ان پیر صاحب نے ان مرید کو پھر تو آرام کے ساتھ بلوایا اور کتوں کی خدمت لے لی پھر ذکر شغل کی تعلیم فرمائی۔

۱۵ جمادی الاول ۳۵ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 350﴾ **سلیم المزاج ملکہ :**

فرمایا کہ ملکہ نہایت سلیم المزاج تھی ایک صاحب جو لندن میں تھے ان کی معرفت ایک اور شخص خدمت گاروں میں ہو کر گئے ان صاحب نے اس شخص کو دربار شاہی میں جانے کا اور وہاں کے سلام وغیرہ کا طریقہ بتلایا جس میں جھکنا بھی تھا انہوں نے کہا کہ میں تو نہیں جھکوں گا ان صاحب نے بہت سمجھایا مگر وہ نہ مانے اور کہا کہ میں نوکری ہی نہیں کرتا آخر کار ان صاحب نے ان کا حال ملکہ سے بیان کر دیا ملکہ نے کہا کہ ہمیں اطلاع نہیں تھی کہ

مسلمانوں کے یہاں سلام کے وقت جھکنا منع ہے اس لیے اب ہمارا حکم ہے کہ مسلمان اپنے مذہب کے خلاف بالکل سلام نہ کریں۔

﴿ملفوظ 351﴾ عربی زبان میں تلبیس کی گنجائش نہیں :

بعض زبانوں کی نسبت فرمایا کہ ان کے اندر گنجائش تلبیس کی بہت ہے اکثر مطالب کے سمجھنے میں دھوکہ ہو جاتا ہے اور زبان عربی میں بالکل ہی تلبیس کی گنجائش نہیں۔

۱۸ جمادی الاول ۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 352﴾ صرف شرعی ولی اللہ :

ایک صاحب نے خط میں لکھا تھا کہ میں شریعت کی رو سے تو آپ کو ولی اللہ سمجھتا ہوں پہلے طریقت کی رو سے بھی سمجھتا تھا مگر جب سے آپ کی کتاب میں یہ لکھا دیکھا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں سینہ میں سے کچھ دیدو تو سینہ میں کیا رکھا ہے سوائے بلغم کے بس جب سے میں نے وہ خیال چھوڑ دیا فرمایا دل میں تو آتا ہے کہ یہ جواب لکھوں کہ جس دن آپ قرآن شریف میں یہ آیت پڑھیں لیس البر ان تولوا وجوھکم الآیت۔ تو اس دن استقبال قبلہ بھی چھوڑ دیں گے مگر مخاطب جب اتنا کم فہم ہے تو کیا جواب لکھوں۔

۱۹ جمادی الاول ۳۵ھ بروز چہار شنبہ

﴿ملفوظ 353﴾ بغیر بندوبست کے قیام :

ایک نو وارد صاحب سے جنہوں نے پڑھنے کیلئے یہاں رہنے کا قصد ظاہر کیا تھا فرمایا کہ تم یہاں رہ کر کھانے کا کیا انتظام کرو گے انہوں نے کہا کہ میں تو حضور کے بھروسہ آیا ہوں فرمایا کہ بھائی ہم اس کا کچھ بندوبست نہیں کر سکتے تم کوئی مسجد ڈھونڈ لو یا کوئی نوکری وغیرہ کر لو جب تم انتظام کر لو گے تو میں تعلیم کا انتظام کر دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ میں ہر دوئی چلا جاؤں وہاں مجھے ایک صاحب نے بلایا تھا فرمایا کہ اس کا مجھ سے ذکر کرنے کی کیا ضرورت ہے اگر یہاں رہنا چاہو تو میں نے اس کا طریقہ بتلا دیا اور اگر یہاں نہ رہنا چاہو چلے جاؤ مجھ سے کیا کہتے ہو اور جب تک تمہارا کچھ انتظام ہو اس وقت تک بھی یہاں رہنا

مناسب نہیں ہے کسی اور مسجد وغیرہ میں رہو یہ سن کر وہ صاحب اگلے دن یہاں سے بالکل ہی چلے گئے۔

۲۰ جمادی الاول ۳۵ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 354﴾ چلتی ہوئی دعوت سے شرم :

ایک صاحب نے اپنے بھتیجے کے ہاتھ حضرت والا کی دعوت کہلا بھیجی فرمایا کہ وہ خود کیوں نہیں آئے جواب دیا کہ ان کو سانس کی مرض ہے فرمایا کہ کیا وہ کہیں باہر جاتے نہیں ہیں۔ مجھے ایسی دعوت منظور نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یوں ہی چلتی ہوئی دعوت ہے ورنہ اگر محبت سے ہوتی تو ضرور خود آتے مجھے ایسی دعوت سے شرم آتی ہے۔

﴿ملفوظ 355﴾ بدعتیوں کی پرورش ٹھیک نہیں :

فرمایا کہ پرانے لوگوں کو ناموری کا بہت خیال ہوتا ہے والد صاحب شاہ ولایت صاحبؒ کے عرس میں دیگ بھیجا کرتے تھے جب میری عملداری ہوئی تو میں نے موقف کی بدعتیوں کی پرورش ٹھیک نہیں ایک دن خواب دیکھا کہ بہت سی قبریں ہیں ان میں پکی زیادہ ہیں اور وہاں کوئی یہ کہہ رہا ہے۔

در خانہ عشق از کفر ناگزیر ست
آتش کرا بسوزد گر بولہب نا باشند

پھر فرمایا کہ اگر کوئی اور ہوتا تو اس خواب سے متاثر ہو کر دیگ بھیجنا شروع کر دیتا۔ مگر میں نے یہ سمجھا کہ یہ حکمت بتائی گئی ہے۔

﴿ملفوظ 356﴾ سخت دلی کے بارے میں ہندوؤں کا الزام غلط ہے :

فرمایا کہ ہندو کہتے ہیں کہ مسلمان بڑے سخت دل ہیں انہیں جانوروں کو ذبح کرتے ہوئے درد نہیں آتا ان کا یہ کہنا غلط ہے مولانا محمود حسنؒ صاحب نے ایک گائے پالی تھی قصائی اس کے اسی روپے دیتے تھے جب وہ ذبح کی گئی تو مولاناؒ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے جب دل دکھا جب ہی آنسو جاری ہوئے۔

۲۱ جمادی الاول ۳۵ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 357﴾ چرم قربانی کا نمازی سے سوال :

فرمایا کہ کانپور میں بقر عید کو ہم سب لوگ مسجد میں بیٹھے تھے۔ مدرسہ کے لیے کھالیں آرہی تھیں ان کے جمع کرنے کے لیے عشاء کی نماز کے بعد تک بیٹھنا پڑا۔ ایک شخص عشاء کی نماز کے بعد آیا۔ بیٹھنے والوں کو یہی خیال ہوا کہ یہ بھی کھال لایا ہوگا۔ اس سے دریافت کیا کہ بھائی تو کیا لایا۔ اس نے کہا کہ صاحب کچھ نہیں میں تو نماز پڑھنے آیا ہوں۔

﴿ملفوظ 358﴾ مولانا محمد یعقوبؒ صاحب کے ذہن کی رسائی :

فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ وضو کرتے میں اقلیدس و مساحت کے سوالات حل کرتے جاتے تھے ایک وہاں اسکول تھا وہاں کے مدرس پوچھنے آجاتے تھے۔ مولانا یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اول مرتبہ ہی میں جہاں تک میرا ذہن پہنچنا ہوتا ہے پہنچ جاتا ہے اگر نہیں پہنچتا تو میں سمجھ لیتا ہوں کہ یہ میری سمجھ میں نہیں آئے گی۔ باوجود اس کمال کے جب سمجھ میں نہ آتا تھا تو کسی کے پاس کتاب لیکر بلا تکلف جاتے تھے۔

﴿ملفوظ 359﴾ مولانا محمد قاسمؒ کا فتویٰ میں احتیاط :

فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ فتویٰ نہیں دیتے تھے۔ یہ فرمادیتے تھے کہ مولانا رشید احمد صاحب بہت بڑے عالم ہیں ان کے پاس لے جاؤ ایک بار مولوی محمد علی صاحب کہتے تھے کہ ایک مرتبہ سب حضرات جمع تھے جو مسئلہ کوئی پوچھنے آتا اس سے ہر بزرگ یہی فرما دیتے کہ اس کو ان کے پاس لے جاؤ وہ اس فن کو خوب جانتے ہیں۔ وہ بتادیں گے۔

﴿ملفوظ 360﴾ مولانا گنگوھی کے بچے ہوئے کھانے میں شفاء کا اعتقاد :

فرمایا کہ مولانا احمد علی صاحبؒ کو جب بیماری میں مولانا رشید احمد صاحبؒ دیکھنے گئے مولانا احمد علی صاحب نے خادم سے فرمایا کہ مولانا گنگوہیؒ کا بچایا ہوا کھانا مجھے دینا اس سے شفا ہو گی۔

﴿ملفوظ 361﴾ علوم اسرار و حکم کا مولانا نانوتویؒ پر انکشاف :

فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ فرماتے تھے کہ حدیث پڑھنے کے وقت میں یہی سوچا کرتا تھا کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ نے کیوں فرمائی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر منکشف فرمائے اسرار حکم شریعت۔

۲۲ جمادی الاول ۱۳۵۰ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 362﴾ بیعت ہی کو مقصود سمجھنے کا نقصان :

ایک صاحب جالندھر سے تشریف لائے انہوں نے آتے ہی دو سو ﴿۲۰۰﴾ روپیہ حضرت والا کی خدمت میں پیش کیے اور خط بھی پیش کیا جو ان کے خط کے جواب میں حضرت والا نے روانہ فرمایا تھا۔ روپیوں کی بابت فرمایا کہ یہ آپ کی پہلی ملاقات ہے اس لیے ان روپیوں کا لینا میرے معمول کے خلاف ہے اور خط میں میں نے یہ لکھا ہے کہ اگر صرف تعلیم و تلقین ہی مقصود ہو اور بیعت کی درخواست نہ کی جائے تو پھر جواب عرض کروں تو اس خط کا جواب اب آپ کے پاس سے آنا چاہیے تھا نہ کہ آپ پہلے خود ہی آگئے ہیں میں اب کہتا ہوں کہ مجھے بیعت سے انکار ہے اگر اب آپ اس صورت میں رہنا چاہیں تو جواب دیں گے۔

اس پر ان صاحب نے کچھ اور تقریر بصورت مجادلہ شروع کی فرمایا کہ اس سے کیا فائدہ مجھے اپنا اختیار ہے آپ کو اپنا اختیار ہے اس پر انہوں نے کہا کہ تو اچھا میں جاتا ہوں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ بہت اچھا تشریف لے جائیے وہ اٹھ کر چلے اور خط وہیں ڈال دیا۔

حضرت والا نے فرمایا کہ یہ کاغذ آپ کی ملک ہے اس کو یہاں آپ کیوں چھوڑتے ہیں۔ آخر کار وہ خط اٹھا کر چل دیئے۔ غالباً وہ خط انہوں نے باہر جا کر چاک کر ڈالا۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ ایک تو یہ بد تمیزی کی کہ بلا اجازت چلے آئے دوسری یہ کہ خط یہاں چھوڑا۔ تیسری یہ کہ خط کہ چاک کر دیا پھر فرمایا کہ انہیں واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ لوگ محض بیعت ہی کو مقصود بالذات سمجھتے ہیں اگر یہی برتاؤ جو میں کرتا ہوں اور جگہ بھی ہوتے لگے تو پھر لوگوں کی کافی اصلاح ہو جب ان شخص کی سمجھ کی یہ کیفیت ہے تو پھر ان کی بیعت کر کے کیا امید ہے کہ مقصود کو حاصل کریں گے ' جبکہ مقصود کو سمجھتے ہی نہیں اگر چہ اس

وقت تو ان کو میری یہ تقریر ناگوار ہوئی۔ مگر کبھی یاد کریں گے بس بیعت سے جو مقصود ہے اصلاح وہ تو اب بھی حاصل ہو گیا اور یہاں سے یہ بھی خالی نہ گئے یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ بغیر بیعت کے شیخ تعلیم میں دریغ کریگا فرمایا کہ یہ تو چھوٹا پن ہے اللہ کا نام بتانے میں کس مسلمان سے عذر ہو سکتا ہے پھر فرمایا کہ بعض لوگ گھیر گھار کر بزرگوں کے یہاں لے جا کر چپکاتے ہیں میں نے تو اس لیے میدان خالی کر دیا ہے کہ بھائی یہاں آنے والوں کو بھی تم ہی لے جاؤ اب جو شخص بچ کر یہاں رہے گا وہ کام کا ہوگا اور تمام عمر اس سے لطف رہے گا۔ ان صاحب نے میرے لکھنے کو جھوٹ سمجھا کہ یوں ہی تواضع سے بیعت سے عذر لکھ رہے ہیں میں جب پہنچ جاؤنگا تو کر ہی لیں گے۔

﴿ملفوظ 363﴾ نور غذا کا کام دیتا ہے :

نور حق کے غذا ہونے کا ذکر تھا فرمایا کہ عوام کی زبان پر بطور مقدمات مسلمہ کے یہ مضمون آجاتا ہے چنانچہ عورتیں کہا کرتی ہیں کہ انہیں بھوک کیسے لگے ان کا پیٹ تو نور سے بھرا ہوا ہے گویا نور غذا کا کام دیتا ہے۔

﴿ملفوظ 364﴾ کعبہ مکرمہ کا حسن دوران طواف کی کیفیت :

فرمایا کہ خانہ کعبہ کی عمارت میں اس قدر حسن ہے کہ اہل ظاہر کو بھی کشش ہوتی ہے۔ طواف کے وقت علماء و جہلا کو صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا کوئی یہاں جلوہ افروز ہے اور ہم اس کے گرد طواف کر رہے ہیں ایک صاحب جو متبع سنت اور اہل علم تھے نماز کے لیے وہاں موجود تھے اور میں بھی موجود تھا وہ کہنے لگے کہ کیوں جی اگر کوئی اس کو خدا سمجھ جائے تو کیا ہو۔ میں نے خیال کیا کہ اس وقت ان پر حال طاری ہے میں نے ان کے حال کی حفاظت کے لیے کہا کہ عقیدہ تو ایسا نہ ہونا چاہیے اور اگر عقیدہ ایسا نہ ہو محض بے اختیار خطرہ آجائے تو کچھ حرج نہیں پھر فرمایا کہ مجھے تو طواف کے وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہے اور اس نے اپنے گرد طواف کا حکم دیا ہے اور سب طواف کر رہے ہیں۔

﴿ملفوظ 365﴾ جولاہا گستاخ طالب علم :

فرمایا کہ ایک طالب علم جولاہا مدرسہ دیوبند میں پڑھتے تھے۔ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ جب جولاہوں کی حکایت سناتے تو وہ کہتے تھے کہ مولوی صاحب جولاہوں کے

ہی قصے سنایا کرتے ہیں مگر وہ طالب بڑے گستاخ تھے جب مولانا کہیں چلے جاتے تو وہ مولانا کی درسگاہ پر جا بیٹھتے تھے اور پیر حضرت مولانا سید احمد صاحب مدرس ثانی کی طرف کو کرتے تھے۔

﴿ملفوظ 366﴾ **نہایت عبرت خیز حکایت :**

فرمایا کہ ایک حکایت نہایت عبرت خیز ہے وہ یہ ہے کہ ایک موضع میں کسی گزرنے والے مسلمان مسافر نے وہاں کے لوگوں سے پانی مانگا دیکھا کہ وہاں کے مسلمانوں نے سور پال رکھے ہیں مسافر نے انکا مذہب پوچھا کہنے لگے ہم نہیں جانتے البتہ ہمارے یہاں ایک کتاب ہے۔انہوں نے کہا دکھلاؤ ان مسلمانوں نے ایک کتاب دکھلائی جس پر گوبر چھڑک رکھا تھا دیکھا تو قرآن مجید تھا۔اس قرآن مجید کے آخر میں کسی کے قلم کے لکھے ہوئے کچھ حالات لکھے تھے جن کا خلاصہ یہ تھا کہ کوئی نواب تھے انہیں بادشاہ کی طرف سے بوجہ عتاب گاؤں میں رہنے کا حکم ہوا۔انہوں نے بادشاہ سے بہت عذر کیا مگر بادشاہ نے منظور نہ کیا اور یہ کہا کہ ہم نے تمہیں یہ سخت سزا اس لیے دی ہے کہ گاؤں میں رہنے سے بوجہ عدم حصول علم تمہاری نسل جاہل ہو جائے گی چنانچہ ان نواب صاحب نے خود ہی لکھا تھا کہ میری نسل بوجہ جہل کے ضرور بگڑ جائے گی کیونکہ یہاں گاؤں میں تحصیل علم کا کچھ انتظام نہیں وہ نواب صاحب قوم کے سید تھے دیکھیے جہل نے انہیں کہاں سے کہاں پہنچادیا۔

﴿ملفوظ 367﴾ **حد درجہ کی مضبوطی :**

فرمایا کہ مجھولی کے راجہ کی بابت یہ سنا ہے کہ بڑا دلیر تھا اس کے کمرہ میں آگ لگی نکلنے کی جگہ نہ تھی کسی کو پکارا نہیں۔بس پلنگ پر لیٹ گیا اور جل کر مر گیا پھر فرمایا کہ اتنی مضبوطی ہے تو جہالت مگر ہے مضبوطی۔

۲۷ جمادی الاول ۱۳۵۱ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 368﴾ **ذکر و شغل کا بتلائے بغیر فائدہ نظر آ گیا :**

ایک صاحب نے خط میں لکھا تھا کہ میں عرصہ سے ذکر و شغل کرتا ہوں مگر کچھ فائدہ نہیں ہوا۔میں نے انہیں لکھا کہ تم فائدہ کس کو سمجھتے ہو کہ جو وہ حاصل نہیں ہوا۔انہوں نے پھر جواب میں لکھا کہ میری تحریر کا اعتبار نہیں ہے جو اس وقت دل میں آیا یوں ہی لکھ دیا

ہوگا میں کچھ نہیں جانتا نہ میرا کچھ مقصود ہے میں معاف چاہتا ہوں حضرت والا نے فرمایا کہ بس ایک ہی سوال میں سیدھے ہوگئے اگرچہ میں نے بتلایا نہیں مگر انکو خود نظر آگیا۔ اگر میں اس سوال سے چشم پوشی کرتا تو وہ تمام عمر اس غلطی میں مبتلا رہتے۔

﴿ملفوظ 369﴾ امور باطنی میں محض کتاب دیکھ کر کوئی عمل نہ کرے :

فرمایا کہ مسائل کی باتوں کے سوائے اور امور باطنی میں محض کتاب دیکھ کر بلا دریافت کیے ہوئے عمل نہ کرنا چاہیے اس لیے کہ ایک بات ایک شخص کے لیے مفید ہوتی ہے اور دوسرے کے لیے مضر ہوتی ہے۔ سب کے لیے یکساں حکم نہیں ہے اس لیے بغیر پوچھے عمل نہ کرے۔

﴿ملفوظ 370﴾ علم نجوم کے بارے میں قاضی ثناء اللہ کا قول :

فرمایا کہ قاضی ثناء اللہ صاحبؒ کی رائے ہے کہ اصل میں یہ نجوم بھی کسی نبی کو بتلایا گیا ہے۔

مگر چونکہ اس کے قواعد محفوظ نہیں رہے اس لیے یہ اب قابل اعتبار نہیں اس لیے اب اس پر عمل حرام ہے مگر یہ قول عوام میں شائع کرنے کے قابل نہیں ہے گو خواص کو مضر بھی نہیں پھر فرمایا کہ تمام صنعتوں اور حرفتوں کے اصول بغیر وحی کے معلوم نہیں ہو سکتے۔ محض عقل سے معلوم کرنا بعید معلوم ہوتا ہے۔

﴿ملفوظ 371﴾ قبرستان احد میں لاشوں کی حفاظت :

فرمایا کہ مجھ سے ایک مدنی کہتے تھے کہ مدنیہ طیبہ میں ایک مرتبہ سیلاب آگیا تھا اس کی وجہ سے احد کے قبرستان میں کچھ لاشیں نظر آئیں ۱۶ لاشیں برابر برابر رکھی ہوئی تھیں ان کے موٹے موٹے کپڑے تھے نہ تو کپڑے گلے تھے اور نہ بدن میں کچھ فرق آیا تھا پھر فرمایا حکیم سراج الحق صاحب میرے پھوپھا تھے اُنکے صاحبزادہ کی بی بی تھیں۔ عمدہ اور بہت صالحہ تھیں۔ خوب پڑھی تھیں دیکھنے والی عورتیں کہتی ہیں کہ ان کا انتقال ہونے پر ان کی لاش چند روز بعد تک بالکل تازہ رہی لدھیانہ میں انتقال ہوا تھا وہاں سے ''کیرانہ'' لائی گئی تھی۔

﴿ملفوظ 372﴾ قوت قلبی کی وجہ سے مناظرہ میں غلبہ :

فرمایا کہ مولوی صاحب بہت صاف گو تھے وہ کہتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسا مضبوط قلب دیا کہ اگر ہفت اقلیم کے بادشاہ ملکر مجھ سے تہدید کے ساتھ گفتگو کریں تو مجھے کچھ پرواہ نہ ہو۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ اس قوت قلبی کی وجہ سے وہ اکثر مناظرہ میں غالب آجاتے تھے۔ لیکن معقولی تھے تصوف کے قائل نہ تھے اول اول حضرت حاجی صاحب سے لڑا کرتے تھے البتہ آخر میں معتقد ہو گئے۔

پھر فرمایا کہ پرانے لوگوں میں دنیا کا اثر کچھ ضرور ہوتا ہے چاہے وہ بزرگ ہی ہوں چنانچہ حضرت صاحبؒ جب غدر میں روپوش ہو کر مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے تو مکہ معظمہ جانے سے قبل...... بھی تشریف لے گئے تھے مولوی صاحب نے اس وجہ سے کہ اتنے بڑے شیخ یہاں تشریف لائے ہیں اگر کوئی مرید نہ ہوا تو بڑی ہیٹھی ہوگی۔ بہت گھیر گھار کر کے ایک جولاہا کو حضرت صاحب سے مرید کرایا تھا۔ اس قصہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ کس مذاق کے تھے۔

﴿ملفوظ 373﴾ وساوس میں قدرت الٰہی کا مشاہدہ :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ خطرات جو لوگوں کو ستاتے ہیں تو وہ خطرات اگر دفع نہ ہوں تو دفع کرنے کے پیچھے نہ پڑنا چاہیے بلکہ ان ہی میں قدرت الٰہی کا مشاہدہ کرنا چاہیے کہ اللہ اکبر وسواس کا بھی کیسا سلسلہ ہے کہ دفع ہی نہیں ہوتا۔ یہ سالک کے مناسب کہ بس قدرت الٰہی کے مشاہدہ میں مستغرق ہو جائے۔

﴿ملفوظ 374﴾ توجہ کا اثر :

فرمایا کہ ایک بزرگ ایک مولوی صاحب کے وعظ میں بیٹھے تھے مولوی صاحب کے دل میں عُجب کا خطرہ پیدا ہوا کہ میں نے وعظ میں بہت اچھے مضامین بیان کیے ہیں بڑا دانشمند ہوں اصل میں وہ بزرگ انکی طرف متوجہ ہوئے بیٹھے تھے اس کی وجہ سے یہ اثر تھا کہ جو اچھے مضامین مولوی صاحب کے قلب میں آرہے تھے ان بزرگ کو مولوی صاحب کا یہ خطرہ مکشوف ہوا بس وہ دوسری طرف یعنی ذکر وغیرہ میں مصروف ہو گئے۔ پھر مولوی صاحب سے کچھ بھی نہ بیان کیا گیا وہیں کا وہیں مضمون رہ گیا۔

﴿ملفوظ 375﴾ خبطی مدعی اجتہاد :

فرمایا کہ ایک مدعی اجتہاد کے چار بیٹے تھے ان میں سے ایک کو بدعتی بنادیا تھا ایک کو تعزیہ بنانے والا ایک کو سنی علی ہذا القیاس اور یہ کہتے تھے کہ مذاہب مختلف ہیں نہ معلوم کون سا مذہب حق ہو اس لیے گھر میں سب طرح کے ہونے چاہئیں جو راہ راست پر ہوگا۔ وہ سب کو بچالے گا خبطی تھے بس ایسی ہی سوجھی۔

﴿ملفوظ 376﴾ تفویض میں راحت :

فرمایا کہ حضرت ابراہیم ادہمؒ کی ایک مرتبہ تہجد قضا ہو گئی۔ اس کی انہوں نے تدبیریں کیں کھانا وغیرہ کم کھایا اس دن ایسی نیند آئی کہ صبح کی نماز ہی قضا ہو گئی الہام ہوا کہ تفویض کر دو وہ فرماتے ہیں فوضت فاسترحت۔

﴿ملفوظ 377﴾ عربی میں سرین ہی نہیں :

فرمایا کہ ایک مولوی صاحب سے سرین کی عربی پوچھی انہوں نے کہا کہ عرب میں سرین ہی نہیں ہوتا پھر عربی کہاں سے ہو۔

۲۸ جمادی الاول ۳۵ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 378﴾ اللہ تعالیٰ کے کام میں راحت ڈھونڈنا :

ایک صاحب نے خط میں لکھا تھا کہ یکسوئی نہیں ہوتی حضرت والا نے جواب میں تحریر فرمایا کہ یکسوئی نہ ہونے سے کیا حرج ہے انہوں نے پھر لکھا کہ حرج تو کچھ نہیں ذرا طبیعت پریشان ہوتی ہے۔ حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ باوجود جی نہ لگنے کے کام میں لگا رہنا سخت مجاہدہ ہے اور مجاہدہ ہی اصلی طریق ہے پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے کام میں بھی راحت ڈھونڈتے ہیں پھر دنیاداروں اور اللہ والوں میں فرق کیا ہوا۔

﴿ملفوظ 379﴾ دل چاہتا ہے کہ طالب علم بادشاہ بن کر رہیں :

فرمایا کہ بڑے آدمیوں کے نماز پڑھنے میں یہ فائدہ ہے کہ آج جامع مسجد کے فرش کے ٹاٹ کے لیے ایک ہی صاحب نے دام دیدیئے انہیں صاحب نے یہ بھی کہا کہ جو کوئی کام

ہوا کرے۔ مسجد کے یا طالب علموں کے متعلق تو مجھے اطلاع دیدی جایا کرے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ طالب علموں کے کام تو خدا کے فضل و کرم سے چل ہی جاتے ہیں پھر دوسرے موقع پر فرمایا کہ خدا نہ کرے جو طالب علموں کی حاجت ان کے سامنے پیش کی جائے شرم آتی ہے طالب علموں کی بابت کسی سے کہتے ہوئے یوں دل چاہتا ہے کہ طالب علم بادشاہ بن کر رہیں۔ تاکہ ان میں استغناء کی شان پیدا ہو اور دوسرے لوگ بھی اس استغناء کو دیکھ کر سبق حاصل کریں۔

﴿ملفوظ 380﴾ بلغمی بے غم ہوتا ہے :

فرمایا کہ ..... خان ..... کے رئیس تھے ان کی ایک حکایت سنی ہے کہ ان کی چارپائی شب کو ایک پرنالے کے نیچے بچھی تھی بارش ہوئی اور اس پرنالہ کا پانی ان پر گرا مگر ان کی آنکھ نہ کھلی۔ اسی طرح ایک صاحب نے لکھا ہے کہ تمام بارش مجھ پر ہوتی اور آنکھ نہ کھلی ایک حکیم صاحب نے فرمایا کہ ایسے آدمی کے قویٰ اچھے ہوتے ہیں فرمایا کہ ایسا شخص بلغمی اور بے حس ہوتا ہے اس وجہ سے کسی بات کا اثر نہیں ہوتا۔ بس بے غم رہتا ہے۔ اسی سے قویٰ اچھے ہوتے ہیں۔

﴿ملفوظ 381﴾ حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی لطافت :

فرمایا کہ حضرت شاہ غلام علی صاحب جو کہ مرزا مظہر جان جاناں صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں مرزا صاحب کی خدمت میں رہتے تھے کہیں سے مٹھائی آئی مرزا صاحبؒ نے فرمایا کہ غلام علی مٹھائی لو۔ انہوں نے ہاتھ پھیلا دیا۔ فرمایا مٹھائی ہاتھ میں لیا کرتے ہیں کاغذ لاؤ پھر وہ کاغذ لائے اس پر ذرا سی دی۔

بعد کو دریافت فرمایا کہ وہ مٹھائی کھائی تھی انہوں نے عرض کیا کہ کھائی تھی فرمایا کہ کیسی تھی عرض کیا بہت لذیذ تھی فرمایا کہ کچھ بچی ہے عرض کیا نہیں فرمایا ارے سب ایک ہی دفعہ میں کھالی۔ پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ مرزا صاحب کا مزاج کس قدر لطیف تھا کہ ذرا سی تو کاغذ پر مٹھائی دی اور اس کی نسبت بھی دریافت فرمایا کہ کیا سب ایک ہی دفعہ میں کھالی۔

﴿ملفوظ 382﴾ **خوش قسمتی اور بد قسمتی کا معیار :**

فرمایا کہ لکھنو کے ایک بزرگ نہایت حسین اور خوش مزاج تھے اور بی بی نہایت بد صورت اور بد مزاج تھیں ایک دن بی بی سے کہنے لگے کہ تو بڑی بد قسمت ہے کہ اتنی دور دور سے لوگ فائدہ اٹھانے آتے ہیں اور تو گھر میں موجود ہے اور کچھ نفع حاصل نہیں کرتی۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نہایت خوش قسمت ہوں کہ جو ایسا خوش مزاج خاوند ملا اور تمہاری قسمت پھوٹی ہے کہ جو ایسی بد خصلت بی بی ملی۔

﴿ملفوظ 383﴾ **انسان اور فرشتوں دونوں کا تسلط :**

ایک صاحب حضرت والا کے کچھ ملفوظات لکھ رہے تھے ان سے ہنس کر فرمایا کہ میں تو کہا کرتا ہوں کہ کسی پر تو فرشتے مسلط ہیں مجھ پر انسان اور فرشتے دونوں مسلط ہیں اور کسی پر تو صرف خفیہ پولیس تعینات ہے اور مجھ پر خفیہ پولیس اور ظاہر پولیس دونوں تعینات ہیں۔

﴿ملفوظ 384﴾ **حضرت مرزا صاحبؒ کی زوجہ محترمہ کا مزاج :**

فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک ولایتی کو حضرت مرزا جان جاناں رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے بی بی صاحبہ کی مزاج پرسی کے لیے دروازہ پر بھیجا وہ واہی تباہی باتیں حضرت کی شان میں کہنے لگیں۔ ولایتی بہت بگڑے اور چھرا مارنے کو تیار ہو گئے کہ ہمارے پیر کو ایسی باتیں کیوں کہیں۔ پھر خیال آیا کہ پیرانی ہیں ایسا نہ کرنا چاہیے۔ غصہ میں آکر بیٹھ گئے مرزا صاحب نے دریافت فرمایا کیا ہوا کہنے لگے کہ حضرت کا ادب ہے ورنہ قتل کر دیتا۔ فرمایا بھائی وہ ہماری محسن ہیں یہ انہیں کی وجہ سے ہمارا درجہ ہے کہ مجاہدہ کرتے ہیں ان کی باتوں پر ہم صبر کرتے ہیں اور ثواب ملتا ہے۔

﴿ملفوظ 385﴾ **دعویٰ کا فوری جواب :**

فرمایا کہ سعید ابن المسیبؒ تابعی ایک روز کہہ رہے تھے کہ میری تکبیر تحریمہ اتنے برس سے قضا نہیں ہوئی یہ کہہ کر اٹھے تھے کہ مسجد میں جا کر دیکھا کہ لوگ نماز پڑھ کر نکل رہے ہیں اللہ تعالےٰ نے فوراً ہی دعویٰ کا جواب دیا۔

﴿ملفوظ 386﴾ امراض باطنی کا علاج سنت یہی ہے کہ کسی بات کا امتیاز نہ کرے :

فرمایا کہ ترک معاصی کا علاج اصل ہمت ہے اس کی اعانت کے لیے اکسیر صحبت ہے دوسرے شخص کی صحبت کی برکت سے ہمت میں تقویت ہوتی ہے اور رفتہ رفتہ عادت ہوتی ہے مگر اب بجائے ہمت کے لوگوں کو اول تلاش ہوتی ہے۔ وظیفہ کی یہ غلطی بتلانے والوں کی ہے کہ امراض باطنی کے علاج کے لیے مجاہدہ کی ضرورت ہے لیکن ہمت کو چھوڑ کر وظیفوں کی طرف سے اس لیے دوڑتے ہیں ہمت کی تو کوئی صورت محسوس نہیں تو لوگوں کی نظر میں اس سے امتیاز نہیں ہوتا اس لیے اس سے بھاگتے ہیں اور رات کو جاگنے اور وظیفہ پڑھنے کو بزرگی سمجھتے ہیں کیونکہ اس صورت کے محسوس ہونے سے اس سے شہرت ہوتی ہے مثلاً ان باتوں کی شہرت نہیں ہوتی کہ فلاں شخص کینہ نہیں رکھتا۔ غیبت نہیں کرتا۔ غصہ کو ضبط کرتا ہے۔

چنانچہ حضرت حاجی صاحبؒ سب کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھتے تھے اور سب کے ساتھ اٹھ جاتے تھے کسی کو معلوم نہ ہوتا تھا کہ کتنا کھایا اور کھاتے وہی ایک چپاتی یا ڈیڑھ چپاتی۔ اسی وجہ سے ان امور میں شہرت نہیں ہوتی اور بعض لوگوں نے گیہوں کھانا چھوڑ دیا ان کی شہرت ہو جاتی ہے۔ مگر سنت یہی ہے کہ کوئی بات امتیاز کی نہ کرے۔ چنانچہ حضور سرور عالم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ دل چاہتا ہے کہ گیہوں کی روٹی ہو گھی سے چپڑی ہوئی ہو پھر جب تیار ہو کر آئی تو اس میں جو گھی لگایا گیا تھا اس میں کچھ بو آتی تھی۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ جس کپی میں گھی تھا وہ سوسمار یعنی گوہ کے چمڑے کی تھی لہٰذا آپ نے نوش نہیں فرمائی اور دوبارہ اس کی تیاری کا اہتمام بھی نہیں فرمایا اور دل چاہنے کو صاف فرمادیا۔

آجکل ممتاز لوگ ایسے اظہار کو عیب سمجھتے ہیں وہی خرابی امتیاز کی حضرت حاجی صاحبؒ کی یہ کیفیت تھی کہ سب چیز جو آتی تھی کھاتے تھے۔ مگر قلیل اس قدر کہ نام تو ہوتا کھانے کا مگر نہ کھانے کے برابر یہ سخت مجاہدہ تھا تھوڑا کھانے سے بالکل نہ کھانا اور روزہ رکھ لینا آسان ہے حضرت حاجی صاحبؒ امراء کے آنے پر ان کی خاطر کرتے تھے۔ فرش وغیرہ بچھوا دیتے تھے چائے تیار کراتے تھے۔ یہ طریقہ حضرت کا سنت کے موافق تھا ہر شخص کی عزت اس کے درجہ کے برابر کرنی چاہیے اس سے شہرت کم ہوتی ہے اور لوگ نہ معلوم کیا کیا خیال کرتے ہیں۔

٭ملفوظ 387٭ حضرت ضامن شہید کے ارشادات :

حضرت حافظ محمد ضامنؒ صاحب سے ایک شخص نے اللہ کا نام پوچھا فرمایا کہ کھانا تھوڑا کھایا کرو۔ جب تم اس کو نبھا کر دکھاؤ گے ہم بھی اللہ کا نام بتا دیں گے۔ چنانچہ دو ہی روز کے بعد وہ پوچھنے والے گھبرا گئے اور عرض کیا کہ اگر فرمایئے تو روزہ رکھ لوں مگر تھوڑا کھانا مشکل ہے حاجی عظیم اللہ صاحب جھنجانوی نے ایک بار عرض کیا کہ حضرت کچھ دولت باطنی دلوایئے فرمایا کہ بہتر جب موقع ہو گا دیں گے جب عذر ہوا تو بلا بھیجا کہ آؤ اب موقع ہے وہ رہ گئے اور فرمایا کرتے کہ جس کو مرید ہونا ہو وہ حاجی صاحب کے پاس جائے اور حقہ پینا ہو تو یاروں کے پاس آئے۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا کرتے فرمایا کہ میرے پاس آتے تو ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ جورو لڑے انہوں نے جواب دیا کہ جورو کی ایسی تیسی پھر چند روز تک نہیں آئے ایک دن ان کو آتا ہوا دیکھ کر ہنسے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت بڑی لڑائی ہوئی فرمایا کہ جاؤ اپنا کام کرو۔

٭ملفوظ 388٭ ہمیں تو بگاڑ ہی آتا ہے :

فرمایا کہ ایک شخص حضرت حافظ ضامنؒ صاحب کی خدمت میں آئے ان کا بیٹا حافظ صاحب کی خدمت میں آیا کرتا تھا۔ انہوں نے حافظ صاحب سے کہا کہ اسے سمجھا دیجئے جب سے یہاں آنے لگا ہے بگڑ گیا ہے حافظ صاحب نے جوش میں فرمایا کہ سنو ہمیں بگاڑنا ہی آتا ہے۔ جب ہم بگڑ گئے تو ہم تو بگاڑیں گے ہی۔ ہم نے کسی کو بلانے کا اشتہار تھوڑا ہی دیا ہے ہمارے پاس مت آنے دو۔

٭ملفوظ 389٭ مسلمان کی تیزی کا سبب :

فرمایا کہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ مسلمان کی تیزی قرآن مجید کیوجہ سے ہوتی ہے۔

٭ملفوظ 390٭ اللہ ورسول کے واسطے پٹائی :

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ مارتے وقت جب کہ پٹنے والا یہ کہتا ہے کہ اللہ کے واسطے چھوڑ دیجئے فرماتے کہ ارے اللہ کے واسطے ہی مارتا ہوں وہ پھر کہتا کہ رسول ﷺ کے واسطے چھوڑ دیجئے فرماتے کہ رسول ﷺ کے واسطے ہی مارتا ہوں مولانا نے ناراضی میں ایک شخص کو سلب رزق کی بد دعا دی وہ مسلوب الرزق ہو گیا تیز اپنا کشف بلا

تکلیف ظاہر فرما دیتے تھے۔

﴿ملفوظ 391﴾ ایک بزرگ کی کرامت سے بینائی واپس آگئی :

فرمایا کہ ایک بزرگ کے پاس ایک شخص ایک بچے کو لایا جو کہ اندھا پیدا ہوا تھا کہ یہ کسی طرح بینا ہو جائے ان بزرگ نے جواب دیا کہ کیا میں عیسیٰ ہوں وہ شخص مایوس ہو کر چل دیا۔ دفعتہً ان بزرگ کی زبان سے نکلنے لگا۔ "ما کنیم ما کنیم"

اور انہوں نے فوراً ان جانے والے کو واپس بلایا اور بچہ کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا وہ بچہ بینا ہو گیا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ حضرت یہ کیا بات تھی کہ پہلے تو آپ نے یہ فرمایا کہ میں کیا عیسیٰ ہوں اور پھر خود ہی بڑا دعوے کرنے لگے۔ فرمایا کہ مجھے الہام ہوا کہ تم نے جو کہا کہ کیا میں عیسیٰ ہوں تو کیا تم عیسیٰ کو فاعل سمجھتے ہو اب بھی شک دل سے نہیں گیا اور ارشاد ہوا ما کنیم ما کنیم یعنی ہم کرتے ہیں جو کرتے ہیں پس میرے منہ سے وہی نکلنے لگا۔

﴿ملفوظ 392﴾ مزاج انجن کا کام دینے لگا :

فرمایا کہ میرا مزاج گرم ہے یہ انجن کا کام دیتا ہے اس سے ہر کام کا تقاضا ہوتا ہے کہ جلدی کرو جلدی کرو۔

۲ جمادی الاخر ۱۳۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 393﴾ مذمت دنیا کی حقیقت :

ایک مولوی صاحب جو کہ ایک شیخ طریقت سے مجاز بھی ہیں ان کے یہ اقوال سنے گئے ہیں کہ بیماری میں علاج کر کے میں کیا کروں گا اور نہ مجھے مقویات کا استعمال کر کے قوت بڑھانے کی ضرورت ہے کیونکہ مجھ سے دین کی خدمت تو ہو ہی نہیں سکتی۔

اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ دنیا اتنی تو مذموم نہیں جتنے کہ معاصی مذموم ہیں۔ ﴿ان مولوی صاحب نے حضرت والا کی طرف اپنے ایک خط میں بعض غلط باتیں منسوب کی تھیں﴾ اگر کوئی شخص اچھا کھائے اچھا پہنے تو صرف زہد کا ہی ثواب نہ ملے گا لیکن گناہ تو نہیں ہے مگر کسی پر تہمتیں لگانا تو گناہ ہے۔

﴿ملفوظ 394﴾ نو دولتی سے ترفع کی خرابی :

سہارنپور کے جلسہ میں حضرت والا وعظ فرما رہے تھے کہ حضرت والا کا باعث مشغولی کے ایک ہی سمت کو ابتدائے وعظ سے اس وقت تک رخ رہا تھا ایک شخص نے نہایت بد تہذیبی کے ساتھ حضرت والا کو رخ پھیرنے کے لیے مخاطب کیا وہ الفاظ یہ تھے کہ اتنی دیر ہو گئی اس طرف منہ ہی نہیں کرتے۔ یہاں تو لوگ تڑپ رہے ہیں حضرت والا نے جواب میں فرمایا کہ جناب آپ کو مجھ پر ایسی حکومت کرنے کا کیا حق حاصل ہے کوئی میں آپ کا ملازم تو ہوں نہیں آپ کو اس طرز پر کلام کرنے کی جرات اس وجہ سے ہوئی کہ آپ تو اچکن پہنے ہوئے اور میں کرتا پہن رہا ہوں۔ اگر میں بھی عبا قبا پہنے ہوئے ہوتا تو آپ کی ہمت اس طرح مجھ سے کلام کرنے کی نہ ہوتی اگر آپ کرتہ والوں کو حقیر سمجھتے ہیں تو ہم اچکن والوں کو مسخرا خیال کرتے ہیں جب سے اپنے اللہ کی غلامی اختیار کی ہے تب سے اور کسی کی غلامی نہیں ہو سکتی ہے اگر آپ کو اسی طرح سننا ہے تو سنیئے ورنہ چلے جایئے یہ سن کر وہ فورا جلسہ سے اٹھ کر چلے گئے۔

پھر حضرت والا نے فرمایا کہ لیجئے یہ آپ کا شوق اور آپ کی یہ محبت تھی جو ذرا دیر میں ختم ہو گئی پھر ان صاحب کے چلے جانے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ قوم کے لوہار تھے ذرا مالدار ہو گئے ہیں اس کے متعلق فرمایا کہ بعض نو دولتوں کی حالت ترفع میں خراب ہو جاتی ہے جب ہی ٹھیک رہتے ہیں جب کہ نیچے رہیں ان کے چلے جانے کے بعد سب ہی لوگوں نے ان کو برا بھلا کہا کہ یہ بہت سخت اور بے جا حرکت انہوں نے کی۔

﴿ملفوظ 395﴾ بعض دفعہ مانگے ہوئے سے بہتر مل جاتا ہے :

دعا قبول ہونے کے متعلق فرمایا کبھی جو کچھ آدمی مانگتا ہے اس سے بہتر چیز اس کو ملجاتی ہے مثلا کوئی سو روپے اللہ میاں سے مانگے اور دو رکعت آخر شب میں نصیب ہو جائیں اور سو روپیہ نہ ملیں تو دعا قبول تو ہو گئی کیا دو رکعت سو روپے سے بھی کم ہیں۔

۳ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ بروز چہار شنبہ

﴿ملفوظ 396﴾ طالب کی دل شوئی کی ضرورت ہے نہ کہ دل جوئی کی :

ایک صاحب جوکہ لباس بہت زینت کا پہنے ہوئے تھے انہوں نے حضرت والا کو بعد ظہر پرچہ دیا جس میں اپنے وظائف کا حال لکھا تھا فرمایا کہ گنگاپار کی طرف زینت بہت ہے۔

وہاں کے بعض مقتداء و مشائخ اہل سنت بھی زینت میں مبتلا ہیں جب آپ کا قلب اس میں مشغول ہے تو پھر اللہ کی یاد کی کہاں گنجائش ہے ان وظائف سے کچھ نفع نہ ہوگا۔ ایسی حالت میں طالبان دنیا و طالب حق میں کیا فرق ہوا۔

عورت کے لیے زینت مناسب ہے مردوں کو ہرگز ایسی زینت مناسب نہیں آپ میرے پھندے میں کیوں پھنستے ہیں۔ میں تو آزاد آدمی ہوں رسوم کو جڑ سے اکھاڑتا ہوں چاہے وہ علماء کی رسوم ہوں۔ یا مشائخ کی ہوں میں طالب کی دل جوئی نہیں کرتا کیونکہ اس کی تو دل شوئی کی ضرورت ہے نہ کہ دلجوئی کی۔

ہاں طالب کی بھی خاطر ہوتی ہے جبکہ وہ اصلاح کو قبول کرلیتا ہے پھر اس سے بڑھ کر کسی کی خاطر ہی نہیں۔

۴ جمادی الآخر ۳۵ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 397﴾ مجذوب کے قلب کی بات :

فرمایا اشرف علی اور اکبر علی نام ایک مجذوب صاحب کے رکھے ہوئے ہیں مجذوبوں کے قلب میں توجو بات آتی ہے وہ ٹھیک ہی ہوتی ہے چنانچہ یہ دونوں نام اصابہ میں بھی نکلے میں نے اس غرض سے اس میں دیکھا تھا کہ دیکھیں صحابہ میں سے بھی کسی کے یہ نام تھے یا نہیں۔

﴿ملفوظ 398﴾ ھیبت کی وجہ سے خاموشی :

ایک حافظ صاحب سے بطور مزاح کے دوران درس مثنوی میں فرمایا کہ آپ استادوں سے پڑھانے میں بہت بولتے ہیں اور یہاں آپ چپ بیٹھے ہی اسی طرح سبق پڑھتے

میں بھی خاموش بیٹھے رہا کرو انہوں نے عرض کیا کہ واں بیعت نہیں ہوتی فرمایا کہ آپ کو بیعت کی ضرورت ہے بیعت کی ضرورت شریروں کو ہوا کرتی ہے آپ شریر ہیں پھر فرمایا کہ بیچاروں نے سچی بات کہہ دی کچھ تاویل نہیں کی۔

۵ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 399﴾ خود کو فہیم سمجھنا ہی کم فہمی کی علامت ہے :

ایک صاحب نے لکھا تھا کہ میرا فہم بفضلہٖ تعالےٰ ہر طرح درست ہے فرمایا کہ یہی کم فہمی کی علامت ہے کہ باوجود کم فہمی کے اپنے فہم کو درست سمجھتے ہیں۔

﴿ملفوظ 400﴾ طبیعت اچھی نہ ہو تو اللہ کا فضل :

فرمایا اللہ تعالےٰ کا فضل ہے میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جب میری طبیعت اچھی نہیں ہوتی ہے تو ضرورت کا کام آتا ہے۔

﴿ملفوظ 401﴾ کھانا اور چلنا بھی کوئی مشکل ہے ؟

فرمایا کہ گنگوہ کے ایک شخص تھے وہ بہت چلتے تھے۔ اور پانچ پانچ چھ چھ سیر کھاتے تھے۔ جب کوئی ان کے سامنے ذکر کرتا تو کہتے کہ کھانا اور چلنا بھی کوئی مشکل بات ہے قدم بڑھایا آگے رکھدیا۔ قدم بڑھایا آگے رکھدیا اسی طرح نوالہ منہ میں رکھا اور نگل گئے پھر نوالہ منہ میں رکھا اور نگل گئے۔

﴿ملفوظ 402﴾ غریب آدمی کیلئے اچھی معاش :

فرمایا کہ اس وقت میں غریب آدمی کے لیے معاش کی سب سے اچھی صورت یہ ہے کہ نوکری کرے جو خاصیت ہندوؤں کے حرام سود میں ہے وہی حلال ملازمت میں ہے کہ اٹھتے بیٹھتے تنخواہ چڑھتی ہی رہتی ہے اگر ملازمت مل جائے تو اس کی بہت ہی قدر کرنی چاہیے۔

﴿ملفوظ 403﴾ مڈل پاس والوں سے تو یہ عورت ہی اچھی :

فرمایا ایک صاحب نے دریافت کیا کہ ایک مسلمان عورت اپنے بچہ کو تو گانے بھینس

کا دودھ پلاتی ہے اور ایک کافر کے بچے کو اپنا دودھ پلاتی ہے۔

یہ جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا کہ اگر گائے بھینس کا دودھ اس بچہ کو کافی ہو جائے تو مضائقہ نہیں بے چاری غریب ہوگی۔ عرض کیا کہ جی ہاں اس کو وہاں سے آٹھ روپیہ ماہوار ملتے ہیں۔ اپنے بچہ کو گائے بھینس کے دودھ سے پرورش کر لیتی ہے۔

فرمایا کہ ہاں مردوں سے تو عورتیں ہی اچھی کہ ان کے تھنوں میں تو وہ بھی نہیں اور مڈل پاس والوں سے تو یہ عورت ہی اچھی کہ آٹھ روپے مل جاتے ہیں ان کو اتنے بھی نہیں ملتے۔ کانپور میں چنگی میں ایک چپراسی کی جگہ خالی ہوئی تھی تو مڈل والوں نے عرضیاں دیں اور دو انٹرنس والوں نے دیں۔ گورنمنٹ کہاں تک نوکری دے یہ سن کر سخت صدمہ ہوا۔

﴿ملفوظ 404﴾ مجبوراً وعظ کہنا پڑا:

فرمایا کہ مدرسہ سہارنپور سے جلسہ میں بلانے کے لیے جو زاد راہ آیا تھا میں نے واپس کر دیا قصد تو جانے کا نہ تھا۔ مگر چونکہ وہاں آجکل وقف کا روپیہ جاتا رہا ہے جس سے ارا کین کو رنج ہے۔ میں نے کہا نہ جانے سے اور زیادہ رنج ہو گا اس لئے چلا گیا ہر چند چاہا کہ وعظ نہ کہوں مگر کسی نے نہ مانا آخر کار کہنا پڑا اور اس سے دماغ کو تکان ہوا۔

﴿ملفوظ 405﴾ پریشانی کم کرانے میں بھی سستی:

فرمایا کہ اہل اللہ کے سوائے باقی جتنے دعویٰ کرنے والے لوگ ہیں وہ سب بس باتوں ہی کے ہیں ان سے اپنے کام ہی پورے نہیں ہوتے۔ اور کسی کا کام تو کیا کریں گے چنانچہ ایک مسجد میں کچھ خرچ کی ضرورت تھی۔ کیونکہ کچھ قرض ہو گیا تھا۔ ایک دفعہ میرے پاس گنجائش تھی میں نے دل میں کہا لاؤ قرضہ ہی اتار دیں اس مسجد کے مہتمم صاحب سے میں نے پوچھا کہ کتنا قرضہ ہے انہوں نے کہا کہ دیکھ کر بتلاؤں گا۔ آج تک جواب نہیں دیا کہ کتنا قرضہ ہے حالانکہ وہ اس قرضہ کی وجہ سے بھی پریشان تھے اس پریشانی ہونے پر اس کی اطلاع میں اس قدر سستی۔

﴿ملفوظ 406﴾ چیز واپس لینے میں غفلت:

فرمایا کہ ایک صاحب کل میرے پاس دو روپے لائے کہ مستورات میں سے میرے ایک عزیزہ نے دیئے ہیں میں نے پوچھا کس مد کے ہیں انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ میں

نے کہا تو نامعلوم روپیہ بھی آپ اپنے ہی پاس رکھیے اب تک اس کا جواب لوٹ کر نہیں دیا۔ حالانکہ درمیان میں ایک مرتبہ مل بھی چکے ہیں مجھے ایسے مسلمانوں کی حالت دیکھ کر سخت صدمہ ہوتا ہے جیسے کہ باپ کو اپنی اولاد کی نالائقی دیکھ کر کوفت ہوتی ہے اور جو محبت نہ ہوتی تو کچھ پرواہ ہی نہ ہوتی چاہے جہنم میں جاؤ۔ بعض خطوط میرے پاس آتے ہیں جن میں بالکل پتہ نہیں ہوتا یہ کس قدر سخت بے پرواہی ہے ایک کتاب آئی جس کے مضامین دیکھنے کے لیے مجھے لکھا گیا تھا پھر واپسی کی ان صاحب نے کئی برس خبر نہیں لی کئی مرتبہ لکھنے پر بہت مدت کے بعد واپس منگائی یہ غفلت والا پرواہی پہلے قصہ سے اور زیادہ بڑھی ہوئی ہے اور خود واپس کرنے میں مجھ کو دو دشواریاں تھیں ایک تو یہ کہ پورا وثوق نہ تھا کہ وہ کہاں ہیں دوسرے اس کا محصول زیادہ تھا۔

ملفوظ 407 نماز کی ہر چیز میں تعیین :

فرمایا کہ نماز کو دیکھیے وقت کیسے معین ہیں۔ ارکان کیسے معین مسائل کیسے معین۔ فرائض کا جدا انتظام۔ نوافل کا جدا انتظام۔ لوگوں کو اپنے گھر کی دولت کی خبر نہیں ہے اور غیر قومیں ان کی پابندی سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔

ملفوظ 408 اہل اللہ کے دل پر کسی کی ہیبت نہیں ہوتی :

فرمایا کہ مولوی فضل حق صاحب کو قطرہ کا عارضہ تھا اس وجہ سے وہ ڈھیلا نہ لیتے تھے صرف پانی سے استنجا کر لیتے تھے کسی متعصب شیعی نے طعن کے طور پر کہا کہ اب تو آپ بھی پانی سے استنجا کرنے لگے ہیں اس کا سبب دریافت کیا۔ مولوی صاحب نے فی البدیہہ جواب فرمایا کہ جب سے مجھے سلسل بول کا مرض ہو گیا ہے تب سے میں شیعوں کے مذہب پر پیشاب کرنے لگا ہوں پھر فرمایا کہ اہل علم کے دل میں کسی کی ہیبت نہیں ہوتی یوں کسی مضرت کی وجہ سے ڈر جائیں وہ اور بات ہے ایسے تو آدمی کاٹ کھاتے کتے سے بھی ڈرتا ہے مگر ان کے دل پر کسی کی ہیبت نہیں ہوتی۔

۶ جمادی الآخر ۱۳۵۰ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 409﴾ برف کی ٹھنڈک کا اثر :

فرمایا کہ برف میں کوئی چیز نہیں بگڑتی۔ گوشت دودھ مردہ آدمی جو چیز بھی اس میں رکھدی جائے خراب نہ ہوگی۔ یہ بات ایسے موقعہ پر کہی تھی کہ ایک صاحب ربڑی لائے تھے فرمایا کہ اس میں تغیر آگیا تھا اگر کوئی بہت لطیف المزاج ہو تو وہ نہیں کھا سکتا تھا اگر تھوڑی لائی جاتی اور کھلے برتن میں ہوتی آپ زیادہ لائے اور بند برتن میں لائے اس وجہ سے گرمی پاکر تغیر آگیا۔

﴿ملفوظ 410﴾ بھوک ہو کھانا ہو پھر ہاتھ روکنا سخت مجاہدہ ہے :

کھانے کے متعلق فرمایا کہ جب کھانا سامنے ہو اور خواہش بھی ہو تو پھر ہاتھ روکنا بہت دشوار ہے یہ بڑا سخت مجاہدہ ہے

﴿ملفوظ 411﴾ فرشتے کے حسن کا رعب :

فرمایا کہ شاہ سلامت اللہ صاحب کانپوری کے وعظ میں بعض متعصب جاہل منکر تقلید موجود تھے۔ شاہ صاحب نے ان سے فرمایا کہ استنجا کے لیے ڈھیلا نہیں لیتے ہو انہوں نے جوابدیا کہ سنت سے ثابت نہیں پھر شاہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا ضرورت تو ہے ڈھیلا لینے کی انہوں نے کہا کہ ضرورت بھی نہیں ہے پھر شاہ صاحب نے فرمایا کہ کہ قطرہ تو آجاتا ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں تو نہیں آتا۔ اس پر شاہ صاب نے فرمایا کہ اچھا لنگیاں لاؤ جب لنگیاں آگئیں توان کو بند ھوا کر ان کا پاجامہ اتروادیا اور پاجامہ کی میانی کو ایک طشت میں دھلوایا اور پھر ان سے کہا کہ اس کو پیجئے جب آپ کو قطرہ نہیں آتا ہے تو اسکے پینے میں کیا حرج ہے پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ بھلا وہ اس دھون کو کیسے پی سکتے تھے اور اس کے نہ پی سکنے سے میانی کے نجس ہونے پر استدلال کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے کسی کا دل بھی میانی کا دھوون پینے کو گوارا نہیں کر سکتا۔

پھر فرمایا کہ شاہ صاحب معقولی تھے بدعت کی طرف میلان تھا بڑے حسین تھے والد صاحب نے دیکھا تھا جب شاہ عبدالعزیز صاحب سے پڑھتے تھے تو ایک شخص آئے شاہ

عبدالعزیز صاحب نے ان سے کہا کہ تم نے فرشتہ دیکھا ہے وہ خاموش ہو گئے۔ شاہ صاحب نے سلامت اللہ صاحب کے حجرہ کی طرف اشارہ کیا کہ جاؤ وہاں جاکر فرشتہ کو دیکھ لو وہ شخص گئے اور دیکھا تو کہنے لگے۔ کہ واقعی یہ فرشتہ ہیں سفید داڑھی کے بالوں میں سے کرنیں نکلتی تھیں ایک مرتبہ شاہ صاحب کے وعظ میں ایک صدر اعلیٰ بیٹھے تھے جو کہ خود بھی عالم تھے ایک شخص نے کہا کہ صدر اعلیٰ صاحب سے کسی وقت کوئی مسئلہ پوچھا تھا۔ انہوں نے بتلا دیا تھا۔ پھر اس شخص نے مجلس وعظ میں شاہ صاحب سے پوچھا شاہ صاحب کا جواب اس جواب کے خلاف تھا۔ اس شخص نے کہا کہ صدر اعلیٰ صاحب تو یوں کہتے ہیں۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ صدر اعلیٰ صاحب تو گو کھاتے ہیں۔ یہ سن کر صدر اعلیٰ کھڑے ہو گئے اور کہا کہ حضرت واقعی میں سود کی ڈگری کرنے والا گنہگار اس قابل کہاں کہ فتوے دوں۔

پھر فرمایا کہ شاہ سلامت صاحب بھولے بہت تھے ایک شخص کی سفارش میں کسی سنگین مقدمہ میں خط لکھا کسی حاکم کے سر شتہ دار کے نام۔ وہ خط فریق ثانی کے ہاتھ آگیا۔ انہوں نے عدالت میں پیش کر دیا۔

اس پر عدالت میں شاہ صاحب کی طلبی ہوئی کہ کوتوال شہر کے نام گرفتاری کا حکم جاری ہوا کوتوال نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت آپ تو بچ نہیں سکتے کوئی نہ کوئی آکر ضرور گرفتار کریگا میں یہ گستاخی نہیں کر سکتا۔ البتہ نوکری سے استعفیٰ دینا گوارا کر لوں گا۔ اگر حضرت کو میری نوکری رکھنا منظور ہے تو تشریف لے چلیئے سب نے سمجھایا کہ واقعی آپ کو جانا ضرور پڑے گا مجبوراً پالکی میں سوار ہو کر پہنچے اور اترے حاکم انگریز نے چلمن میں سے شاہ صاحب کو دیکھا فوراً پالکی تک خود آیا اور بہت عزت کے ساتھ شاہ صاحب کو کرسی پر بٹھایا بہت خاطر کی اس پر شاہ صاحب کے حسن کا بہت رعب پڑا، تب شاہ صاحب نے جب دیکھا کہ بن پڑی ہے تو خفا ہو کر کہنے لگے کہ تم نے فقیر کو تکلیف دی اس نے جواب دیا کہ حضرت یہ تو بہانہ تھا میرا زیارت کو دل چاہتا تھا۔

﴿ملفوظ 412﴾ اہل بدعت کا خاتمہ اچھا نہیں ہوتا:

فرمایا کہ اخیر اہل بدعت کا اچھا نہیں ہوتا قلعی کھل جاتی ہے ایک شخص مکہ معظمہ میں تھے ان کا میلان بدعت کی طرف تھا۔ مرتے وقت وہ ہندوستان کو بہت یاد کرتے تھے کہ مجھے ہندوستان کو لے چلو دل میں انکے ہندوستان کی محبت تھی حالانکہ زندگی میں انہوں

نے بھی ہندوستان کا خیال بھی نہیں کیا۔

﴿ملفوظ 413﴾ سلسلہ امدادیہ کی برکت :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب نہایت نرم تھے پھر فرمایا کہ اس زمانہ میں اس سلسلہ کی جو حالت دیکھی وہ اور سلسلوں کی نہیں۔

﴿ملفوظ 414﴾ عقلمند کے برابر کوئی دیندار نہیں ہو سکتا :

فرمایا کہ عقل اگر اپنے مصرف میں صرف ہو تو بڑی نعمت ہے لوگ یہ خیال کرتے ہیں عقلمند آدمی دیندار نہیں ہوتے میں کہتا ہوں کہ عقلمند کے برابر کوئی دیندار نہیں ہو سکتا۔

﴿ملفوظ 415﴾ جاہل فقیروں کا اعتقاد :

فرمایا کہ مولوی ...... صاحب کانپوری ایک شخص کے پیچھے پھرتے تھے وہ شخص ایسا ہی بھنگڑ سا تھا حقہ پیتا تھا ایسے ہی بہت سے آدمی جاہل فقیروں کے معتقد ہو جاتے ہیں۔

﴿ملفوظ 416﴾ ہر ماہ کی دسویں کرنے کی حکمت :

ایک صاحب علم کی بابت فرمایا کہ وہ جو کانپور میں ہر ماہ میں اور بالخصوص محرم میں دسویں کیا کرتے تھے اور یہ حکمت اس کی بتلاتے تھے کہ میں اس لیے کرتا ہوں تاکہ لوگ شیعوں کی مجلس میں نہ جائیں ایک غیر مولوی صاحب نے خوب جواب دیا کہ اگر ایسا ہی ہے تو ہندوؤں کی ہولی دوالی بھی اسی نیت سے کرنی چاہیے تاکہ لوگ ان کے مجمع میں نہ جائیں۔

﴿ملفوظ 417﴾ حدیث بغیر پڑھے نہیں آسکتی معقول آسکتی ہے :

فرمایا کہ لوگوں کا خیال ہو گیا ہے کہ حدیث تو بغیر پڑھے آجاتی ہے اور معقول بغیر پڑھے نہیں آتی۔ حالانکہ معاملہ بالعکس ہے حدیث بے پڑھے نہیں آتی اور اگر آدمی ذہین ہو تو معقول بے پڑھے نکال سکتا ہے۔

﴿ملفوظ 418﴾ قصائیوں کا بھلا :

ہمارے قصبات میں یہ رواج تھا کہ شادیوں وغیرہ میں گوشت بنیوں سے تلواتے تھے ایک بنیہ کہا کرتا تھا کہ لوگ بہت ہی بے غیرت ہیں کہ جو تول آتے ہیں میرا نمبر آنے دو جب نمبر آیا تو وہ بھی تول آئے۔ لوگوں نے جب پوچھا تو کہنے لگے کہ میں نے بھی ۴۰ سیر کی

جگہ ۸ ۳ سیر ہی تولا پھر ہنس کر کہا کہ اور قصائیوں ہی کا بھلا کر دیا۔

۷ جمادی الآخر ۳۵ھ بروز یکشنبہ

﴿ملفوظ 419﴾ مقبولین کے نام سے باطل کو دہشت ہوتی ہے :

ایک صاحب افسر پولیس کی نسبت فرمایا کہ پہلے یہ غیر مقلد تھے پھر مقلد ہو گئے کانپور میں ایک پادری ان کے عیسائی بنانے کی فکر میں تھا۔ مگر ایک بار جب ان کی زبانی مولانا رشید احمد صاحبؒ کا نام سنا پھر پادری نے وہ خیال چھوڑ دیا۔ مایوس ہو گیا۔ مقبولین کا نام سنکر لوگوں کو دہشت ہو جاتی ہے۔

﴿ملفوظ 420﴾ مسلمان کسی کیلئے بد دعا نہیں کرتا :

فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا رشید احمد صاحبؒ کو ایک صاحب سے ایذا پہنچی۔ مولانا خلیل احمد صاحب نے اس احتمال سے کہ کہیں مولانا بد دعا نہ کر دیں۔ حضرت سے عرض کیا کہ حضرت بد دعا نہ کیجئے۔ مولانا بہت گھبرائے اور فرمایا کہ توبہ مسلمان کہیں۔ بد دعا بھی کیا کرتے ہیں استغفر اللہ!

﴿ملفوظ 421﴾ نفس کی باگ چھوڑنا غضب ہے :

فرمایا کہ نفس کی باگ چھوڑنا غضب ہے جب چھوڑ دی پھر نہیں رکتی بالکل کچھ نہ کہنا تو آسان ہے مگر کہنا اور موقعہ پر رک جانا سخت مشکل ہے یہ صدیقین ہی کا کام ہے یعنی اس کا اندازہ کرنا اس لیے بس اسلم یہی ہے کہ اس نفس کو روکے ہی رکھے۔

﴿ملفوظ 422﴾ بڑھاپے میں دنیا چھوڑنے کی ترغیب :

ایک بڑے میاں نے تنگی کی شکایت کی اور کہا کہ آیہ کریمہ کے بہت چلے پڑھے مگر کچھ نہ ہوا۔ فرمایا کہ بس اللہ میاں سے دعا کرو کس جھگڑے میں پڑے ہو۔ پھر تفصیلی حالات پوچھنے کے بعد فرمایا کہ اب تم بڈھے ہو گئے ہو۔ اب گھر کا کام بیٹوں کے سپرد کر کے یہاں آپڑو معلوم ہوتا ہے تمہیں دنیا کی محبت زیادہ ہے دنیا کی باتوں میں جی لگتا ہے۔

انہوں نے جواب دیا کہ ہاں کبھی کبھی بیٹوں کی محبت آجاتی ہے فرمایا کوئی بیٹوں کو تھوڑا ہی چھٹاوے ہے دنیا کو چھوڑ دو جب مسجد میں اللہ اللہ کرو گے بیٹے بھی تمہیں وہیں آ

کر دیکھ لیا کریں گے۔

۸ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ بروز دو شنبہ

﴿ملفوظ 423﴾ مالک مطبع نظامی کا ذکر خیر :

عبدالرحمن خاں صاحب مالک مطبع نظامی کا ذکر فرمایا کہ وہ تہجد گزار اور ذاکر و شاغل تھے گھر کو خرچ کے لیے ۳ روپیہ روز دیا کرتے تھے بے تکلف ایسے تھے کہ کنجڑن سے ترکاری لی اور کرتہ میں رکھ لی اور لے کر چل دیئے اگر کوئی میانجی ان کی اولاد کو مارتا تھا تو ان کو بہت ناگوار ہوتا تھا ان کے قلب میں دین کی اتنی عظمت تھی کہ ان کے صاحبزادے ابو سعید خاں نے جو ان کی خدمت میں تھے اور حافظ بھی ہیں ایک مرتبہ ان کا جوتا سیدھا کر دیا تھا یہ دیکھ کر گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ تمہارے سینہ میں قرآن ہے تم ایسا نہ کرو اتنا ادب تھا ان کا انتقال عجب طرح سے ہوا کہ سب اوراد و ظائف و نماز پڑھ کر لیٹے بس سوتے کے سوتے رہ گئے ایک ظریف مولوی صاحب نے کہا کہ شیطان کو بھی دھوکہ ہوا وہ سمجھتا تھا کہ ابھی دو ایک روز اور رہیں گے وہ کسی کام کو گیا وہ پیچھے چل دیئے۔ وہ بہکا بھی نہ سکا۔ مگر ان کو جائیداد کا بہت شوق تھا۔

﴿ملفوظ 424﴾ گز کے ڈر سے شیعہ مذہب چھوڑ دیا :

فرمایا کہ کسی کا قول میں نے سنا ہے کہ غالی شیعوں کے علماء تو کافر ہیں اور عوام فاسق ہیں کیونکہ علماء کو خبر تو ہے اور وہ پھر بھی ایسی حرکتیں کرتے ہیں کانپور میں ہمارے یہاں ایک ماما نوکر تھی وہ اپنی بہن کی حکایت بیان کرتی تھی کہ وہ شیعہ تھی بعد اس کے انتقال کے گز ڈالا گیا وہ کہتی تھی کہ میں یہ دیکھ کر سنی ہو گئی کہ میرا بھی یہی حال کریں گے پھر فرمایا کہ اللہ جانے ان کی وہاں کیا حالت ہو گی۔ مگر یہاں تو صورت دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص دوزخی ہے۔

﴿ملفوظ 425﴾ سنی سید اور شیعہ شید ہوتے ہیں' امام حسین کا قاتل :

فرمایا کہ ایک صاحب کانپور میں وکیل تھے بڑے ظریف تھے ایک سائل آیا کہ میں سید ہوں۔ انہوں نے مذہب پوچھا معلوم ہوا شیعہ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ شیعہ سید

نہیں ہو سکتے وہ تو شید ہوتے ہیں جس کے معنی مکر و فریب کے ہیں دونوں میں بڑا شین ہے البتہ سنی سید ہوتے ہیں۔ دونوں میں چھوٹا سین ہے فرمایا کہ کانپور میں ایک شخص پٹھان مسمی امیر خاں تھے۔ وہ ان پڑھ تھے اتفاق سے انہیں ایک شیعہ کے ساتھ چلنے کا اتفاق ہوا۔ اس کو کپتان کہتے تھے۔ راستہ میں اس نے خان صاحب سے کہا کہ جناب خان صاحب معلوم نہیں حضرت امام شہید کو کس نے قتل کیا۔ نا معلوم ہم تھے یا تم تھے۔ خان صاحب نے جواب دیا کہ ان کو قتل کرنا کسی کافر ہی کا کام ہے اور مولویوں سے سنا ہے کہ حضرت کے یاروں کو برا کہنا حضرت کو برا کہنا ہے اور حضرت کو برا کہنے والا کافر ہے اب سمجھ لیجئے کہ کس نے قتل کیا ہے یہ سنکر کپتان صاحب بہت خفا ہوئے اور ان کی ہمراہی سے علیحدہ ہو گئے۔

﴿ملفوظ 426﴾ پیران کلیر کی توجہ سے مذہب شیعی سے تائب ہو گئے :

فرمایا کہ میر منصب علی تھانوی جب شیعی سے سنی ہوئے ان کی ماں بہت روئی اور تمام عمر ان کی صورت نہیں دیکھی ان کی سنی ہونے کا یہ قصہ ہوا کہ ان کو سنی شیعہ دونوں کی طرف کی باتیں سن کر تردد ہو گیا جو کسی طرح دفعہ نہ ہوتا تھا کسی نے کہا کہ پیران کلیر بڑی برکت کی جگہ ہے وہاں حاضر ہو وہ پیران کلیر گئے اور مزار پر جا کر یہ کہا کہ :۔

کہ آپ میرے لیے حق تعالے سے دعا کیجئے کہ مجھ کو حق واضح ہو جائے اور جو آپ نہ کریں گے تو یاد رکھیئے کہ میں قیامت کے روز یہ ہی کہہ دوں گا کہ میں وہاں گیا تھا مگر انہوں نے توجہ نہ کی اور یہ بھی یاد رکھیئے کہ میں خواب وغیرہ سے نہیں مانوں گا۔

بس یوں ہی میرے قلب میں حق بات آ جائے کہ یہ حق ہے اور اس کے خلاف کو دل ہی قبول نہ کرے اس کے بعد تھانہ بھون آئے اور اتفاقاً ایک حافظ صاحب نے آیت وضو میں الی المرافق کی تفسیر میں یہ کہا کہ :۔

دیکھوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی انگلیوں سے کہنیوں کی طرف لانا چاہیے انہوں نے شیعوں کو بالعکس کرتے دیکھا تھا انہوں نے اپنے ماموں سے پوچھا کہ جو کہ مجتہد تھے انہوں نے کچھ تاویل کی۔ انہوں نے کہا کہ صاف بات کو چھوڑ کر تاویل کو قبول نہیں کیا جاتا۔ پس معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ قرآن کے تارک ہیں اور سنی ہو گئے اللہ تعالیٰ کو ہدایت کرنا تھا۔ ورنہ ایسا قطعی استدلال نہ تھا۔

۱۰ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ بروز چہار شنبہ

ملفوظ 427 لذیذ چیز جی بھر کر کھانے کا خاتمہ :

فرمایا کہ اب میں کوئی لذیذ چیز بھی جی بھر کر نہیں کھا سکتا کہ معدہ متحمل نہیں ہوتا۔ شاید اللہ تعالیٰ نے جی بھر کر کھانے کے خاتمہ کا سامان کر دیا ہو کیونکہ آخر اس کے خاتمہ کا بھی تو کوئی وقت ہونا چاہیے تھا۔

ملفوظ 428 اہل دھلی کی تہذیب :

ایک عورت حضرت والا کے یہاں کھانا پکانے پر ملازم تھیں ان کے لڑکے آج کل دہلی میں ملازم ہیں وہ جب تھانہ بھون آئے تو حضرت والا کی خدمت میں بھی حاضر ہوئے حضرت والا نے انکو نہیں پہچانا۔ انہوں نے خود اپنا تعلق صاف صاف ظاہر کر دیا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ مجھے بڑی قدر ہوئی۔ اس بات کی کہ انہوں نے پچھلا تعلق صاف صاف ظاہر کر دیا۔ ورنہ لوگوں کی یہ عادت ہے کہ پچھلی باتیں بھول جاتے ہیں واقعی دہلی میں رہ کر آدمی مہذب ہو جاتا ہے مشہور ہے کہ وہاں کی بھنگنوں کو کوئی بعد کماتے کے پہچان نہیں سکتا۔

ملفوظ 429 تحقیق مسئلہ یا ذاتی ضرورت کیلئے رنگون سے سفر :

ایک صاحب رنگون سے تشریف لائے حضرت والا نے ان سے ان کے آنے کی وجہ دریافت کی انہوں نے ایک مسئلہ کا جواب دکھلایا جو کہ یہاں سے گیا تھا اور کہا کہ اس کی تحقیق کی غرض سے آیا ہوں۔ حضرت مولانا نے ان کے ہٹ جانے کے بعد فرمایا کہ اپنی کسی تجارتی ضرورت سے آئے ہوں گے ورنہ اتنی دور دراز کا سفر کر کے ایک مسئلہ کی تحقیق کے لیے کون آتا ہے۔ خصوصاً جب کہ بذریعہ ڈاک جواب منگانے میں دو پیسہ میں کام چلتا ہے چنانچہ بعد میں یہی ثابت ہوا ہے۔

۱۱ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ بروز پنجشنبہ

ملفوظ 430 جواز مناظرہ میں شبہ :

فرمایا کہ مجھے تو آجکل مناظرہ کے جواز میں بھی شبہ ہے بجز غلبہ کی نیت کے طلب حق تو بالکل نہیں مقصود ہوتی۔

ملفوظ 431 مناظرہ کے انکار کا جواب :

ایک صاحب نے تار میں لکھا تھا کہ اگر فلاں جگہ سے خط مناظرہ کی بابت آیا ہو تو اس کا جواب نہ دینا اور فلاں مولوی صاحب کا نام بتلا دینا فرمایا کہ ہم اپنی طرف سے انکار مناظرہ کا کردیں گے۔ ہم دوسروں کا نام کیوں بتلائیں۔ کیا وہ مولوی صاحب مفت کے ہیں یا تمام مولویوں کی طرف سے فدیہ ہیں کہ جو ان سے کام لیا جائے۔

۱۲ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ بروز جمعہ

ملفوظ 432 بازار میں وعظ کہنے کا اثر اچھا نہیں :

فرمایا کہ بازاروں میں وعظ کہنے کا اچھا اثر نہیں۔ میں بھی پہلے کہا کرتا تھا مگر وہاں وعظ کہنے کی وقعت نہیں ہوتی۔ جیسی کہ مسجد وغیرہ میں بیان کرنے سے ہوتی ہے البتہ اگر تبلیغ نہ ہو چکی ہوتی تو ضرورت تھی اس بات کی کہ میلوں ٹھیلوں وغیرہ میں سب جگہ جاکر وعظ کہنا پڑتا۔

ملفوظ 433 بی بی کے تھپڑ ماروں گا میاں کی پگڑی وہاں جا گریگی :

فرمایا کہ ایک ہیجڑا زنانے کپڑے پہن کر بنیئے کی دوکان پر آیا اور آکر مرمرے کھانے لگا اب بنیہ سوچنے لگا کہ اس کو منع کرنے کے لیے مؤنث کا صیغہ بولوں یا مذکر۔ بہت دیر کے بعد مذکر و مؤنث دونوں کے صیغوں کو ملا کر اس طرح بولا کہ بہت دیر سے کھارہی ہے کھارہا ہے نہیں مانتی۔ نہیں مانتا بی بی کے ایک تھپڑ ماروں گا۔ میاں کی پگڑی وہاں جاکر گرے گی۔

﴿ملفوظ 434﴾ **پیر کی خدمت میں کسی دوسرے کا سلام بھی نہ پہنچائے :**

فرمایا کہ کتابوں میں یہاں تک لکھا ہے کہ پیر کی خدمت میں کسی کا سلام بھی نہ پہنچاؤ سب باتیں کتابوں میں لکھی ہیں میری گھڑی ہوئی نہیں ہیں مگر لوگوں نے کتابوں کا دیکھنا چھوڑ دیا۔

﴿ملفوظ 435﴾ **حقیقی نور حاصل کرنے کی ترکیب :**

فرمایا کے لوگ کیفیات وانوار کے پیچھے پڑے ہیں ابھی حقیقی نور کو دیکھا نہیں ہے لوگ چاہتے ہیں کہ پہلے وہ حاصل ہو پھر ہم ان باتوں کا پیچھا چھوڑ دیں اور ضرورت ہے اس کے عکس کی پہلے ان باتوں کا پیچھا چھوڑ دیں۔ تب وہ نور حاصل ہوگا۔

﴿ملفوظ 436﴾ **غار ثور کو جاتے ہوئے بلا مجاہدہ قلب جاری ہوگیا :**

فرمایا کہ جب میں غار ثور کی ﴿جسمیں کہ حضور ﷺ چھپے تھے﴾ زیارت کے واسطے گیا اور بہت سے لوگ بھی ہمراہ تھے جب پہاڑ پر سب لوگ چڑھنے لگے تو سب کا دل دھڑکنے لگا۔ جیسا کہ اونچائی پر چڑھنے سے ہو جاتا ہے اور اس کے دھڑکنے کی آواز آتی تھی اس وقت میں نے کہا کہ لو سب کا قلب بلا مجاہدہ ہی جاری ہوگیا۔ حرارت سے قلب میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اس کو لوگ بڑا کمال سمجھتے ہیں۔

﴿ملفوظ 437﴾ **جلال آباد کی جائیداد خرید نا جائز نہیں :**

فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ جلال آباد کی جائیداد خرید نا جائز نہیں کیونکہ وہاں لڑکیوں کا حق نہیں دیا جاتا تھا۔ البتہ جہاں ایسا نہ ہو کچھ حرج نہیں۔

۱۳ جمادی الآخر ۳۵ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 438﴾ **دیوبند کے کچے مکانات کی مقبولیت :**

فرمایا کہ پہلے مدرسہ دیوبند کے کچے مکانات تھے چھپر پڑے تھے مولانا محمد یعقوب صاحب نے خواب میں جنت میں کچے مکانات دیکھے جس سے تعجب ہوا کہ جنت میں اور کچے مکان پھر ان چھپروں پر دفعتہ نظر پڑی تعبیر سمجھ میں آئی کہ یہ مکانات مقبول ہیں۔

﴿ملفوظ 439﴾ حضرت سید صاحبؒ کا دیوبند کے بارے میں ارشاد :

فرمایا کہ حضرت سید صاحب نے دیوبند کے متعلق فرمایا تھا کہ یہاں سے بوے علم آتی ہے پہلے دیوبند میں بہت جہل تھا۔

﴿ملفوظ 440﴾ مولانا فضل حق صاحب کا حضرت سید صاحب کا ادب :

فرمایا کہ گنگوہ کے کسی صاحب علم نے تقویۃ الایمان کا رد لکھا تھا وہ مولوی فضل حق صاحب کو جب وہ دورہ میں تھے دکھلایا مولوی صاحب نے ان کو بہت ڈانٹا اور کہا کہ تم تقویۃ الایمان کا رد لکھ سکتے ہو تمہارا منہ اس قابل ہے وہ شخص بہت شرمندہ ہوئے مولانا اسماعیل صاحب شہیدؒ کی شہادت کی خبر سنکر مولوی فضل حق صاحب نے جو کتاب اس وقت میں لکھ رہے تھے اس کا لکھنا بند کر دیا تھا پھر ایک ذکی مولوی صاحب کا قصہ فرمایا کہ مولانا سراج الدین صاحب کو منطق کی کتابیں کوئی استاد نہ پڑھا سکتا تھا آخر کار ایک مولوی صاحب نے سمجھایا کہ اس طرح تو تم ہمیشہ طالب علم ہی رہو گے یہ مانا کہ تم ذہین وذکی ہو اور استادوں کو تم خاموش کر دیتے ہو مگر جب تک کہ باقاعدہ درسی کتابیں کسی سے نہ پڑھو گے مولوی نہیں ہو سکتے۔ اس لیے اول کسی استاذ سے درسی کتابیں باقاعدہ ختم کرلو اور وہ جو بتلاوے اس کو مان لو پھر جب تم فارغ ہو جاؤ تو اختیار ہے خوب تحقیق کرنا۔

۱۴ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ بروز یک شنبہ

﴿ملفوظ 441﴾ معدہ کمزور ہونے میں حکمت :

فرمایا کہ معدہ کمزور ہونے میں بھی حکمت ہے کہ لذائذ سے پرہیز ہوتا ہے یہ بھی سرکاری انتظام ہے زیادہ کھانے سے جسم تازہ اور قلب مکدر ہو جاتا ہے اور کم کھانے سے جسم کمزور ہو جاتا ہے۔ مگر قلب کو تازگی ہوتی ہے حضرت حاجی صاحبؒ کو تو بہت فاقے پیش آتے تھے۔

﴿ملفوظ 442﴾ غیبت کرنیوالے کے بارے میں اکابر کا طرز عمل حقیقت کعبہ ومدینہ :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کا معمول تھا کہ جب کوئی کسی کی چغلی کھاتا تو نرمی سے راوی کی تکذیب فرماتے تھے اور مولانا رشید احمد صاحبؒ کا یہ قول تھا کہ جب کوئی مجھ سے

کسی کی روایت بیان کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان میں آپس میں رنج ہے اور مولانا محمد قاسم صاحب راوی کو ڈانٹتے تھے اور مولانا محمد یعقوبؒ صاحب خود اس قدر افادات فرماتے کہ کسی کو روایت کرنے کی نوبت ہی نہ آتی پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ ندوہ والوں نے حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں میری شکایت کی اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ نہیں اس کی ایسی طبیعت نہیں ہے اور مجھے خط میں یہ شعر تحریر فرمایا:۔

من نہ گویم کہ ایں مکن آں کن
مصلحت بین و کار آسان کن

پھر فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب سے ایک مرتبہ شریف صاحب کو کسی نے بد گمان کر دیا اور وہ شخص اتفاق سے ایک بار حضرت کی مجلس میں آ گیا حضرت نے خوب لتاڑا حضرت کسی بڑے سے بڑے نواب کی بھی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے تھے اور شریف صاحب کی نسبت فرمایا کہ زیادہ سے زیادہ وہ یہاں سے مجھے علیحدہ کر دیں گے سو کر دیں۔ میں جہاں بیٹھوں گا وہیں مکہ ہے کچھ اسی شہر کا نام مکہ نہیں ہے پھر اس کا راز فرمایا کہ حقیقت کعبہ کی تجلی الوہیت اور حقیقت مدینہ کی عبدیت ہے تو اہل معنی ان حقائق پر نظر رکھتے ہیں گو جامعیت یہ ہے کہ حقیقت اور صورت دونوں کو لے۔

۱۵ جمادی الآخر ۳۵ھ بروز دوشنبہ

﴿ملفوظ 443﴾ خادم ہونے کا دعوٰے:

ایک صاحب کی نسبت فرمایا کہ وہ فلاں صاحب کو اپنے حالات باطنی لکھتے ہیں مجھ سے آج تک کوئی بات نہیں پوچھی اور پھر خادم ہونے کا دم بھرتے ہیں۔

﴿ملفوظ 444﴾ خود بخود برخوردار:

ایک صاحب نے اپنے پتہ کے لفافہ پر ﴿جو لفافہ کہ جواب کیلئے بھیجا تھا﴾ اپنے نام کے ساتھ لفظ ''برخوردار'' لکھا تھا حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ کیا میں نے آپ کو اس سے پہلے یہ لفظ لکھا ہے یا آپ نے مجھے لکھ کر بتایا ہے کہ یہ لکھا کرو۔

۱۶ جمادالآخر ۱۳۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 445﴾ **مولوی سالار بخش صاحب کی حضرت گنگوھیؒ کیلئے تعریف :**

فرمایا کہ ایک مرتبہ مولوی سالار بخش گنگوہ آئے اسی وقت میں کسی نے مولانا رشید احمد صاحب سے ایک فتوے پوچھا۔ مولانا نے مولوی سالار بخش کی طرف اشارہ کر دیا کہ آپ سے پوچھا جائے پھر تو مولوی سالار بخش نے مولانا کی بہت تعریف کی کہ بس مولوی وہ ہیں جاؤ بس ان ہی سے پوچھ لیا کرو۔

۱۷ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ بروز چہار شنبہ

﴿ملفوظ 446﴾ **خانگی معاملات میں پوچھ گچھ کا فائدہ :**

فرمایا لوگ مجھے کہتے ہیں کہ نہ معلوم یہ اپنے متعلقین کے خانگی معاملات میں کیوں دخل دیتے ہیں ایک صاحب ماں کے شامل تھے اس سے بیوی پر ظلم ہوتا تھا ان کو میں نے خود کہہ کر ماں سے علیحدہ کرایا۔ ماں کو جب معلوم ہوا تو وہ میرا سنکر خاموش ہو گئیں۔

﴿ملفوظ 447﴾ **شاہ فضل الرحمٰن صاحبؒ کی حالت :**

فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحبؒ میں تصنع بالکل نہیں تھا۔ جیسے معصوم بچہ ہوتا ہے ایسی حالت تھی باقی رہا بزرگ ہونا سو بزرگی کا یقینی حال اور درجہ تو خدا کو معلوم ہے۔

﴿ملفوظ 448﴾ **معیت حق کا رعب :**

فرمایا کہ نرم مزاج اہل اللہ میں بھی رعب ہوتا ہے کہ چنانچہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ نہایت نرم مزاج تھے مگر جب تک وہ نہ بولیں کسی کو ان کے سامنے بولنے کی ہمت نہ ہوتی تھی اور جب وہ گفتگو شروع کر دیتے تھے تو پھر لوگ مزاح تک کرتے تھے یہ رعب معیت حق کا ہوتا ہے حدیث ہے انا جلیس من ذکرنی۔

۱۸ جمادی الآخر ۳۵ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 449﴾ مرید کو ہر طرح کے مواخذہ کیلئے تیار رہنا چاہیے :

فرمایا کہ اصلاح میں تو نہ معلوم کیا کیا نوبتیں آتی ہیں ایک شیخ نے اپنے مرید سے کان پکڑوا کر اٹھ بیٹھک کرائی تھی پھر فرمایا کہ اگر سزا دینے میں نفس کی آمیزش ہو گی تو شیخ خود مواخذہ دار ہے لیکن مرید کو تو ہر طرح آمادہ رہنا چاہیے ایک صاحب یہاں آئے تھے انہوں نے یہاں کی حالت دیکھ کر کہا تھا کہ ایک یہ کپڑا اچھا پہنتے ہیں۔ دوسری یہاں وظائف کی تعلیم نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ یہ تو شیخ بن کر آئے ہیں۔

اصلاح کے لیے نہیں آئے ہیں پھر فرمایا کہ اکثر دیکھا ہے جس کی طرف میرے قلب کو التفات ہوا اس کے امتحان کی کبھی ضرورت نہیں ہوتی وہ اچھا ہی نکلتا ہے۔

﴿ملفوظ 450﴾ بیعت میں جلدی کی غلطی :

ایک صاحب کا خط آیا اس میں لکھا تھا۔ کہ یہاں پر ایک شخص آئے اور کہا کہ میں مولوی عبداللہ ہوں لوگ ان سے مرید ہو گئے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ مولوی عبداللہ نہ تھے اب یہ شخص جو مرید ہوئے ہیں حقیقی مولوی عبداللہ کے مرید ہو گئے یا نہیں ہمارے حضرت نے تحریر فرمایا کہ وہ لوگ مولوی عبداللہ صاحب سے مرید نہیں ہوئے اور ان شخصوں نے سخت غلطی کی کہ جو اس قدر جلد بعیت کر لی۔

﴿ملفوظ 451﴾ تعویذوں کے بارے میں غلط اعتقاد :

فرمایا کہ تعویذوں کے ساتھ لوگوں کا برا اعتقاد ہے سمجھتے ہیں کہ تعویذ قلعہ ہیں اب اللہ کچھ نہیں کر سکتے۔ بھروسہ اللہ میاں پر نہیں رہتا تعویذوں کی وجہ سے۔

﴿ملفوظ 452﴾ پٹواری صاحب جو باطنی عقبہ میں پھنس گئے :

فرمایا کہ ایک پٹواری صاحب ایک جاہل سے بیعت تھے لیکن معتقد اس سے بھی نہیں تھے اور اہل حق سے تو پہلے سے معتقد نہیں تھے ان کے عقائد میں رفض و بدعت بھی تھا ان کا خط آیا ہے کسی باطنی عقبہ میں پھنس گئے ہیں اب ہم لوگوں کی طرف رجوع ہوئے ہیں سو یا تو کسی حالت باطنی میں پھنس گئے ہیں یا دماغ میں سوداویت وغیرہ ہو گی ان کو میں نے یہ جواب

لکھدیا ہے کہ اول میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ مصیبت زدہ صاحب حاجت سے حیلہ کرنا یا خواہ مخواہ تکلیف کی تواضع کرنا میرے نزدیک ناجائز ہے اس لیے میں ان تکلفات سے قطع نظر کر کے جو کچھ عرض کروں گا وہ معاملہ کی بات ہو گی وہ عرض یہ ہے کہ اگر طبیب حاذق یہ اطمینان دلا دیوے کہ یہ مرض نہیں ہے تو اس صورت میں اس حالت کی اصلاح کے دو طریقے ہیں ایک تصرف اور ہم لوگ اور خصوص میں اس سے بالکل عاری ہیں دوسرا طریقہ سوا اس کے لیے علاوہ طویل مدت کے جس کی حد پہلے سے معین نہیں ہو سکتی۔ بڑی شرط نافع ہونے کی طالب و مطلوب میں مناسبت ہے اور وہ موقف ہے اتحاد مذاق و مشرف پر سو چونکہ مجھ میں اس کی کمی ہے اس لیے اس طریق سے بھی میں آپ کی خدمت نہیں کر سکتا۔ بہتر ہے کہ آپ ایسے متبع سنت بزرگ سے رجوع کیجئے جو بابرکت بھی ہو اور کم از کم آپ کے مشرب کی اس کو اطلاع نہ ہو اور آپ کے دل میں اس کی اس قدر عظمت ہو کہ اس کا ہر قسم کی اطاعت کو خواہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے اور اس کے ہاتھوں ہر طرح کے تذلل کو آپ گوارا کر سکیں۔ باقی دعا سے مجھ کو بھی عذر نہیں اس خدمت کے لیے کسی مسلمان سے انکار نہیں والسلام۔

ملفوظ 453 کسی قوم کی مشابہت عقلی مسئلہ ہے :

فرمایا کہ ایک ضلع میں ایک شخص ترکی ٹوپی پہن کر کچہری میں گئے صاحب کلکٹر ان پر بہت ناراض ہوئے کہ تم سرکار کے مخالفوں کی ٹوپی اوڑھ کر کیوں یہاں آئے اور سپرنٹنڈنٹ کو بلوایا کہ ان کو گرفتار کر لیا جائے فرمایا کہ میں تو کہا کرتا ہوں کہ **من تشبہ بقوم فھو منھم** مسئلہ عقلی ہے دیکھو صاحب بہادر کو بھی ناگوار ہوا کہ یہ انورپے کی ٹوپی ہے مگر ہمارا کہنا تو کوئی سنتا ہی نہیں جب صاحب بہادر کہہ دیں تب صحیح ہے۔

ملفوظ 454 نماز کا حق کس سے ادا ہو سکتا ہے :

ایک صاحب نے کہا کہ مجھ سے نماز کا حق ادا نہیں ہوتا فرمایا کہ بھائی نماز کا حق کس سے ادا ہو سکتا ہے تم تو یہ بھی سمجھتے ہو کہ ہم سے حق ادا نہیں ہوتا اور ہم تو اس جہل میں مبتلا ہیں کہ ہم بہت اچھی نماز پڑھتے ہیں اور حالانکہ خاک بھی نہیں پڑھتے بس بھائی اللہ میاں کو سجدہ کر لیتے ہیں وہ رحیم ہیں قبول فرمالیں گے ان سے امید قبولیت کی البتہ ہے گو ہماری نماز اس قابل نہیں ہے۔

۱۹ جمادی الآخر ۳۵ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 455﴾ نسبت آدمیت لکھنے کی ضرورت :

فرمایا کہ آجکل اپنے ناموں کے ساتھ نسبتوں کے لکھنے کا بڑا زور ہو گیا ہے چنانچہ ایک صاحب نے لکھا ہے سیفی مگر آدمی کوئی نہیں لکھا جس کی نسبت آدم علیہ السلام کی طرف ہے آج کل آدمی لکھنے کی ضرورت ہے کیونکہ ڈارون لکھتا ہے کہ آدمی بندر کی اولاد سے ہیں۔ ڈارون کا قول اس وجہ سے نقل فرمایا کہ ایک حکیم صاحب نے عرض کیا تھا کہ آدم علیہ السلام کی طرف تو نسبت ظاہر ہے اس وجہ سے کوئی اپنے آپ کو نہیں لکھتا پھر فرمایا کہ اب تو ضرورت ظاہر ہو گئی اور یہ لوگ آدم علیہ السلام کو مانتے بھی نہیں ہیں۔

﴿ملفوظ 456﴾ تحقیق حال معالج کا کام ہے :

فرمایا کہ کیفیات سے وصول یا حرمان پر استدلال کرنا یہ مستعلج کا کام نہیں ہے کہ اول میں عجب کا خدشہ ہے اور ثانی میں ناشکری کا اور دونوں سالب نعمت ہیں۔ طالب کا وظیفہ یہ ہے کہ حالت کی اطلاع دے اور اس حالت کی تحقیق یہ معالج کا کام ہے۔

﴿ملفوظ 457﴾ رسومات میں شرکت کا نقصان :

ایک صاحب نے اپنی بی بی کی نسبت خط میں لکھا تھا کہ ان کو ۷ ماہ کا حمل تھا وہ کسی شادی میں گئیں پیر پھسل گیا گر گئیں پیچش ہو گئی میں ضعیف العمر ہوں اور یہ بچے چھوٹے ہیں دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو صحت عطا فرمائے۔ اس پر فرمایا کہ یہ عورتیں رسومات نہیں چھوڑتیں اور ان صاحب کو جواب تحریر فرمایا کہ آپ ایسے موقعہ پر پھر جانے کی اجازت نہ دیں۔ دوسرے یہ کہ خدا کرے آپ کے دل میں ایسی خود غرضی نہ رہے کہ اس کے لیے اس غرض سے شفاء کی دعاء کراتے ہیں کہ بچے چھوٹے ہیں۔

﴿ملفوظ 458﴾ اپنے ضعف کے بارے میں ارشاد :

اپنے ضعف کے متعلق فرمایا کہ اگر کوئی اللہ کا بندہ دعا کر دے تو پھر دوا وغیرہ سب ایک طرف ہی رکھے رہے۔

﴿ملفوظ 459﴾ پرانے نام سے تنفر :

فرمایا کہ بُرے نام سے طبیعت کو تنفر ہوتا ہے تھانہ بھون میں ایک مسجد کا نام چوہٹوں والی مسجد تھا۔ جب پھر سے تعمیر ہوئی تو میں نے کہا کہ مسمّی تو بدلا گیا اسم بھی بدلو میں نے اس کا نام لال مسجد رکھا۔ اب اسی نام سے لوگ اس کو پکارتے ہیں اور خطوط بھی اسی نام سے آتے ہیں میں نے اس پر لال صندلا بھی کرادیا ہے۔

﴿ملفوظ 460﴾ حضرت مرزا صاحبؒ کی بچوں سے محبت :

فرمایا کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ کی حکایت ہے کہ انہوں نے ایک مرید سے کہا کہ اپنے بچوں کو دکھلاؤ ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ وہ مرید پہلو تہی کرتے تھے اس وجہ سے کہ بچے شوخ ہوتے ہیں اور مرزا صاحبؒ نازک مزاج تھے آخر کار حضرت کے چند بار کے تقاضہ پر ایک دن بچوں کو نہلا دھلا کر اور کپڑے پہنا کر خوب ادب سکھلایا کہ ادھر ادھر مت دیکھنا پست آواز سے بولنا۔

دہلی کے بچے تو ویسے ہی ہوشیار ہوتے ہیں اور پھر ان کو سکھلایا گیا اس لیے وہ خوب ٹھیک ہو گئے ہیں تب وہ ان کو لے کر مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے مرزا صاحب نے ان بچوں کو چھیڑنا شروع کیا مگر وہ تو بندھے ہوئے تھے اس لیے ان پر اثر کچھ نہ ہوا۔ اور بڑوں کی طرح تمیز و سلیقہ سے بیٹھے رہے تب مرزا صاحب نے فرمایا کہ بچوں کو نہیں لائے جواب دیا کہ حضرت لایا تو ہوں فرمایا کہ یہ بچے ہیں یہ تمہارے بھی باوا ہیں بچے تو وہ ہوتے کوئی ہمارا عمامہ اتارتا کوئی کچھ کرتا.... پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ اگرچہ مرزا صاحب بہت نازک مزاج تھے مگر بچوں سے کچھ تکلیف نہ ہوتی تھی۔ ناگواری تو جاننے والے کی ہوتی ہے نہ کہ بچوں کی جو کچھ نہیں جانتے۔

﴿ملفوظ 461﴾ اذیت پر نہیں ایذاء رسانی پر غصہ آتا ہے :

فرمایا کہ محض اذیت پر غصہ نہیں آتا ایذاء رسانی پر آتا ہے دیکھو اگر کانٹا پیر میں چبھ جائے تو کانٹے پر غصہ نہیں آتا اور جو کوئی جانور کاٹے تو اگرچہ اس میں پوری عقل نہیں ہے مگر کسی قدر شعور ہونے سے اس پر کچھ غصہ آتا اور آدمی کے ستانے پر غصہ اور زیادہ آتا ہے اور اگر محض اذیت پر غصہ آتا تو سب جگہ پر آتا اور یہی وجہ ہے کہ اپنوں پر غصہ زیادہ آتا ہے

اور غیروں پر کم آتا ہے کہ تعلق کے ہوتے ہوئے ایذا رسانی کامل ایذا رسانی ہے۔

﴿ملفوظ 462﴾ تحصیلدار کے تبادلہ کا عجیب طریقہ :

فرمایا کہ منشی ..... تحصیلدار رشوت خور تھے مگر ان سے سب حکام خوش تھے اس لیے باوجود لوگوں کے شاکی ہونے کے ان کی بدلی نہیں ہوتی تھی ایک گنوار نے کہا کہ میں ان کی بدلی کراؤں گا وہ گنوار کلکٹر کے بنگلہ پر شکایت کرنے کے لیے پہنچا۔ کلکٹر نے پوچھا کہ کیوں آئے ہو میں یہ پوچھنے آیا ہوں کہ موروثی کسے کہتے ہیں مجھے کسی نے ٹھیک نہیں بتایا۔ کلکٹر نے جواب دیا کہ ۱۲ برس تک جس زمین پر کاشت کار کا قبضہ رہے تو زمیندار اس زمین کو کاشت کار سے چھڑا نہیں سکتا۔ گنوار نے کہا کہ یہ خوب سنائی مجھے یہ فکر ہو گیا ہے کہ ...... تحصیلدار کو گیارہ برس تو ہو گئے ۔ اگر ایک سال اور ہو گیا تو موروثی ہو جائے گا۔ پھر نہ تیرے باپو ﴿باپ﴾ سے جانہ میرے باپو ﴿باپ﴾ سے جا۔ کلکٹر نے یہ سن کر تحقیقات کی تو واقعی رشوت لینا ثابت ہوا۔ بس ان کو تبدیل کر دیا۔

﴿ملفوظ 463﴾ اجڈ قوم کے بزرگ :

فرمایا کہ علم سے خوف ہوتا ہے جو لوگ جاہل ہوتے وہ اسی وجہ سے نڈر ہوتے ہیں پھر ڈرنے کے مضمون کے سلسلہ میں ایک حکایت بیان کی کہ ایک بزرگ تھے اجڈ قوم کے اور جنگل میں رہتے تھے کسی نے ان کو غصہ دلانے کے لیے کہا کہ حضرت یہاں تو بھیڑیے رہتے ہیں اور آپ یہاں تشریف رکھتے ہیں آپ کو ڈر نہیں لگتا کہنے لگے میں ان سے تو کیا ڈرتا میں تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ یہ حکایت گھڑی ہوئی معلوم ہوتی ہے کوئی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا۔

﴿ملفوظ 464﴾ جہل کی حیا بھی بے ڈھنگی ہوتی ہے :

فرمایا کہ جہل کی حیا بھی بے ڈھنگی ہوتی ہے ایک شخص نے بیان کیا کہ میں ریل کے اندر سفر کر رہا تھا ہندوؤں کا مجمع تھا اس لیے میں نے نماز نہیں پڑھی نماز پڑھوں گا تو یہ ہنسیں گے اور اسلام کی توہین ہو گی۔

پھر حضرت والا نے فرمایا کہ لوگ بہت ادب کرتے ہیں نمازی کا۔ بہت سے تو نماز پڑھنے والوں کے سامنے سے نہیں گزرتے یہ بھی سمجھتے ہیں کہ اگر نمازی کے ساتھ کوئی بے

حرمتی کی گئی تو جھگڑا پھیلے گا۔ یہ سمجھتے ہیں کہ نمازی کو نماز کے وقت جوش بہت ہوتا ہے اور واقعی ہے بھی یہ ہی بات۔

۲۰ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 465﴾ میں چھوٹا سا میاں جی ہوں اور چھوٹے کام کرتا ہوں :

ایک صاحب بغرض بیعت ایک دوسرے صاحب کے ساتھ تشریف لائے۔ حضرت والا نے ان سے چند باتیں دریافت فرمائیں جن کا جواب انہوں نے صاف نہیں دیا۔ اس پر فرمایا کہ بات کو صاف کہنا یہ عادت مفقود ہی ہوگئی اس واسطے صاف نہیں بتلایا جاتا ہے اور اگر یہ بیعت کا نام نہ لیتے تو اتنی جھک جھک نہ ہوتی اس لیے میں نے بیعت کا سلسلہ ہی موقوف کر دیا ہے البتہ اصلاح کا سلسلہ آنے کے ساتھ ہی شروع کر دیتا ہوں۔

جناب رسول اللہ ﷺ جو مبعوث من اللہ تھے آپ بھی کوئی بات ۳ مرتبہ سے زیادہ نہ فرماتے تھے میں آپ سے ۳ مرتبہ کہہ چکا اور آپ کی طرف سے اس کا جواب نہیں ملا۔ اب آپ نے جو یہ کہا کہ میری سمجھ میں نہیں آیا اس سے آپ کا دعوے تیر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ متکلم نے ایسا کلام کیا جو مخاطب کی سمجھ میں نہیں آیا۔ حالانکہ تین مرتبہ کہہ چکا ہوں اور بالکل صاف صاف کہا ہے پھر ان صاحب نے کہا کہ میں پھر آؤں اس پر فرمایا کہ اکثر پوچھنے کا منشاء کہ میں پھر آؤں۔

بیعت کا وعدہ لینا ہوتا ہے سو مجھے وعدہ کرنے کی کیا ضرورت ہے دوسرے مجھے یہ بہت ناگوار ہوتا ہے کہ سفارش کے ساتھ آیا جائے ہم نہ بزرگ ہیں نہ کچھ حاکم وغیرہ یہاں تو افعال واعمال اور اخلاق کی تعلیم ہوتی ہے یہ بزرگی کی الف بے تے ہے بڑے کام اور بڑے لوگوں کے متعلق ہیں میں تو چھوٹا سا میاں جی ہوں بڑوں نے اپنے متعلق بڑے کام رکھے ہیں مگر چونکہ کچے پن میں بڑے کام شروع ہوتے ہیں اس لیے کچے رہتے ہیں جراح خدمت کرتا ہے نشتر چبھوتا ہے اس کی بہت ناگواری ہوتی ہے حتی کہ اگر بچے کے سامنے ماں اس کا نام لے دیتی ہے تو وہ سہم جاتا ہے گویا کہ خادم کو اس قدر برا سمجھتا ہے میں تو خادم دین ہوں جن کو ناگواری ہوتی ہے ان کی بھی کچھ نہ کچھ خدمت تو کر ہی دیتا ہوں۔

﴿ملفوظ 466﴾ **نسبت معتبرہ کا بیان :**

فرمایا کہ میں اکثر طالبان بیعت کے سوال کرتا ہوں کہ میری کیا کیا کتابیں تم نے دیکھی ہیں اور ان کو دیکھ کر اپنی حالت میں کیا تغیر کیا۔ چنانچہ ایک صاحب سے میں نے یہی دریافت کیا تھا انہوں نے جواب میں لکھا ہے کہ میں نے گناہوں سے توبہ کی اور یاد الٰہی سے شوق ہو گیا قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہوں۔ درود شریف اور استغفار پڑھتا ہوں بعد نماز تہجد اسم ذات کا ذکر کرتا ہوں اگر کوئی شخص اپنی حالت میں کچھ تغیر نہیں کرے تو فائدہ کیا اس کو بیعت کرنے کا اور جو اپنی حالت کو درست کرے تو اس سے دل خوش ہوتا ہے یا نہ ہو کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی کام کرنے والا ہے باقی نرے وعدے سے کام نہیں چلتا۔ کر کے دکھلا دو مثلاً کوئی کہے کہ انٹرنس پاس کر لوں گا اول تو کر رکھ لو یا ایک شخص کہے کہ میں وضو پھر کر لوں گا۔ اول نماز کی نیت بندھوا دو اور یہی حاصل ہے بیعت کر لینے کے سوال کا کہ بس بیعت کرا لو اور ہم کام کچھ کر کے نہ دکھلاویں۔

پھر فرمایا کہ کبر خدا کے راستہ کا بڑا رہزن ہے اول اس کا علاج کرے بس یہی کافی ہے نسبت اور چیز ہے وہ اللہ کا نام لینے سے حاصل ہوتی ہے لیکن جب تک کہ ادھر سے پورا تعلق نہ ہو گیا فائدہ ذرا اللہ کا دھیان رہنے لگا۔ بس سمجھ گئے کہ ہم اللہ والے ہو گئے ہیں اور آیت و نحن اقرب الیہ من حبل الورید سے یہ خیال اور قوی کر لیا حالانکہ اس سے خدا کا قرب بندہ کے ساتھ ثابت ہے نہ کہ بندہ کا قرب اللہ کے ساتھ۔

اور چونکہ دونوں قربتوں کی حقیقت جدا جدا ہے اس لیے ایک قرب دوسرے کو مستلزم نہیں اصلی معیار معتبرہ کا سنت کی متابعت ہے کہ ظاہر اقوال و افعال اور اخلاق سب سنت کے مطابق ہونے لگیں ورنہ کچھ بھی نہیں۔

﴿ملفوظ 467﴾ **جو بات کتب سے حل نہ ہو اس کو بذریعہ خط پوچھنا چاہیے :**

ایک مولوی صاحب کا خط آیا تھا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ لوگوں کے جو بہت لمبے چوڑے خطوط آتے ہیں بجائے اس کے لوگوں کو ان کا جواب آپ کے کتب سے لینا چاہیے اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ واقعی تربیۃ السالک وغیرہ ایسی کتب ہیں کہ ان سے بہت سی باتیں حل ہو سکتیں ہیں ہاں البتہ اگر کوئی بہت ہی غامض بات ہو تو وہ اور بات ہے اس کو مجھ سے پوچھ لینا چاہیے۔

﴿ملفوظ 468﴾ تقریر و تحریر میں ابہام ناپسندیدہ ہے:

فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ دو باتیں مجھے بہت ناپسند ہیں ایک تو تقریر میں لغت بولنا دوسرے تحریر میں شکستہ لکھنا مقصود تحریر و تقریر سے افہام ہے اور یہاں ابہام ہو جاتا ہے ہمارے بزرگوں کے خط نہایت صاف تھے مولانا محمد قاسم صاحب کا خط تو نہایت صاف تھا نقطے و شوشے تک سب پورے ہوتے تھے۔

﴿ملفوظ 469﴾ مشائخ کو بیعت کے ذریعہ بھرتی نہیں کرنا چاہیے:

فرمایا کہ بعضے احباب لوگوں کو بزرگوں کے پاس پھانس کر لاتے ہیں اس کا علاج وہی ہے جو کہ میرا طریقہ ہے کہ فوراً بیعت نہ کرے۔ فوراً بیعت کر لینا تو اس کی امداد ہے گھیر کر لانے میں مصلحت بیان کی جاتی ہے کہ اہل باطل کے پنجہ میں پھنسنے سے بچ جائے گا لیکن اس کو اور پچاس آدمی کیسے سمجھیں گے کہ بیعت میں تعجیل کرنا مضر ہے اور یہی سمجھنا اصل بچانا ہے اہل باطل سے اور اول تو وہ بھی نہیں پھنسے گا اور اگر خیر پھنس بھی جائے تو میں اس کے پھنسنے کا سبب نہ ہوا۔ اس توقف کرنے سے اور لوگوں کو تو ہدایت ہو گی کہ بیعت احتیاط کی چیز ہے مشائخ جو انکار نہیں کرتے اور سب کو بھرتی کر لیتے ہیں یہ تو پارٹی بڑھانا ہے جس کی اہل حق کو ضرورت نہیں کیونکہ حق وہ چیز ہے کہ تمام عالم میں اگر ایک شخص صاحب حق ہو اس کو کسی کی پرواہ نہیں ہوتی۔ دیکھئے جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مانعین زکوٰۃ پر جہاد کا مشورہ کیا تو سب کی یہ رائے ہوئی کہ اس وقت میں تالیف قلب مناسب ہے اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی میرے ساتھ نہ ہو گا تو میں اکیلا قتال کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان اللہ معنا حضور سرور عالم ﷺ کے ہمراہ میں ہی تھا اس لیے معنا میں ضمیر میری طرف راجع ہے جب میرے ساتھ خدا ہے میں خود سب کام کر لوں گا۔ حق کی معیت ہوتے ہوئے مجھ کو کسی کی معیت کی حاجت نہیں۔

﴿ملفوظ 470﴾ بیعت کے سلسلہ میں مشورہ عدم اعتقاد کی دلیل ہے:

فرمایا کہ ایک مولوی صاحب کہتے تھے کہ بعض لوگوں نے مجھے مصیبت میں پھنسا دیا اس طرح سے میں نے ایک مقام پر وعظ کہا لوگ معتقد ہو گئے۔ بیعت کی درخواست کی میں نے انکار کیا مگر زبردستی ان صاحبوں نے چند شخصوں کو مجھ سے بیعت کرا ہی دیا۔ میں نے ان

مولوی صاحب سے کہا کہ ایک ایک شخص کو علیحدہ علیحدہ اطلاع کر کے کسی دوسرے بزرگ سے بیعت کرادو اور اگر عام اعلان کیا تو اس میں فتنہ ہے لوگ کہیں گے کہ یہ سب ایسی ہی گڑ بڑ کرتے ہوں گے پھر فرمایا کہ آفتاب تو وہ ہے جو بغیر دکھلائے نظر آئے البتہ اگر کوئی مثل خفاش کے ہو تو وہ اور بات ہے اسے آفتاب نظر نہیں آسکتا۔ مولوی محبّ الدین صاحب حضرت حاجی صاحب کے خلیفہ ہیں ولایتی ہیں جو شخص ان سے مشورہ بیعت لیتا کہ میں حضرت حاجی صاحب سے بیعت ہو جاؤں تو اس سے یہ کہہ دیتے کہ نہیں فلاں فلاں صاحبوں سے ہو جاؤ جب ان سے کہا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جواب دیا کہ جو شخص مشورہ پوچھتا ہے اس کو اعتقاد نہیں ہے اس لیے ایسے شخص کو حضرت سے بیعت کرا کر اپنے شیخ کے یہاں خوگیر کی بھرتی کیوں بھروں پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ میں تو یہ کرتا ہوں کہ چند بزرگوں کے نام لے دیئے اور یہ کہدیا کہ سب کے پاس ایک ایک ہفتہ رہ آؤ پھر جہاں دل لگے وہیں بیعت ہو جانا۔

﴿ملفوظ 471﴾ فضول جھگڑا:

ایک حکیم صاحب کی نسبت فرمایا کہ ان میں انتظام بہت ہے مہینہ بھر کا نقشہ تیار کیا ہے کہ فلاں تاریخ فلاں کو خط لکھنا ہے اور فلاں تاریخ فلاں کو خواہ ان لوگوں کا خط آئے یا نہ آئے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم نے کہاں کا جھگڑا لگایا کسی کا خط آئے جواب دیدو ورنہ نہیں یا اگر بہت محبت کا جوش اٹھے تو بھیج دو نہیں تو کہاں کا قضیہ لگایا۔

۲۱ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ بیر وز یکشنبہ

﴿ملفوظ 472﴾ غلبہ رسوم سے طبیعت کی سلامتی جاتی رہتی ہے:

فرمایا کہ حب دنیا و رسوم کے غلبہ سے سلامتی طبیعت رخصت ہو جاتی ہے ایک شخص مثلاً صاحب فرمائش تصریح کر رہا ہے کہ اس کام کو اس طرح کرو تو گو وہ غرض دوسرے طریق سے بھی حاصل ہوتی ہے مگر تاہم ہمیں کیا استحقاق ہے اس کام کو دوسرے طریق سے کرنے کا غلبہ رسوم میں جو کام آدمی ایک گھنٹہ پہلے اپنے لیے پسند نہیں کرتا وہی دوسرے گھنٹہ میں دوسرے کے لیے پسند کر لیتا ہے۔

﴿ملفوظ 473﴾ **امانت کے بارے میں احتیاط :**

فرمایا کہ نواب سلطان جہاں بیگم والیٔ بھوپال نے اسٹیشن تھانہ بھون کی مسجد بنوائی ہے جب بن چکی تو میں نے دہلی سے فوٹو گرافر کو بلوا کر فوٹو سٹیشن کا مع مسجد کے کھچوا کر اور ایک نقشہ پیمائشی نقشہ نویس سے کھچوا کر اور ایک ایک پائی کا سب حساب لکھ کر بذریعہ رجسٹری بیگم صاحبہ کو بھیج دیا تھا تاکہ انہیں اطمینان ہو جائے کہ ہاں واقعی اسٹیشن کے پاس مسجد ہے کیونکہ غیر واقعی چیز کو تو فوٹو کھینچ ہی نہیں سکتا۔

حالانکہ وہاں شبہ کا بھی احتمال نہیں تھا کیونکہ وہ بڑے آدمی ہیں انہیں دے دینے کے بعد پرواہ بھی نہیں ہوتی کہ کیا کیا تھا مگر مجھے امانت کے بارہ میں بہت احتیاط ہے میں نے معاملہ صاف کر دیا۔ چنانچہ اس کا یہ اثر ہے کہ جب میں کسی درخواست پر دستخط کر دیتا ہوں تو فوراً منظوری ہو جاتی ہے مگر میں بھی ہر درخواست پر دستخط نہیں کرتا ایک صاحب نے حال میں بیگم صاحبہ کو درخواست لکھی تھی کہ آپ کی ریاست میں میرے والد ملازم تھے میں آجکل اس قدر روپیہ کا قرض دار ہوں لہٰذا میری امداد فرمائی جائے۔

یہ کہہ کر وہ میرے پاس بغرض دستخط لائے میں نے کہا کہ میں یہ لکھوں گا کہ سفارش کی تو میری عادت نہیں ہے اس لیے سفارش نہیں کرتا اور تفصیلی تصدیق اس وجہ سے نہیں کر سکتا کہ مجھے قرضہ کا علم نہیں کہ اس قدر ہے یا نہیں پس تصدیق اجمالی کرتا ہوں کہ واقعی یہ فلاں کے بیٹے اور حاجت مند ہیں اور حاجت مند کی اعانت موجب اجر ہے انہوں نے یہ تصدیق پسند نہ کی اور ویسے ہی درخواست بھیج دی۔ وہاں سے ایک صاحب نے لکھا کہ جب تک ان کی تصدیق نہ کرو گے منظور نہ ہوگی۔ بس وہ میرے پاس آئے میں نے کہا وہی لکھوں گا۔ کہنے لگے میں رسیدیں دکھلاؤں قرضہ کی تاکہ قرضہ کی مقدار کی تصدیق ہو جائے میں نے کہا وہ رسیدیں حجت شرعیہ نہیں ہیں۔ پھر انہوں نے کہا اچھا وہی لکھ دو میں نے لکھ دیا پھر حضرت والا نے فرمایا کہ اس تصدیق میں انہیں یعنی بیگم صاحبہ کو دھوکہ نہیں ہو سکتا۔ صاف اور سچی بات ہے جی میں آوے تو منظور کریں۔ یا نہ کریں اور اکثر اس طریق سے کام چل بھی جاتا ہے۔

﴿ملفوظ 474﴾ **رافضیوں کی ناپاک حرکت :**

فرمایا کہ بعضے رافضیوں نے علماء اہلسنت کے نام اسماء الرجال میں ٹھونس دیئے ہیں

تاکہ لوگوں کو ان کے بھی رافضی ہونے کا شبہ ہو جائے۔

﴿ملفوظ 475﴾ امام صاحبؒ کا عہدہ قضا قبول نہ کرنے کا واقعہ :

فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے عہدہ قضاء قبول نہ فرمانے کا قصہ اسطرح پر ہے کہ خلیفہ نے اپنی کوئی جائداد کسی کے نام ہبہ کی تھی اور سب نے تو دستخط کر دیئے اس لیے کہ ہم بادشاہ کو تو پہنچانتے ہی ہیں جب امام صاحب کے پاس کاغذ دستخطوں کے لیے گیا تو آپ نے فرمایا کہ بادشاہ میرے سامنے اقرار کریں تب دستخط کرونگا۔ لوگوں نے کہا کہ اس کاغذ پر بادشاہ کے دستخط ہو رہے ہیں۔ فرمایا کہ دستخط حجت شرعیہ نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ سامنے اقرار دو صورت سے ہو سکتا ہے یا تو میرے پاس آئے یا میں ان کے پاس جاؤں اور میرا کوئی کام نہیں جو میں جاؤں ان کا کام ہے وہ یہاں آئیں بادشاہ کو اس بات کی خبر ہوئی انہوں نے اپنے قاضی سے پوچھا کہ یہ مسئلہ شرعی ہے۔

انہوں نے کہا کہ ہاں مسئلہ تو یہی ہے بادشاہ نے کہا کہ تم نے کیوں دستخط کیے انہوں نے کہا کہ آپ کے لحاظ سے بادشاہ نے کہا جو شریعت کے مقابلہ میں لحاظ کرے وہ قاضی ہونے کے قابل نہیں ہے اس لیے امام صاحبؒ کو قاضی بنانا چاہیے۔ امام صاحب نے منظور نہ کیا پس بادشاہ نے ان کو جیل خانہ بھیج دیا وہاں آپ کے سو تازیانہ روز لگا کرتے تھے اور اسی میں انتقال فرمایا۔

﴿ملفوظ 476﴾ شیخ الٰہی بخش صاحب کے متعلق کچھ گفتگو :

فرمایا کہ پانی پت کے ایک درویش میرٹھ آئے اور انہوں نے والد صاحب سے کہا کہ مجھے شیخ الٰہی بخش سے ملادو میری لڑکی کا نکاح ہے والد صاحب نے ملاقات کرادی اور یہ کہہ دیا کہ شاہ صاحب بزرگ آدمی ہیں اور آپ کو اپنی لڑکی کا نکاح کرنا ہے انہوں نے کہا کہ کل آپ آئیں میں اس کے متعلق تجویز کرلونگا۔ ان شاہ صاحب نے رات کو عمل پڑھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شیخ الٰہی بخش صاحب نے رات کو ایک خواب دیکھا کہ کسی نے ان سے کہا کہ فلاں شاہ صاحب کو اتنا روپیہ دیدو۔ حسب وعدہ صبح کو شاہ صاحب شیخ صاحب کی خدمت میں پہنچے اور جا کر کہا کہ رات آپ نے کوئی خواب دیکھا ہے شیخ صاحب نے کہا کہ ہاں دیکھا ہے اور وہ دیکھا ہے کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اس کو ایک پیسہ مت دینا آخر کار والد صاحب کے کہنے سننے سے کچھ شاہ صاحب کو دیا۔ مگر اتنی مقدار میں نہ دیا جتنا کہ پہلے یعنی خواب نظر آنے سے قبل ارادہ کیا تھا۔

پھر حضرت والا نے فرمایا کہ ایسے ہی ایک صاحب نے شیخ صاحب کو باتیں ادھر ادھر کی سنا کر پوچھا کہ آپ کسی سے بیعت بھی ہیں انہوں نے جواب دیا کہ ہاں شیطان سے بیعت ہوں لیکن اگر آپ کو اس سے زیادہ کامل پاؤں تو آپ سے ہو جاؤنگا۔

پھر حضرت والا نے فرمایا کہ شیخ صاحب نے مولانا سعادت علی صاحب سہارنپوری کی صحبت پائی تھی اس وجہ سے اس قدر پکے ہو گئے تھے مولوی صاحب مولود شریف کراتے تھے۔ مگر شیخ الٰہی بخش صاحب اس میں شریک نہ ہوتے تھے پھر حضرت نے اس خاندان کے اہلیت کے مضمون میں فرمایا کہ ایک مرتبہ شیخ الٰہی بخش صاحب کے ایک بھتیجے نے مجھ کو لکھا کہ مولانا رشید احمد صاحبؒ سے آپ میرے کارخانے کے لیے دعا کرا دیجئے میں نے دعا کرا دی۔ انہوں نے بیس روپے کا منی آرڈر میرے نام بھیجا کہ آپ نے بہت تکلیف کی اس کو قبول فرمایئے۔ میں نے ان کو جواب میں لکھا کہ یہ کوئی آپ کا نیا نمک نہیں ہے جو میں انکار کروں چونکہ میں پرانا نمک خوار ہوں اس لیے رقم کو رکھے لیتا ہوں مگر یہ عرض کرتا ہوں کہ آئندہ مجھ سے ایسی قیمتی خدمتیں نہ لیا کیجئے۔ پھر اسی سلسلہ میں فرمایا کہ شیخ الٰہی بخش صاحب کے بھائی باوجود متقی ہونے کے غایت تواضع کے سبب نماز پڑھانے سے انکار کرتے تھے۔

۲۳ جمادی الآخر ۱۳۳۵ھ بروز دوشنبہ

﴿ملفوظ 477﴾ ملنے کے قصد سے کپکپی :

ایک صاحب نے مقیم وطن کی نسبت فرمایا کہ انہیں محبت تو بہت ہے مگر کبھی ملتے نہیں یہ کہتے ہیں کہ جب آتا ہوں ملنے کے قصد سے تو فلاں مسجد تک آکر بدن کانپنے لگتا ہے فرمایا کہ یہ تو شاعری ہے جس دن آجاتے ہیں اس دن بدن نہیں کانپتا خیر جی میں تو ایسے شخص سے بھی خوش ہوں جو کسی کو ستاوے نہیں یہ صاحب ایسے ہی ہیں کہ خود تو مضرت سے بچتے ہیں مگر دوسرے کو بھی مضرت نہیں پہنچاتے۔

﴿ملفوظ 478﴾ نا معقول رئیس :

فرمایا کہ شاہ جہان پور میں ایک ہندو رئیس نے بندر کا بیاہ کیا بڑے بڑے رئیس مہمان آئے یہ لوگ عاقل کہلاتے ہیں عاقلوں کی دیکھئے حرکتیں ہیں دیندار بھی اگر دین پر نہ چلتے تو ایسے ہی ہوتے دین کا راستہ ایسا ہے کہ اگر کوئی عقل بھی نہ رکھتا ہو اور اس رستہ پر چلے تو بس

عقلمند ہی ہو جاتا ہے کیونکہ عقلمند وہ ہے جو عقلمندوں کے سے کام کرے اور جو دین کے رستے پر نہ چلے چاہے وہ کتنا ہی بڑا فلسفی ہو چونکہ اپنی خواہش سے کام کرتا ہے اس لیے وہ ایسے ہی کام کرتا ہے جیسی کہ ان رئیس صاحب نے کیا۔

۲۳ جمادی الآخر ۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 479﴾ نور حقیقی کی کیفیت :

فرمایا کہ ایک صاحب نے پہلے خط میں بہت دعوے لکھے تھے کہ یوں انوار نظر آتے ہیں یہ ہوتا ہے وہ ہوتا ہے میں نے جواب لکھا کہ جب تک ان سب انوار وغیرہ کو دل سے رخصت نہ کروگے تب تک ذکر کے حقیقی انوار سے محروم رہوگے اب ان کا خط آیا ہے کہ مجھے خط پڑھ کر ایسا معلوم ہوا کہ گویا آسمان سے زمین پر گر پڑا اپنے سب گناہ نظر آنے لگے اب آپ سے حقیقی محبت ہے۔

﴿ملفوظ 480﴾ بیس برس کی عمر میں کیا ہوا اعتقاد :

ایک صاحب نے حضرت والا کی نسبت کہا تھا کہ میں نے سنا ہے کہ انہوں نے جائیداد لی نہیں جس کے اولاد نہ ہو اس سے تو یہ ہو سکتا ہے اولاد والے سے کس طرح ممکن ہے اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ یہ قصہ جائیداد نہ لینے کا تو بیس برس کی عمر میں ہوا تھا جب مجھے کیا خبر تھی کہ میرے اولاد نہ ہوگی۔ مگر یہ اعتقاد تھا کہ اگر اولاد بھی ہو جاتی تو کیا اللہ میاں اولاد کو نہ دیتے آخر میں بھی کسی کی تو اولاد ہی ہوں پھر مجھے بھی دے رہے ہیں یا نہیں کبر حسد ریا کو اول ہی سے مٹانے کی ضرورت ہے یہ بڑے سخت مرض ہیں مشائخ تک ان میں مبتلا ہیں علماء تو فنا نفس کا دعوے بھی نہیں کرتے اور مشائخ تو فنائے نفس کے دعوے پر بھی اس سے خالی نہیں اس سے سخت تعجب ہے۔

﴿ملفوظ 481﴾ چندہ کی وصولی میں حسن گفتگو :

فرمایا کہ ایک شخص مدرسہ کانپور میں چھ روپیہ ماہوار چندہ دیا کرتے تھے ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ انہوں نے کئی مہینہ تک چندہ نہیں دیا۔ مدرسہ والے ان کے پاس رقعہ بھیجتے تھے وہ جواب نہ دیتے تھے۔ مدرسہ والوں کو شبہات ہونے لگے۔ اس معاملہ میں مدرسہ والے کچھ

ہوتے ہیں میں نے کہا میں رقعہ بھیجوں تمہارے رقعوں سے کام نہ چلے گا۔ مگر ایک شرط سے میں گفتگو شروع کرونگا۔ کہ تمہیں نیت یہ رکھنی چاہیے کہ چاہے ہم کو گھر سے دنیا آوے تو دیدیں گے پھر میں نے ان کو لکھا کہ چاہیں تو جس قدر چندہ آپ نے دیا ہے وہ واپس لے لیں اور آئندہ کو بھی صاف طور سے بند کر دیں اور ایک صورت یہ ہے کہ پچھلا واپس نہ لیں اور جو آپ کے ذمہ بقایا ہے اس کو چھوڑ کر آئندہ سے جاری رکھیں اور یا یہ کریں کہ بقایا بھی ادا کر دیں اور آئندہ کو بھی چندہ دیں۔ جو نسی صورت آپ کے نزدیک پسند ہو اور اس میں آسانی ہو وہ اختیار کر لیجئے۔

اس پر انہوں نے جو کچھ چندہ باقی تھا سب بھیجدیا پھر ایک مرتبہ ۶۰۰ روپیہ کی زمین مدرسہ کے لیے لینے کی ضرورت تھی۔ مدرسہ والوں نے ان سے چھ سو روپیہ قرض لیکر زمین خرید لی اور اخبار میں چھاپ دیا کہ ہم فلاں صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے اس قدر رقم مدرسہ کو مرحمت فرمائی یہ بات ان کو بہت ناگوار ہوئی کیونکہ وہ معاملہ کے بہت صاف تھے اس پر میں نے ان کو مدرسہ سے چھ سو روپے لیکر ادا کر دیئے کہ یہ مدرسہ والوں کی کم فہمی تھی مجھے اس کی اطلاع نہ ہوئی اب اگر آپ فرمائیں تو اخبار میں اس کے خلاف طبع کرا دیا جائے کہ غلطی سے ایسا لکھا گیا اور آپ کی رقم حاضر ہے اس کے جواب میں انہوں نے لکھا کہ آپ مجھے شرمندہ کیوں کرتے ہیں پھر بعد میں انہوں نے وہ چھ سو روپیہ ایک میت لاوارث کی طرف سے قرض میں ادا کر دیئے۔

﴿ملفوظ 482﴾ ایک کی خطا کا دوسروں پر اثر :

فرمایا کہ نواب سعادت علی خاں کے یہاں کہار ملازم تھا اس نے اور بہت سے کہاروں کو بھرتی کرا لیا کسی خطا پر انہوں نے اس کو علیحدہ کر دیا۔ اس کے ساتھ جتنے اس کے آوردے تھے سب نکالے گئے اس پر سب کہاروں نے مل کر عرضی دی کہ صاحب ہماری کیا خطا ہے نواب صاحب نے اس شعر میں ان کو جواب دیا ہے۔

چواز قومے یکے بے دانشی کرد
نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

یہ شیعہ تھے مگر متعصب نہ تھے لفظ کہار میں اشارہ ہے مادہ کہار کی طرف اور مہرا بھی کہار کو کہتے ہیں اسی سلسلہ میں فرمایا کہ امراء سے جو لوگ ہنسی کرتے ہیں یہ برا ہے کبھی

ان کو برا بھی لگ جاتا ہے لوگ برا کرتے ہیں ایسا چاہیے نہیں اگر وہ بگڑ گئے تو پھر خرابی پڑ جائے گی۔

﴿ملفوظ 483﴾ آجکل کے درویش سہروردی ہیں :

فرمایا کہ آجکل کے درویش سہروردی ہیں یعنی ان کے پاس وردی ہے درویشی کی یعنی رنگے کپڑے موٹا تسبیح پھر فرمایا کہ بعض وقت ایسا جوش ہوتا ہے کہ سب کے سینوں میں آلہ کے ذریعے سے حقیقت بھر دوں لوگوں کو حقیقت کا نہ علم ہے اور نہ حقیقت کی طلب ہے۔

﴿ملفوظ 484﴾ طلب باطنی میں احتیاط کی ضرورت :

ایک صاحب نے جو کہ حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ سے بیعت تھے خواب میں دیکھا کہ حضرت حاجی صاحبؒ ان کو کچھ تعلیم فرما رہے ہیں یہ خواب ان صاحب نے ایک صاحب سے جو عالم اور ذاکر شاغل نہیں بیان کیا انہوں نے کہا کہ استغفار کرو کہ غیر شیخ سے تم نے رجوع کیا مجھے یہ سنکر بہت تعجب ہوا کہ اللہ خواب پر اور ایسی بات کہنا پھر فرمایا کہ صالح ہونا اور چیز ہے اور مصلح ہونا اور بات ہے جیسے کہ خود تندرست ہے اور دوسرے کا علاج کرنا اور بات ہے اور حکیم ہونے پر بھی اپنے اوپر اعتماد نہ کرے ایک حکیم صاحب نے سبحانك لاعلم لنا الخ پڑھ کر نبض دیکھا کرتے تھے ان سے کبھی نبض شناسی میں غلطی نہ ہوتی تھی اور یہ بھی کہہ دیتے تھے کہ جب دوا تیار ہو جائے تو لے آنا بس اس پر الحمد شریف پڑھ دیتے تھے خدا کے فضل سے شفاء ہو جاتی تھی۔

جب طب ظاہری میں اسقدر احتیاط کی ضرورت ہے تو باطنی میں بدرجہ اولے اس کی ضرورت ہوگی۔

﴿ملفوظ 485﴾ متقی کی معمولی بات کا اثر :

فرمایا کہ مولانا اسمعیل صاحبؒ شہید کے وعظ میں ایک ہیجڑا آ گیا۔ اس سے مولانا نے فرمایا کہ خدا سے ڈرو بس اس پر یہ سنکر ایک حالت طاری ہو گئی اور انگوٹھی چھلے جو پہن رہا تھا سب اتار کر پھینک دیئے اور سرخ ہاتھ جنہیں مہندی لگی ہوئی تھی پتھر پر رگڑنا شروع کیے تاکہ سرخی چھوٹ جائے یہاں تک کہ خون نکل آیا لوگوں نے منع بھی کیا۔ مگر اس نے کہا کہ یہ رنگ گناہ ہے اس لیے اس کو چھڑانا چاہیے پھر حضرت والا نے فرمایا کہ متقی کا معمولی طور

پر چلتے ہوئے بات کہہ دینا ایسا اثر رکھتا ہے کہ جو کسی لیکچرار کا پچاس ۵۰ برس کا کہنا بھی وہ اثر نہیں رکھتا۔ حدیث میں آیا ہے کہ ورع کے برابر کوئی چیز نہیں مگر نفس کم بخت بزرگی میں سے بھی وہی چیز انتخاب کرتا ہے جس کی کچھ نمایاں صورت ہے مثلاً رات کو جاگنا وغیرہ اور جن اعمال کی کوئی محسوس صورت نہیں اس کو اختیار نہیں کرتا مثلاً اگر کوئی شخص غیبت نہ کرے تو کوئی نہیں جان سکتا کہ آج اس نے غیبت نہیں کی۔ اس غلطی کی وجہ صرف یہ ہے۔

کہ چوں ندید ند حقیقت رہ افسانہ زدند

ایک جگہ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ اے عزیز تیرے طبیب ہی بیمار ہیں پھر کون علاج کرے بہت لوگوں کا گمان ہے کہ اعمال باطنہ میں منہیات ہی نہیں ہیں کہ کبر وغیر کو ناجائز ہی نہیں سمجھتے بس ظاہری اعمال ہی کو سمجھ رکھا ہے اعمال باطنی کا کچھ خیال ہی نہیں۔

۲۴ جمادی الآخر ۳۵ھ بروز چہار شنبہ

﴿ملفوظ 486﴾ اضلاح کو بد خلقی میں داخل سمجھنے کا نقصان :

ایک صاحب کا خط آیا تھا کہ میری طبیعت کبھی آپ کی طرف رجوع ہوتی ہے اور کبھی اہل بدعت کی طرف کیونکہ ان کے اخلاق اچھے ہیں مگر آپ کی تصانیف روکتی ہیں اب کی مرتبہ میں جو آپ کے پاس سے آیا تو ظلمت معلوم ہوئی اور پہلے نورانیت معلوم ہوا کرتی تھی اس پر فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے وہ اصلاح کو بد خلقی میں داخل سمجھتے ہیں اگر یہ بات ہے تو سب سے پہلے اسی کا علاج اسی کے ذریعہ کرنا چاہیے۔

﴿ملفوظ 487﴾ نوکری چھوڑنے کا نقصان :

فرمایا کہ ایک مولوی صاحب کو جوش اٹھا تھا کہ نوکری چھوڑ دوں میں نے پوچھا کہ نوکری چھوڑ کر علم دین کی خدمت بھی کرو گے یا نہیں کہنے لگے ہاں حسبتاً لِلّٰہ کرونگا۔ میں نے کہا میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ آپ سے یہ نہیں ہوگا۔ سوچ کر بولے کہ ہاں جی ہے تو صحیح پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ نوکری و تنخواہ کی وجہ سے تو کچھ کام کرتے بھی ہیں کچھ لوگوں کا خیال ہوتا ہے کچھ خیانت وغیرہ سے ڈرتے ہیں اور نوکری چھوڑنے کے بعد تو کوئی بھی نہیں کرتا شاید ہی کوئی ایسا ہو۔

۲۵ جمادی الآخر ۳۵ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 488﴾ تاسف میں وقت خرچ کرنے کی بجائے دعاء میں کرو:

ایک صاحب کا خط آیا جس میں تحریر تھا کہ دنیادار علماء نے بہت خرابی دین میں پھیلا رکھی ہے۔ خدا کرے کہ آپ کے سامنے بہت سے علماء تیار ہو جائیں جو اپنے آپ کو محض حسبتاً للّٰہ تعالیٰ وقف کر دیں اور مولوی صاحب کو آپ کا جانشین فرمائے۔ اس کا جواب حضرت والا نے یہ تحریر فرمایا کہ آپ کی دینی دلسوزی سے آپ کے لیے دعا نکلتی ہے مگر آپ کو فت نہ کیا کیجئے جو خود گمراہ ہو اس کا کیا علاج جتنا وقت تاسف میں خرچ ہوتا ہے۔ اس کو دعا میں خرچ کیا کیجئے۔

﴿ملفوظ 489﴾ حضرت حاجی صاحبؒ کو شیخ اکبر سے کم نہیں سمجھتا:

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں پہنچا دیا تھا جس سے فتوحات مکیہ کے دیکھنے کی ضرورت ہی نہیں ہوئی۔ میں حضرت حاجی صاحبؒ کو شیخ اکبر سے کم نہیں سمجھتا بڑے بڑے علوم اور معارف حضرت کی زبان مبارک سے نکلتے تھے اور پھر شریعت مطہرہ کے مطابق اسی سلسلہ میں فرمایا کہ شیخ اکبرؒ کے مزار پر بہت عرصہ تک گھوڑا بندھا رہتا تھا پھر ایک شہزادہ ان کے معتقد ہوئے تب انہوں نے مزار کو درست کرایا۔ شیخ اکبرؒ نے لکھا ہے کہ دوزخ کے دخول سے ایک مدت کے بعد عذاب نہ رہے گا۔ اس پر مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے فرمایا کہ ایسی حالت ایک لمحہ لطیفہ کے لیے مشابہ سکر کے وارد ہو گی۔ جس میں عذاب محسوس نہ ہوگا۔ جس طرح نفخ صور کے وقت ایک لمحہ کے لیے دوزخ بھی ہالک ہو جائے گی اور اس لمحہ کے لطیف ہونے کے سبب اس کو انقطاع عذاب نہ کہیں گے شیخ کو اس سے آگے کا کشف نہیں ہوا کہ اس کے بعد پھر وہی حالت سابقہ عود کر آئے گی۔

﴿ملفوظ 490﴾ بزرگوں کا احترام درجہ بدرجہ ضروری ہے:

فرمایا کہ میں اپنے خسر صاحب سے گنگوہ ملنے کے لیے گیا ان میں اور ان کے بھائی صاحب میں ناچاقی تھی۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم ان سے بھی ملے میں نے کہا نہیں تو پھر انہوں نے فرمایا کہ تم کو دونوں کو بزرگ سمجھنا چاہیے پھر حضرت والا نے فرمایا

کہ ہمیں تو حضرت حاجی صاحب نے یہ سکھایا ہے کہ اپنے سلسلہ کے بزرگوں کو باپ سمجھو اور دوسرے سلسلہ والوں کو چچا۔

ملفوظ 491 معجون خمیرے کھانے والا نبی :

فرمایا کہ قادیانی نے اول میں مجاہدہ بہت کیا اس سے دماغ میں یبس ہو گیا اس سے خیالات میں فساد آ گیا بعد کو اسے اسباب زہد میسر نہیں ہوئے اور یہ اچھا ہوا ورنہ اور زیادہ دین کو مضرت ہوتی اب تو لوگ اس وجہ سے بھی متنفر تھے کہ یہ معجون اور خمیرے کھاتا ہے یہ بزرگ کہاں سے آیا۔

ملفوظ 492 اللہ والے کیطرف دل کی کشش :

فرمایا کہ یہ تجربہ کر لیا ہے کہ دو شخص برابر حسن کے ہوں اور ایک ان میں سے اللہ والا ہو تو اللہ والے کی طرف زیادہ دل کشی ہو گی۔ اگر چہ حسن میں وہ اللہ والا کم بھی ہو تب بھی اسی کی طرف کھنچتا ہے۔

ملفوظ 493 متقی کی طرف ناپاک میلان :

فرمایا کہ مولانا فخر نظامی ایک بزرگ دہلی میں کم عمری میں آئے بہت حسین تھے آوارہ لوگوں نے مشورہ کیا کہ چلو گھوریں لونڈا آیا ہے یہ بزرگ شروع ہی سے صاحب نسبت تھے کسی بزرگ کی صحبت ہو گئی ہو گی۔ آپ نے ان لوگوں کی طرف جو کہ گھورنے کے لیے آئے تھے ایک نظر اٹھا کر دیکھا سب کے سب گر پڑے آپ نے فرمایا کہ آؤ بھائی گھور لو پھر کسی کو مجال نہ ہوئی کہ جو نظر بد کرے۔ مولوی احمد حسن صاحب نے عرض کیا کہ حضرت متقی کی طرف تو میلان مشکل ہی سے ہوتا ہے۔

فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام متقی تھے پھر زلیخا کو ناپاک ہی میلان ہوا پھر ایک نو عمر شخص کا جن کا نام تاج تھا اور جو حضرت والا سے بیعت بھی تھے اور حسین تھے قصہ بیان فرمایا کہ ایک شخص کو ان کی طرف ناپاک میلان ہوا۔ تاج نے ان شخص کو آگاہ کیا کہ تمہیں میری طرف ناپاک میلان ہے۔

ان شخص نے اقرار کر لیا اور توبہ کی فرمایا کہ اس کا ایسا پاک قلب تھا کہ فوراً احساس ہو گیا۔ تاج کا طاعون میں انتقال ہوا شاہ لطیف رسول صاحب نے بعد انتقال ایک دن عصر کی

نماز کے لیے وضو کرتے میں تاج کو دیکھا کہ خانقاہ میں ایک ستون سے لگا ہوا کھڑا ہے انہوں نے بعد وضو کے ملنے کا ارادہ کیا وہ ندارد ہو گیا۔ شاہ صاحب نے کہا کہ میں نے ابھی تو دیکھا تھا اس وقت شاہ صاحب کو اس کے انتقال کے خبر نہ تھی پھر لوگوں نے آپ کو خبر دی۔

﴿ملفوظ 494﴾ شیخ اکبر کا مکان :

فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ جہاں میں بیٹھتا ہوں یہ مکان شیخ اکبر کا ہے۔

﴿ملفوظ 495﴾ کالے کو اس کی ماں کا پیار :

فرمایا کہ کانپور میں ایک کالا لڑکا تھا اس کی ماں اس کو بہت پیار کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ ماشاء اللہ ایسا ہے کہ جیسا چیونٹا چمٹا اور ماشاء اللہ اس لیے کہتی تھی تاکہ نظر نہ لگ جائے کبھی رنگ میں فرق نہ آجائے۔

۲۶ جمادی الآخر ۳۵ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 496﴾ شہری غلطی کا اقرار نہیں کرتے مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کی ہیبت :

فرمایا کہ شہر والوں میں یہ عادت نہیں کہ اپنی غلطی کا اقرار کریں گانے والے بیچارے اپنی غلطی کا اقرار کر لیتے ہیں شہر والے تو اور اس غلطی کو بناتے ہیں۔ مولانا محمد یعقوب صاحب میں یہ بات دیکھی کہ ادنی سے طالب علم نے اگر کوئی غلطی بتا دی۔ تو فوراً اقرار کر لیا کہ ہاں بھئی میری غلطی تھی مولانا سے بڑے بڑے بھی دیکھے مگر کسی اور میں یہ بات نہ دیکھی مولانا اپنے ماتحت مدرسین کے پاس کتاب لیکر جا بیٹھتے تھے اور جو بات سمجھ میں نہ آتی تھی اس کو پوچھ لیتے تھے۔

پھر اسی سلسلہ میں فرمایا کہ ایک مرتبہ مدرسہ دیوبند میں کسی نے آم بھیجے سب طالب علم وہیں آم کھا رہے تھے مگر مولانا نے طالب علموں کی طرف پشت کر لی تھی۔ طالب علموں میں جو ثقہ تھے۔ انہوں نے مولانا کی پناہ لے لی تھی کیونکہ طالب علم آپس میں چپکے چپکے رس وغیرہ ایک دوسرے پر نچوڑ دیتے تھے۔ پھر مولانا اٹھ کر حجرہ میں چلے گئے اور مولانا محمد قاسم

صاحب طالب علموں کے ساتھ تماشا دیکھتے رہے۔ طالبعلموں میں خوب کھلی نکل چلا پھر جب خوب چل پڑی تو مولانا محمد یعقوب صاحب باہر نکل آئے۔ مولانا کو دیکھ کر سب بھاگ گئے مولانا کی بڑی ہیبت تھی میں بھی مولانا کی پناہ میں تھا۔ مدعا میں لوگوں نے بہت چاہا کہ میرے اوپر بھی رس اور کھلی نکل ڈالیں مگر میں نے اپنے حجرہ میں جاکر اندر سے زنجیر لگالی۔ تب لوگ مجبور ہوگئے ہر چند کھلوانا چاہا مگر میں نے نہ کھولا۔ پھر فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کو پڑھانے میں غصہ ہرگز نہ آتا تھا۔ چاہے کوئی کیسی ہی غلط عبارت پڑھے مطلب مہمل بیان کرے مگر ہرگز تغیر نہ ہوتا تھا۔ طالب علموں کو تعجب ہوتا تھا کہ یہاں مولانا کا غصہ کہاں چلا گیا۔

﴿ملفوظ 497﴾ نفس کو زیادہ کھلانے سے مجاہدہ' احرام کیساتھ عورت کیساتھ ناجائز تعلق :

فرمایا کہ ہمارے قافلہ میں ﴿جب حج کو گئے تھے﴾ ایک درویش تھے وہ بہت کھاتے تھے میں نے کہا کہ یہ کیا واہیات بات ہے کہا کہ میں نفس کو تنگ کرتا ہوں کہ کھاتے کھاتے پریشان ہو جائے اس پر حضرت نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نفس کو تنگ کرنے کا یہ طریقہ کبھی استعمال نہ فرمایا اور نہ ارشاد فرمایا۔ یہ درویش ایک ایسے بے نمازی مشہور شخص سے بیعت تھے جن کو لوگ ولی کہتے ہیں ان کی ترک نماز کا قصہ مجھ سے ایک صاحب نے بیان کیا جو کہ نواب قطب الدین صاحب سے بیعت تھے۔

وہ فرماتے تھے کہ جب یہ شخص حج کر کے لوٹے تو نماز ترک کردی۔ میں نے وجہ پوچھی کہاں کہ میں نے ایک سفلی وظیفہ پڑھا ہے وہ جاتا رہے گا۔ نماز پڑھنے سے ان کے خلفاء کی پہچان یہ ہے کہ احرام باندھتے ہیں اور کسی عورت سے ناجائز تعلق رکھتے ہیں۔ ان بزرگ کے ایک مرید ان کی یہ کرامت بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ ان کے مخالفین نے ایک عورت کے ساتھ خلوت کی حالت میں پکڑ لیا۔ شب پر باہر بلایا بس انہوں نے باہر آکر کپڑا کھولدیا تو حضور ہی ندا ورد تھا۔ وہ مرید کہتے تھے کہ یہ ہمارے حضرت کی کرامت ہے پھر حضرت نے فرمایا کہ شیاطین ان پر مسلط تھے ایک مرتبہ یہ ایک مرید کے یہاں گئے اس نے اپنے زنانہ مکان میں ان کو نہیں ٹھیرلیا۔ بس خفاء ہوگئے۔ اس نے کہا کہ مجھ سے دیوث نہیں بنا جاتا۔

﴿ملفوظ 498﴾ بات صاف ، بیعت ہو یا نہ ہو :

حاجی وارث علی صاحب کے ایک مرید نے مجھے خط لکھا کہ میں تم سے بیعت ہونا چاہتا ہوں۔ میں نے لکھ دیا کہ ہم حاجی صاحبؒ کو کبھی کبھی برا بھی کہتے ہیں۔ اگر تمہیں برا نہ لگے تو البتہ بیعت کرلوں گا پھر ان صاحب کا جواب نہ آیا۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ یہاں تو صاف معاملہ ہے چاہے کوئی مرید ہو نہ ہو۔

﴿ملفوظ 499﴾ متبع سنت شیخ کے مزار پر قوالی کے ارادے سے پیٹ میں درد :

ایک عرس کی بات فرمایا کہ صرف وہاں قرآن خوانی ہوتی ہے اور عرسوں سے غنیمت ہے ایک قوال وہاں کچھ گانے کے لیے چلا راستہ میں اس کے پیٹ میں سخت درد اٹھا اور کسی دوا سے آرام نہ ہوا۔ ایک اہل دل نے کہا کہ صاحب مزار متبع سنت تھے اگر تم اپنے ارادے سے توبہ کرو تو ابھی جاتا رہے گا۔ چنانچہ اس نے توبہ کی اور درد جاتا رہا۔ ان ہی بزرگ کی بات فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک لڑکا تخت پر لکڑی مار رہا تھا فرمایا کہ یہ تو باجا ہے ہمارے گھر میں باجا بجتا ہے۔

﴿ملفوظ 500﴾ گڑیوں سے کھیلنا درست نہیں :

فرمایا کہ آج جو مکان پر میں گیا تو دیکھا کہ رشیدہ ﴿صاحب ملفوظات کی ربیبہ﴾ مٹی کی ایک گڑیا سے کھیل رہی تھی مجھے برا معلوم ہوا میں اس سے لے کر باہر چلا آیا اور دیوار سے مار کر توڑ دی۔ اس کی والدہ کا بیان ہے کہ وہ پرائی تھی۔

﴿ایک لڑکی جو رشیدہ کے پاس کھیلنے آئی تھی اس کی تھی﴾ پھر جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے جن کی تھی ان کے پاس دو آنے کے پیسے بھیج دیئے اور کہلا بھیجا کہ اگر خلاف شرع نہ ہوتا تو گڑیا خرید کر بھیجتا مگر چونکہ یہ خلاف شرع ہے اس لیے یہ تو نہیں ہو سکتا اس لیے قیمت بھیجتا ہوں پھر فرمایا کہ ایسی چیزوں کا ضمان تو ہے نہیں۔

مگر چونکہ ہمارا ان پر کچھ زور نہیں ہے اس لیے میں نے ان پر سے ناگواری ہٹائی ہے کیونکہ اس صورت میں اگر آئندہ کوئی شرع کی بات بھی بتلاؤں گا تو قبول نہ کریں گے اور پیسہ بھیج کر تبلیغ بھی کر دی اور کام بھی ہو گیا۔ اب ان پر ندامت ہو گی چنانچہ ان لوگوں نے وہ پیسے واپس کر دیئے اور کہلا بھیجا کہ آپ کو ہر طرح حق حاصل ہے پھر فرمایا کہ یہ بڑوں کی خطا ہے جو گڑیوں کے کھیلنے سے نہیں روکتے اگر وہ بچہ سانپ بچھو جمع کرے تو آخر منع کریں گے یا نہیں۔

﴿ملفوظ 501﴾ دھومی شاہ کا قصہ :

فرمایا کہ ہمارے دیوان خانہ میں ایک بزرگ دھومی شاہ رہتے تھے والد صاحب نے ان کو مکان کی آبادی کی وجہ سے رکھ لیا تھا ان کی بہت خاطر کرتے تھے۔ وہ بھی ہم لوگوں سے بہت محبت کرتے تھے ان کے عقائد تو اچھے تھے مگر ذرا کھیل تماشوں میں ان کے مزاج میں وسعت تھی بہت واہیات قصے ہوتے تھے مرغ بازی 'بٹیر بازی شطرنج وغیرہ کا کھیل ہوتا تھا میری بابت اس جلسہ کے لوگوں نے پیش گوئی کی تھی کہ یہ اس مکان کو ویران کر یگا۔ جب ہم حج سے واپس آئے تو ان بزرگ کا انتقال ہوا اور زمزم کے بھیگے ہوئے کپڑے کا کفن دیا گیا اور وہ پیشن گوئی بھی صحیح ہوئی کہ پھر اس مکان میں ان خرافات کا نام بھی نہ رہا۔ جن سے وہ اس وقت آباد تھا۔

﴿ملفوظ 502﴾ اولاد سے نام نہیں چلتا :

فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ اولاد ہوگی تو ہمارا نام چلے گا بہت لوگ ایسے ہیں کہ جن کو اپنے دادا کے باپ کا نام بھی یاد نہیں اور نام کیا چلتا قبر تک کا تو پتہ چلتا ہی نہیں۔

﴿ملفوظ 503﴾ حضرت علی کی قبر کا نشان مٹانے کی حکمت :

حضرت علیؓ کی نعش مبارک کے متعلق فرمایا کہ چونکہ خوارج کی طرف سے نکالنے کا اندیشہ تھا۔ اس وجہ سے آپ کی قبر کا نشان مٹا دیا گیا پھر فرمایا کہ خوارج اعمال میں بڑے متقی ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ گناہ کبیرہ کے مرتکب کو خلود فی النار ہوگا وہ شیعوں کی طرح بے باک نہیں ہیں۔

﴿ملفوظ 504﴾ بادشاہ درویشوں کے معتقد ہوئے ہیں :

فرمایا کہ یہاں کے لوگ خوش عقیدہ ہیں۔ یہاں مزاروں کے ساتھ زیادہ واہیاتی نہیں ہوتی پھر فرمایا کہ شاہ ولایت صاحب کے مزار پر جانے سے بڑی برکت معلوم ہوتی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاہانہ شان ہے بادشاہوں کی قبروں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں اکبر شاہ آگرہ سے دو مرتبہ اجمیر شریف کو پیادہ گیا ہے کوئی درویش بھی ایسا معتقد ہو کر کسی بادشاہ کے دروازے پر گیا؟

﴿ملفوظ 505﴾ سگِ دنیا سے حفاظت کے لیے دربان :

فرمایا کہ والد صاحب حکایت بیان فرماتے تھے کہ ایک بادشاہ کسی بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان بزرگ کے ایک مرید نے جو دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ کو اندر جانے سے روکا۔

بادشاہ وہاں کیا کہہ سکتے تھے مہذب تھے خاموش ہو گئے اور ان بزرگ کی خدمت میں اول اطلاع کرائی جب انہوں نے اجازت دی تو اندر پہنچے اور کہا کہ کیا ہمارے واسطے بھی یہ حکم ہے کہ بغیر اجازت اندر نہ آئیں اور یہ مصرعہ پڑھا ہے۔

در درویش را دربان نہ باید

اسکا جواب ان بزرگ نے فوراً دیا ہے

بیاید تا سگِ دنیا نیا ید

﴿ملفوظ 506﴾ حبسِ دم کی آواز کے بارے میں غلطی :

فرمایا کہ میاں میر صاحب لاہوری کے بہت مرید اس غلطی میں مبتلا ہیں کہ حبس دم میں جو آواز آتی ہے اس کی صوت سرمدی سمجھتے ہیں حالانکہ وہ ہوا کا تموج ہوتا ہے حق تعالیٰ سبحانہ صوت سے پاک ہے اگر صوت ہوتی تو واجب کے مناسب اس کے صفات و آثار ہوتے اور یہ صوت متجزی ہے جس سے اس کا حادث ہونا لازم آتا ہے یہ غلطی عقیدہ کی ہے اس کا لقب شغل انحد بھی ہے اور یہ لفظ انادی کا بگاڑا ہوا ہے انادی کے معنی سنسکرت میں قدیم کے ہیں یہ جوگیوں کا شغل ہے اور یہ قدیم ہونے کا ان کا عقیدہ ہے شیخ عطارؒ فرماتے ہیں۔ ؂

قول اورالحن نے آواز نے

﴿ملفوظ 507﴾ صحبت شیخ میں رہنے سے مناسبت :

فرمایا کہ میں نے ایک صاحب کو جو کہ مجھ سے بیعت ہیں لکھا کہ چند روز پاس رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ پاس رہنے سے مناسبت پیدا ہو جاتی ہے انہوں نے جواب میں لکھا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ طبیعات میں کس طرح مناسبت ہو سکتی ہے صحابہؓ کی شان جدا جدا ہے حالانکہ سب کو حضور عالم ﷺ کی صحبت مبارک کا شرف حاصل تھا اس پر حضرت والا نے

فرمایا کہ بہت سی عادتیں مشابہ طبیعات کے ہو جاتی ہیں جو صحبت سے جاتی رہتی ہیں۔ مراد میری ایسے امور میں مناسبت پیدا ہوتا ہے دوسرے بہت سے امور پاس رہنے سے سمجھ میں آجاتے ہیں بلکہ پاس رہنے کی حالت میں پوچھنے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

﴿ملفوظ 508﴾ جنٹلمین کے شبہ کا ازالہ :

فرمایا کہ جنٹلمین کو شبہ تھا مرید ہونے کے متعلق کہ اس میں کیا فائدہ ہے ایک شخص سے مرید ہو کر اس کا تابع بن جائے میں نے کہا کہ جس طرح ایک ہی طبیب سے علاج کرانے سے اس کو ایک اُنس خصوصیت ہو جاتی ہے یہی بات یہاں بھی ہے پھر مان گئے۔

۲۷ جمادی الآخر ۱۳۵۰ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 509﴾ تحقیق مسئلہ میں اظہار نام کی ضرورت نہیں :

فرمایا کہ ایک صاحب نے رسالہ لکھا ہے کہ جس میں یہ مضمون ہے کہ کوئی طوائف کے بیٹے ہیں پٹھانوں کی بستی میں لوگ ان کی امامت سے نفرت کرتے ہیں یہ صاحب جو ان کے خیر خواہ ہیں انہوں نے رسالہ میں اول مسئلہ کی تحقیق کی ہے اور پھر ان کا نام اور پتہ سب باتیں لکھ دیں ہیں خواہ مخواہ نہ جاننے والوں کو بھی واقف کیا صرف مسئلہ کی تحقیق کر لیتے پھر فرمایا کہ ان صاحب کو خود بھی چاہیے کہ ایسے موقعہ پر امامت نہ کریں خواہ مخواہ لوگوں کے منہ پر بات آتی ہے اکثر ایسے لوگوں میں دعوے پیدا ہو جاتا ہے اور شریف لوگ ان کے دعوے سے ہی چڑتے ہیں پھر فرمایا کہ لکھنوتی ایک بستی ہے گنگوہ کے قریب وہاں سادات زیدی ہیں حضرت زید بن علیؓ کی اولاد میں ہیں بڑے عالی خاندان ہیں وہاں ایک جولاہا میاں جی متواضع بڑے ہیں۔
عمائد ان کو سر اپنے اٹھاتے ہیں ان کا بڑا ادب کرتے ہیں مولانا[1] صاحب کی بڑے بڑے عمائد تعظیم کرتے تھے کیونکہ مولانا بڑے متواضع تھے۔

---

[1] مولانا سے حضرت مولانا فتح محمد رحمتہ اللہ علیہ تھانوی مراد ہیں ۱۲ظ۔

۲۸ جمادی الآخر ۳۵ھ بروز یکشنبہ

﴿ملفوظ 510﴾ حزب البر بھی ہے :

ایک صاحب نے حزب البحر کی اجازت مانگی تھی اور لکھا تھا کہ آسان سی ترکیب بتلانا اور یہ بھی لکھا تھا کہ میں محض اللہ کے واسطے پڑھتا ہوں کوئی دنیوی غرض نہیں ہے اس پر فرمایا کہ اللہ کے واسطے پڑھنے کے لیے حزب البحر ہی رہ گئی ہے جب حزب البحر نہ تھی تب لوگ کیا پڑھتے تھے اگر اللہ کے واسطے پڑھتے تھے اگر اللہ کے واسطے پڑھتے ہو تو تم کون ہو حزب البحر کے تجویز کرنے والے طبیب چاہے حزب البحر تجویز کرے یا حزب البر تجویز کرے۔

پھر فرمایا کہ حزب البر بھی ایک دعا ہے البتہ اس کے الہامی یا غیر الہامی ہونے کی تحقیق نہیں پھر فرمایا مجھے خیال نہیں رہا۔ شاید حزب البر کوئی دعا نہیں ہے بلکہ عقیق کی ایک قسم عقیق البر ہے پھر فرمایا کہ اب اس میں شبہ ہو گیا۔ سکندر نامہ غالباً بری اور بحری ہے ﴿ بروقت تحریر ملفوظ ہذا کے حضرت والا نے احقر سے ارشاد فرمایا کہ سب واقعہ کو لکھ لیجئے کہ اول یوں کہا پھر یوں کہا اور یہ سنت کے موافق بھی ہے۔ دجال کو ایک حدیث میں آیا ہے کہ ادھر ہے پھر فرمایا کہ اُدھر ہے پھر فرمایا کہ ادھر ہے۔ پھر فرمایا کہ مومن کی غلطی بھی اس معنی کو اچھی ہے کہ شیطان کو اس کے تدارک سے افسوس ہوتا ہے۔

نہ کچھ تیزی چلی باد صبا کی
بگڑنے پہ بھی زلف اس کی بنا کی

﴿ملفوظ 511﴾ عرس اجمیر میں مکار اندھا :

فرمایا کہ ایک ڈپٹی کلکٹر مجھ سے بیان کرتے تھے کہ وہ اجمیر میں متعین تھے عرس کا انتظام ان کے سپرد ہوا دوران ایام عرس میں کئی بار انہوں نے اس قسم کا شور و غل سنا کہ اے خواجہ صاحب میں اندھا ہوں یا فلانا مریض ہوں۔ پھر یہ سنا کہ کوئی کہتا ہوا بھاگا کہ اچھا ہو گیا یہ سن کر ان ڈپٹی صاحب نے دل میں سوچا کہ یہ کیا بات ہے بھاگتے کیوں ہیں۔ اگر خواجہ صاحب کی کرامت ہے تو اس کا اظہار اچھی طرح کرنا چاہیے بھاگنے کی کیا ضرورت ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مزار کے چاروں طرف پہرہ بٹھا دیا پھر ایک آواز سنائی دی کہ میں اندھا

ہوں اور ساتھ ہی وہ بھی بھاگا سپاہی ہوشیار ہو گئے اور اس کو پکڑ لیا۔ دیکھا تو ایک مجاور صاحب مزار ہیں سے نکل کر بھاگے وہ اچھے خاصے تھے سب ان کو پہچانتے تھے نہ اندھے تھے ویسے ہی مکاری تھی۔

﴿ملفوظ 512﴾ **بلا اجازت جانا اور پھر آ کر نہ بتانا آداب انسانیت کیخلاف ہے :**

ایک صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر ایک دن بلا اطلاع حضرت کے کہیں چلے گئے پھر جب وہ واپس آئے تو حضرت سے ملاقات اور آنے کی اطلاع بھی نہیں کی۔ حضرت نے خود دریافت فرمایا تو انہوں نے جواب دیا کہ فلاں جگہ گیا تھا۔

اس پر فرمایا کہ آداب تعلقات سے بعید ہے کہ آدمی بلا اطلاع چلا جائے اور آنے پر پھر ملاقات بھی نہ کرے اس برتاؤ سے صورتا یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے حال کے متجسس ہیں۔ رازوں کے معلوم کرنے والے ہیں اور اپنا راز کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے کہ کسی کو ہمارے آنے جانے کی خبر نہ ہو یہ طرز انسانیت و تہذیب کے خلاف ہے اس سے دوسرے کو توحش ہوتا ہے۔ وہ صاحب معافی مانگنے لگے فرمایا کہ آپ کے ہی نفع کی بات ہے کہ آپ سے توحش نہ ہو کوئی میرے نفع کی بات تو ہے نہیں آپکے ملنے سے جو مقصود ہے۔ وہ اس طرز سے نہیں ہو سکتی کہ آدمی چوروں کی طرح سے آئے اور چوروں کی طرح سے چلا جائے یہ خفیہ پولیس والوں کا کام ہے بلکہ وہ بھی ایسا نہیں کرتے وہ یہ نہیں معلوم ہونے دیتے کہ ہم خفیہ پولیس کے ہیں ورنہ وہ خفیہ ہی نہیں جبکہ وہ ظاہر ہو گئے پھر فرمایا کہ آداب معاشرت گم ہوتے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ امور طبعی ہیں مگر طبیعتوں سے سلامتی ہی مفقود ہو گئی۔

﴿ملفوظ 513﴾ **مولانا احمد حسن صاحب کی ذہانت :**

فرمایا کہ خورجہ میں مولانا احمد حسن صاحبؒ امروہی اور ہمارے سب بزرگ تشریف لے جاتے تھے ایک بڑی بی نے وہاں ایک خواب دیکھ لیا تھا وہ مولانا احمد حسن صاحب کی بڑی خدمت اور بہت محبت کرتی تھیں۔ ویسے بھی مولانا سید تھے میں نے ایک صاحب سے مولانا محمد قاسم صاحب کا ایک مقولہ سنا ہے مولانا نے ایک مثال دی تھی کہ میرا ذہن تو ایک سونے کا بہت بڑا ڈھیر ہے اور مولوی احمد حسن صاحب کا ذہن سونے کا ایک چھوٹا سا ڈھیر اور مولانا صاحب کا ذہن چاندی کا بہت بڑا ڈھیر ہے۔ مولوی احمد حسن صاحب کا ذہن میرے مناسب ہے اگر چہ زیادہ نہ ہو دوسرے صاحب کا اگر چہ زیادہ ہے۔ مگر میرے مناسب نہیں۔

﴿ملفوظ 514﴾ عجیب غلطیاں :

فرمایا کہ بعض دفعہ ایسی غلطی ہو جاتی ہے میرے ماموں زاد بھائی بازار سے دہی لائے دونے میں کٹورے میں خالی کر کے دونا پھینکنا چاہا مگر کٹورا پھینک دیا اور دونا ہاتھ میں رہ گیا۔ اسی طرح ایک شخص کی حکایت شامی نے لکھی ہے کہ وہ داڑھی کاٹنا چاہتے تھے بجائے نیچے کے اوپر سے کاٹ گئے اور سب ختم کر دی۔

اسی سلسلے میں فرمایا کہ ایک ڈپٹی صاحب اپنی حکایت بیان کرتے تھے کہ یہ اس وقت ڈپٹی تھے نہر کے یا تحصیلدار تھے کسی مقام پر ایک نائی کو خط بنانے کے لیے بلایا۔ اس نے داڑھی نصف ان کی بالکل تراش دی۔ جب انہوں نے وجہ پوچھی تو یہ بیان کی کہ یہاں تو سب کٹواتے ہیں۔ میں نے یہ خیال کیا کہ بہت دن ہو گئے ہیں اس وجہ سے بڑھ گئی ہے اس لیے کاٹ دی۔ پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ اگر کوئی دنیادار ہوتا تو دوسری طرف کی بھی کٹوا دیتا۔ مگر وہ بے چارے دیندار تھے رومال بہت دنوں تک باندھے رہے۔

یکم رجب المرجب ۳۵ھ بروز دوشنبہ

﴿ملفوظ 515﴾ جاہل فقیروں کی صحبت کی خرابی :

ایک صاحب جن کو کچھ دماغی مرض تھا حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ صاحب پہلے بھی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو ہمارے حضرت نے یہی فرمایا تھا کہ آپ کو مرض ہے حکیم سے علاج کرانا چاہیے چنانچہ انہوں نے جا کر حکیم کو نبض دکھلائی تو واقعی مرض تھا مگر انہوں نے اچھی طرح علاج نہ کرایا اور لوگوں نے انہیں مشورہ دیا تھا کہ تمہاری کوئی حالت باطنی بگڑ گئی ہے اس کو تھانہ بھون جا کر درست کراؤ چنانچہ وہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور ایک لمبے پرچے پر اپنا بہت طویل حال لکھا ہوا دیا۔ حضرت والا نے بعد ملاحظہ فرمایا کہ اوہام میں لوگ مرض کو بڑھا لیتے ہیں۔

آدمی جو رائے قائم کر لیتا ہے پھر اس کے خلاف کو ذہن میں نہیں جماتا اور نہ اس پر عمل کرتا ہے اگر آپ کی بات پورا یقین ہو جائے جسمانی صحت کا تو پھر روحانی تدبیر کوئی بات نہیں اور جب تک یقین نہ ہو ہمت بھی تو نہیں ہوتی۔ تدبیر کی پھر ان سے دریافت فرمایا کہ آپ نے علاج کتنے عرصہ تک کرایا انہوں نے جواب دیا کہ فلاں حکیم صاحب نے ایک دوا

بتلا دی تھی وہ استعمال کی اس سے کچھ نفع نہیں ہوا۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ ایک دوا کھانے سے نفع نہ ہونا دلیل مرض نہ ہونے کی نہیں ہے آپ کے مشورہ دینے والے مختلف ہیں جو ملتا ہے وہ آپ کے وہم کو بڑھاتا ہے مرض کوئی نہیں تجویز کرتا ان کو ایک شخص کے پاس لے گئے انہوں نے کہا کہ تمہارے پیر نے تمہیں ٹکڑے کے لیے خوار کیا ہے۔

مولانا اشرف علی تمہاری حالت درست کریں گے پھر دوسرے شیخ کے پاس لے گئے۔ وہاں بھی مرض نہیں بتلایا گیا اگر سب جگہ مرض بتلایا جاتا تو پھر ان پر کچھ اثر ہوتا پھر ان صاحب سے فرمایا کہ ضابطہ کا جواب یہ ہے کہ اب آپ سوچ لیجئے اگر ان صاحبوں کا کہنا صحیح ہے تو ان کے پاس جائیے پھر میرے پاس آنے کی ضرورت نہیں اور جو میرا کہنا صحیح ہے تو پھر اس پر عمل کیجئے۔ میری تو وہی رائے ہے جو پہلے تھی کہ آپ کو مرض جسمانی ہے اور اس کا علاج کرائیے جن حکیم صاحب نے نبض اور قارورہ دیکھا تھا اگر مرض نہ ہوتا تو وہ کیوں میری رائے سے اتفاق کرتے اور علاج کیوں کرتے اور جن حکیم صاحب کا آپ نے نام بتلایا ہے وہ نیک آدمی ہیں اور انہیں کیا ضرورت تھی کہ جو وہ غیر مرض کو مرض بتلا دیتے خصوصاً جب کہ آپ کے ہم وطن بھی ہیں کوئی انہیں روپے تو ملتے ہی نہ تھے پھر فرمایا کہ کبھی باطنی سبب بھی ظاہری مرض کا سبب ہو جاتا ہے کبھی حلول جن کے سبب سے مرض پیدا ہو جاتا ہے لیکن آجکل مرض تو کوئی چیز ہی نہیں رہا۔ ان صاحب نے اپنے پرچہ میں یہ بھی لکھا تھا کہ شیطان نے آیات شفا پینے نہیں دیں اور میرے کپڑے ناپاک رکھتا ہے ڈھیلا نہیں لینے دیتا پیشاب کر کے ویسے ہی کھڑا ہو جاتا ہوں اور میری کتابیں جلوا دیں اس کے جواب میں فرمایا کیا شیطان نے آیات شفا پیتے وقت آپ کا ہاتھ پکڑ لیا تھا ہرگز نہیں یہ سب کام آپ خود کرتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں کرتا۔ پھر فرمایا کہ جاہل فقیروں کی صحبت خرابی کرتی ہے یہ بھی اسی صحبت کی خرابی کا اثر کہ میرے کہنے کو نہیں مانتے ورنہ اگر کسی محقق کی صحبت ہوئی ہوتی تو یہ میرے ایک ہی دفعہ کے کہنے پر علاج کراتے اس پرچہ میں یہ بھی تحریر تھا کہ پیر مرشد نے مجھے بگاڑا ہے فرمایا کہ یہ خاص بگاڑ تو انہوں نے نہیں کیا چاہے کوئی عقیدہ وغیرہ خراب کیا ہو وہ اور بات ہے آپ نے خود تجویز کر لیا ہے کہ مجھے مرض نہیں ہے پھر کوئی کیا مشورہ دے اور آپ اس مشورہ کو کیوں مانیں گے۔ میں نے آپ کا پرچہ سب پڑھ لیا میری وہی رائے ہے کہ یہ مرض ہے اور یہ طبیب سے رفع ہوگا نہ کسی پیر سے رفع ہو۔ نہ اور کسی سے پھر فرمایا کہ بھلا ایسے شخص کو کوئی کیسے سمجھا سکتا ہے جب کہ ان کے دماغ میں ہی نہیں اترتی۔

۲رجب المرجب ۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 516﴾ مسلمات سے جواب دینے میں بصیرت :

فرمایا کہ مجھ پر ایک یہ بھی الزام ہے کہ تنقیحات شروع کر دیتے ہیں بجائے تعلیم کے اس کا جواب یہ ہے کہ مجھے مخاطب کو متنبہ کرنا مقصود ہوتا ہے ان کی غلطیوں پر اس لیے میں ان کو مسلمات سے جواب دینا چاہتا ہوں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو اور اس سے ایسی بصیرت ہوتی ہے کہ ویسے بتلانے سے نہیں ہوتی۔

﴿ملفوظ 517﴾ مسلمانوں میں دین کی کمی ہے مال کی نہیں :

فرمایا کہ مسلمانوں میں ایسا افلاس تو نہیں ہے غل مچایا جارہا ہے ماشاء اللہ بہتیرے نواب اور امیر موجود ہیں کمی ہے تو دین کی ہے مال کی کمی نہیں ہے۔

۳رجب المرجب ۳۵ھ بروز چہار شنبہ

﴿ملفوظ 518﴾ شمس تبریزؒ کو ان کے شیخ کی بشارت :

فرمایا کہ عراقی شمس تبریزؒ کے ہم عصر ہیں دونوں ایک بزرگ کے پاس اپنے باطنی حالات کہنے جایا کرتے تھے۔ عراقی تو نظم پر قادر تھے اور شمس تبریز وایسی نظم نہ جانتے تھے چنانچہ ان کا دیوان بھی جس کی نسبت بھی ان کی طرف خدا جانے صحیح ہے یا نہیں۔ دلیل ہے ان کے نظم میں ماہر نہ ہونے کی۔

عراقی تو اپنا حال نظم میں لکھ کر لیجایا کرتے تھے اور شمس تبریزؒ ایسے ہی عرض کرتے ان بزرگ نے فرمایا کہ شمس الدین تم اپنا حال نظم کر کے نہیں لاتے انہوں نے رنجیدہ ہو کر عرض کیا کہ حضرت میں اس پر قادر نہیں ان بزرگ نے فرمایا کہ تم رنج نہ کرو تمہارے سلسلہ میں ایک ایسا شخص ہوگا جو اولین وآخرین کے علوم کو ظاہر کر دیگا۔ اور یہ مولانا رومیؒ کی بشارت تھی۔

۴ رجب المرجب ۱۳۵۰ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 519﴾ پنجابی صاحبان جن میں طلب صادق نہ تھی :

پنجاب کے ایک صاحب جو حضرت سے بیعت ہونے کے لیے آئے تھے اور پھر بغیر ملے ہوئے یہ کہہ کر چلے گئے کہ مجھ سے حضرت نے رائپور جانے کے لیے کہہ دیا ہے اس پر فرمایا کہ ان صاحب نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ ذکر و شغل کی تعلیم کر دو میں نے یہ جواب دیا کہ آپ کون ہیں اس کے تجویز کرنے والے کہ ذکر و شغل کی تعلیم کر دو آپ مجھے اپنا مقصود بتلائیے کہ مقصود کیا ہے بعد تصحیح مجھے اختیار ہے جس طرح چاہوں بتلاؤں۔ انہوں نے کہا کہ میرا یہ مقصود ہے کہ نجات آخرت ہو اس پر فرمایا کہ فرائض مقدم ہیں مستحبات پر اور فریضہ نماز موقوف ہے تصحیح قرآن پر۔ اول قرآن سناؤ یہ سن کر رہ گئے اور مجھ سے ملکر بھی نہ گئے معلوم ہوتا ہے کہ ناخوش ہو گئے کیونکہ خوش ہو کر جاتے تو مجھ سے اسی وقت کہتے کہ میں رائے پور جاؤں گا۔ میں نے ان سے یہ کہا تھا کہ میرا طریقہ تربیت کا یہ ہے اگر یہ پسند نہیں ہے تو رائے پور چلے جاؤ وہاں تو اخلاق میں وسعت ہے۔

اور یہاں جس طرح میں کہوں گا اس طرح کرنا ہوگا انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ مجھے قرآن مجید تو صحیح یاد ہے میں نے کہا کہ یہ دعویٰ ہے جب تک ماہر نہ کہہ دے کیا اعتبار۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ میں اپنی خوشی سے خود ذکر و شغل بتلا دیتا مگر ان کے تابع ہو کر کیوں بتلاتا۔ میرا اتباع ان کو کرنا چاہیے تھا۔ میں جانچتا ہوں کہ آیا کس درجہ کی طلب ہے انہوں نے بیعت کی حقیقت کے بارہ میں مجھ سے خط و کتابت کی تھی اس میں بھی انہوں نے مجھے دق کیا تھا میں نے ضابطہ کے جواب دیئے تھے اول انہوں نے لکھا تھا کہ آپ کی تصانیف سے بیعت کی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔

جب اس پر میں نے جرح کی کہ کون سی کتاب سے معلوم ہوتا ہے تو پھر انہوں نے لکھا کہ آپ کی تصانیف سے بیعت کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ کسی کی طرف کسی بات کا منسوب کر دینا تو کچھ سمجھتے ہی نہیں کسی سے کوئی بات سنی اور قرائن سے کسی کی طرف منسوب کر دیا اسے تو جائز سمجھتے ہیں اور مجھ کو سخت ناگوار ہوتا ہے حتیٰ کہ اگر کوئی محب میری طرف منسوب کرے غیر واقعہ امر کو خواہ وہ عبادت ہی ہو۔ مثلاً کوئی یہ کہہ دے میری نسبت کہ یہ ۵۰۰ رکعت رات کو پڑھتے ہیں تو مجھ کو اتنا ہی غصہ آئے گا جتنا

کہ بری بات کا الزام لگانے سے آتا۔

انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ میں بہت پریشان رہا کرتا ہوں وساوس آتے ہیں میں نے کہا کہ اختیاری یا غیر اختیاری انہوں نے کہا کہ غیر اختیاری۔ میں نے کہا کہ پھر پریشانی کی کیا بات ہے کبھی کچھ کہتے تھے کبھی کچھ کہتے تھے یہ چاہتے تھے کہ مجھ سے سوال نہ کیا جائے یہ خود ہی سب قسمیں اور ان کی تفصیل بتلا دیں۔ پھر انہوں نے دوسرے دن عرض کیا کہ میری غلطی تھی اب سمجھ میں آیا کہ غیر اختیاری وساوس مضر نہیں۔ میں نے کہا کہ اگر میں بتلا دیتا تو تمہیں اتنی بصیرت سے کبھی معلوم نہ ہوتا۔

پھر فرمایا کہ پنجاب کے ایک اور صاحب تھے جو کہ خفا ہو کر چلے گئے تھے جب پھر آنے کی درخواست کی تو میں نے لکھا کہ اگر ہر طرح کی ذلت کے لیے آمادہ ہو تو آؤ پھر فرمایا کہ لوگ تکبر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا رستہ پوچھنا چاہتے ہیں۔ بڑائی کا گمان اور طلب کس طرح جمع ہو سکتی ہے انبیاء علیہم السلام نے بجز تواضع کے اور کچھ اختیار نہ کیا طالبین کو کس طرح مناسب ہو سکتا ہے تکبر کرنا کفر تکبر ہی سے نکلا ہے۔

شیطان بھی تکبر ہی کی وجہ سے کافر ہوا اور سرداران قریش وغیرہ سب تکبر ہی سے کافر ہوئے کہ رسول اللہ ﷺ کے اتباع سے عار آئی۔

﴿ملفوظ 520﴾ متکلم کو اپنی بات سمجھانا اس کے اپنے ذمہ ہے :

ایک صاحب نے انگریزی کی رقم میں اپنی تنخواہ کی مقدار لکھی تھی حضرت نے اس کے جواب میں تحریر فرما دیا کہ یہ انگریزی کی رقم ہم سے نہیں پڑھی گئی اور فرمایا کہ بس یہ بد اخلاقی سمجھی جائے گی کہ کسی سے پڑھوالی ہوتی۔ لیکن اگر میں نہ لکھوں تو ان کو اپنی حماقت کیسے معلوم ہو گی جب یہ ہم سے خطاب کر رہے ہیں تو ہمیں سمجھانا ان کے ذمہ ہے ہم کیوں پوچھتے پھریں ساری دنیا سے پھر فرمایا کہ میرا پہلے ہی سے قاعدہ تھا کہ طالب علم سے مقدمات پوچھ لیتا تھا بس وہ مقدمہ خود حل ہو جاتا تھا لوگ بجائے اس کے کہ میرے اس طرز سے خوش ہوں اور برا مانتے ہیں اور دق کرتے ہیں۔

﴿ملفوظ 521﴾ بعض اشعار محقق کے منہ سے اچھے اور بدعتی کے منہ سے برے لگتے ہیں :

مثنوی شریف کے مناجاتی اشعار کی نسبت فرمایا کہ بہت سے اشعار ایسے ہیں کہ انہوں نے مرشد کے لیے لکھے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ سے مناجات کی ہے اگر کوئی اوپر نہ دیکھے تو پتہ نہ چلے ان کی زبان سے تو وہ برے نہیں معلوم ہوتے کیونکہ وہ محقق ہیں اگر کوئی بدعتی انہیں کو کہنے لگے تو برا معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ فساد عقیدہ سے کہتا ہے اور وہاں فساد عقیدہ مفقود ہے۔

﴿ملفوظ 522﴾ تکلف کا ہدیہ خلاف مصلحت ہے :

ایک صاحب نے ذرا قیمتی تکلف کے کپڑوں کا پارسل حضرت والا کی خدمت میں بھیجا تھا اس کے جواب میں حضرت نے تحریر فرمایا کہ ہم لوگ غریب ہیں ایسے قیمتی کپڑے پہننے کے عادی نہیں ہیں اور عادی ہونا مصلحت بھی نہیں ہے پھر نفس اس کا جویاں ہونے لگتا ہے لہٰذا ایسے تکلف کا ہدیہ تجویز نہ فرمایا جائے۔

﴿ملفوظ 523﴾ قرب و جوار میں تو جوار ہی ہے :

ایک قاری صاحب کا خط آیا کہ اگر حضرت کے قرب و جوار میں کوئی ملازمت مل جائے تو مناسب ہے فرمایا کہ قرب و جوار میں تو جوار ہے یہاں تو جوار ملے گی اور وہ چاہتے ہیں کہ پراٹھے ملیں۔

پھر فرمایا کہ بڑی تنخواہوں نے بھی مولویوں قاریوں، حافظوں کو مار لیا پھر فرمایا کہ جتنے لوگ یہاں سے محض ترقی کی وجہ سے ملازمت چھوڑ کر گئے انہیں اطمینان تو نصیب ہوا نہیں جبکہ انسان کا گزر کافی طور پر ہو رہا ہو تو ایک جگہ سے محض زیادتی کی وجہ سے تعلق چھوڑ دینا یہ ناشکری ہے البتہ اگر گذر کے لائق بھی نہ ہو تو وہ اور بات ہے اس وقت مضائقہ نہیں۔

﴿ملفوظ 524﴾ جنت میں گھی کی نہر نہیں :

فرمایا کہ ڈھاکہ کے نواب کی تین یا چار بیبیاں تھیں۔ جب میں وہاں گیا تھا تو بیگمات

اپنے ہاتھ سے کھانے طرح طرح کے پکاپکا کر بھیجتی تھیں وہ کھانے بہت تکلف کے ہوتے تھے مگر آب و نمک درست نہ ہوتا تھا اس وجہ سے میرا جی بھلا نہ ہوتا تھا۔ ان کھانوں میں گھی بہت کثرت سے پڑا ہوا ہوتا تھا۔ میں نے کہا کہ ہم لوگ اس قدر گھی کھانے کے عادی نہیں ہیں۔ علاوہ اس کے قرآن مجید سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ گھی زیادہ مرغوب ہونے کے قابل نہیں ہے کیونکہ جنت میں چار نہریں بتلائی گئی ہیں مگر یہ نہیں بتلایا گیا کہ ایک گھی کی بھی نہر ہوگی۔ پھر فرمایا کہ جب میں راندیر میں پہنچا تو میں نے کہا کہ ہم سے تو تمہارے کھانے کھائے نہیں جاتے۔ آئندہ اگر آنا ہوگا تو ایک باورچی بھی ساتھ لانا ہوگا اور اس کا صرفہ آپ لوگوں کو برداشت کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ جی ایک نہیں چار لے آنا۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ اب تو پنشن کا زمانہ ہے اب تو کہیں جانا نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا کہ اور جگہ تو روپیہ زیادہ ہے مگر ہمارے ان اطراف میں راحت ہے اور علماء کی قدر بھی ہوتی ہے۔

﴿ملفوظ 525﴾ مریدین کے بارے میں بھول چوک:

فرمایا کہ مجھے خیال تھا کہ فلاں اور فلاں صاحب مجھ سے بیعت ہیں حالانکہ وہ مولانا محمود حسن صاحب سے بیعت ہیں مجھے خیال نہیں رہتا کہ کون مجھ سے بیعت ہے اور کون نہیں ہے۔ بعض مرتبہ دوسروں کے مریدوں پر قبضہ کرلیتا ہوں کبھی اپنے مریدوں کو دوسروں کا سمجھ لیتا ہوں وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی خدمت کو اپنے ذمہ سمجھتا ہوں خواہ کسی سے تعلق رکھنے والے ہوں اس لیے ایسے امور کے یاد رکھنے سے زیادہ دلچسپی نہیں۔

﴿ملفوظ 526﴾ قادیانیت سے نجات:

فرمایا کہ ایک شخص بیان کرتے تھے کہ ان کے ایک دوست قادیانی کے مرید تھے وہ مجھ کو قادیانی کے پاس لے گئے اور یہ دعویٰ کیا کہ وہاں پہنچو تو دیکھیں کیسے تمہارے اوپر اثر نہیں پڑتا اور آپس میں یہ عہد ہوگیا اگر اثر نہ پڑا تو میں بھی بیعت توڑ دونگا اور جو اثر پڑ گیا تو تم بھی بیعت ہو جانا۔ اس عہد پر آپس میں رضامندی ہوگئی۔

غرض کہ دونوں پہنچے تو مرزا صاحب تو گھر میں تھے ان کے میر منشی باہر بیٹھے تھے انہوں نے جاکر سلام کیا بعد جواب دینے کے میر منشی صاحب نے پوچھا کہ کون ہو تم! انہوں نے کہا کہ فلاں نمبر کا مرید میر منشی صاحب نے پوچھا۔ میر منشی صاحب نے فوراً رجسٹر کھولا

اور کہا کہ آپ کے ذمہ اتنی بقایا ہے چندہ داخل کیجئے۔ پھر مرزا صاحب آئے۔ ان مرید نے کہا کہ یہ میرے دوست حضرت کی توجہ کے طالب ہیں۔ مرزا صاحب نے بہتیرا زور لگایا گردن جھکا کر بیٹھ گئے مگر کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ آخر کار وہ دونوں دوست اٹھ کر باہر چلے آئے اور ان مرید نے مرزا صاحب سے بیعت توڑ دی اور یہ کہا کہ اللہ نے میری دستگیری کی کہ جو یہاں سے نجات دی۔

۵ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 527﴾ سالن لانے کا ادب :

فرمایا کہ کھانا کھاتے میں میرے سامنے سے اگر کوئی پیالہ اٹھالیتا ہے تو ناگوار ہوتا ہے اگر اور سالن کی ضرورت ہو تو اور دوسرے پیالہ میں لانا چاہیے۔ کھانے والا آدمی اتنی دیر بیکار بیٹھا ہوا کیا کرے۔

﴿ملفوظ 528﴾ مشورہ دینے کا طریقہ :

فرمایا کہ جب کوئی مجھ سے مشورہ لیتا ہے تو میں مشورہ دینے کی بجائے یہ لکھ دیتا ہوں کہ اگر مجھے یہ واقعہ پیش آتا تو میں یوں کرتا یہ نہیں کہتا کہ تم بھی ایسا کرو آج کل اکثر مواقع پر مشورہ دینا بیوقوفی ہے الزام ضرور آتا ہے۔

﴿ملفوظ 529﴾ نحوست بھی عقلمند ہے کہ کم قیمت چیزوں میں گھستی ہے :

فرمایا کہ بعض لوگ مردوں کی چیزوں کا استعمال کرنا نحوست سمجھتے ہیں مگر مردے کی جائیداد کسی کو نہیں دیدیتے اس میں نحوست نہیں آتی۔ کپڑے اگر نئے بھی رکھے ہوں تو انہیں بھی دے ڈالتے ہیں نحوست بھی عقلمند ہے کہ کم قیمت کی چیزوں میں گھستی ہے۔

﴿ملفوظ 530﴾ قارورہ میں رکھ کر روپیہ کی وصولی :

فرمایا کہ ایک حکیم صاحب کا یہ قاعدہ تھا کہ جس قارورہ میں روپیہ پڑا ہوا نہ ہوتا اس کی نسبت یہ کہہ دیتے کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا مرض ہے جب تک قارورہ میں روپیہ نہ پڑا ہوا ہو تب تک کچھ لکھ کر نہ دیتے تھے اور جب روپیہ ڈال دیا جاتا بس سب مرض سمجھ میں آجاتا تھا۔ فرمایا کہ گویا اظہار اس بات کا کرتے تھے کہ میری ایسی پاک کمائی ہے بھلے آدمی کو لینا

تھا تو ہاتھ میں ہی لے لیتے۔

ملفوظ 531 مردہ بچے کو کمائی کا ذریعہ بنایا :

فرمایا کہ کلکتہ میں ایک عورت کا بچہ مر گیا۔ اس نے سوچا کہ یہ تو مر ہی گیا اس سے کچھ کمانا ہی چاہیے چنانچہ وہ اس بچہ کو لیکر کندھے سے لگا کر ایک ساہوکار کی دکان پر پہنچی اور سوال کیا اس نے ایک دو پیسہ دے دیا وہ نہ مانی تو اس نے نوکروں سے کہا نکال دو۔ بس نوکر نے اسے دھکا دیا۔ دھکا دیتے ہی وہ بچہ کو گود میں سے چھوڑ کر اس نوکر کے سر ہو گئی۔ ہائے میرا بچہ ہائے میرا بچہ اب تو وہ ساہوکار بہت پریشان ہوا کہ وہ کیا آفت آئی۔ آخر کار اس نے اس عورت کی بہت خوشامد کی اور روپیئے دیئے۔ جب پیچھا چھوٹا۔

ملفوظ 532 رسول اللہ ﷺ کی نماز میں قرأۃ کا اکثری طریق :

ایک صاحب کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا اکثر طریق یہ تھا کہ پوری سورۃ پڑھا کرتے تھے متفرق آیتوں کا نماز میں بطور عادت کے پڑھنا مکروہ ہے پھر فرمایا کہ مولانا رشید احمد صاحب ویل للمطففین اور والشمس یا اس مقدار کی سورتیں پڑھتے تھے۔ جی ترستا رہتا تھا کہ اتنا ہی اور پڑھتے پھر فرمایا کہ رڑکی میں ایک صاحب نے نماز میں لمبی سورتیں پڑھیں اور مقتدی بیچارے دھوپ میں کھڑے تھے گھبرا گئے۔ جب ان سے کہا گیا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ جہنم میں کس طرح رہو گے۔ جب یہاں کی دھوپ نہیں سہی جاتی اس پر حضرت نے فرمایا کہ خدا نہ کرے جو جہنم میں جاویں اور اس سے کیا عادت ہو جاوے گی۔

ملفوظ 533 بھاگنے کا اہتمام اور بات یاد رکھنے کا نہیں :

فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے خادم ایک شخص عبداللہ تھے۔ ان سے مولانا کے گھر میں کہا کہ جاؤ یہ بات مولانا سے کہو بس اس قدر بھاگ کر گیا کہ سانس پھول گیا اور جا کر کہا جی حضرت نے یوں کہا ہے مولانا نے فرمایا کہ کیا کہا ہے کہنے لگا کہ میں تو بھول گیا۔ مولانا نے فرمایا کہ بھاگنے کا تو اہتمام رہا اور اس بات کے یاد رکھنے کا اہتمام نہ ہوا۔

ملفوظ 534 حب مال کا انجام :

فرمایا کہ ظریف احمد ایک حکایت نقل کرتے تھے کہ تھانہ بھون میں خیل کے محلہ میں ایک ولایتی مسجد میں رہتے تھے۔ بہت بخیل تھے اور خستہ حال رہتے تھے ان کے پاس سو دو سو

روپیہ جمع ہو گئے تھے۔ لڑکے پڑھاتے تھے۔ ان کی خوراک بہت تھی کسی دعوت سے یا مخلد کی روٹیوں سے کھلانا ہوتا تھا آنکھ بچا کر دن میں ان روپیوں کو کھول کر گنا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ لڑکوں نے گنتے ہوئے دیکھ لیا ایک دن ملاجی تو پاخانہ گئے ہوئے تھے انہوں نے وہ روپے نکال لیے اور پانچ روپے کا سودا منگایا اور پلاؤ عمدہ پکا کر ملاجی کی دعوت کی۔ جب ملاجی نے پلاؤ کھایا تو بہت تعریف کی اور دعائیں دیں۔ لڑکوں نے کہا جی حضرت یہ آپ ہی کا طفیل ہے جب ملاجی تعریف کرتے وہ لڑکے یہی جملہ کہہ دیتے کہ یہ آپ ہی کا طفیل ہے لڑکوں نے بار بار جو یہ لفظ کہا تو ملاجی کو شبہ ہو گیا اور حجرے میں گئے جا کر دیکھا تو روپیہ ندارد۔ بس وہیں ملاجی کا دم نکل گیا اور گر کر مر گئے۔

﴿ملفوظ 535﴾ شاہ ولی اللہؒ کا علمی مقام :

فرمایا کہ شاہ عبدالغنی صاحب پر علم غالب تھا اور ان کے بھائی شاہ احمد سعید صاحب بہت بھولے تھے مگر ان کی نسبت شاہ عبدالغنی صاحب سے بھی قوی تھی اسی سلسلہ میں کچھ اور مضامین بیان فرمانے کے بعد ﴿جن کو میں پورا ضبط نہ کر سکنے کے باعث نقل نہ کر سکا﴾ فرمایا کہ میں اول علم میں شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کا مرتبہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ سے بڑا سمجھتا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔

﴿ملفوظ 536﴾ آجکل قائل سے قول کو جانتے ہیں نہ کہ قول سے قائل کو :

فرمایا کہ ایک مقام میں مولوی محمد شفیع رامپوری پیری مریدی کرتے تھے اور وہاں ایک صاحب تھے جو حفظ الایمان کی ایک عبارت پر میری تکفیر فرماتے تھے ایک جگہ وعظ اور مولود ہوا۔ مولوی محمد شفیع نے اس میں ان صاحب کی تعریف کی وہاں میرے بھائی بھی مدعو تھے انہوں نے اس وقت تو کچھ نہ کہا کیا ترکیب سے کام لیا عقل بھی عجب چیز ہے اگر بھائی عالم ہوتے تو بڑے زبردست ہوتے بعد وعظ کے مولوی سے ملے اور مکان دریافت کیا اور کہا کہ آپ تو ہمارے ہم وطن ہیں ان کی دعوت کی کہ میرا دل چاہتا ہے پھر ادھر ادھر کی باتیں کیں اس کے بعد حفظ الایمان لائے اور یہ کہا کہ اس میں آخری سوال کے جواب کو ذرا دیکھ لیجئے کہ اس جواب میں کوئی خرابی تو نہیں۔ انہوں نے پھر یہی کہا بالکل ٹھیک ہے۔ پھر بھائی نے کہا کہ اس نظر سے دیکھئے کہ اسمیں کوئی کفر کی بات تو نہیں ہے انہوں نے پھر یہی کہا کہ بالکل صحیح ہے۔ پھر بھائی نے خاص اس عبارت کو محدود کر کے کہا کہ خاص اس میں دیکھ لیجئے کوئی

کفر تو نہیں۔ انہوں نے کہا تم بار بار کیوں پوچھتے ہو۔ آخر یہ کیا بات ہے بھائی نے کہا اس عبارت والے کو کافر بتایا جاتا ہے انہوں نے کہا اس کا کافر کہنے والا خود کافر ہے تب بھائی نے کہا کہ آپ کے ممدوح صاحب کافر بتلاتے ہیں اس پر انہوں نے کہا کہ میں اب ان کی کبھی تعریف نہ کرونگا اور میں اس امر کا اعلان تو نہیں کر سکتا' کیونکہ اتنی ہمت نہیں مگر احتیاط کرونگا۔ پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ اگر ان کو پہلے سے نام بتلا دیا جاتا تو وہ بھی ہاں میں ہاں ملانے لگتے۔ ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا آج کل قائل سے قول کو جانتے ہیں قول سے قائل کو نہیں جانتے۔

ملفوظ 537 آج کل کی درویشی کا معیار :

فرمایا کہ ہمارے بزرگوں کو لوگ درویش نہیں سمجھتے کیونکہ ان کے یہاں کوئی پچھنڈ نہیں ہے پھر فرمایا کہ ہمارے چشتی اس وقت کے بہت نقشبندیوں سے اچھے ہیں۔

ملفوظ 538 مولد شریف مشروط بیان :

فرمایا کہ کانپور میں ایک صاحب نے جو شہر کے ڈپٹی مجسٹریٹ تھے۔ مجھ سے مولود پڑھنے کی درخواست کی اور یہ کہا میرا جی چاہتا ہے کہ آپ بیان کریں اور جو امور منکر ہیں انکو نہ کریں۔ میں نے کہا کہ اکثر ادامر منکر ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ لوگ روایات بیان کرنے میں گڑبڑ کرتے ہیں اور قیام کا التزام کرتے ہیں سو یہ تو میرے قبضہ میں ہے اور ایک امر آپ کے اختیار میں ہے یعنی مٹھائی بانٹنا۔ سو آپ مٹھائی تقسیم نہ کرنا۔ اس پر وہ راضی ہو گئے لیکن مٹھائی آچکی تھی میں نے کہا مٹھائی کو قفل لگا کر کنجی مجھے دیدی جائے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ میں نے بیان کر دیا۔ صبح کو لوگوں نے کہا مٹھائی تو تقسیم کر دیجئے۔ اب رسم کا وقت نکل گیا۔ ان صاحب نے کہا کہ میں نے ان کے خلاف کوئی کام نہیں کیا ہے اگر وہ اجازت دیں گے تب تو تقسیم ہو جاوے گی۔ ورنہ نہیں چنانچہ مجھ سے دریافت کیا گیا۔ میں نے کہا کہ اس کا زیادہ حصہ تو مساکین کو دیدیا جائے اور اس کا ثواب روح مبارک ﷺ کو بخش دیجئے اور باقی احباب کو تقسیم کر دیں۔ انہوں نے سب مساکین کو تقسیم کر دی اور کسی کو نہیں دی اور میں اس سے زیادہ خوش ہوا کہ انہوں نے میرا حصہ بھی نہیں دیا۔

﴿ملفوظ 539﴾ مولود شریف بغیر کسی بدعت کے :

فرمایا کہ قنوج میں ایک نئے مکان میں مولود پڑھنے کی درخواست مجھ سے کی گئی ہے میں نے کہا کہ میرے مولود پڑھنے سے خوش نہ ہو نگے صاحب مکان نے کہا کہ میں ہر طرح خوش ہوں گا میں نے وعدہ کر لیا وہاں ایک کٹر غیر مقلد بیٹھے ہوئے تھے ان سے بھی لوگوں نے کہا کہ تم بھی آنا انہوں نے کہا لاحول ولا قوۃ میں نے کہا ان الفاظ میں ایسی کیا بات ہے جو آپ نے لاحول پڑھی۔ صرف مولود کا نام سن کر یہ تو ممکن ہے کہ تم مجلس میں آنا اور جب کوئی بدعت شروع ہو اٹھ کر چلے جانا وہ اس پر راضی ہوئے۔ پھر میں نے بیان کیا وہ غیر مقلد بیٹھے تھے میں نے سورۃ ابراہیم کی آیتیں بیان کیں وہ غیر مقلد بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ایسے مولود سے کسے انکار ہے پھر کھانا کھلایا گیا۔ سب حاضرین کو میں نے کہا کہ یوں بھی تو مولود ہو سکتا ہے۔

﴿ملفوظ 540﴾ مولود شریف میں قیام کی حقیقت :

فرمایا کہ جب میں اول اول کانپور آیا تھا تو میری عمر بیس برس کی تھی لوگوں نے مجھ سے مولود متعارف کو پوچھا میں نے کہہ دیا کہ بدعت ہے وہاں لوگ مولود کے بدعت بتانے والے کو ایذاء پہنچاتے ہیں مگر مجھ سے کسی کو وحشت نہیں ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ کسی طرح بھی جائز ہے میں نے کہا کہ ہاں میں بتاؤں گا کہ اس طرح جائز ہے چنانچہ ایک مجلس میں میں نے حضور ﷺ کے فضائل بیان کیے وہاں کے بعض مشاہیر علماء بھی شریک تھے عوام میں کانا پھوسی ہوئی کہ قیام تو ہوا ہی نہیں یہ کیسا مولود ہے افسوس ہے کہ ان علماء نے میری تائید نہ کی۔ ایک پنجابی نے غزل پڑھی ۔ جس میں ایک یہ شعر تھا ۔

تعظیم کھڑے ہو کے بجا لاؤ ادب سے

اس کام کا انکار بڑی بے ادبی ہے

سب لوگ کھڑے ہو گئے مگر میں بیٹھا رہا اب مجھ کو اگر ایسا اتفاق ہو تو بوجہ خوف فتنہ کے قیام کر لوں مگر اس وقت میں جوانی کا جوش تھا۔ برابر بیٹھا رہا ایک طالب علم نے مجھ کو موافقت کرنے کی آہستہ سے رائے دی میں نے زور سے کہہ دیا۔

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ. صبح کو چرچا ہوا کہ ایک مولوی صاحب دیوبند سے آئے ہیں خوش بیان تو بہت ہیں مگر وہابی ہیں ایک مرتبہ ان ہی مولوی صاحب کے

یہاں مولود میں چلا گیا اور یہ سمجھا وہاں قیام نہ ہوگا۔ مگر وہاں بھی قیام ہوا اور میں برابر وہاں بھی بیٹھا رہا۔ مگر مجھ کو کسی نے گزند نہ پہنچائی آخر جب نرمی آئی تو میں قیام کرنے لگا۔ لیکن کبھی کرتا تھا اور کبھی نہیں مجھ کو اس سے توقع اصلاح عوام کی تھی۔ مگر معلوم ہوا کہ لوگ یہ طمع کرنے لگے کہ یہی بالکل ہماری موافق ہو جاوے۔ آخر میں نے پھر بالکل ترک کر دیا اور دوبارہ پھر مجھ سے مخالفت ہوئی۔

﴿ملفوظ 541﴾ بدعت کی پہچان :

فرمایا کہ مولانا فتح محمد صاحب کسی مقام کا ذکر کسی سے نقل کرتے تھے کہ میں نے دیکھا کہ مردانہ مجلس میں ایک جوان حسین عورت چوکی پر بیٹھی ہوئی مولود پڑھ رہی تھی اور سب مجلس سن رہی ہے اب بتلایئے اگر علماء انکار نہ کریں تو کیا ہو ایسے موقع پر تو نفس مولود کو بھی منع کر دیا جائے گا پھر فرمایا کہ مولوی اسحاق علی صاحب کانپوری سے کسی نے کہا کہ تم ذکر رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کو منع کرتے ہو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ذکر رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کو منع نہیں کرتے۔ بلکہ خدا کے ذکر کی بے تعظیمی کو منع کرتے ہیں خدا کے ذکر کو بھی تو کھڑے ہو کر کیا کرو پھر ہم منع نہ کریں گے۔ پھر فرمایا کہ بدعت کے قبیح ہونے کی ایک یہ پہچان ہے کہ یہ دیکھ لو کہ اس کی طرف میلان اور اس کا اہتمام علماء کو زیادہ ہے یا عوام کو بدعتی مقتداء اپنا کا خرچ نہیں کرتے ہاں کھانے کو موجود ہو جاتے ہیں۔ پس جہلاء کو اہتمام زیادہ ہے خود علماء بدعت کے قلب میں بھی بدعت کی وقعت نہیں آخر علماء ہیں سمجھتے ہیں اور جن چیزوں کو ہم اچھا سمجھتے ہیں ہم خود بھی کرتے ہیں۔ چاہے خرچ کرنا پڑے۔ جیسے قربانی مولود تو چار آنے میں ہو جاتا ہے اور قربانی میں تو ایک ہی حصہ میں بعض دفعہ چار روپے سے زائد صرف ہو جاتے ہیں پھر عوام میں بھی بدعت کو یہ دیکھنا چاہیے کہ دیندار کتنے کرتے ہیں اور بددین کتنے کرتے ہیں بعض صالح ہوتے ہیں وہ بہت کم کرتے ہیں اور اکثر فاسق فاجر، ظالم، رشوت خور ہی کرتے ہیں رنڈیاں وعظ کبھی نہیں کہلواتیں اور مولود کراتی ہیں۔

﴿ملفوظ 542﴾ بیعت کے وقت ہدیہ لینے کا نقصان ہے :

فرمایا کہ ہم تو وعظ میں بھی مٹھائی نہیں بانٹتے اس لیے کہ حرصا حرصی یہ رسم بڑھ جاوے گی پھر غرباء کہیں گے کہ ہمارے پاس نہیں ہے ہم کیسے وعظ کہلوائیں۔ بعض اہل

حق پیر بھی نذرانہ بیعت کے وقت لے لیتے ہیں اور فی نفسہٖ اس میں کوئی خرابی بھی نہ تھی۔ مگر مجھے تجربہ سے اس میں یہ احتمال ہوا کہ یہ بھی مفسدہ ہے لیتے دیتے دیکھ کر غرباء کی ہمت بیعت کی نہ ہوگی یا ان کو فکر کرنا پڑیگی۔ الہ آباد میں ایک شخص نے بیعت کر کے کچھ ہدیہ پیش کیا۔ میں نے لوٹا دیا۔ بس اسی وقت ایک شخص اٹھا اور یہ کہا کہ مجھے اشتیاق تھا۔ مگر یہ سوچ رہا تھا کہ کیا پیش کرونگا۔

اسی طرح ضلع اعظم گڑھ میں ایک صاحب اپنے گھر لے گئے اور نذرانہ دیا میں نے کہا یہ طریقہ نہیں ہے دینے کا اس کے تو یہ معنی ہیں کہ میں اسی لیے آیا تھا اس میں میری اہانت ہے دوسرے یہ کہ کسی غریب کی ہمت نہ ہوگی۔ کہ اپنے گھر لے جا سکے۔ وہ اس بات کا برا مان گئے مگر اس کے بعد پھر بہت سے شخص اپنے گھر لے گئے کسی نے کچھ جلیبی پیش کر دی۔ کسی نے شربت ہی پلا دیا۔ اگر ان پہلے صاحب سے انکار نہ کیا جاتا تو ان بیچارے غریبوں کی ہمت نہ ہوتی۔ اللہ میاں نے فوراً ظاہر بھی کر دیا۔ گلاوٹھی میں ایک غریب شخص نے صاف صاف کہہ دیا کہ تم امیر لوگوں نے مولویوں کو پلاؤ کھلا کھلا کر ہم غریبوں کی راہ مار دی۔ ہم تو دال کھلا سکتے ہیں پلاؤ کھلا سکتے نہیں۔ اس لیے ہم ان کو اپنے مکان پر بلانے یا وعظ کہلوانے سے محروم رہتے ہیں۔ مولویوں کو چاہیے کہ دعوت میں خود ہی سادہ کھانا تجویز کر دیا کریں۔

میں تو اکثر ماش کی دال بتلا دیتا ہوں۔ جاننے والوں میں اس بات کی شہرت بھی ہوگئی ہے ایک پیشہ ور واعظ مولوی کی حکایت ہے کہ رڑکی میں ایک شخص نے ان کی دعوت کی کہنے لگے کہ اکثر لوگ میری مرضی کے موافق کھانا نہیں پکاتے۔ نمک مرچ زیادہ کر دیتے ہیں۔ میری ماما ساتھ ہی ہوئی ہے دعوت کے بس پانچ روپے دیدو۔ میں خود پکوالوں گا۔ ایک غریب نے کہا کہ میرا دل تو کھلانے ہی کو چاہتا ہے جب وہ سر ہوا تو کہنے لگا کہ اچھا جنس دیدو یا پکا ہوا گھر بھیج دو۔ اس بیچارے نے پکا کر گھر بھیج دیا۔ وہ ان سب چیزوں کو مسجد میں اٹھا کر لائے اور بعد نماز کے کہا کہ سب لوگ ٹھہر جاویں وہ سب سامان دکھلایا اور کہا کہ ایسے ایسا کھانا بھیجتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ غرض بہت ناراض ہوئے یہ اس لیے کہا کہ آئندہ کوئی ایسا نہ کرے کیسے غضب کی بات ہے۔

۶ رجب المرجب ۱۳۵۳ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 543﴾ بڑھاپے میں رنگین کپڑا پہننے سے شرم :

حضرت والا کے ایک خادم نے ایک کپڑا حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ وہ خفیف رنگین اور دھاری دار تھا فرمایا کہ مجھے ایسا کپڑا پہننے سے شرم سی معلوم ہوتی ہے گو شرعاً ناجائز نہیں ہے مگر میرا معمول نہیں ہے کچھ اس میں زینت کی شان غالب معلوم ہوتی ہے۔ بڑھاپے میں کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ جوانوں کے لیے مناسب ہے انہوں نے عرض کیا کہ حضرت تو پھر مجھے بھی یہ پہننا مناسب نہیں کیونکہ اس میں زینت ہے فرمایا کہ نہیں آپ پہنیں۔ آپ کے لیے نامناسب نہیں ہے۔

﴿ملفوظ 544﴾ ذکر کی کثرت سے ذوق :

ایک حضرت کے خادم مسجد میں ذکر کر رہے تھے حضرت والا نے ان کی آواز سن کر فرمایا کہ ذکر کی کثرت سے بھی ایک ذوق ہو جاتا ہے۔

پہلے ان کی آواز بھدی معلوم ہوتی تھی۔ مگر اب اگرچہ آواز بدل نہیں گئی۔ لیکن اس میں ایک ذوق سا معلوم ہوتا ہے۔

﴿ملفوظ 545﴾ حقیقت توجہ :

حضرت والا کے چند خلفاء حاضر تھے توجہ کے متعلق حضرت والا سے کچھ دریافت کر رہے تھے فرمایا کہ توجہ کے دو درجے ہیں ایک درجہ تو غیر اختیار ہے وہ یہ ہے کہ دل چاہتا ہے کہ فلاں شخص میں ذوق و شوق ' محبت حق ' خوف وغیرہ پیدا ہو جاویں اس کے واسطے دعا کر دے اسکا تو کچھ بھی مضائقہ نہیں۔ دوسرا درجہ توجہ کا توجہ متعارف اور مصطلح ہے وہ یہ کہ شیخ اپنے قلب کو سب خطرات سے خالی کر کے خاص توجہ کرتا ہے اس میں تصور بقصد تصرف ہوتا ہے یہ گو جائز ہے مگر ذوقاً پسند نہیں اور اس میں فاعل قوت برقیہ ہوتی ہے پھر فرمایا کہ انسان کے اندر قوت برق زیادہ ہے بعض جانوروں میں بھی ہے زمین میں بھی یہ قوت بہت ہے سنا ہے کہ بے تار کے جو خبر پہنچتی ہے وہ اسی کے ذریعے سے پہنچائی جاتی ہے۔ برق کے اندر بھی یہی خاصہ ہے جذب کا۔ نظر لگنے میں بھی اسی کا اثر ہوتا ہے۔ مسمریزم اور توجہ

متعارف کا منشاء و ماخذ ایک ہے ایک بری جگہ صرف ہوتا ہے ایک اچھی جگہ صرف کی جاتی ہے۔ صرف اتنا ہی فرق ہے اور یہ مشق پر موقوف ہے اس لیے مشق کی جاتی ہے کہ دوسروں پر نسبت کا القاء کریں گے بعض مشائخ کے یہاں اس سے بہت کام لیا جاتا ہے مگر اس کا نفع باقی نہیں رہتا۔ طالب کیفیت کو نفع سمجھ کر اس کو کافی جانتا ہے اس لیے کام چھوڑ دیتا ہے اس میں چند خلجان ہیں اول تو سنت میں منقول نہیں دوسرے اس سے کام میں اکثر کو سستی ہونے لگتی ہے پھر فرمایا کہ اگر خود اثر پڑے۔ دوسرے پر اس کا مضائقہ نہیں۔ باقی خود توجہ کرنے میں تو اس وقت کامل طور پر خدا کا بھی ذکر نہیں رہتا قلب میں اور یوں معمولی بات چیت میں بھی توجہ الی اللہ نہیں ہوتی۔ مگر یہ اس سے اشد ہے کیونکہ اس میں قلب کو قصداً خالی کیا جاتا ہے اور خدا کی طرف سے توجہ ہٹانا غیرت کی بات معلوم ہوتی ہے ہاں محبت اور تعلق رکھنے کو کوئی منع نہیں کرتا۔ لیکن توجہ متعارف میں تو تھوڑی دیر کے لیے تو یہ تعلق ایسا ہو جاتا ہے کہ خدا کے تعلق پر بھی غالب آجاتا ہے۔ حلقہ متعارف میں یہی ہوتا ہے اور اگر قلب میں کیفیت ہے اس کا تو خود ہی بقدر ضرورت اثر ہوگا۔ یہ ضرور نہیں کہ ایصال اثر کا اہتمام بھی ہو۔ البتہ توجہ بالقصد کے ساتھ یہ حکم متعلق نہیں مسنون طریقہ سے اصلاح کی جاوے۔ وعظ نصیحت دعا مسنون طریقہ یہی ہے اس کے ساتھ اضطراری طور پر اس کا اثر پہنچ رہا ہے اس سے انکار نہیں بعض شخصوں میں فطری طور پر یہ ہوتی ہے انہیں زیادہ اہتمام نہیں ہوتا۔ بعض لوگ اس توجہ سے ایسے کام لیتے ہیں جو ظاہراً خیر ہیں مگر خود ان کے جواز میں بھی تردد ہے مثلاً کسی کی طرف کسی مسجد یا مدرسہ کی اعانت کے خیال سے متوجہ ہوئے اس پر اثر پڑتا ہے اور وہ اعانت پر مجبور ہو جاتا ہے بعد کو بعض اوقات پچھتاتا بھی ہے وہ شخص اس وقت مغلوب ہو کر حقیقت کو نہیں سمجھتا۔ بس مجبور ہو جاتا ہے بس یہ لینا ایسا ہی ہے جیسے غصب کر لیا یا شراب پلا کر دستاویز لکھوالی۔

پھر فرمایا کہ میں توجہ متعارف کو حرام تو نہیں سمجھتا مگر مجھے تو اس سے غیرت آتی ہے کہ جو توجہ تام حق تعالیٰ کا حق ہے وہ اور کی طرف کی جائے۔

ملفوظ 546 کچھ لوگ نفع رسانی کیلئے پیدا ہوتے ہیں :

فرمایا کہ بعض کو حق تعالیٰ نفع رسانی کے لیے پیدا فرماتے ہیں اور بعض کو خود منتفع ہونے کے لیے جس طرح کہ بعض لوگ جسم کے قوی ہوتے ہیں مگر ان کے اولاد نہیں

ہوتی۔ اسی طرح بعض اعلیٰ درجہ کے شیخ ہوتے ہیں مگر ان سے دوسروں کو نفع نہیں ہوتا اور بعض کا ایسا نفع ہوتا ہے کہ خود ان کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ مولانا شہیدؒ نے غالباً منصب امامت میں لکھا ہے کہ بعض بزرگوں کے برکات اس قسم کے ہوتے ہیں جیسے آفتاب کے انوار آفتاب کو خبر بھی نہیں ہوتی اور روشنی تمام عالم کو پہنچتی رہتی ہے۔ اسی طرح بعض بزرگوں کا نفع دور دور تک پہنچتا ہے پھر اس کا ذکر ہوا کہ شیوخ جو اجازت بیعت و تلقین کی مرحمت فرماتے ہیں تو کیا یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس شخص سے نفع پہنچے گا۔ فرمایا کہ ہاں خدا تعالیٰ قلب میں ڈال دیتے ہیں کہ اس شخص سے امید نفع کی ہے اس کو اجازت دے دینی چاہیے۔ یہ گویا الہام ہوتا ہے چونکہ اسے اطمینان ہے اس لیے اس کو اس الہام پر عمل کرنا چاہیے۔

﴿ملفوظ 547﴾ پیر کے تصور سے پیر کا نظر آنا:

فرمایا کہ سید صاحب کے ایک مرید نے کہا کہ میں نے فلاں جگہ دیکھا کہ آپ نے مجھے رستہ دکھایا۔ بس حضرت نے پکار کر سب سے کہا کہ دیکھو بھائی یہ شخص یہ حکایت بیان کرتا ہے میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ مجھ کو اس واقعہ کی اطلاع بھی نہیں۔ میں وہاں ہرگز نہ تھا۔

پھر ہمارے حضرت والا نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے کوئی لطیفہ غیبیہ متمثل کر کے بھیج دیا ہوگا۔ اس سے اس شخص کو ہدایت ہو گئی ہوگی۔ بعض اوقات پیر کا تصور کرتے کرتے بھی پیر نظر آنے لگتا ہے اور عقیدہ خراب ہو جاتا ہے۔

﴿ملفوظ 548﴾ لطائف کا شغل حجاب ہے:

فرمایا کہ یہ تمنا تو اپنے متعلقین کے لیے سب ہی بزرگوں کو ہوتی ہے کہ خدا کرے ان کو بھی خدا کا خوف پیدا ہو جاوے۔ خدا کی محبت پیدا ہو جاوے۔ لیکن اس میں جو تصرف کو پسند نہیں کرتے ان میں یہ نہیں ہوتا کہ میرے قلب سے منتقل ہو کر پہنچ جاوے۔ پھر فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کے یہاں حلقہ جب تھانہ بھون میں تشریف رکھتے تھے جب تو کبھی کبھی ہوتا تھا اور وہاں یعنی مکہ معظمہ میں تو بالکل نہیں ہوتا تھا پھر فرمایا کہ ہمارے حضرت کا نہایت پاکیزہ مشرب تھا۔ حضرت لطائف کا شغل بھی پسند نہیں کرتے تھے یہ فرماتے تھے کہ یہ حجاب ہے۔ پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ بعض معترضین چشتیوں کو بدعتی کہتے ہیں حالانکہ ان کے یہاں بعض باریک بدعتیں مثل التزام تصور شیخ وغیرہ رائج ہیں۔

ملفوظ 549﴾ کشف کرامت نہیں :

فرمایا کہ کشف وغیرہ ریاضت پر موقوف ہے جوگیوں وغیرہ کو بھی ہو جاتا ہے اسی طرح اڑنا ایک تصرف ہے لوگ اس کو کرامت کہنے لگے ہیں۔

ملفوظ 550﴾ نظم میں اللہ کی شکایت :

فرمایا کہ ایک نظم جہلاء میں مشہور ہے سائل لوگ اس کو پڑھتے ہیں جس میں اللہ میاں کی عجیب شکایت ہے مثلاً سلیمانؑ کو دی پیغمبری میری بار کیوں دیر اتنی کری۔ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ میں بھی تو ان سے کم نہیں ہوں۔ پھر میرے لیے کیوں دیر کی۔

۷ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز یکشنبہ

ملفوظ 551﴾ بیعت کا قبول کروانا :

ایک صاحب نے لکھا تھا کہ میں نے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے توبہ کی اور حضرت مخدوم و مکرم کے ہاتھ پر بیعت کی۔ امید ہے کہ حضرت قبول فرمادیں گے۔ اس پر فرمایا کہ بیعت کے لیے لوگ وہیں بیٹھے بیٹھے درخواست کرتے ہیں ارے بھائی یہاں آؤ۔ درخواست کرو مجھے اختیار ہے چاہے میں قبول کروں یا نہ کروں۔ ان کا بیعت کے قبول کرنے کو لکھنا ایسا ہے جیسے کوئی کسی عورت کو لکھے کہ میں توبہ کرتا ہوں مجرد ہونے سے اور نکاح کرتا ہوں تیرے ساتھ تو کیا یہی طریق ہے نکاح کا ہرگز نہیں یہ صاحب یہ سمجھے کہ توبہ کا تو انکار کر نہیں سکتے اور توبہ کا انکار بیعت کا انکار ہے میں نے جواب میں لکھ دیا کہ توبہ تو ہو گئی مگر بیعت نہیں ہوئی۔ جب تک کہ میں قبول نہ کروں۔

ملفوظ 552﴾ تدبیر سے وسعت رزق ضروری نہیں :

ایک صاحب کا ذکر ہو رہا تھا جنہوں نے کہ تیس روپے سے تجارت شروع کی تھی اور آج ان کو ساٹھ روپیہ روزانہ سے زیادہ آمدنی ہے اس پر فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ تدبیر سے رزق ملتا ہے جو تدبیریں ان صاحب نے کی ہیں وہی کوئی اور کر دیکھے۔ دیکھیں تو سہی کیسے اس قدر جلد بڑھتا ہے۔

﴿ملفوظ 553﴾ مجبور و مختار میں فرق نہ کرنے والا کتے سے زیادہ بدتر ہے :

فرمایا کہ جو شخص مجبور و مختار میں فرق نہ کرے وہ کتے سے بھی زیادہ بدتر ہے کتے کے اگر لکڑی مارو تو وہ بھی لکڑی پر حملہ نہیں کرتا بلکہ لکڑی مارنے والے پر حملہ کرتا ہے۔

۹ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 554﴾ ہندو کا ظلم :

فرمایا کہ قصائیوں کو تو ہندو لوگ ظالم کہتے ہیں مگر بعضے خود قصائیوں سے زیادہ ظالم ہیں وہ تو گائے ہی کو ذبح کرتے ہیں اور یہ آدمیوں کو ذبح کرتے ہیں سود لیتے لیتے تباہ کر دیتے ہیں۔ ایک شخص کہتے تھے کہ اس قوم کی حالت یہ ہے کہ ان کے پاس سو روپے ہوں اور کسی گاؤں میں جا بیٹھیں۔ بس لین دین کر کے تھوڑے دنوں میں تمام گاؤں کے مالک بن جاتے ہیں۔

﴿ملفوظ 555﴾ بیماری کی پریشانی میں بیعت :

ایک صاحب کی نسبت فرمایا کہ انہوں نے مجھے ڈرایا کہ میں بیمار ہوں مر جاؤں گا مجھے بیعت کر لو۔ میں نے کر لیا اس کے بعد جب اچھے ہو گئے تو جنگ بلقان کے زمانہ میں ان کے اس قسم کے خطوط آئے کہ خدا بھی تثلیث کا حامی ہے ورنہ مسلمانوں کی فتح کیوں نہیں ہوتی۔ ﴿نعوذ باللہ منہ﴾ یہ آکر مجھے بہت تکلیف دیتے تھے اور ان کی باتیں بالکل ریا اور تصنع کی تھیں میں نے ان سے کہا کہ آپ کو مجھ سے نفع نہ ہوگا کیونکہ مناسبت آپ کو میرے ساتھ نہیں ہے انہوں نے کہا کہ واقعی مجھے بھی آپ سے اب تک انس نہیں ہوا۔ میں نے کہا اور جگہ بیعت ہو جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ میرے لیے بد دعا نہ کرنا۔ میں نے کہا اللہ اکبر اتنے عرصہ تک میری نسبت اتنا بھی معلوم نہ ہوا کہ میں بد دعا کرنے والا ہوں۔ اگر تم ایسا سمجھتے تھے تو مجھ سے بیعت کیوں ہوئے تھے کہنے لگے کہ بیماری کی پریشانی میں ہو گیا تھا۔

﴿ملفوظ 556﴾ الفاظ میں مخالفت کی بو :

فرمایا کہ بعضے لوگ بعض مرتبہ گو مہذب گفتگو کرتے ہیں۔ مگر چونکہ ان کو اعتقاد نہیں ہوتا اس لیے الفاظ میں صاف مخالفت کی بو آتی ہے۔

﴿ملفوظ 557﴾ **علی گڑھ کے طلباء کے نزدیک دو برے افراد :**

فرمایا کہ ایک واعظ خوشامدی کالج علی گڑھ میں پہنچے۔ اور وعظ میں بیان کیا کہ ڈاڑھی منڈانے میں کچھ حرج نہیں ہے اللہ تعالیٰ صورتوں کو نہیں دیکھتے بلکہ دلوں کو دیکھتے ہیں۔ وہاں کے بعض لڑکے کہتے تھے کہ ایسے ایسے آ کر ہمیں بگاڑتے ہیں ہمیں دو شخص برے معلوم ہوتے ہیں ایک تو وہ جو ہمیں کافر کہے اور دوسرے وہ جو ہماری ہاں میں ہاں ملائے۔

﴿ملفوظ 558﴾ **مدرسہ دیوبند کا مایہ ناز :**

فرمایا کہ مدرسہ دیوبند کی بنیاد ایسے خلوص سے رکھی تھی کہ اب تک اس کا اثر ہے بڑے بڑے مدرسے دیکھے مگر آخر کار کچھ بھی نہ دیکھا مدرسہ دیوبند کی تعلیم کی بابت بڑے بڑے انگریزوں کی یہ تحریر ہے کہ اگر اس مدرسہ کی مذہبی تعلیم میں دنیاوی تعلیم شامل کی گئی تو اس کا مذہبی خالص رنگ باقی نہ رہیگا جو اس مدرسہ کا مایہ ناز ہے پھر فرمایا کہ مولانا عبدالرحیم صاحب فرماتے تھے کہ مدرسہ دیوبند میں جمہوریت کی شان ہے اس میں چاہے کوئی خاص شخص نہ ہو مگر یہ باقی رہے گا چنانچہ اس کی حفاظت کا کچھ مستقل انتظام نہیں جو کوئی اس کی خدمت کرتا ہے وہ اپنے لیے کرتا ہے اس کی حالت اسلام کی سی ہے۔ اگر کوئی بادشاہ بھی مسلمان ہو جاوے تو اپنے لیے اس نے بہتری کی۔ اسلام کا کیا بڑھ گیا کچھ بھی نہیں۔ رامپور میں ایک مرتبہ ایک بزرگ کا وعظ ہوا۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلام اس وقت ایسا ہو گیا ہے جیسے بیوہ عورت کہ وہ ہر طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتی ہے کہ میری کوئی دستگیری کرنے والا ہے پھر جب میرا بیان ہوا تو میں نے کہا کہ اسلام کو کسی کی امداد کی حاجت نہیں وہ نہ عورت ہے اور نہ بیوہ ہے۔ وہ مرد ہے جو کوئی اس کی خدمت کریگا۔ اپنی سعادت کے لیے کریگا۔ اسلام کو حاجت نہیں یہ سن کر پٹھان جوش میں آگئے اور مدرسہ کے لیے خوب چندہ جمع ہوا۔ پھر فرمایا کہ جو کچھ بیان کیا گیا تھا وہ خلوص سے بیان کیا گیا تھا۔ نیت دونوں بیان کرنے والوں کی اچھی تھی۔

﴿ملفوظ 559﴾ **ذکر کا اثر ضرور ہوتا ہے :**

فرمایا کہ یہ جو مشہور ہے کہ ؎

بر زباں تسبیح دردل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

یہ مولانا رومیؒ کا قول نہیں ہے بلکہ یہاں بہاء الدینؒ عاملی کا ہے۔ میں تو اسکے بجائے یہ کہا کرتا ہوں "ایں چنیں تسبیح ہم دارد اثر" خالی الذہن ہو کر آدمی اللہ اللہ کرے دیکھیں تو کیسے اثر نہ ہوگا۔ البتہ اس کے خلاف ریا بھی نہ ہونی چاہیے اس بات کا تجربہ ہے کہ ضرور اثر ہوتا ہے۔

۱۰ ارجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز چہار شنبہ

﴿ملفوظ 560﴾ شیخ کی خدمت میں حاضری کا خاص اہتمام:

ایک صاحب مع اپنی بیوی کے کسی شادی والوں کے مجمع کے ساتھ تھانہ بھون آئے اور وہ خانقاہ میں اور بیوی اس شادی والے کے گھر میں مقیم ہوئے اور بیان کیا کہ ہم دونوں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس پر فرمایا کہ شادی والوں کے ساتھ آنا ٹھیک نہیں۔ طالب قدوس کو طالب عروس کے ساتھ جوڑ کھانا کیا مناسب ہے ان لوگوں کے ساتھ آنے میں بالکل بے لطفی ہے چنانچہ آپ یہاں موجود ہیں اور بیوی آپ کی وہاں ہے میرے دل کو آپ کا اور ان کا آنا اچھا لگتا نہیں۔ ایسا آنا کچھ خاص رغبت اور شوق کا آنا نہیں ہوتا۔ ان لوگوں کے ساتھ جانے کے پابند آنے کے پابند۔ یہاں آنے کی مصلحتیں ہیں ان سب پر پانی پھر گیا۔ نہ آنہ رہا نہ پائی رہی۔ قاعدہ کلیہ ہے آدمی جہاں جاتا ہے اور وہیں قیام کرتا ہے تو وہ مصلحتیں مرتب ہوتی ہیں۔ ورنہ نہیں ان صاحب نے عرض کیا اپنی بیوی کی نسبت کہ اس نے مجھے مجبور کر دیا۔ اس پر فرمایا مجھے یہ حیرت ہے کہ آپ ان کے کہنے میں آگئے آپ ان کے تابع ہیں یا وہ آپ کے تابع ہیں۔ آپ اس کے کہنے میں نہ آتے۔ ہر چیز کو اس کے مرتبہ میں رکھنا چاہیے۔ بیوی کے ساتھ بد خلقی نہ کرے۔ مگر یہ بھی نہیں کہ اس کو میاں ہی بنالیوے۔ بعض لوگ یہاں آتے ہیں اور ادھر ادھر ٹھہر جاتے ہیں۔ مجھے تو ان کے آنے کی قدر نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا کہ حدیث من کثر سواد قوم فھو منھم کے مقتضاء پر جو لوگ جس جماعت کے ساتھ آتے ہیں ان کا انہی میں شمار ہوتا ہے پھر فرمایا کہ میں جب گنگوہ جایا کرتا تھا تو سسرال میں ٹھہرا کرتا تھا۔ ورنہ وہ لوگ رنجیدہ ہوتے اس پر یہ مفسدہ مرتب ہوا کہ مجھے حضرت

مولانا گنگوھی کے یہاں کا کھانا کبھی نصیب نہ ہوا کیونکہ میں کبھی مولانا کا مہمان ہی نہیں ہوا۔ البتہ ایک مرتبہ مولانا نے خود ہی فرمایا کہ تم نے یہاں کبھی کھانا نہیں کھایا۔ آج تمہاری دعوت ہے ﴿اگرچہ معتقدین کو تبرک دینا دعوت نہیں ہے مگر عنوان دعوت ہی کا تھا۔ اور خوب تکلف کا کھانا تیار کرایا۔ بس ایک دفعہ کے سوا دوبارہ نصیب نہ ہوا۔ اور وہاں ٹھہرنے میں چاہے بازار ہی کا کھاتے۔ مگر وہاں بیٹھ کر تو کھاتے۔

﴿ملفوظ 561﴾ نکاحِ ثانی اور مختلف ممالک کے آب و ہوا کا اثر:

فرمایا کہ بخارا کے ایک سوداگر میری طالب علمی کے زمانہ میں مدرسہ دیوبند میں آ کر ٹھہرے تھے انہوں نے سو بیبیوں سے نکاح کیا تھا جہاں جاتے تھے وہیں ایک نکاح کر لیتے تھے۔ ۹۶ مر چکی تھیں۔ چار موجود تھیں۔ پھر فرمایا کہ عرب میں چونکہ نکاح ثانی سے عار نہیں۔ ایک عورت سے کئی کئی نکاح آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ البتہ ہندوستان کا نکاح لوہے جڑا ہوتا ہے نہ طلاق سے نہ موت سے نہ کسی طرح۔ دوسری جہالت اس کے مقابلہ میں اور بھی ہے کہ بلا سبب فسخ کر دیا جاتا ہے چنانچہ ایک قاضی تھے ان سے نکاح پڑھوایا فیس کم دی۔ قاضی جی نے کہا کہ فیس پوری دو۔ ورنہ ابھی نکاح ادھیڑتا ہوں اور پڑھنا شروع کر دیا۔ والشمس وضحھا ادھڑ بے نکاحا۔ پھر کہا میں ختم کرتا ہوں ورنہ میرا پورا حق دو۔ اللہ بچاوے جہالت سے ایسا ہی ایک پیر صاحب کا قصہ ہے ایک گاؤں میں لوگ ایک اور پیر سے مرید ہو گئے اس پر ان پرانے پیر صاحب نے کہا کہ اچھی بات ہے میں بھی تم کو پل صراط سے دھکا دونگا۔ تم دوسروں سے کیسے مرید ہو گئے۔ بس ان لوگوں نے کہا کہ دھکا مت دینا تم اپنا حق لے لیا کرو۔ پھر فرمایا کہ بعض قوموں میں لڑکی کیجانب سے داماد ڈھونڈا جاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ہندوستان کی خاصیت ہے کہ عورت عاشق ہوتی ہے مرد پر۔ شاید کچھ آب و ہوا کا اثر ہو۔ مرد اپنا دل عورت سے خالی کر سکتا ہے مگر عورت اپنا قلب مرد سے خالی نہیں کر سکتی۔

کانپور میں ایک قاضی صاحب کے یہاں بعض عورتیں شوہر سے طلاق لینے کے لیے آتی تھیں۔ مگر جب طلاق ہوتی تھی تو دہاڑیں مار مار کر روتی تھیں۔ خاوند کے مرنے کا سخت صدمہ ہوتا ہے۔ خواہ خاوند کیسا ہی ہو۔ ہندی دوہڑں میں پیا وغیرہ کے الفاظ سے عورت

خاوند کو خطاب کرتی ہے۔ مرد عورت کو مخاطب نہیں کرتا۔ عرب میں مرد محب ہے اور عورت محبوب۔ فارس میں مرد ہی محب مرد ہی محبوب۔ اسقدر گندگی ہے پھر فرمایا کہ عرب کی زبان میں سادگی بہت ہے اور فارس میں سوزش و شورش چنانچہ میرے بدن میں فارسی کے شعر سے آگ لگ جاتی ہے آتش پرستوں کی زبان ہے وہی اثر زبان میں ہے اور اردو میں تو ذرا بھی لطف نہیں ہوتا۔

زبان کا لطف نہیں آتا جیسے خشکا کھالیا۔ مضامین البتہ بعض دلربا ہوتے ہیں۔

﴿ملفوظ 562﴾ جوارح میں نور کا اثر :

فرمایا کہ حدیث شریف میں آیا ہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُوْرًا اور اسی طرح فِيْ لَحْمِيْ وَ فِيْ شَعْرِيْ وَ فِيْ عَصَبِيْ و فِيْ دَمِيْ الخ سواس نور کی خاصیت ہے آدمی سوچ کر دیکھ لے کہ جب یہ نور اس کے اندر بھرتا ہے تو لذات کی خواہش کم ہو جاتی ہے اور پھر قوت رہتی ہے۔ صحابہؓ حالانکہ دبلے پتلے تھے۔ مگر کفار ان سے عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ یہ نور ہی ان کا محرک تھا۔ حضور سرور عالم ﷺ نے قلب کے ساتھ جوارح میں بھی نور کی دعا کی ہے۔

﴿ملفوظ 563﴾ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کا کشف کے بارے میں طرز عمل :

فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نے اپنی ہمشیرہ کے متعلق ایک کشف بیان کیا۔ انہیں حج سے آنے میں اور نیز خبر پہنچنے میں دیر ہوئی۔ مولانا فرماتے تھے کہ میں ان کے انکشاف حال کی طرف متوجہ ہوا۔ ایک بڑا کاغذ خوشخط دیکھا جس میں جدولیں بنی تھیں۔ ایک خانہ میں لکھا تھا العامل دوسرے میں العمل تیسرے میں الجزاء اس میں میں نے اپنی ہمشیرہ کا نام دیکھا العمل میں لکھا تھا الحج اور الجزاء میں لکھا فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ پھر فرمایا کہ مولانا نہ اپنا کشف چھپاتے تھے نہ دوسرے بزرگوں کا۔ اس واسطے اور بزرگ اس مجمع کے مولانا سے اپنے مکاشفات نہیں کہا کرتے تھے ایک مرتبہ مولانا رفیع الدین صاحب نے کہہ دیا کہ رمضان شریف میں فلاں تاریخ کو بارش ہو گی۔ قحط تھا۔ بس مولانا محمد یعقوب صاحب نے سب سے کہہ دیا کہ اطمینان رکھو فلاں تاریخ کو بارش ہو گی۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ بجز مخلصین حضرات کے اوروں کے مکاشفات کون بیان کیا کرتا ہے اپنی ہی دوکان جماتے ہیں۔

﴿ملفوظ 564﴾ نبض کے کرشمے :

فرمایا کہ حکیم عبدالمجید خان صاحب کا ایک عجیب قصہ سنایا گیا ہے یہ اپنے فن کے واقعی کامل تھے ایک مرتبہ ایک ڈاکٹر سے مقابلہ ہوا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ نبض واہیات چیز ہے حکیم صاحب نے کہا کہ جو کچھ ہے نبض ہی ہے اس پر ڈاکٹر نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو دکھلا دیجئے۔ چنانچہ اس وقت ۵۰۰ یا ۶۰۰ مریض موجود تھے۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ آج جو مریض نئے آئے ہیں وہ کھڑے ہو جائیں چنانچہ وہ کھڑے ہو گئے۔ حکیم صاحب نے سب کی نبض دیکھ کر ان کے امراض کا حال بیان کر دیا اور مریضوں نے تصدیق کی۔ پھر ڈاکٹر صاحب سے یہ کہا کہ ممکن ہے آپ شبہ کریں کہ باوجاہت آدمی ہیں اور لوگ ان کے تابع ہیں اس وجہ سے لوگوں نے کہہ دیا ہوگا۔ اس لیے لایئے میں آپ کی نبض دیکھوں۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب کی نبض دیکھ کر حکیم صاحب نے ان کا کچا چٹھا بیان کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا واقعی پہلے سے مجھے بعض مرض خود بھی معلوم نہ تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے پاس کوئی ضرور روحانی مشین ہے جس کے ذریعہ سے آپ معلوم کر لیتے ہیں ورنہ نبض کوئی چیز نہیں ہے۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ روحانی مشین بزرگوں کے پاس ہوگی ﴿حکیم صاحب بزرگوں کے معتقد تھے﴾ میں تو گنہگار آدمی ہوں۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبض کی پہچان دی ہے پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ مولوی حکیم ...... صاحب نام سن کر یہ بتلا دیتے تھے کہ یہ ایسا شخص ہے اور قارورہ دیکھ کر ہندو مسلمان کا ہونا بتلا دیتے تھے یہ بھی کہتے تھے کہ مسلمان کے قارورہ میں ظلمت کم ہوتی ہے دو عورتوں کا قارورہ دیکھ کر یہ بتلا دیا تھا کہ یہ نمازن ہے اور یہ بے نمازن۔

﴿ملفوظ 565﴾ ہندوؤں میں مردہ جلانے کی وجہ :

فرمایا کہ ماموں امداد علی صاحب ایک نکتہ بیان فرماتے تھے کہ ہندوؤں میں جو جلانے کی رسم ہے اس کی بابت یہ سمجھ میں آتا ہے کہ انسانوں سے پہلے جو جن تھے غالب گمان ہے کہ ان کی شریعت میں مردہ کو جلانا ہوگا کیونکہ مناسب ہے کہ ہر عنصر کو اس کے مناسب میں ملا دیا جائے۔ چونکہ ہندو لوگوں نے کثرت سے جنوں کے قصے پڑھے ہیں اور جنوں کے قصے ہی ان کی کتابوں میں لکھے ہیں۔ اس لیے انہوں نے بھی غالباً وہی طریقہ اختیار کر لیا۔

۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 566﴾ سفر میں، خرچ میں احتیاط :

ایک صاحب جنہوں نے اپنے لڑکے کو مدرسہ امداد العلوم میں پڑھانا شروع کیا تھا ان کی نسبت حضرت والا نے فرمایا کہ یہ صاحب یہ چاہتے تھے کہ سارے مدرسہ کی دعوت کریں اور سب کو جوڑے پہنادیں۔ میں نے کہا کیوں بے فائدہ یہ قصہ کرتے ہو تم خود سفر میں ہو دو روپے کے بتاشے منگا کر خوشی کے لیے شکریہ کے طور پر تقسیم کردو کافی ہے۔

۱۲ ارجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 567﴾ نماز اوراد کا معاصی سے روکنا کس طرح ہے :

ایک صاحب نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ میں یہ سمجھتا تھا کہ اوراد وظائف معاصی سے روک دیں گے۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ اوراد کا روکنا اس معنے کو ہے جس طرح قانون ڈکیتی سے روکتا ہے اور یہی حال نماز کا ہے یعنی نماز کی ہیئت ووضع بزبان حال یہ کہتی ہے کہ ارے مجھے اختیار کر کے فحشاء اور منکر مت کر۔ اسی طرح اوراد کا حال ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ نماز واوراد زبردستی منکرات سے روک دیتے ہیں۔

﴿ملفوظ 568﴾ رعب شفقت سے زیادہ ہوتا ہے :

فرمایا کہ رعب جتنا شفقت سے ہوتا ہے اس قدر تخویف سے نہیں ہوتا۔ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کا بڑا رعب تھا۔ لوگوں کی جان نکلتی تھی۔ حالانکہ ہر وقت ہنستے رہتے تھے۔

﴿ملفوظ 569﴾ حضرت جلال الدین کبیر الاولیاءؒ کی کرامت :

فرمایا کہ ایک شخص حضرت جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی کی خدمت میں حاضر ہوئے کوئی بات ان کے نفس کے خلاف ہوئی۔ انہوں نے دل میں اعتراض کیا کہ یہ شریعت کے اور اخلاق کے خلاف ہے بس اس شبہ سے لوٹ گئے۔ جب چلے تو راستہ نہیں ملتا تھا۔ پانی پت سے نکلنا موت ہو گیا۔ ایک شخص ملے ان سے راستہ پوچھا انہوں نے کہا کہ راستہ تو جلال الدین کبیر الاولیا کے پاس چھوڑ آئے آخر پھر حاضر ہوئے اور بیعت ہوئے۔

بیعت ہوئے۔

﴿ملفوظ 570﴾ غیر واجب امور کا التزام کر کے نباہ نہ ہو تو دین سے وحشت ہونے لگتی ہے:

فرمایا کہ بعض اوقات غیر واجب امور کا التزام کر کے نباہ نہ ہو تو دین سے وحشت ہونے لگتی ہے اور جن کا وہ امر طبعی بن جاوے ان کی دوسری حالت ہے چنانچہ حاجی صاحبؒ کے سامنے بزرگوں کے سخت مجاہدات کا ذکر آیا کہ یہ لاتلقو بایدیکم الی التھلکۃ کے خلاف ہی کراتے تھے۔ حضرت حاجی صاحبؒ نے فرمایا کہ وہ لوگ تھے کہ اگر نہ کرتے تو ان کی ہلاکت تھی۔ پس وہ بھی اس آیت پہ عمل کرتے تھے۔

﴿ملفوظ 571﴾ کثرت تلاوت و نوافل سے روکنے کی حکمت:

فرمایا کہ بعض دفعہ مشائخ کثرت تلاوت و کثرت نوافل سے روک دیتے ہیں مبتدی کو شیخ کی رائے کا اتباع کرنا چاہیے اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ ظاہراً یہ معلوم ہوتا ہے کہ مقصود سے ہٹایا لیکن فی الواقع وہ مقصود ہی کی تکمیل کے لیے اہتمام کر رہے ہیں۔ جیسے کوئی بلاوضو نماز میں مشغول ہونے لگے تو اس کو نماز سے روک کر وضو کا حکم کریں گے۔

اسی طرح تلاوت و نوافل میں تقلیل کرا کر ذکر میں مشغول کرنے کو سمجھ لینا چاہیے البتہ شیخ کے ذمہ وجہ بتلانا ضروری نہیں ہے اور وجہ کی فکر میں لکھے پڑھے لوگوں کو شبہات بہت ہوتے ہیں لیکن تقلید سے خود شبہات دفع ہو جاتے ہیں۔ میاں جی شروع میں الف بے پڑھاتے ہیں پڑھنے والا اتباعاً قبول کر لیتا ہے مگر جب خود خوب پڑھ جاتا ہے تو اسے اس قدر تحقیق کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے کہ اگر تمام جہاں مل کر یہ کہے کہ یہ الف نہیں ہے ب ہے تو ہرگز قبول نہ کرے۔

﴿ملفوظ 572﴾ بڑے بڑے علماء کو اخلاق کی ماہیت معلوم نہیں:

فرمایا کہ ایک بزرگ نے ایک مدرسہ میں درس میں سلوک کی کتب داخل کی تھیں مگر چلی نہیں۔ کم از کم غزالیؒ کی ہی کوئی کتاب داخل ہو جائے تو بہتر ہے بہت سے اہل علم کو بھی اپنے اخلاق کا خیال نہیں جو حدیث ختم کر چکا ہو۔ اس سے پوچھئے کہ کبر و عجب کی کیا تعریف

ہے اور دونوں میں کیا فرق ہے اور ان اخلاق کی ماہیت اسقدر دقیق ہے کہ بکثرت دھوکہ ہو جاتا ہے مولانا محمد یعقوبؒ صاحبؒ فرماتے تھے کہ بعض میں کبر بصورت تواضع ہوتا ہے ہم لوگوں کے الفاظ تواضع کے ہوتے ہیں لیکن واقع میں اپنے کو ایسا سمجھتے نہیں۔ چنانچہ مدح کے جواب میں کہتے ہیں کہ میں اس قابل نہیں اس سے وہ زیادہ مدح کرتا ہے بس اچھا طریق وہ ہے جو مولانا ممدوح کا تھا کہ مداح کا رد نہیں کرتے تھے۔ چپ رہتے تھے۔ مدح کے قطع کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ چپ رہے اور مذمت کے وقت بھی خاموش رہے نہ اس کا اثر نہ اس کا اثر بس یہ تواضع ہے۔

ملفوظ 573　مقصود زینت نہیں آرام ہے :

فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ نانوتہ سے چلے اور لحاف کی تہ اس طرح سے کی کہ ابرا اوپر اور استر نیچے رہا۔ کسی صاحب نے اس کو اس طرح کر دیا کہ ابرا نیچے اور استر اوپر اور یہ کہا کہ بزرگوں کو ایسے امور کا تجربہ نہیں۔ جب مولانا نے ملاحظہ فرمایا تو کہا کہ یہ کس عقلمند نے تصرف کیا ہے لحاف کے ابرے کو تو گرد و غبار سے بچایا اور یہ خیال نہ کیا کہ یہ گرد و غبار میرے دماغ میں پہنچے گا۔ لحاف اچھا ہوا یا میرا دماغ۔ زینت مقصود نہیں ہے آرام مقصود ہے۔

ملفوظ 574　حضرت حاجی صاحبؒ کی دعائیں :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ بہت دعائیں دیا کرتے تھے یہاں کے حالات سنکر کہ مسجد کی رونق بڑھی ہے۔

ملفوظ 575　سوزش کے ساتھ اتباع واحتیاط :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کا کلام دیکھ کر آگ لگتی ہے جلے بھلے تھے مگر سوزش کے ساتھ اتباع واحتیاط بھی بہت تھا۔

ملفوظ 576　متن کی شرح :

فرمایا کہ ایک بزرگ نے ایک مرتبہ حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت کی ضیاء القلوب کی بہت بڑی شرح ہو سکتی ہے حضرت نے فرمایا کہ متن ہم نے لکھ دیا ہے شرح تم لکھ دو۔

﴿ملفوظ 577﴾ حضرت نانوتویؒ کے کامل العلم ہونے کی وجوہ :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی بہت تعریف فرماتے تھے مولانا نے ایک مسودہ حضرت حاجی صاحبؒ کا دیا ہوا نقل کیا اس میں ایک لفظ سہواً غلط لکھا گیا تھا اس کو مولانا نے صحیح نہیں کیا۔ ادب کی وجہ سے بلکہ وہاں جگہ چھوڑ دی۔ حضرت حاجی صاحب نے درست فرمایا دیا مولانا محمد یعقوب صاحبؒ سے کسی نے پوچھا کہ علم مولانا محمد قاسم صاحبؒ پر کہاں سے کھلا مولانا نے فرمایا کہ اس کے اسباب متعدد ہیں ایک سبب تو یہ ہے کہ مولانا فطری طور پر معتدل القویٰ اور معتدل المزاج تھے پھر ان کے استاد بے مثل تھے پھر پیر کامل ملے۔ جن کا نظیر نہیں ان کی وجہ سے فن کی حقیقت منکشف ہو گئی اساتذہ کا ادب بہت کرتے تھے اور متقی بہت تھے جب اتنی چیزیں جمع ہوں تو پھر کیوں نہ کامل ہوں۔

﴿ملفوظ 578﴾ حضرت حاجی صاحبؒ کی لسان :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت شمس تبریز کی لسان مولانا رومی تھے اور میری لسان مولانا محمد قاسم صاحبؒ ہیں پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت حاجی صاحب مولوی ہیں یا نہیں۔ مولاناؒ نے جواب دیا کہ حضرت حاجی صاحب مولوی گر ہیں۔ پھر فرمایا کہ طالب علمی کے زمانہ میں حضرت حاجی صاحبؒ کو طالب علم حدیث کے مطلب میں دبا لیتے تھے۔ مگر جب وہ مطلب مولانا قلندر بخش صاحب جلال آبادی کی خدمت میں پیش ہوتا تھا تو حضرت حاجی صاحب ہی کا مطلب صحیح نکلتا تھا۔

﴿ملفوظ 579﴾ مسئلہ کا جواب دینے کا طریقہ :

فرمایا کہ جب کسی سوال کے جواب میں شرح صدور و شفاء قلب نہ ہو صاف جواب دیدے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ کیونکہ ہر سوال کے لیے ضرور نہیں کہ اس کا جواب ہی دیا جاوے۔ نیز یہ بھی تو جواب ہے کہ ہم کو معلوم نہیں لیکن لوگ جواب دینا ضروری سمجھتے ہیں خواہ شفا قلب ہو یا نہ ہو۔ یہ جائز نہیں جب تک شفاء قلب نہ ہو کسی مسئلہ کا جواب نہ دیا جاوے۔

﴿ملفوظ 580﴾ مَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِی الْقُبُوْر کے بارے میں حضرت شاہ عبدالقادرؒ کی تقریر:

فرمایا کہ مولانا شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے ما انت بمسمع من فی القبور کے متعلق ایسی تقریر فرمائی ہے کہ جس کا حاصل یہ ہے کہ اس میں سماع اجسام کی نفی کی گئی ہے سماع روح کی نفی نہیں ہے کیونکہ قبر میں تو جسم ہی ہے نہ کہ روح۔ پس اس آیت سے سماع موتیٰ متنازع فیہ میں عدم سماع پر احتجاج نہیں ہو سکتا۔

پھر حضرت نے خود فرمایا کہ نفی سماع سے سماع نافع مراد ہے سو وہ ظاہر ہے یعنی مردے سننے پر عمل نہیں کر سکتے کیونکہ ان کا مقام دارالعمل نہیں ہے اور قرینہ اس کا یہ ہے کہ کفار کے عدم سماع کا بیان کرنا مقصود ہے اور ان کے عدم سماع کو عدم سماع موتیٰ سے تشبیہ دی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ کفار سنتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے۔

﴿ملفوظ 581﴾ دین و دنیا کی حاجتوں کیلئے ورد:

فرمایا کہ دنیا اور دین کی حاجتوں کے بر آنے کا ذریعہ استغفار ہے۔

﴿ملفوظ 582﴾ طلب مقصود ہے وصول مقصود نہیں:

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے سنا ہے کہ طلب مقصود ہے وصول مقصود نہیں۔ یعنی سالک کے اختیار میں طلب ہے۔ وصول نہیں اور حضرت حاجی صاحب اس مضمون میں یہ اشعار پڑھا کرتے۔

یابم اورا یا نیابم جستجوئے میکنم ۔۔۔ حاصل آیدیا نیاید آرزوئے میکنم

آب کم جو تشنگی آور بدست ۔۔۔ تابجوشد آبت از بالا و پست

تشنگان گر آب جویند از جہاں ۔۔۔ آب ہم جوید بعالم تشنگاں

سو طلب کیا جاوے جو اپنے اختیار میں ہے اور وصول کو اس پر چھوڑ دے جس کے وہ اختیار میں ہے اور طلب کے بعد تو وصول ہو ہی جاتا ہے۔

﴿ملفوظ 583﴾ وحدۃ الوجود کے بارے میں حضرت مجدد صاحبؒ کا مسلک :

فرمایا کہ ایک بزرگ کا مقولہ ہے کہ حضرت مجدد صاحبؒ وحدۃ الوجود کے منکر نہیں ہیں لیکن بوجہ مفسدہ عوام اس کا نام وحدۃ الشہود رکھ دیا ہے کیونکہ علماء محققین نے جو تفسیر وحدۃ الوجود کی کی ہے وہی تفسیر مجدد صاحب قدس سرہ نے وحدۃ الشہود کی فرمائی ہے پھر حضرت نے فرمایا کہ اہل عشق و محبت کے ذکر میں مقناطیسی اثر ہے جب ان حضرات کا ذکر کرتا ہوں خمار سا آجاتا ہے۔

﴿ملفوظ 584﴾ ایک پیسہ کی بچت :

ایک صاحب کے دو خط آئے تھے ایک لفافہ دوسرا جوابی کارڈ اور ان خطوط میں مسائل دریافت کیے تھے۔ حضرت نے جناب مولوی سید شاہ احمد حسن صاحب سے فرمایا کہ بھائی ان کا جواب لفافہ ہی میں دے دینا۔ کارڈ اس کے اندر رکھ دینا ایک پیسہ بیچاروں کا بچ جاویگا۔

﴿ملفوظ 585﴾ توسل کا جواز :

ایک مولوی صاحب مدارسی نے عرض کیا کہ حضرت بزرگوں کا توسل جائز ہے یا منع حضرت نے فرمایا کہ توسل تو جائز ہے لیکن چونکہ آجکل غلو کرنے لگے ہیں اس لیے ایسے لوگوں کو منع کیا جاتا ہے دیکھو صحیح بخاری شریف میں بعض گزشتہ لوگوں کا اپنے اعمال سے توسل کرنا مروی ہے اور حضرت عمر فاروقؓ و حضرت عباسؓ سے توسل معروف ہے فرمایا کہ میں نے بھی حضرت قطب گنگوہی سے جبکہ حضرت نابینا ہو گئے تھے یہ سوال کیا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ تم یہ سوال کرتے ہو اس کے جواز میں کیا شبہ ہے۔

﴿ملفوظ 586﴾ پلیدی کی عجیب تفسیر :

فرمایا کہ مثنوی میں ہے

این خورد گرد و پلیدی زوجدا وال خورد گرد و ہمہ نور خدا

اس شعر میں مجھے یہ خیال ہوا کہ بزرگ بھی جو کچھ کھاویں آخر تو فضلہ ہی ہوتا ہے پھر اس کے کیا معنی مگر حضرت حاجی صاحب نے پلیدی کی تفسیر اخلاق رذیلہ کے ساتھ فرمائی اور اشکال رفع ہو گیا۔

۱۴ رجب المرجب ۱۳۴۵ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 587﴾ باطل کو حق کا رنگ :

بعض منظومات کی نسبت فرمایا کہ اس میں باطل کو حق کا رنگ دیا ہے۔
اگر کوئی ان حضرات سے بد اعتقاد ہو جاوے تو اصلاح کس طرح ہو گی۔ گو سلف کا معتقد ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی ارسطو و بقراط کا معتقد ہو اور حکیم عبدالمجید خاں صاحب کو نہ مانے تو مرض کا علاج کس طرح ہو گا۔

﴿ملفوظ 588﴾ حضرات صحابہؓ کا رنگ :

ایک بزرگ کا ارشاد ہے کہ صحابہ کا رنگ یہ تھا کہ اگر وہ تمہیں دیکھتے تو کافر کہتے اور تم انہیں دیکھتے تو مجنوں کہتے۔

﴿ملفوظ 589﴾ نئی تعلیم کا اثر :

فرمایا کہ بعض انگریزی خواں طلبہ یہ کہتے ہیں کہ علماء ہمارے پاس آکر ہمیں ہدایت کریں میں نے اس کا یہ جواب دیا کہ جب تبلیغ کی ضرورت نہیں رہی تو اب علماء کے ذمہ یہ ضروری نہیں کہ وہ لوگوں کے گھروں پر جاکر ان کی ہدایت کریں۔ نیز اس میں شبہ ان کی حاجت مندی کا بھی ہو سکتا ہے بس یہی مناسب ہے کہ علماء اپنے مکان پر رہیں اور لوگ ان سے دینی باتیں دریافت کریں۔ سول سرجن پر کبھی آپ نے یہ اعتراض نہ کیا کہ سول سرجن غیر شفیق ہے۔ ہمارے پاس کمروں میں آکر علاج نہیں کرتا۔ حالانکہ اس کو آپ کے پاس آنا آسان بھی ہے مگر آپ خود اس کے پاس جاتے ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے۔
کہ آپ امراض جسمانی کو تو مہلک سمجھتے ہیں اور امراض روحانی کو اس قدر مہلک نہیں سمجھتے بعضے شبہ نکالتے ہیں کہ صاحب بعضے ان میں خود مدعی ثابت ہوتے ہیں تو کس پر اعتماد کریں مگر میں کہتا ہوں کہ کیا مدعیان طب میں کوئی جھوٹا نہیں ہوتا ہے مگر جس طرح ان میں سے اچھا چھانٹ لیتے ہیں اسی طرح کیا علماء میں نہیں چھانٹ سکتے۔ میرے ساتھ چلیے میں دکھلاؤں۔ علماء کو۔ یہ شبہات تو سب ڈھکو سلے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس چیز نے فرعون کو اتباع موسےؑ سے روکا اسی نے ان کو اتباع علماء سے روکا۔ یعنی تکبر اور خاص طور پر یہ نئی تعلیم کا اثر ہے کہ ذلیل سے ذلیل آدمی بھی اپنے آپ کو والیان ملک سے بڑھ کر سمجھتا ہے

پرانے لوگوں میں شان انکسار و فروتنی کی ہے گو گنہگار ہوں۔

﴿ملفوظ 590﴾ بدعتی تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتے ہیں :

فرمایا کہ بدعتی تمام انبیاء علیہم السلام کی توہین کرتے ہیں سوائے حضور ﷺ کے اور اگرچہ آپؐ کی توہین کا قصد نہیں کرتے مگر آپ کی بھی توہین ہو جاتی ہے۔

﴿ملفوظ 591﴾ قبر سے فیض حاصل کر کے بزرگی :

فرمایا کہ ایسا ہوا تو ہے مگر بہت کم کہ محض قبر سے فیض حاصل کر کے بزرگ ہو گئے ہوں۔

﴿ملفوظ 592﴾ ایک بزرگ کا بھول پن :

فرمایا کہ ایک بزرگ معلم تھے ان کے ایک شاگرد مجھ سے کہتے تھے کہ ہم لوگ جب چھٹی لینا چاہتے ان کے حجرے میں چھڑکاؤ کر دیتے اور بوریئے اٹھا کر کھڑے کر دیتے۔ جب وہ آتے تو شاگرد کہتے کہ آج مینہ برسا ہے وہ فرماتے کہ اللہ کی قدرت دیکھو کہ باہر تو خشک ہے اور اندر مینہ برسا ہے اور یہ کہہ کر چھٹی دیدیتے۔ اس قدر بھولے تھے۔

۱۴ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز یکشنبہ

﴿ملفوظ 593﴾ بیرنگ خط کا شاعر کی طرف سے جواب :

فرمایا کہ ایک شاعر کے پاس کسی نے بیرنگ خط بھیجا اور ایک آنہ محصول دلوایا۔ انہوں نے ایک پارسل محصولی بھیجنے کو تیار کیا۔ اس میں ایک بڑا پتھر رکھا اور اس کو بیرنگ روانہ کیا اور لکھا کہ آپ کے خط سے اس قدر بوجھ ہلکا ہوا جیسا کہ یہ پتھر چنانچہ ملاحظہ کیلئے مرسل ہے۔

﴿ملفوظ 594﴾ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی تواضع :

فرمایا کہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کی بابت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرماتے تھے کہ ایک شخص نے قانون کی کوئی عبارت پوچھی۔ شاہ صاحب نے حل کر دی۔ مگر اس نے یہ کہا کہ کسی نے لکھا بھی ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ میں نے دیکھا نہیں اب دیکھوں گا۔ رات کو کتاب کے ایک نسخہ میں وہ عبارت لکھدی اور لکاتبہ لکھدیا شاہ ولی اللہ صاحبؒ لکاتبہ

لکھ دیا کرتے تھے پھر دوسرے وقت کہہ دیا کہ ایک کتاب میں لکھا ہوا ہے اور دکھلا دیا۔ وہ شخص مان گئے اگر شاہ ولی اللہ صاحبؒ بھی اس شخص کے سامنے حل کرتے تو ان سے بھی یہی پوچھتا کہ کہیں نقل بھی کیا۔

﴿ملفوظ 595﴾ حضرات اہل اللہ ظاہراً زیادہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہیں کرتے:

دوران درس مثنوی میں فرمایا کہ اللہ والے ظاہراً زیادہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر نہیں کرتے۔ کیونکہ جاہل دشمن ہو جاتے ہیں اور اس کے اصلی کام میں یعنی ذکر و شغل میں خلل پڑتا ہے۔

۱۵ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز دوشنبہ

﴿ملفوظ 596﴾ ہر شخص کیلئے مکہ معظمہ کا قیام مناسب نہیں:

فرمایا کہ میرے ایک دوست فلاں حاجی صاحب نے جب مکہ معظمہ کے قیام کے قصد سے جانے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا کہ ان کا وہاں کا قیام مناسب نہیں۔ اگر وہاں اللہ اللہ کریں گے تو اپنی رائے سے اور یہاں کریں گے تو اوروں کی رائے سے مگر وہ چلے گئے اللہ کی قدرت ہے کہ وہاں ٹھہرنا ہی نہیں ہوا۔ جب جاتے ہیں واپس آنا پڑتا ہے۔

مسعود بک کا قول ہے ؎

اے قوم بہ حج رفتہ کجائید کجائید معشوق درینجاست بیائید بیائید

لوگوں کو حج بیت اللہ کا تو شوق ہے مگر حج رب البیت کا نہیں ؎

حج زیارت کر دن خانہ بود حج رب البیت مردانہ بود

حضرت حاجی صاحب مکہ معظمہ کے قیام کو ہر شخص کے لیے پسند نہیں فرماتے تھے۔ بعض لوگوں کو یہاں جیسی جمعیت اسباب و آرام میسر ہے وہاں نہیں۔

﴿ملفوظ 597﴾ فیضی کا دم نزع میں جواب:

فرمایا کہ فیضی جب مرنے لگا تو لوگ اس کے پاس گئے بے ہوش سا تھا کہا۔ ما کیا نم جواب دیا کہ مرغ روحم در پرواز ست حاجت ما کیاں ندارم۔

﴿ملفوظ 598﴾ کسی کا نصیب کوئی دوسرا نہیں کھا سکتا :

فرمایا کہ ایک شخص کی حکایت ہے کہ وہ چنے کے دانے کھا رہا تھا کسی صاحب کشف نے اس سے کہا کہ ان دانوں میں سے اس دانہ پر لکھا ہوا ہے کہ اس کو کلکتہ کی مرغی کھاوے گی۔ اس نے یہ سن کر کہا کہ دیکھیں کیسے کلکتہ کی مرغی کھاویگی اور خود کھا گیا۔ وہ دانہ دھسک کے ساتھ دماغ کو چڑھ گیا۔ اس کے بعد اس شخص کا ڈاکٹر سے علاج ہوا۔ بڑھتے بڑھتے کلکتہ گئے وہاں علاج ہوا اور چھینک کے ساتھ وہ دانہ نکلا وہاں مرغی پھر رہی تھی اس دانہ کو کھا گئی۔

۱۶ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 599﴾ تنعم کا اثر :

فرمایا کہ جس کی طبیعت میں تنعم ہوتا ہے اس سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح فضول خرچ لوگوں میں مادہ فکر کا نہیں۔ اگر فکر ہو تو فضولخرچی ہی نہ کریں۔

﴿ملفوظ 600﴾ توجہ سے اصلاح دیرپا نہیں :

فرمایا کہ آج کل تو لوگ اس کے منتظر رہتے ہیں کہ بس کوئی اثر ڈال دے اور حالت ہماری درست ہو جاوے۔ اگر ایسا ہو بھی تو نفع دیرپا نہیں۔ جس طرح سلب امراض کا یہ بھی طریقہ ہے کہ توجہ سے سلب کرتے ہیں اور دوسرا طریقہ دوائیں کرنا ہے لیکن سلب مرض سے دوا کا طریقہ اسلم ہے اس کا نفع دیرپا ہے۔

﴿ملفوظ 601﴾ بد دین کی ہر بات میں اس کے مزاج کا اثر :

فرمایا کہ عجیب بات تجربہ کی ہے کہ بد دین آدمی اگر کسی اور بات کی نقل بھی کرے۔ مثلاً بد دین نحو کی کوئی کتاب لکھے گو اس میں کوئی مسئلہ بد دینی کا نہیں ہے اگر اس کے دیکھنے سے بھی بد دینی کا اثر دل میں پیدا ہوگا۔

﴿ملفوظ 602﴾ گھر کی حفاظت کا ایک اصول :

فرمایا کہ بعض چور مکان کے باہر سے دروازہ کی زنجیر بند کر جاتے ہیں۔ اس کی حفاظت یہ ہے کہ کنڈی میں قفل لگا کر اندر سویا کرے۔ بس پھر کوئی لگا ہی نہیں سکتا۔

﴿ملفوظ 603﴾ عدن کی سیر :

فرمایا مکہ شریف سے آتے ہوئے عدن میں چند گھنٹہ جہاز ٹھہرا۔ سنا تھا کہ عدن بہت مشہور جگہ ہے شداد کی بہشت ہے وہاں کی سیر کی۔ کھانا کھایا چھوٹی سی بستی ہے۔ بازار ذرا سا جامع مسجد دیکھی بہت مکلّف تھی۔ روئی دار پردے پڑے ہوئے تھے۔

۱۷ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز چہار شنبہ

﴿ملفوظ 604﴾ ہندو کی درخواست دعاء :

ریاست بھوپال سے ایک ہندو کا خط آیا جس کا یہ مضمون تھا کہ میری پوتی کی شادی ہے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ عزت کے ساتھ فارغ کردیں۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ ریاستوں کے ہندو بھی بیچارے غنیمت ہوتے ہیں۔

﴿ملفوظ 605﴾ ترک سکونت کرنے کا طریقہ کار :

ایک حاجی صاحب نے اپنے کسی پہلے خط میں حضرت والا سے بجائے اپنے وطن کے تھانہ بھون کی مستقل سکونت اختیار کر لینے کی بابت مشورہ کیا تھا۔ جس پر حضرت والا نے تحریر فرمایا تھا کہ یہ بات خط سے طے نہیں ہو سکتی اس کے بعد وہ حاجی صاحب خود تھانہ بھون حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت والا نے چند ضروری امور ان سے دریافت فرمائے ایک تو یہ کہ آپ وہاں کیوں رہنا نہیں چاہتے۔ انہوں نے عرض کیا کہ وہاں جی نہیں لگتا۔ فرمایا کہ اور جو یہاں بھی جی نہیں لگا تو کیا ہوگا عرض کیا کہ یہاں تو جی لگ گیا ہے فرمایا کہ وہاں بھی تو کبھی جی لگا ہوا تھا یا وہاں جی لگا ہی نہیں۔ بدعت وغیرہ وہاں بہت ہے پھر دریافت فرمایا کہ آپ کی زمین وہاں کتنی ہے عرض کیا کہ سو بیگھہ فرمایا کہ اس کو آپ کیا کریں گے ۔ عرض کیا کہ اس کو فروخت کردونگا۔ فرمایا کہ وہ کتنے کی فروخت ہوگی جواب دیا کہ وہاں پندرہ روپیہ بیگھہ زمین فروخت ہوتی ہے ڈیڑھ ہزار روپیہ قیمت ہوئی۔ فرمایا کہ وہاں کوئی خریدار ہے۔ عرض کیا کہ بھائی بند ہی آپس کے خریدار ہیں۔ پھر دریافت فرمایا کہ آپ اس روپیہ کا کیا کریں گے عرض کیا کہ کچھ سلسلہ تجارت وغیرہ کا کرلونگا۔ فرمایا کہ اگر تجارت کی اور سارا روپیہ بیٹھ گیا تو بس کسی طرف کے بھی نہ رہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ اس روپے

سے یہاں زمین خرید لی جاوے۔ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ اگر کوئی زمین فروخت کرے تو اس کے بجائے دوسری زمین خرید لے لہذا اس سنت کی نیت سے آپ ایسا کریں اور نقد روپیہ تو رہتا نہیں اس لیے اس کا کام میں لگ جانا مناسب ہے تجارت سے آپ کو مناسبت بھی نہیں ہے اور زمینداری کا کام آپ کا کیا ہوا ہے اس لیے بھی زمین خرید لینا مناسب ہے اور زمین کی خریداری کے متعلق حاجی عبدالرحیم صاحب سے مشورہ کر لیا جاوے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں کے قیام کا قصد اگر فقط میری ذات کی وجہ سے ہے تو میری ذات دائمی یا ابدی تو ہے نہیں بعض دفعہ شدت محبت میں اس کا خیال بھی نہیں آتا اور نہ آدمی اس خیال کو نا پسند کرتا ہے اس سے قطع نظر کر کے رہنے کا ارادہ ہے تو ظاہر کیجئے ورنہ پھر ایک دن رائے بدلنی پڑے گی۔ حاجی صاحب نے عرض کیا کہ میرا ایسا ہی مستقل طور پر ہمیشہ کے لیے قصد قیام کا ہے پھر فرمایا کہ وہاں آپ کا گھر ہوگا کیا گھر بھی بیچے گا عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کہ وہاں دام اچھے نہ اٹھیں گے اور جتنے داموں میں وہاں مکان بیچے گا اتنے میں یہاں نہ بن سکے گا۔ یہاں مکان بنانے میں زیادہ صرف ہوتا ہے اور مکان کا ہونا جائیداد سے مقدم ہے گھر بہت ضروری ہے حاجی صاحب نے عرض کیا کہ وہاں کا مکان بہت بڑا ہے اس کی قیمت میں یہاں گزر کے لائق مکان تیار ہو جاویگا۔

فرمایا کہ یہاں بنا بنایا گھر کم داموں میں بکتا ہے چنانچہ آجکل کئی گھر بک رہے ہیں پھر حاجی صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ باتیں خط سے کیسے طے ہو سکتی تھیں یہاں موجودگی میں تو ذرا دیر میں طے ہو گئیں۔

﴿ملفوظ 606﴾ عورتوں میں رابعہ بصریہ کی کثرت :

فرمایا کہ اس نواح میں اکثر نیک بیبیاں صالحہ ہوتی ہیں ایک تجربہ کار کا مقولہ ہے کہ مردوں میں تو شبلی و جنید پیدا ہوتے بند ہو گئے۔ مگر عورتوں میں رابعہ بصریہ کثرت سے ہوتی ہیں پھر حضرت نے فرمایا کہ اگر عورتوں میں کجی نہ ہو تو سبحان اللہ پھر تو بالکل حوریں ہیں ان کے حسنات بہت ہوتے ہیں مگر آخر میں ایک بات کجی کی وجہ سے ایسی کہہ دیتی ہیں کہ سب حسنات غارت ہو جاتے ہیں۔

﴿ملفوظ 607﴾ خطوط میں احتیاط :

خواجہ عزیز الحسن صاحب حضرت والا کی خدمت میں حاضر تھے اور اس امر کا اہتمام کر رہے تھے کہ حضرت والا جو خطوط کے جوابات تحریر فرماتے ہیں ان میں سے وہ خطوط جو تربیت و مکتوبات خبرت و فتاوے میں یا کسی جگہ نقل نہیں کیے جاتے ہیں مگر ہیں وہ بھی مفید عام۔ وہ حسن العزیز کے سلسلے کے لئے علیحدہ نقل کر لیے جایا کریں اور یہ کام نقل کا منشی ریاض الدین صاحب انبالوی کے سپرد کیا گیا۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ منشی ریاض الدین صاحب کو خطوط نقل کے لیے کسی کی معرفت ملنے چاہئیں۔ چنانچہ یہ کام احقر کے سپرد ہوا۔ احقر کو حضرت نے ایک نقشہ بنا کر دیا جس میں یہ سرخیاں تھیں۔ تاریخ تعداد خطوط دستخط منشی ریاض الدین صاحب، دستخط احقر برائے واپسی اور احقر سے فرمایا کہ دیتے وقت تو آپ منشی ریاض الدین صاحب سے دستخط لے لیا کیجئے اور واپسی پر اپنے دستخط کر دیا کیجئے۔ اس انتظام سے انشاء اللہ کوئی خط ضائع نہ ہوگا۔ ایک صاحب مولوی عبداللہ صاحب سے جو کہ نقل کے لیے خط لیا کرتے تھے ایک خط پر اختلاف ہو گیا تھا وہ کہتے تھے کہ میں نے دیدیا اور میں کہتا تھا کہ نہیں دیا۔ تب سے میں نے یہ انتظام کر دیا تھا کہ داد و ستد کے وقت دستخط لینے چاہئیں۔ چونکہ خطوط امانات ہیں اس لیے مجھے ان کی بڑی احتیاط ہے۔

﴿ملفوظ 608﴾ غلبہ غباوت :

ایک فارغ طالب علم صاحب نے اپنے خط میں لکھا تھا کہ قادیانیوں کے فلاں اعتراض کا جواب آپ نے اپنی تفسیر میں نہیں دیا۔ حضرت والا نے فرمایا کہ یہ مولوی صاحب تو بڑے مدعی ذہانت ہیں تفسیر میں جواب موجود ہے مگر ان کی سمجھ میں نہیں آیا۔ آجکل یہ استعداد علمی رہ گئی ہے یہ تو بڑا فخر کرتے تھے کہ ہم اوروں سے زیادہ ذہین ہیں یہ حالت ہے ان کی ذہانت کی۔ تفسیر میں جو جواب ہے وہ طالب علم کے لیے تو بالکل صاف ہے اب میں نے دوسرا جواب لکھا ہے جو پہلے سے بھی زیادہ صاف ہے اگر یہ بھی سمجھ میں نہ آوے گا تو پھر تیسرا اس سے بھی زیادہ صاف لکھوں گا وہ تفسیر میں جواب کا ہوتا تب سمجھتے کہ جب اس طرح لکھا جاتا "اگر قادیانی یوں اعتراض کرے تو یہ جواب ہے" سو مجھے تفسیر مقصود تھی نہ کہ مناظرہ۔

میں نے تقریر مدلول میں اس امر کا لحاظ رکھا ہے کہ کوئی اعتراض ہی نہ پڑنے

پاوے۔ آجکل لوگوں پر نیا مذاق غالب ہو گیا ہے اس مذاق کے لوگ علوم میں غبی ہوتے ہیں ہندی کی چندی کرنے سے سمجھتے ہیں اور جواب ان کے نزدیک وہی ہے جو مخاطب کے مذاق کے موافق ہو۔ گو تحقیق کے خلاف ہو۔ چنانچہ ایک صاحب اپنا قصہ بیان کرتے تھے کہ ان سے کسی نے ڈاڑھی رکھنے کا ثبوت قرآن مجید سے مانگا تو انہوں نے یہ آیت لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي الآیۃ ثبوت میں پیش کی اور کہا کہ اگر حضرت ہارون علیہ السلام کے ڈاڑھی نہ ہوتی تو موسیٰ علیہ السلام پکڑتے کیسے میں نے کہا کہ صاحب اس سے تو ڈاڑھی کا وجود ثابت ہوا ڈاڑھی رکھنے کا وجوب کہاں ثابت ہوا۔ ڈاڑھی کے وجوب کے ثبوت میں تو اپنی ڈاڑھی دکھا دینا ہی کافی تھا۔ وہ بولے کہ اجی اس شخص کو اتنی عقل تھی۔ حضرت والا نے فرمایا کہ بھائی تمہاری دلیری ہے ہمیں تو ایسی بات کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ جس کو خود اپنے دل میں غلط سمجھ رہے ہوں۔ بس یہی فرق ہے طالب علم اور نئے مذاق والوں میں۔

﴿ملفوظ 609﴾ زمانہ تصنیفِ تفسیر کی برکت :

ایک صاحب نے حضرت والا سے تفسیر بیان القرآن کے متعلق کچھ باتیں دریافت کیں کہ اس کی کتنی جلدیں ہیں اور پوری طبع ہو چکی ہے یا ابھی کچھ باقی ہے ان صاحب کے سوالات کے جوابات دینے کے بعد فرمایا کہ میں زمانہ تصنیف تفسیر میں بالکل بیمار نہیں ہوا۔ کان بھی گرم نہ ہوا اس زمانہ میں یہاں طاعون بہت تھا۔ میں اللہ سے دعا مانگتا تھا کہ اے اللہ میں تفسیر لکھنے سے پہلے نہ مروں۔

﴿ملفوظ 610﴾ فہم ہو تو الفاظ قرآن میں غور کافی ہے :

فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ قرآن مجید کے الفاظ میں ہی غور کرنا چاہیے تو مطلب صاف ہے مگر مولانا کا سا فہم بھی تو ہو قرآن مجید کے الفاظ کافی ہیں باہر جانے کی ضرورت نہیں۔

﴿ملفوظ 611﴾ اہل یورپ تحقیقات تصوف میں عاجز رہ گئے :

فرمایا کہ ایک شخص نے میرے سامنے ایک جاہل فقیر سے سوال کیا کہ مجذوب اور سالک میں کون افضل ہے اس نے باوجود جاہل ہونے کے اچھا جواب دیا کہ ہم یہ تو کچھ جانتے نہیں ہاں اتنا جانتے ہیں کہ شریعت میں شراب پینے کی ممانعت ہے کیونکہ وہ مزیل عقل

ہے بس اسی سے مجذوب کو قیاس کرلو۔ پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ ان کے اس قول میں راز یہ تھا کہ خود ایسے تھے نہیں اس لیے سالک کی فضیلت مجذوب پر بیان کرنے میں اپنی تفصیل مقصود تھی۔ پھر فرمایا کہ خیر جی ہمیں کیا کچھ ہی نیت ہو۔ اسی سلسلہ میں یہ بھی فرمایا کہ تصوف کی تحقیقات اہل یورپ کچھ نہیں کر سکے۔ بس مسمریزم تک پہنچے اور روح کے قائل ہو گئے۔

۱۸ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 612﴾ مشیت سے معلق دعا درست نہیں :

فرمایا کہ اس طرح دعا مانگنا کہ اگر آپ چاہیں تو بخش دیں۔ اس کا ایک تو یہ مطلب ہے کہ کچھ ایسی زیادہ ضرورت تو ہے نہیں اگر دل چاہے تو بخش دیجئے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ شاید آپ پر کچھ بار ہو تو میں تکلیف نہیں دیتا اس کی نسبت فانه لامکرہ لہ۔ یہ تو وہاں کہا جاوے جہاں کسی کا اکراہ چلتا ہو۔

﴿ملفوظ 613﴾ تعویذ میں اثر نہ ہو تو عامل سے ہی دوسرا لینا چاہیے :

ایک صاحب کا خط تعویذ کی طلبی میں آیا۔ اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ اس شرط پر میں تعویذ لکھ سکتا ہوں کہ اگر اثر نہ ہوا تو میری طرف رجوع نہ کیا جاوے۔ یہ تو عامل کا کام ہے کہ اگر ایک کا اثر نہ ہوا تو دوسرا لکھ دیا اور جو کسی کو ایک ہی نسخہ یاد ہو تو بیچارہ وہ بتلا کے بھی پریشان ہوگا۔ کیونکہ وہ آگے کو کیا بتلاویگا۔ جب کہ آگے پڑھا ہی نہیں۔

﴿ملفوظ 614﴾ ناراضی بھی توجہ ہی کی ایک قسم ہے :

ایک صاحب کا جن کے معاملات خراب ہیں ذکر ہوا کہ حضرت ان سے ناراض ہیں۔ ان کی بہت حالت خراب ہوتی جاتی ہے حضرت کی توجہ کی ضرورت ہے فرمایا کہ یہ بھی تو توجہ کی ایک قسم ہے کہ میں ناراض ہو گیا اگر محبت ہو تو اپنے معاملات درست کریں جب حال بگڑتا دیکھا اس وقت تو چاہیے کہ اصلاح کریں۔

﴿ملفوظ 615﴾ پان وغیرہ دینے کے بعد سلام کے بارے میں تحقیق :

پان وغیرہ دینے کے بعد جو سلام کرے کہ بہشتی زیور میں لکھا ہے اس کی بابت فرمایا کہ

اظہار منت کے لیے یہ لفظ موضوع ہے اصطلاح ہے قوم کی سلام کا موقع تو ہے نہیں۔

﴿ملفوظ 616﴾ حال اور کیفیات کچھ نہیں :

ایک صاحب نے لکھا تھا کہ ڈیڑھ بجے رات سے اٹھ کر اللہ اللہ کرتا ہوں مگر کوئی حالت یا کیفیت معلوم نہیں ہوتی۔ اس پر فرمایا کہ اس کے سامنے حال اور کیفیت کیا چیز ہے جب آدمی مقصود کو نہیں سمجھتا تو بعض اوقات مقصود حاصل ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ حاصل نہیں اور بعض دفعہ عدم حصول مقصود کو حصول سمجھ لیتا ہے۔

﴿ملفوظ 617﴾ قریب والوں کا معتقد ہونا معتبر ہے :

ایک صاحب نے جو کہ حضرت سے مجاز ہیں عرض کیا کہ حضور کے پاس جو معزز عہدہ داروں کے خطوط آتے ہیں ان کا چھپ جانا بے حد مفید ہے کیونکہ اس سے ایسے لوگوں کو معلوم ہوگا کہ ہم لوگوں کو بھی دینی فائدہ حاصل ہو سکتا ہے اس پر فرمایا کہ میاں اشتہار دینے کی کیا ضرورت ہے اگر کسی کا سودا کھرا ہے تو انگلستان اور جرمن تک سے خریدار آتے ہیں اور جو مرغوب نہیں ہے تو لوگ اگر آبھی گئے تو کہیں گے کہ بڑا احمق تھا اشتہار دیکر ہمیں پریشان کیا۔ آج کل تو اشتہار پر قدر ہے پھر فرمایا کہ پاس والوں کا معتقد ہونا بمقابلہ دور والوں کے معتقد ہونے کے اور زیادہ اچھی دلیل ہے مرغوب ہونے کی مثلا جھنجھانہ والوں کے خطوط دور والوں کے خطوط سے زیادہ معتبر ہیں اور جو خاص تھانہ بھون کے لوگ مانوس ہوں تو اور زیادہ قابل اعتبار ہے اور جو عزیز قریب راغب ہوں تو اور زائد اچھی دلیل ہے بمقابلہ دور والوں کے کیونکہ دور والوں کی نسبت تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ میاں دور کے ڈھول سہانے ہوتے ہی ہیں اور پاس والے چونکہ تمام حالات سے واقف ہوتے ہیں اس لیے بہت مشکل سے معتقد ہوتے ہیں۔

﴿ملفوظ 618﴾ بیعت کرنے میں کوئی مفسدہ ہو تو اس کا چھوڑنا واجب ہے :

فرمایا کہ اگر کوئی شخص کام کرتا رہے اور درخواست کرتا ہے تو بیعت کرا لونگا۔ طالب کا کام درخواست کرنا ہے۔ وہ درخواست کر کے اپنے مستحب سے فارغ ہو چکا ہے اب مجھے اختیار ہے کہ اپنا مستحب ﴿یعنی بیعت کروں یا نہ کروں۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ درخواست کرنے اور کام کرنے سے حضور ہر شخص کو بیعت فرما لیں گے۔ فرمایا کہ ہاں

بشرطیکہ کسی خاص مصلحت کے خلاف نہ ہو۔ چونکہ فی نفسہ بیعت کرنا مستحب ہے اور مفسدہ کی وجہ سے مستحب کا چھوڑ دینا واجب ہے اس لیے کسی عارضہ کی وجہ سے بیعت سے انکار کر سکتا ہوں ان باتوں سے لوگ خفا ہوتے ہیں اگر غور کریں تو غور کرنے سے مصلحتیں واضح ہو جاویں گی۔

﴿ملفوظ 619﴾ طبی موقعوں پر تعویذ کا اکثر اثر نہیں ہوتا:

ایک شخص نے کنٹھی کا تعویذ مانگا۔ فرمایا کہ کنٹھی مادی مرض ہے اس کا علاج کرنا چاہیے تعویذ کا اثر طبی موقعوں پر اکثر نہیں ہوتا۔ مثلاً بخار کبھی تو بد خوابی فکر رنج یا کوئی بہتر کھانے سے ہو جاتا ہے یا جاڑ اخبار مادہ ضعیف سے ہوتا ہے تب تو ایک ہی تعویذ سے آرام ہو جاتا ہے اور جہاں مادہ قوی ہوتا ہے وہاں کچھ نہیں ہوتا کیونکہ عادت کے خلاف ہے تو مادہ کا علاج طب سے ہی کرنا چاہیے۔

﴿ملفوظ 620﴾ اصلاح کیلئے خود مدت کا تعین ٹھیک نہیں:

ایک صاحب نے اپنا قیام کا قصد بذریعہ تحریر ظاہر کیا اور مدت دو ماہ کی اصلاح کیلئے لکھی تحریر فرمایا کہ دو ماہ کی قید اپنی طرف سے لگانا ٹھیک نہیں عمر بھر کا ارادہ کر لے پھر چاہے دو ہفتہ ہی لگیں اور اگر آپ غریب ہیں اور اس لیے نہیں ٹھہر سکتے تو یہاں بھی توکل کا قصہ ہے ذمہ داری آپ کی نہیں ہو سکتی۔ آپ کو یہ سمجھنے کا حق نہ ہو گا کہ میں نے تو یہاں اجازت لے کر قیام کیا تھا تو بس میری ذمہ داری ہو گی۔

﴿ملفوظ 621﴾ حضرت حاجی صاحبؒ میں حسن ظن کا غلبہ:

فرمایا کہ مرشدی حضرت حاجی صاحبؒ میں حسن ظن ایسا تھا کہ کسی کی برائی سن کر برائی کا اثر ہی نہیں ہوتا تھا سن سنا کر بس یہ فرما دیتے تھے کہ نہیں وہ شخص ایسا نہیں ہے یا تاویل کر دیتے تھے ہم لوگ جن بعض لوگوں کی ہندوستان میں تکفیر کیا کرتے تھے ان کے لیے بعض اوقات فرمایا کہ نہیں اچھے لوگ ہیں کوئی غلطی ہو گئی ہو گی۔ حضرت میں تواضع بڑھی ہوئی تھی اپنے آپ کو ہیچ سمجھتے تھے اس لیے سب اچھے ہی نظر آتے تھے۔

﴿ملفوظ 622﴾ لوگوں کو علماء کی پہچان نہیں:

فرمایا کہ نیک لوگوں کو لوگ مکار سمجھتے ہیں۔ عام لوگوں کی زبان پر یہ کلمہ ہے کہ بیچی

داڑھی اور اونچے پاجامہ والے سب ایسے ہی ہوتے ہیں۔ خصوصا علماء عام طور سے بد نام ہیں میں تو ایسے لوگوں سے کہا کرتا ہوں کہ تم نے علماء دیکھے کہاں ہیں۔ آؤ تمہیں علماء دکھاؤں۔ میرے ساتھ سفر کرو۔

۱۹ رجب المرجب ۱۳۴۵ھ بروز جمعہ

﴿ملفوظ 623﴾ احکام تشریعیہ کی حکمتیں پوچھنا بہت بے ادبی ہے :

جمعہ کی دو اذانوں کے متعلق ذکر ہو رہا تھا ایک صاحب نے پوچھا کہ ان میں اصل کونسی ہے فرمایا کہ دونوں اصل ہیں ایک بھی زائد نہیں جس کو ترک کیا جا سکے۔ البتہ جواب پہلی اذان ہے وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کے زمانہ میں بالاجماع مقرر ہوئی ہے لیکن اس کو زائد کہنے کا تو یہ حاصل ہے کہ یہ فضول ہے تو کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ اور صحابہؓ پر گمراہی کا خیال کیا جاویگا۔ پھر انہوں نے یہ عرض کیا کہ میرا مقصود دریافت کرنے سے یہ ہے۔ کہ پھر دوسری اذان کی کیا ضرورت ہے فرمایا کہ آپ اس کا جواب دیدیجئے کہ خدا تعالے نے آپ کو کیوں پیدا کیا۔ اس کی کیا ضرورت ہے آپ اس کی حکمتیں بتا دیں۔ میں اذان و نماز اور سارے احکام کی حکمتیں بتا دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اعتراض مقصود نہیں ہے۔ سوال عن الحکمت مقصود ہے۔ مثلاً خدا تعالٰی نے انسان کو اس لیے پیدا فرمایا تاکہ میں پہچانا جاؤں۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا اس قسم کے سوالات ادب کے خلاف ہیں اس وجہ سے مجھ کو پریشانی ہوئی اور چونکہ بے ادبی کا سوال تھا اس وجہ سے میں نے سختی کے ساتھ آپ سے وہ سوال کیا اگر ایسا نہ کرتا تو آپ کو اپنی بے ادبی کا حال بھی نہ معلوم ہوتا۔ میرے سوال کا حاصل یہ ہے کہ جب احکام تکوینیہ کی حکمتیں نہیں پوچھتے تو احکام تشریعیہ کی حکمتیں کیوں پوچھی جاتی ہیں وہ بھی خدا ہی کا کیا ہوا ہے پھر اس کی کیا وجہ کہ ایک حکمت نہیں پوچھی باغی تو یہ سوال کر سکتا ہے مطیع و فرمانبرداری کو حق ایسے سوال کرنے کا نہیں ہے یہ وسوسہ ہے اس کو قلب سے نکالنا چاہیے۔ یہ ہلکی بات نہیں جس کی عظمت قلب کے اندر ہوتی ہے اس کی تجویزوں پر سوال نہیں کیے جا سکتے۔ مجھ سے اس جلسہ میں کسی نے یہ سوال نہیں کیا کہ اس طرح کی ٹوپی کیوں پہنی کیونکہ میری عظمت ہے افسوس خدا کی اتنی عظمت بھی نہیں کتنے ڈوب جانے کی بات ہے کہ خدا کی اتنی عظمت بھی نہیں۔ جتنی ایک ناپاک مخلوق کی۔ میرا تو رونگٹا کھڑا ہو گیا۔ کسی انگریز سے تو قانون کی

حکمتیں پوچھ لیجئے۔ اس وقت معلوم ہوگا کہ ایسے سوال کا کیا اثر ہے۔ خدا نے ہمیں عمل کے لیے پیدا کیا ہے سوالات کے لیے پیدا نہیں کیا۔ عمل کا طریقہ جب معلوم ہے پھر سوالات کی کیا غرض ہے میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اور چیزوں کی مثلاً نماز روزہ اور حج و زکوۃ سب کی حکمتیں معلوم کر لی ہیں کہ جو کہا جاوے کہ صرف اس اذان کی حکمت باقی رہ گئی ہے وہ معلوم کی جاتی ہے لوگ مولویوں کو سخت بتلاتے ہیں جب سخت بات ہوگی تو اس کا جواب بھی سختی ہی سے دیا جاویگا۔ کسی بادشاہ کے خلاف معتاد دو سال میں بچہ ہوتا ہو اس سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ تمہارے بیوی کے دو سال میں کیوں بچے ہوتے ہیں ذرا کوئی پوچھ کر تو دیکھے۔ اس سے کم نہیں ہے خدا سے یہ سوال کرنا۔ یا کسی دوست سے اس کی بیوی کا نام پوچھے جب اتنی ہمت نہیں تو اس سے بڑے سوال کی کیوں ہمت ہوئی۔ صحبت نہ ہونے کی خرابی ہے۔ وظیفوں سے کچھ نہیں ہوتا۔ صحبت سے آنکھیں کھلتی ہیں مجھ کو تو یہ بات سخت ناگوار ہوتی ہے جو لوگ مولویوں سے پوچھتے ہیں کہ فلاں بات کیوں ہے فلاں کیوں میرا تو رونگٹا کھڑا ہو جاتا ہے ان باتوں کا تو یہ جواب کافی ہے کہ بس خدا اور رسول کا حکم ہے البتہ یہ ثابت کرنا ہمارے ذمہ ہے کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے بس یہ سیدھا طرز ہے مگر مذاق خراب ہو گئے ہیں۔ بری چیزوں کی برائی قلب میں نہیں رہی۔ خدا کی عظمت اور قدر مومن کے دل میں پوری ہونی چاہیے۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ بعض علماء کو حکمتیں خوب معلوم ہیں لیکن چونکہ سائل کو پوچھنے کا منصب نہیں ہے اس لیے جواب نہیں دیا جاتا ہے۔

مصلحت نیست کہ از پردہ بروں افتد راز
ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست

مثلاً ہمیں اپنے والد اور والدہ کی عمر معلوم ہے مگر کسی کو کیا حق ہے پوچھنے کا ہمیں معلوم ہے۔ مگر نہیں بتلاتے فضول سوال ہے کیوں بتلاویں۔ اگر خدا کے کاموں کی حکمتیں نہ معلوم ہوں تو کسی ضروری مقصود میں تو کوئی خرابی نہیں پڑتی۔ نہ کوئی کام ان پر موقوف ہے نماز کے اسرار نہ معلوم ہوں تو کیا اجر کم ملے گا۔ بلکہ بعض اوقات جن کو اسرار کا علم ہے وہ شاید اسی میں رہ جاویں کہ رکوع کی یہ حکمت ہے سجدہ کی یہ حکمت ہے اور جس کو کچھ نہیں معلوم ہے وہ حکم سمجھ کر عبادت کیے جاویگا۔ صحابہؓ نے کبھی یہ سوال نہیں کیے کہ یا رسول اللہ ﷺ نماز پانچ وقت کی کیوں ہوئی یا روزے ایک ماہ کے کیوں ہوئے جس بات میں حق

تعالیٰ تک یا حضور ﷺ یا صحابہؓ تک گستاخی پہنچے اس میں مجھ سے ضبط نہیں ہوتا۔ حالانکہ میں ان سائل بزرگ کا بہت ادب کرتا ہوں مگر کیا کروں یہ بات بہت ہی گراں معلوم ہوتی ہے۔ ذوقی طور پر یہ کیسی عبدیت ہے یا صحابہؓ کا مقام کیا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ آج ان کے فعل کی حکمت پوچھی جاتی ہے بالکل بدگمانی ہے گویا انہوں نے نعوذ باللہ ! بالکل فضول حرکت کی کہ انہیں کمیٹی میں شرکت نہیں کیا۔ بڑی غلطی کی تہجد گزار وظیفہ خوار اور اتنی عقل نہیں کہ یہ بات کہاں تک پہنچی ہے اگر اس پر کسی کو مجھ سے ناگواری ہو۔ ہوا کرے جب نہی عن المنکر کا قصد کیا ہے تو سب برداشت کرنا پڑے گا۔ جو شخص شریعت کا ادب نہ کرے۔ ہمیں کیا ضرور ہے اس کا ادب کرنا۔

﴿ملفوظ 624﴾ غیر مقلد بھی حنفیہ ہیں :

فرمایا کہ تصوف کا لوگوں نے ناس کر دیا۔ رسوم کا نام تصوف رہ گیا۔ عوام تو بدعت میں مبتلا ہو جاتے ہیں ان کا یہی تصوف ہے اور خواص میں جو غیر محقق ہیں وہ اوراد پڑھ لینے اور رات کو جاگنے اور حرارت ورارت ذوق و شوق ہونے کو بس تصوف سمجھنے لگتے ہیں اور یہ گمان عام ہو گیا تھا کہ حدیثوں میں تصوف نہیں ہے بس صوفیوں ہی کے کلام میں ہے۔

ماموں صاحب تو فرمایا کرتے تھے کہ وہ تصوف نہیں جو حدیث میں نہ ہو اور وہ حدیث نہیں جس میں تصوف نہ ہو۔ غرض تصوف اتنا پھیلا ہوا ہے کہ کوئی حدیث اس سے خالی نہیں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ حدیث میں ہے ہی نہیں۔

دہلی میں حقیقۃ الطریقت میرا رسالہ ایک غیر مقلد نے زمانہ تالیف میں دیکھا تھا دیکھ کر کہا یہ کس شخص کی ہے ایک دوست نے میرا نام بتایا پھر ان غیر مقلد نے کہا ان کو لکھ دینا کہ اس میں اختصار نہ کریں۔ خوب لکھیں۔ اسی رسالہ میں ایک مقام پر بیعت طریقت کا حدیث سے اثبات ہے ایک صاحب جن کو عدم تقلید کی طرف میلان تھا کہنے لگے کہ ہم تو بیعت کو بدعت سمجھتے تھے میں نے کہا دیکھ لو جس حدیث میں اثبات ہے وہ میری گھڑی ہوئی تو ہے نہیں دلالت کو دیکھ لو پھر وہ مجھ سے بیعت ہوئے اور غیر مقلدی چھوڑ دی۔ غیر مقلد بھی بعض مجھ سے پوچھ کر ذکر شغل کرتے ہیں میں تشدد نہیں کرتا۔ البتہ یہ اقرار لے لیتا ہوں کہ بزرگوں کی شان میں گستاخی نہ کرنا اور بدگمانی نہ کرنا کہ حنفیہ خلاف حدیث کے ہیں۔

غیر مقلدوں سے یہ شرط بھی کر لیتا ہوں کہ جہاں فتنہ ہو وہاں آمین بالجہر اور رفع یدین

نہ کرنا کیونکہ یہ محض مستحبات ہیں حنفیہ میں بڑے عالم دیکھے البتہ ان کو یہاں اس پر شبہ ہوا کہ چشتیہ نقشبندیہ یہ کیابات ہے میں نے کہانہ سنی کام کیے جاؤ۔ بزرگوں کا اتباع کرو۔

ایک بیان میں میں نے کہا کہ غیر مقلد بھی تو حنفیہ ہیں کیونکہ کوئی گیہوں کا ڈھیر ایسا نہیں ہوتا جس میں جو نہ ہو۔ مگر باعتبار غالب کے وہ ڈھیر گیہوں کا کہلاتا ہے اسی طرح تارکین تقلید کے اعمال میں بھی غالب حنفیت ہی ہے کیونکہ دو قسم کے اعمال ہیں دیانات اور معاملات' معاملات میں تو حنفیہ ہی کے فتوے سے اکثر کام لیتے ہو اور دیانات میں بھی غیر منصوص زیادہ ہیں جن میں حنفیت کا لباس لیا جاتا ہے تو خلاف کی مقدار بہت کم ہوئی بس اس کے پیچھے کیوں علیحدہ ہوتے ہو۔ چنانچہ ایک منصف غیر مقلد نے کہا کہ غیر مقلد تو عالم ہو سکتا ہے ہم جاہل کیا تقلید کو چھوڑیں گے۔ ہمیں تمہاری تقلید سے عار نہیں آتی تو امام ابو حنیفہ کی تقلید سے کیا عار آوےگی مثلاً ہم پہلے مولانا رشید احمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھ کر عمل کیا کرتے تھے اب آپ سے پوچھ کر عمل کرتے ہیں۔

ملفوظ 625 اشتہار وامتیاز سے کلفت :

فرمایا کہ عید کی نماز کے لیے بہت لوگوں نے چاہا کہ میں پڑھایا کروں۔ مگر میں نے کبھی پسند نہیں کیا کسی بات میں بناء کے وقت مصلحت ہوتی ہے مگر بعد میں وہی مصلحت سبب ضرر کا بن جاتی ہے۔ مثلاً جو امر اس وقت سبب ہوتا۔ عید کی نماز اور جمعہ کی نماز کے یہاں قائم کرنے کا اگرچہ وہ ایک خاص مصلحت ہوتی لیکن بعد ہمارے مرنے کے اگر وہ جانشین نالائق ہوئے تو وہ پھر دعوے کریں گے مگر وہ نماز میرے نزدیک سہل ہے اس بات سے کہ ایک حرام چیز کی بناڈالی جاوے۔ تحزب اور مجمع بنانے سے مجھے سخت نفرت ہے چاہتا ہوں کہ ایسی گمنامی کے ساتھ زندگی ہو کہ کام تو سب ہوں مگر کسی کو خبر نہ ہو۔ ایک صاحب جو اس وقت حاضر تھے انہوں نے عرض کیا کہ یہ حضرت کا اخلاص ہے فرمایا کہ حضرت اخلاص کیا ایک طبعی امر ہے میں اشتہار وامتیاز کی کلفتوں اور تعب کو دیکھتا ہوں۔ مقتداء بننے میں بار بہت پڑتا ہے۔ بس اس بار کا تحمل نہیں اور یوں عنوان جو چاہے بنالیا جاوے۔

زاہد نہ داشت تاب جمال پری رخاں
کنجے گرفت و ترس خدارا بہانہ ساخت

اور لوگ تو تعلق کا بہانہ ڈھونڈتے ہیں اور میں ترک تعلقات کا بہانہ ڈھونڈتا ہوں۔ جی گھبراتا ہے تعلقات سے یہ ایک طبیعت کا رنگ ہے نہ کہ ثواب کی نیت۔ بس جی چاہتا ہے کہ اس طرح سے کام ہو اس میں راحت ملتی ہے۔

ملفوظ 626 جلب منفعت کیلئے دبنا بد دینی ہے :

میں چاہتا ہوں چاہے مجھ سے کوئی بگڑ جاوے مگر دین تو سنبھل جاوے کون سی میری تنخواہ مقرر کر رکھی ہے جو چھوڑ دیں گے میرے ایک بہت قوی قرابت دار نے کچھ اس قسم کے وسوسے لکھے تھے میں نے لکھ دیا جب تک صاف نہ کرو گے سلام کلام سب ترک ہے پھر انہوں نے خط میں لکھا کہ اب میں اپنے قلب کو صاف پاتا ہوں جو تمہارا طرز ہے وہی میرا ہے ترک کی ابتداء نہیں کرتا۔ مگر جب دوسری طرف سے ہو تو میں تیار رہتا ہوں۔ جہاں رعایت ہوگی۔ وہاں ضرور مغلوب ہونا پڑے گا۔ جلب منفعت کے لیے دبنا بد دینی ہے اور دفع مضرت کیلئے البتہ دبنا خلاف دین نہیں۔ شریعت نے اجازت دی ہے۔

ملفوظ 627 فاروقی ہونے کی وجہ سے حق گوئی کا اثر :

فرمایا کہ جب میں کانپور سے تھانہ بھون آیا تو جامع مسجد میں وعظ کہا کرتا تھا۔ جس میں اکثر رسوم کا رد ہوتا تھا مجھے معلوم ہوا کہ لوگوں کو ناگوار ہوتا ہے میں نے ایک وعظ میں کہدیا کہ میری تو صرف مصلحت یہ ہے کہ ثواب ملتا ہے لیکن اگر مجھے ثواب ہی مقصود ہو گا اور طرح سے مل سکتا ہے مثلاً نوافل وذکر شغل سے باقی زیادہ مصلحت تمہاری ہی اصلاح کی ہے سو جب تم ہی اپنا نفع نہیں چاہتے تو مجھ کو کیا ضرورت پڑی ہے اب تم لوگ خوش ہو جاؤ کہ آج سے وعظ بالکل بند میری بلا سے چاہے کہیں جاؤ یہ سنکر پھر تو سب لوگ عاجزی کرنے لگے کہ خطا کسی کی اور سزا بھگتیں سب۔ میں نے کہا جسے وعظ کہلوانے کا شوق ہو اپنے گھر لے چلے وہاں کہوں گا۔ جامع مسجد میں وعظ نہ کہوں گا۔ اس پر لوگ خوش ہو گئے پھر تو خوب دل کھول کر وعظ کہا۔ بس لوگ ایسی باتوں پر شاکی ہوتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔

رحم اللہ عمر ما ترك الحق له من صديق

یعنی حق گوئی نے عمر کا کوئی دوست نہ چھوڑا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حق گوئی کا یہ اثر ہے سنا ہے ہم بھی فاروقی ہیں۔ پھر جب فاروق نے یہ اختیار کیا تو فاروقی کیوں نہ اختیار

کریں۔ جی چاہتا ہے کہ حق پھیل جاوے۔ حق غالب ہو خواہ کسی کے پاس ہو اپنے گھر کا کام تو ہے نہیں کہ ہم سے نہ ہو سکے تو دوسرا نہ کرے ایک عورت روٹی ٹیڑھی بیڑھی پکارہی ہے۔ اگر کوئی کہے تو خراب پکاتی ہے تو وہ پکادے۔ اچھا ہوا کہ یہ چولہے کی آگ سے بچی۔

ملفوظ 628 کبر کا عجیب علاج :

فرمایا کہ جس میں رائی برابر بھی کبر ہوتا ہے اس سے مجھے بہت انقباض ہوتا ہے سلف میں ذکر و شغل کا زیادہ اہتمام نہیں تھا۔ افعال و عادات واخلاق کا زیادہ اہتمام تھا۔ یہ ذکر و شغل کا غلبہ تو خلف میں ہوا۔ کیونکہ وظیفوں میں حظ اور لذت ہے چنانچہ اگر حظ نہیں آتا تو شکایتیں کرتے ہیں اور مجاہدات میں کلفت ہے چنانچہ ایک قصہ یاد آیا کہ حضرت جابر بن راحبؒ کے ایک خلیفہ تھے ان کے یہاں ایک مرتبہ چوری ہو گئی ان صاحب کا رئیسانہ مزاج تھا مگر اہل نسبت تھے ان کے سامنے کسی نے ایک جولاہے کا نام لے دیا وہ نمازی تھا مگر کم وقعت تھا۔ ان صاحب نے اس کو بلایا وہ ڈر گیا۔ جب ان صاحب نے اس سے کچھ باتیں دریافت کیں تو خوف کی وجہ سے اس کے کلام میں لغزش ہوئی۔ اس کی وجہ سے اس پر کچھ شبہ ہوا۔ ان صاحب نے اس کو مارا۔ وہ مولانا گنگوہیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا حال بیان کیا۔ مولانا کو بہت ناگوار ہوا۔ بس مولانا نے ان صاحب کو رقعہ لکھا کہ اگر خدا تعالے آپ سے سوال کرے کہ آپ نے اس غریب کو کس حجت شرعیہ سے مارا تو آپ کے پاس جواب ہے اس جواب کو آپ تیار کرلیں۔ ان صاحب کا اس رقعہ کو سن کر سر سے پاؤں تک سناٹا نکل گیا بس گنگوہ پیدل پہنچے۔ مولانا اس وقت حجرے میں لیٹے تھے۔ باہر ایک طالب علم بیٹھے تھے ان صاحب نے ان طالب علم سے کہا کہ مولانا کو اطلاع کردو کہ ایک ناپاک کتا آیا ہے اگر منہ دکھانے کے قابل ہو تو منہ دکھادے ورنہ کسی کنوئیں میں ڈوب مرے تاکہ یہ عالم پاک ہو۔ طالب علم نے اطلاع کی مولانا نے بلالیا۔ ان صاحب نے کہا کہ حضرت میں تو تباہ ہو گیا۔ مولانا نے فرمایا کیوں قصہ پھیلایا ہے گناہ ہو گیا توبہ کرلو۔ یہی علاج ہے ✽ ہمارے حضرت نے فرمایا کہ بعض دفعہ ایک شیخ دوسرے شیخ کے سامنے مبتدی ہو جاتا ہے دوبارہ پھر وہ صاحب واپس آئے اور مجمع جمع کر کے اس جولاہے کو بلایا اور کہا جتنا میں نے مارا تھا اتنا ہی مجھ کو مار لے اس نے کہا مجھ سے ایسا نہ ہوگا۔ ان صاحب نے کہا تو جب تک مجھے مار نہ لے گا۔ میں جب تک تجھے نہ چھوڑوں گا۔ پھر لوگوں نے کہا کہ صاحب بھلا

اس کی مجال ہے کہ جو آپ کے ساتھ ایسا کر سکے۔ اگر آپ اسے اس پر مجبور کریں گے تو یہ اس پر دوسرا ظلم ہوگا۔ تب ان صاحب نے اسے چھوڑا۔ پھر وہ صاحب جب تک زندہ رہے اس کی خدمت کرتے رہے۔

﴿ملفوظ 629﴾ چھوٹا کام میں نے اپنے ذمہ لیا ہے:

فرمایا کہ دو کام ہیں ایک چھوٹا دوسرا بڑا چھوٹا کام تو تعلیم اخلاق ہے اور بڑا نسبت باطنی کی تحصیل ہے سو بڑوں نے بڑا کام لیا ہے میں چونکہ چھوٹا ہوں۔ اس لیے میں نے چھوٹا کام اپنے ذمہ لیا ہے۔ جیسے کہ میاں جی اول بچوں کو قاعدہ بغدادی پڑھاتے ہیں پھر جب وہ پڑھنے لگتے ہیں تو بڑے بڑے مدرسوں میں چلے جاتے ہیں مگر بڑے بڑے عالموں کا کام بغیر میاں جی کے چل نہیں سکتا۔ اگر میاں جی قاعدہ نہ پڑھاویں تو اس طالب علم میں بڑے مدرسہ میں جا کر پڑھنے کی قابلیت نہیں ہو سکتی۔

﴿ملفوظ 630﴾ خود اپنے اوپر تشدد:

فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں ان کے مزاج میں تشدد بہت ہے سو میں اپنے نفس پر بھی تو تشدد کرتا ہوں کہ نذرانہ بہت مشکل سے قبول کرتا ہوں کوئی ہوگا جس کی کل نذر قبول ہو جاتی ہو ورنہ بہت تحقیقات وتفتیشات کرتا ہوں۔ یہ تشدد بہت سب سے زیادہ بڑھا ہوا ہے جو میں نے اپنے اوپر اختیار کیا ہے

﴿ملفوظ 631﴾ مجذوب کی دعاء کا بھائیوں میں اثر:

فرمایا کہ بھائی منشی اکبر علی صاحب ماشاء اللہ بہت خوش فہم ہیں۔ ان کی ایک لڑکی کی شادی میں اس لیے شریک نہیں ہوا تھا کہ ان کے گھر والوں نے مجمع کا اہتمام کیا تھا۔ انہوں نے پھر مجھ سے کہا بھی کہ ہم مجمع نہ کریں گے۔ میں نے کہا اس میں تمہاری اہانت ہوگی اور ان لوگوں کی دل شکنی ہے کیونکہ پہلے ان کو مہمان بنالیا گیا ہے انہوں غایت خوش فہمی سے میری عدم شرکت منظور کرلی ہے۔ اور کہا کہ تم صاحب منصب ہو تمہارے متعلق دین کا کام ہے میں دین میں خلل ڈالنا نہیں چاہتا۔ میرا خیال یہ ہے کہ چونکہ ہم دونوں بھائیوں کی پیدائش ایک بزرگ مجذوب کی دعا سے ہوئی ہے لہذا بھائی میں جو عرفیات ورسوم سے آزادی اور سلامتی کا خیال ہے باوجود عالم اور اصطلاحی نہ ہونے کے اور صحبت نہ ہونے کے یہ ان بزرگ مقبول کی دعا کا اثر ہے۔

۲۰ رجب المرجب ۱۳۴۵ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 632﴾ اہل دین کے سامنے بے ہودگی :

ایک صاحب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے جو دھوتی باندھے ہوئے تھے ان سے حضرت نے دریافت فرمایا کہ کس غرض سے آنا ہوا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں صرف ملنے آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کچھ کہنا ہے تو کہو۔ انہوں نے کہا کہ مجھے کچھ کہنا نہیں پھر بعد ظہر حاضر خدمت ہو کر کہا کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس پر حضرت نے فرمایا کہ اس وقت میں نے صاف کہہ دیا تھا کہ کچھ اور کہنا ہے تین مرتبہ پوچھا ہر دفعہ یہی کہا کہ کچھ نہیں کہنا ہے میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ ایک شخص جس سے خط و کتابت اور جان پہچان نہ ہو وہ اتنی دور سے محض محبت اور عشق میں بھاگا ہوا یہاں آوے اور اس شخص کے ساتھ ایسا برتاؤ کرے یہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ ان صاحب نے کہا کہ میں گاؤں کا آدمی ہوں فرمایا کہ یہ خوب سیکھا ہے کہ ہم گاؤں کے ہیں کلکٹر کے سامنے کوئی ایسی بیہودگی نہیں کرتا۔ ملاّ نے ہی مشق کے لیے رہ گئے ہیں دراصل اہل دین کی وقعت نہیں ہے لوگوں کے قلب میں اس وجہ سے یہ بے پرواہی کی جاتی ہے کچہری میں جا کر سارے لکھنو اور دلی کے ہی بن جاتے ہیں پھر حضرت نے ایک خادم کے ذریعہ سے معلوم کرایا کہ وہ کیا کہتے ہیں انہوں نے نذر پیش کرنے کو کہا۔ فرمایا کہ یہ طریقہ نذر دینے کا نہیں ہے پھر انہوں نے کہا کہ مجھے پھر آنے کی اجازت دی جاوے۔ فرمایا کہ تین شرطوں کے ساتھ اجازت دیتا ہوں۔ ﴿۱﴾ اپنی دینی حالت درست کرو۔ اور یہ جو دھوتی باندھے ہوئے ہو اس کو آگ لگاؤ۔ ﴿۲﴾ جب تک پانچ یا چھ ماہ تک خط میرے پاس نہ بھیجو تب تک میرے پاس نہ آؤ۔ ﴿۳﴾ نذر دینے کا کبھی ارادہ نہ کرنا اگر اس ارادے سے آؤ گے تو مجھ کو کلفت ہوگی۔ اس پر وہ صاحب مصافحہ کر کے چلے گئے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ ایسا بڑا شوق تھا اور فقط دینا ہی مقصود تھا تو منی آرڈر کر کے بھیج دیتے ان صاحب نے چلتے وقت یہ بھی کہا تھا کہ غلام سے خطا ہوئی فرمایا کہ غلام ایسی گستاخی کر ہی نہیں سکتا۔ تم غلام نہیں ہو۔ بلکہ بڑے آزاد آدمی ہو جو آ کر ایسی تکلیف دی۔ یہ ایسی مثال ہے کہ روز سانو کر کے اول تو تھپڑ رسید کرتے ہیں اور پھر کچھ دیتے ہیں کہ ذرا اس کا دل ٹھنڈا ہو جاوے اس طرح اول آپ نے تکلیف دی۔ پھر نذرانہ سے اس کا تدارک کیا۔ پیرزادوں نے بگاڑا ہے ان لوگوں کو۔ مگر تھوڑی سی خطا ان کی بھی ہے کہ حکام دنیوی کے ساتھ

یوں ایسا معاملہ نہیں کرتے۔ گو ہم اس قابل نہیں۔ لیکن جب وہ محبت کا دعوے کرتے ہیں تو اس پر ان سے شکایت کی جاتی ہے۔

گفت ندارد کسے باتو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

رسول اللہ ﷺ کو کفار کس قدر ستاتے تھے۔ مگر حضور ﷺ کو کبھی ناگوار نہ ہوا اور مسلمانوں کی ذرا ذرا سی بات پر ناگواری ہوتی تھی ایک ذرا سا مسئلہ لقطہ ابل کا پوچھا گیا تھا۔ اس پر حضور ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا تھا۔

ملفوظ 633 اصلاح نفس کیلئے مدت :

ایک صاحب کا خط آیا تھا کہ میرا ارادہ ہے کہ ایک ماہ آپ کی خدمت میں بغرض اصلاح نفس حاضر رہوں۔ اس پر فرمایا کہ علوم ظاہرہ میں دس دس بارہ بارہ برس مشغول رہتے ہیں اور اصلاح نفس کے لیے صرف ایک مہینہ کافی ہے بس مکان جانے کا ایک مہینہ رہ گیا تھا۔ انہوں نے کہا لاؤ ایک مہینہ یہاں بھی رہتے چلیں۔ ایک مہینہ میں تو اصلاح نفس بھی نہیں ہوتی کچھ نہیں نام ہی کرتے ہیں اپنے ملک میں جا کر کہیں گے کہ ہم جامع الکمالات ہو آئے۔

ملفوظ 634 بے موقعہ وجد :

فرمایا کہ حافظ غلام مرتضٰی صاحبؒ مجذوب تھے حضرت حاجی صاحبؒ ان کی تعریف کرتے تھے میاں مظہر کے نانا پیر جی عبدالعزیز بیان کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حافظ صاحب پانی پت کے کسی عرس میں چلے گئے۔ سماع کی حالت میں ایک شخص کھڑا ہوا۔ لوگ سمجھے کہ اسے وجد ہوا مگر حافظ صاحب نے فرمایا کہ بھائی حضرت علی کہہ رہے ہیں کہ اب شیطان آ گیا اب چلو بھائی یہاں سے چلو۔

ملفوظ 635 فرمان پیغمبر ﷺ کی بے وقعتی :

فرمایا کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کی قبر کچی ہے میں نے اس کا سبب پوچھا لوگوں نے کہا کہ یہ متبع شریعت بہت تھے اس وجہ سے ان کی قبر کچی ہے پھر فرمایا کہ حضرت

شمس الدین ترک پانی پتی ؒ کے مزار پر سماع نہیں ہوتا اور قطب صاحب کی قبر پر عورت نہیں جانے پاتی۔ لیکن سبب اس کا احکام کی وقعت نہیں ورنہ سب جگہ ہوتا۔ بلکہ خاص ان بزرگ کی تعظیم ہے بس یہ حالت اعتقاد کی رہ گئی ہے کہ شریعت کی بات کو براہ راست نہیں مانتے اور جب کسی بزرگ سے اس کا تعلق ہو تب قابل عمل سمجھتے ہیں اور پیغمبر ﷺ کے فرمانے کی وقعت نہیں۔

﴿ملفوظ 636﴾ گانے بجانے والے کے ہدیہ سے سلوک:

فرمایا کہ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحبؒ کے پاس ایک شخص بتاشے لایا۔ مولانا نے اس سے پوچھا کہ تو کیا کیا کرتا ہے اس نے کہا حضور گا بجا لیتا ہوں۔ بس اس کے بتاشوں کو اٹھا کر پھینک دیا اور فرمایا کم بخت منحوس جا یہاں سے پھر حضرت والا صاحب ملفوظ نے فرمایا کہ صاحب کمال کی طرف سب مجذب ہوتے ہیں مگر اول کچھ ہو تو لے۔ مولانا تو بد عقیدوں کو بہت برا بھلا کہتے تھے۔

﴿ملفوظ 637﴾ رسول اللہ ﷺ سے کم تعلقی کا نتیجہ:

فرمایا کہ اگر شیخ سے تعلق قطع کر دے تو سب فیوض بند ہو جاویں اور رسول اللہ ﷺ سے کم تعلقی کر کے تو پھر بالکل واردات و فیوض کچھ بھی نہ رہیں گے۔

﴿ملفوظ 638﴾ حضرت حاجی صاحبؒ کا بعض مفاسدِ عوام کو نہ جاننا:

فرمایا کہ ہد ہد اور سلیمان علیہ السلام میں اتنا تفاوت تھا کہ ایک واقعہ کا علم ہد ہد کو تھا اور سلیمان علیہ السلام کو نہ تھا۔ بھنگیوں کو پاخانہ کا علم ہوتا ہے جارج پنجم کو نہیں۔ اسی طرح حضرت حاجی صاحب کو بعض مفاسد عوام کا علم نہیں تھا۔

﴿ملفوظ 639﴾ بلاواسطہ وحی علم خطرناک ہے:

فرمایا کہ شیخ اکبر نے لکھا ہے جو علم بواسطہ وحی ہو وہ تو بے خطر ہے اور جو خود بلا واسطہ وحی ہوا ہو وہ خطرناک ہے کفار چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا ذریعہ نہ ہو۔ ؎

پندار سعدی کہ راہ صفا

پھر فرمایا کہ اس کی موٹی مثال ہے ضابطہ کے احکام خاص واسطوں سے ہی پہنچتے ہیں اور رنج کی ملاقات میں جو واقعات ہوتے ہیں ان کے سمجھنے میں بعض اوقات غلطی ہوتی ہے۔

ملفوظ 640 شیخ کو طبیب بھی ہونا چاہیے :

فرمایا کہ مریض کے سامنے ایک تو داغ کا کلام پڑھا جاوے اور دوسری طرف اس کے لیے حکیم محمود خاں کا نسخہ ہو تو اس مریض کے لیے تو وہ نسخہ ہی مفید ہے داغ کی غزل اس کے کس کام کی۔ اس نسخہ میں وہ لذت ہے کہ بہت دنوں کے بعد راحت و مزہ آوے گا آج کل اول دن میں لذت چاہتے ہیں جو کیفیات دفعتہ حاصل ہوتی ہیں وہ دیرپا نہیں ہوتیں۔ ان باتوں کو ماہر سمجھتا ہے۔ اس لیے ماہر کا اتباع کرے۔ طالب کی ایسی مثال ہے جیسے کہ ایک شخص بھوکا ہے اسے خشکا دیا گیا اور پلاؤ نہیں دیا تو اس بھوکے کو چاہیے کہ خشکا ہی لے لے اور ضعیف المعدہ کو اگر پلاؤ دے دیا جاوے تو ہضم کب ہوگا۔

دہلی میں ایک شخص کو کسی نے حبس دم سکھایا وہ مر گیا۔ حضرت حاجی صاحبؒ فرماتے تھے کہ شیخ کو طبیب بھی ہونا چاہیے۔

ملفوظ 641 ایک بزرگ کا تصرف :

فرمایا کہ ایک حکایت ایک معتبر شخص کی زبانی سنی ہے۔ جو کہ ذاکر شاغل بھی ہیں کہ ایک بزرگ موسیٰ جی مانک پور میں تھے ان کی خدمت میں ایک شخص رہتا تھا اس نے سنا تھا کہ یہ بزرگ صاحب تصرف ہیں اس لیے اس بات کا منتظر تھا کہ کچھ اثر ڈالیں اور وہ بزرگ یہ فرماتے تھے کہ ذکر شغل کرو۔ غرض کہ اسی جھگڑے میں بہت دنوں سے پڑے تھے آخر میں ان مرید کے دل میں یہ خطرہ گزرا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ صاحب تصرف ہیں نہیں وہ شیخ اس خطرہ پر مطلع ہو گئے اور اس خطرہ کا عملی جواب دیا اس طرح کہ جب ہولی کا دن آیا شیخ نے کہا ہولی کیسی ہوتی ہے مرید نے جواب دیا کہ رنگ ڈالتے ہیں شیخ نے فرمایا کہ تو ہم بھی آج ہولی کھیلیں گے۔ یہ سن کر وہ مرید پچکاری رنگ خرید کر لائے اور گھولا اور گھول کر کہا کہ اب حضرت کو اختیار ہے جو چاہیں سو کریں۔ بس وہ بزرگ مسجد کے دروازے پر بیٹھ گئے بہت سے ہندوؤں کے پچکاری ماری۔ جس پر ایک قطرہ پڑا اسی نے اشہدان لا الہ الا اللہ پڑھ لیا۔ اس کے بعد انہوں نے ان مرید سے فرمایا کہ دیکھا تصرف مگر تجھے نہ دوں گا۔ جب تک کہ چکی نہ پسوالوں گا۔ آخر انہوں نے ذکر شغل شروع کر دیا۔

۲۱ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز یک شنبہ

﴿ملفوظ 642﴾ پہلے عوام دنیادار بھی بے تکلف ہوتے تھے:

فرمایا کہ میں ایک مرتبہ گلاؤ ٹھی جاتے ہوئے بابوزا اترا۔ وہاں کے سب انسپکٹر صاحب کو ایک سپاہی نے اطلاع کر دی۔ انہوں نے اپنے مکان پر ٹھہرایا اور شبیر علی کو پانچ روپیہ دینے لگے۔ انہوں نے کہا میں بے اجازت نہیں لے سکتا۔ اس پر انہوں نے مجھ سے کہا کہ اجازت دے دیجئے۔ میں نے کہا آپ ان کے باپ کو دیتے ہیں یا مجھے یا ان کو۔ اگر آپ ان کو دیتے ہیں تو ان کے کام اس لیے نہیں آ سکتا۔ کہ ان کا نان و نفقہ ان کے والد کے ذمہ ہے بس اب یہ دینا ان کے والد کو ہوا ان کا نفع پانچ روپیہ کا ہو جاوے گا کہ پانچ روپیہ خرچ کے بچ جاویں گے۔ غرض ان کے کام تو نہ آیا اور اگر ان کے والد کو دینا ہے تو ان کو خبر بھی نہیں تو جو مقصود ہے ہدیہ کا یعنی باہمی تعلقات کا بڑھنا وہ حاصل نہ ہوا اور اگر مجھ کو دینا ہے تو میرے ہوتے ہوئے ان کے ہاتھ میں دینا کیا معنی اب آپ یہ کہیے کہ آپ کا مقصود کس کو دینا ہے تب انہوں نے بے تکلف کہہ دیا کہ مجھے تو آپ کو دینا مقصود ہے میں نے کہا میرے ہاتھ میں دو چنانچہ انہوں نے مجھے دیئے میں نے لے لیے بس بے تکلف بات یہ تھی۔ پہلے زمانہ میں عوام دنیادار بھی بہت بے تکلف ہوتے تھے۔ والد صاحب نے مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کی خدمت میں چائے بھیجی اور خط میں لکھا کہ کبھی کبھی اس میں اشرف علی کو بھی شریک کر لیا کیجئے پھر آخر میں لکھا کہ اس کو شریک کرنا مناسب نہیں کیونکہ وہ طالب علمی کرنے گیا ہے تنعم میں پڑنا اس کے لیے مناسب نہیں۔ مولانا نے مجھے بلایا کہ بھائی تمہارے والد صاحب نے دو حکم لکھے ہیں اب کون سے پر عمل کروں۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت آخر کا حکم اول کے حکم کو منسوخ کر دیتا ہے لہذا پہلے پہ عمل نہ کیجئے۔ دوسرے پر عمل کیجئے۔ پھر فرمایا کہ آج کل بعض لوگ ہدیہ پیش کرتے وقت عجیب عجیب باتیں سوچتے ہیں کہ اتنا طعام میں صرف ہوا ہوگا اور اتنا حجرہ کا کرایا ہوا۔ اتنی خادم کی تنخواہ۔

﴿ملفوظ 643﴾ جو چیز جہاں سے لے وہیں رکھے:

ایک صاحب نے حضرت والا کی چھتری جہاں سے لی تھی بجائے اس کے دوسری جگہ رکھ دی فرمایا کہ یہ بھی آداب میں سے ہے کہ جو چیز جہاں سے لے وہیں رکھے اور صرف

دوسرے ہی کی چیز نہیں بلکہ اپنی بھی جہاں سے لے وہیں رکھے میں نے تو اپنے مکان میں تمام چیزیں مقررہ جگہوں پر رکھی ہیں۔ اس میں پریشانی نہیں ہوتی فرض کرو کہ دیا سلائی کا بکس ہے۔ اگر مقررہ جگہ پر رکھا ہوگا تو اگر آدھی رات کو بھی ہاتھ پڑے گا تو فوراً مل جاوے گا۔

﴿ملفوظ 644﴾ اجنبی الفاظ برتنے کا شوق:

فرمایا کہ بعض لوگوں کو اجنبی الفاظ برتنے کا شوق ہوتا ہے سمجھتے ہیں کہ تبحر کی دلیل ہے مانوس الفاظ برتنے چاہئیں۔

۲۲ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز دوشنبہ

﴿ملفوظ 645﴾ پنشن کی حقیقت احسان ہے:

ایک پنشن دار کا خط آیا تھا۔ ایک مولوی صاحب نے پوچھا کہ پنشن کی حقیقت کیا ہے فرمایا کہ پنشن کی حقیقت احسان ہے کہ یہ اب معذور ہو گیا۔ اب کہاں جائے۔ بس یہ ہبہ ہے۔

﴿ملفوظ 646﴾ خود اپنے "ملفوظات" جمع کرنے کی لت:

ایک مولوی صاحب نے ﴿جو کہ حضرت والا سے مجاز ہیں﴾ اپنے ملفوظات خود جمع کیے تھے اور ملفوظات کا آغاز اس لفظ سے تھا کہ فرمایا اس کی اطلاع حضرت والا کو ہوئی۔ وہ مولوی صاحب حضرت والا کی خدمت مبارک میں حاضر تھے حضرت والا نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ ہمارے سامنے سے اٹھ جاؤ۔ دور ہمیں صورت مت دکھاؤ اور نہ کسی کو بیعت کرو۔ پھر فرمایا بڑائی تو وہ کرے جس کا کمال ذاتی ہو اور جب یہ نہیں تو بیچارہ ہی ہے دیکھئے حضور سرور عالم ﷺ کہ آپ کے سامنے لوح و قلم کے علوم بھی ہیچ ہیں۔

آپ کی نسبت حق تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ

جس کا حاصل یہ ہے کہ ہمارا عطیہ ہے کہ ہم چاہیں تو ابھی سلب کر لیں۔ ناز تو اس پر ہو جس کا کمال اپنے قبضہ کا ہو۔ جب رسول اللہ ﷺ تواضع کریں تو ہمیں کیا حق ہے۔ ناز کا۔ اسی طرح استحقاق ثمرات کے ادعاء کی حالت ہے جیسے فرض کیجئے۔ کہ آج ہی آم کا

درخت لگایا اور کہنے لگا کہ پھل نہیں آیا۔ اس سے صاف دعوے استحقاق ٹپکتا ہے صاحب خدا تعالیٰ سے نوکری کا معاملہ نہیں جو استحقاق اجرت کا ہو۔ غلامی کا تعلق ہے پھر دعوے استحقاق کیسا۔ مثلاً اگر آقا اپنے غلام سے کہے کہ پانی پلا دو وہ کہے کہ کیا ملے گا وہ غلام بڑا نالائق ہے۔ ایک تکبر کی قسم یہ ہے کہ تواضع پر تکبر ہوتا ہے کہ ہم میں تکبر نہیں ہے۔ گوکا کیڑا اپنے سمجھے کہ میں گوکا کیڑا ہوں۔ یہ کون سی خوبی کی بات ہے میرے دوستوں نے فتاوے کا نام فتاوے اشرفیہ رکھ دیا تھا۔ اس سے بہت شرم معلوم ہوتی ہے آخر امداد الفتاوے نام بدلا۔ پس اپنے ملفوظ اپنی رائے سے ضبط کرنا کیا معنی مرید کو چاہیے کہ اپنے واردات کو شیخ کے سامنے پیش کرے۔ جیسے اولاد جو کچھ کماوے وہ ماں باپ کے سامنے رکھ دے کہ یہ کمایا ہے ان افعال کی بدولت احوال سلب ہو جاتے ہیں پھر فرمایا کہ بزرگوں نے لکھا ہے کہ اگر مرید سے کوئی لغزش ہو تو سب مجمع میں اس کو آگاہ کرے۔ میں ایک مرتبہ فاتحہ خلف الامام پڑھنے لگا۔ مولانا رشید احمد صاحبؒ کو میں نے لکھ بھیجا پھر میری رائے بدل گئی۔ اس کی بھی میں نے اطلاع کر دی۔ پھر فرمایا کہ عوام لوگ متکبر کو بڑا سمجھتے ہیں اور متواضع کو چھوٹا۔ بزرگ عاصیین و فساق و فجار کو بھی کسی درجہ میں معذور سمجھتے ہیں کہ قضاؤ قدر کا ان پر تسلط ہے صاف آنکھوں سے نظر آتا ہے پھر فرمایا کہ میرے اندر یہ ایک عیب ہے کہ اپنے بزرگوں کی کوئی جانی خدمت نہ کی۔ جیسے پنکھا جھلنا وغیرہ۔ یہ خیال کیا کہ خدا جانے مجھ سے ان کی مرضی کے موافق بن پڑے یا نہ بن پڑے اتنی بے تکلفی نہ ہوئی کہ کوئی خدمت ناپسند ہو تو وہ بزرگ مجھ سے کہہ دیں۔ دوسرے یہ کہ اکثر بزرگ حق کے اپنے شیخ لحاظ کرتے تھے جیسے اپنے بڑے بیٹے کا میں نے یہ خیال کیا کہ اگر میں نے خدمت کی تو ان کو کلفت ہو گی۔ پھر فرمایا کہ مولانا فتح محمد صاحبؒ میرے استاد تھے ایک بار وہ مظفر نگر میں مقیم تھے میرا بھی جانا ہو گیا تو عشاء کی نماز کے بعد میں ان کے ساتھ چلا استنجے خانے کی مجھے ضرورت تھی۔ میں نے عرض کیا کہ میں ناواقف ہوں کہ کسی خادم کو حکم دیجئے۔ کہ ڈھیلے اور پانی مجھ کو بتلا دے۔ مولانا استنجے کے ڈھیلے اور پانی خود پاخانہ میں رکھ آئے۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ مغلوب الحال تھے۔ اپنے شاگردوں کو مخدوم و مکرم لکھتے تھے پھر فرمایا کہ فانی وہ ہے جسے یہ بھی بر نہ ہو کہ میں فانی ہوں۔ پھر فرمایا کہ اب لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اذکار و اشغال بتلا کر ہمارے افعال سے تعرض نہ کریں۔ جس وقت آدمی اپنے کو اچھا لگتا ہے اس وقت خدا کے نزدیک مبغوض ہوتا ہے اب ہر شخص سوچ لے کہ دن میں کتنی مرتبہ اس کی ایسی حالت ہوتی ہے بعد

غصہ حضرت والا نے اعلان فرمایا کہ فلاں مولوی صاحب سے کوئی بات چیت نہ کرے اور اگر کوئی کریگا تو اس کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا جاوے گا۔ پھر فرمایا کہ میں نے یہ کوئی نئی بات نہیں کی۔ بلکہ عین سنت کے موافق کیا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی حضرت کعب بن مالکؓ کے ساتھ ایسا ہی کیا تھا۔ اگر پچاس ۵۰ دن تک بھی ایسا ہی کروں تو بھی کچھ حرج نہیں ہے پھر ان مولوی صاحب نے حضرت والا کی خدمت مبارک میں معافی کی درخواست کی مگر چونکہ بے ڈھنگے طور سے معافی چاہی گئی تھی۔ اس لیے حضرت والا نے یہ سزا اس پر تجویز فرمائی کہ بعد مغرب روزانہ اس مضمون کا اعلان کیا کیجئے کہ صاحبو میں چونکہ فلاں قوم کا ہوں اس لیے کم حوصلگی کے سبب اپنے مربی کی عنایتوں پر اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگا۔ جس کی وجہ سے سزا میں گرفتار ہوں۔ لہذا آپ لوگوں کو چاہیے کہ تکبر سے بہت پرہیز کریں پھر اس کے بعد ۲۴ رجب کو بعد نماز ظہر حضرت والا نے ان مولوی صاحب سے سب کو گفتگو کرنے کی اجازت دیدی۔ اور یہ فرمایا کہ عنقریب اور معاملات بھی طے ہو جائیں گے۔

۲۴ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز سہ شنبہ

﴿ملفوظ 647﴾ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا قاتلانہ حملہ میں دفاع :

فرمایا کہ جب شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے اول اول فارسی میں قرآن مجید کا ترجمہ کیا تو دہلی والے بہت بگڑے اور شاہ صاحب کو فتح پوری کی مسجد میں گھیر لیا۔ اور قتل پر آمادہ ہو گئے۔ اس وقت میں لوگوں کے پاس ہتھیار تھے شاہ صاحب کے پاس بھی تلوار تھی۔ بس شاہ صاحب تلوار کے ہاتھ گھماتے ہوئے باہر نکل آئے کسی کی ہمت نہ ہوئی۔ جو کچھ کر سکتا۔

﴿ملفوظ 648﴾ اپنی رائے پر اصرار :

قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کے چھاپے کا نمونہ حضرت والا کی خدمت میں آیا تھا کہ آیا۔ اس طرح چھاپنا جائز ہے یا نہیں۔ اس بارے میں حضرت مد ظلہ العالی مشورہ فرما رہے تھے ایک مولوی صاحب اپنی رائے پر بلا دلیل زور دے رہے تھے۔ اس پر ہنس کر فرمایا کہ اس طرح تمہاری زبردستی پر قصہ یاد آیا۔ کہ حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ سے ایک طالب علم اس بارے میں جھگڑ رہے تھے کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے بکریاں اور اونٹ اس طرح تقسیم فرمائے کہ ایک شخص کو ایک اونٹ دیا اور دوسرے کو دس

بکریاں دیں ان طالب علم نے کہا یہ عدل کہاں ہوا۔ ایک اونٹ کے مقابل ایک بکری ہونی چاہیے۔ مولانا نے فرمایا کہ کیا اونٹ اور بکری برابر ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں اور یہی بانکتے رہے۔

﴿ملفوظ 649﴾ تشبہ عقلی طور پر بھی مذموم ہے :

فرمایا کہ میں نے تشبہ کے متعلق گورکھپور میں ایک مضمون بیان کیا تھا کہ تشبہ عقلی طور پر بھی مذموم ہے۔ اگر کسی جنٹلمین سے کہا جاوے کہ آپ اپنی بیگم صاحبہ کا لباس پہن کر کرسی پر بیٹھ جائیے تو کیا گوارا کریں گے۔ اگر دعوے کریں کہ ہم گوارا کریں گے تو ہم ایسے نہ مانیں گے۔ ذرا عملی طور پر کر کے دکھلا دیں۔ اور اگر ایسا نہیں کر سکتا تو منشاء اس ناگواری کا تشبہ نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

﴿ملفوظ 650﴾ طرفدار لوگ زیادہ برا بھلا کہلواتے ہیں :

ایک صاحب نے خط میں لکھا تھا کہ فلاں آپ کو ایسا کہہ رہے تھے اور میں نے ان کو یہ جواب دیا۔ اس پر فرمایا کہ جس طرح مجھے اس بات سے کلفت ہوتی ہے کہ فلاں نے مجھے برا بھلا کہا۔ ایسی ہی اس بات سے بھی کلفت ہوتی ہے کہ فلاں نے طرفداری کی۔ یہ طرفدار لوگ ہی اور زیادہ برا بھلا کہلواتے ہیں اور اگر انہوں نے عاقبت کے واسطے یہ کام کیا تو مجھ پر اس کا اظہار کیوں کیا۔

﴿ملفوظ 651﴾ بے ریش سے اختلاط :

فرمایا کہ ایک شہر میں کوئی صوفی ایسا نہ دیکھا جس کے پاس ایک لونڈا پلا ہوا نہ ہو کوئی اللہ کا بندہ ہوگا جو اس سے خالی ہو۔ لڑکوں کو گانا سکھاتے ہیں زنانہ لباس پہناتے ہیں۔ انہیں کا گانا سنتے ہیں ایک حدیث بھی اس مضمون کی موضوع کی ہے۔ رایت ابی فی صورۃ امرد شاب الخ اور اس سے دعوے کیا ہے کہ لڑکوں کی شکل میں زیادہ تجلی ہے بعضے ان کو مظہر بمعنی حلول سمجھتے ہیں اور یہ کفر ہے شیخ شیرازی فرماتے ہیں۔ ؎

نداو ند صاحبدلان دل بہ پوست دگر ابلہے داد بے مغز اوست
محقق ہماں بیند اندر ابل کہ درخوبرو یان چین وچگل

اور حق تعالے فرماتے ہیں افلا ینظرون الی الابل ساری چیزوں کو چھوڑ کر ابل کو

فرمایا تجلی کے لیے یہ نہیں فرمایا افلاینظرون الی الاماود ۔ پھر فرمایا کہ ایک بزرگ نے اپنے مرید کو بعض کا تصور بتلایا تھا۔ اس کا تجویز کرنا شیخ کی رائے پر ہے یہ کون ہے تجویز کرنے والا امرد کو تجویز کرے۔

ملفوظ 652 حضرت موسیٰ علیہ السلام کا استغناء وغیرہ :

فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر صفت استغناء و تفویض کا ظہور تھا اسی لیے دعا کی۔ ربنا اطمس علی اموالهم و اشدد علی قلوبهم فلا یومنوا حتی یروا العذاب الا لیم ۔ یعنی انہیں اور زیادہ کافر بنادے یہ وہی صفت ہے غیرت کی جو کہ ان پر ظاہر ہوئی اور حق تعالیٰ نے تمام انبیاء میں سارے شیون ظاہر کر دیئے اور جب حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپ میں تمام کنہ د شیون مجتمع فرمادئے۔

ملفوظ 653 اسراف بخل سے زیادہ برا ہے :

فرمایا کہ بہت عرصے سے میں یہ سمجھتا رہا کہ بخل زیادہ برا ہے اسراف سے لیکن واقعات سے معلوم ہوا کہ مضرتیں اسراف میں زیادہ ہیں بخل میں اتنی مضرتیں نہیں ہیں۔ مگر اہل عرف بخل کو زیادہ برا سمجھتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ایک ماسٹر سو روپیہ کماتا تھا اور مشکل سے چار روپیہ اٹھاتا تھا۔ چٹنی سے روٹی کھاتا تھا اور جب کوئی اس سے پوچھتا کہ اس قدر تکلیف کیوں اٹھاتے ہو تو جواب دیتا کہ روپیہ رکھنے میں جو مزہ ہے اس کی کسی کو خبر نہیں۔ تم کیا جانو گھی میں وہ مزہ کہاں پھر فرمایا کہ بخیل اکثر نمازی اور وظیفچی بہت ہوتا ہے کہ کسی طرح لوگ اس کے معتقد ہوں۔

ملفوظ 654 معقولات میں کچھ نہیں :

فرمایا کہ مولوی فضل حق صاحب نے ایک بار اپنے شاگردوں سے کہا کہ اگر میں مولانا اسماعیل صاحب شہیدؒ سے گفتگو کرتا تو کاہے میں کرتا۔ انہوں نے جواب دیا کہ معقول میں فرمایا کہ ہرگز نہیں معقول میں کیا رکھا ہے۔ میں ان سے یہ کہتا کہ ارسطو نے یہ کہا ہے وہ کہتے کہ ارسطو نے گو کھایا۔ اسلیے میں ادب میں گفتگو کرتا۔ کیونکہ ادب نقلیات میں سے ہے اور اس پر ان کی نظر کم ہے۔

۲۴ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز چہار شنبہ

ملفوظ 655 نظر کرم :

ایک صاحب نے تعویذ مانگا وہ کسی اور مقام سے آئے تھے حضرت والا نے فرمایا کہ اچھا میں تعویذ دیدوں گا لیکن گلاوٹھی میں ایک حافظ صاحب عامل ہیں وہ خوب جانتے ہیں عمل وغیرہ ان سے زیادہ نفع ہو گا۔ ان صاحب نے کہا کہ حضور کی مہربانی کی نظر ہی کافی ہے فرمایا کہ نا صاحب یہ تو صحیح نہیں۔ انہوں نے کہا کہ حضرت صحیح ہے کہ اگر ہم حضور کی نظر کو کافی نہ سمجھتے تو آتے ہی کیوں۔ فرمایا کیا خوب دلیل ہے کہ آپ کی اہل نظر کو سمجھنے کی مجھے آپ پیر جی سمجھ کر آئے۔ پھر فرمایا کہ ایسی باتیں دل کو لگا نہیں کرتیں۔ آپ کی یہی غرض ہے کہ یہ نرم ہو کر تعویذ دیدیں۔ سو میں نے تعویذ کا وعدہ کر ہی لیا ہے۔ پھر ایسی باتیں کرنے سے کیا فائدہ۔

ملفوظ 656 ذکر میں غذا و دوا دونوں ہیں :

ایک صاحب نے اپنے خط میں کچھ مضمون ذکر کے متعلق لکھا تھا۔ اس پر فرمایا کہ بعض دوائیں ایسی ہے کہ ان میں غذائیت بھی ہے چنانچہ ذکر بھی ایسی ہی دوا ہے کہ جس میں غذا ودوا دونوں موجود ہیں۔

ملفوظ 657 تفاخر و شیخی کا مرض :

فرمایا کہ فلاں قصبہ کی عورتیں بڑی دیندار ہیں مگر ان میں قدرے بڑائی بھی ہے ایک مرتبہ یہاں آئیں۔ صبح سے شام تک کان کھا گئیں۔ تفاخر کی باتیں کیں کہ ہم اپنے یہاں یوں نوافل پڑھتی ہیں۔ یوں راتوں کو جاگتی ہیں۔

اس قدر جائداد ہے اس کی طرف دیکھتے بھی نہیں بس مامائیں کھانا لے آتی ہیں ہم کھا لیتے ہیں۔ وہ ہی اٹھا کر لے جاتی ہیں بس ہمیں اور کچھ خبر نہیں میں نے یہ باتیں سنیں۔ اللہ تعالٰی سے دعا کی کہ اے اللہ یہ وعظ کی درخواست کریں چنانچہ انہوں نے کی۔ پھر تو میں نے خوب لتاڑا کہ اپنے آپ کو ایسا سمجھتی ہو پھر تو رو رو دیں اور یہ کہا کہ صاحب ہم واقعی ان امراض میں مبتلا ہیں۔

ملفوظ 658 لطف بصورت قہر اور قہر بصورت لطف :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب فرماتے تھے کہ کبھی لطف بصورت قہر ہوتا ہے کہ کبھی قہر بصورت لطف ہوتا ہے سب مضمون بس دو لفظوں میں بیان کر دیا۔

ملفوظ 659 قیامت کا ادھار :

فرمایا کہ اہل ظلمت تو مبتلا ہیں ہی اہل ذکر بھی تو بعضے مبتلا ہیں کہ لذت عاجلہ کے طالب ہیں اور یہاں قیامت تک کا ادھار ہے جس کو منظور ہو وہ اختیار کرے۔

ملفوظ 660 محسن کے گستاخ کا انجام :

فرمایا کہ مقبولان الٰہی یا اپنے محسن کی شان میں جو گستاخ ہوتا ہے اس کی عقل مسخ ہو جاتی ہے ایک طالب علم شاگرد مولوی اسحاق صاحب کے ان کی شان میں گستاخ تھے ایک شخص نے کہا تم شاگرد ہو وہ تو محسن ہیں ایسا تمہیں نہ چاہیے۔ اس نے جواب دیا کہ محسن تو جب ہیں جب مجھے ان کا پڑھایا ہوا کچھ یاد رہا ہو مجھے کچھ یاد ہی نہیں۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ ادھر اس نے گستاخی شروع کی۔ ادھر سلب ہونا شروع ہو گیا۔

ملفوظ 661 یہود و نصاریٰ اور شیعوں کا خیر الامتہ اور شر الامتہ کے بارے میں جواب :

فرمایا کہ یہود و نصاریٰ سے اگر پوچھو کہ خیر امت کون وہ جواب دیں گے کہ ہمارے پیغمبرؑ کے اصحاب اور تبرائی شیعوں سے پوچھو کہ شر الامتہ کون۔ وہ کہیں گے کہ ہمارے پیغمبرؑ کے اصحاب۔

ملفوظ 662 صوفیہ کے مذہب پر اعتراض کا لطیف جواب :

فرمایا کہ ابن العطاء اسکندری نے ایک اعتراض لکھا ہے کہ عارفین کا مذہب ہے کہ اختیار ان لا اختار تو یہ بھی تو ایک اختیار ہوا پھر بڑا لطیف جواب دیا ہے کہ ہر اختیار مذموم نہیں بلکہ وہی اختیار جو غیر مرضی حق ہے اور عدم اختیار کا اختیار بہ مرضی حق ہے بس یہ واجب النفی نہیں۔

﴿ملفوظ 663﴾ ثمرات کی نیت سے ذکر کرنے کا نقصان :

فرمایا کہ جو شخص ثمرات کی نیت سے ذکر کرتا ہے اسے یکسوئی نہیں ہوتی کام کرنے کے وقت ثمرات کی طرف مصروف نہ ہو۔ جیسے اگر کوئی ملازم کام کرنے کے وقت یہ سوچتا رہے کہ جب تنخواہ ملے گی تو لکڑی لاؤں گا کپڑا لاؤں گا تو ضرور منصبی کام میں خلل واقع ہوگا۔ کام کے وقت کام ہی کو مقصود سمجھنا چاہیے اور دوسرے مقصود کو عدم سمجھنا چاہیے۔ طالب کی تو یہ حالت ہونی چاہیے۔ ؎

عاشقی چیست بگو بندہ جاناں بودن

دل بدست دگرداون و حیران بودن

﴿ملفوظ 664﴾ شاعر صوفیوں کی اصطلاح میں کفرو اسلام کے معنی کی حقیقت :

فرمایا کہ شاعر صوفیوں کی اصطلاح میں کفرو اسلام فناوبقاء کو کہتے ہیں۔

﴿ملفوظ 665﴾ بڑی بے حیائی کی بات :

فرمایا کہ قلب کا ایک ہوا ہی کر آرزوؤں کو جمع کرنا حق تعالےٰ کے مقابل بڑی بے حیائی ہے بلکہ اپنے آپ کو نائب رسول کی سپرد کردے۔

۲۵ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز پنجشنبہ

﴿ملفوظ 666﴾ کس قدر شرک دلوں میں ہے :

ایک ہندو نے اپنے بیٹے اور بہو کی شکایت کی کہ وہ بہت تنگ کرتے ہیں بہو کام کر کے نہیں دیتی۔ بیٹا بھی دق کرتا ہے ایسا کردو کہ وہ ٹھیک ہو جاویں فرمایا کہ اس کا علاج یہ ہے کہ تم الگ کردو اور پھر خود تم اپنے ہاتھ سے کھاؤ پکاؤ۔ بس سب ٹھیک ہو جاویں گے وہ لڑکا اور بہو یہ سمجھ گئے ہیں کہ یہ ہمارے محتاج ہیں اسی وجہ سے دق کرتے ہیں پھر اس نے کہا کہ اجی کچھ کردو۔ فرمایا کہ میں تو کردوں گا۔ مگر ان باتوں سے کچھ ہوتا نہیں۔ محض تسلی ہو جاتی ہے وہ کہنے لگا کہ اجی تو تسلی سے کیا ہوگا۔ فرمایا کہ بس تعویز گنڈوں سے تو صرف دو چار دن کی تسلی ہو جاتی ہے وہ بولے کہ اجی میں تو یہ چاہوں ہوں کہ وہ ٹھیک ہو جاویں۔ فرمایا کہ یہ تو خدا کا کام ہے ان کے اختیار میں ہے سب کے دل میرے اختیار میں تو نہیں ہیں میں کیا

کروں۔ یہ میرے قابو کی بات نہیں۔ خدا کے کرنے کا کام ہے۔ دعا کو کہو دعا کر دوں۔ تعویذ کو کہو تعویذ کر دوں۔ باقی یہ تو میرے کرنے کا کام نہیں کہ ان کو تمہارا تابعدار بنا دوں۔ پھر فرمایا کہ کس قدر دلوں میں شرک گھسا ہوا ہے تدبیر تو اختیار میں ہے کام اختیار میں نہیں۔ دل کا پھیرنا تو خدا کا کام ہے میں نمک پڑھ دوں گا۔ وہ گھر میں جا کر دے دینا یہ نہ کہنا کہ میں پڑھوا کر لایا ہوں پھر فرمایا کہ بعضے لوگ بڑے مشرک ہوتے ہیں۔

ملفوظ 667۔ نیچریوں سے کتوں کی رعایت :

فرمایا کہ نیچری کتوں کی بہت تعریف کرتے ہیں کبھی انہیں کسی کتے نے کاٹا نہیں ہے معلوم ہوتا ہے کہ کتا بعض ہیبت سے ڈرتا ہے بھائی کے یہاں ایک کتیا تھی۔ وہ جس کی پنڈلی کھلی ہوئی دیکھتی اس کو کاٹتی۔ یہ سمجھتی ہوگی کہ یہ معزز نہیں ہے۔

ملفوظ 668۔ نظر بازی کی ظلمت :

فرمایا کہ ایک شخص کی نظر چھپے پر پڑنے سے وہ چھپ کر گیا تھا ایک شخص نے نظر کی مشق کی تھی وہ جہاز ڈبو دیتا تھا ایک کتاب میں نظر بازوں سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ہم نظر لگاتے ہیں تو ہماری آنکھوں سے کچھ شعاعیں نکلتی ہیں قوت خیالیہ سے میں نے خود میزیں اٹھائی ہیں اگرچہ یہ معصیت نہیں۔ مگر چونکہ فضول حرکت ہے اس لیے اس عمل سے ایسی ظلمت پیدا ہوئی کہ وہ ذکر شغل سے بھی نہ گئی بلکہ بزرگوں کے مزار پر جانے سے رفع ہوئی۔

ملفوظ 669۔ سوچنے سے استعداد پیدا ہو جاتی ہے :

فرمایا کہ انسان کا دماغ عجب چیز ہے جب انسان بیٹھ کر سوچتا ہے کہ گاڑی کس طرح بنے گی۔ بس سمجھ میں آجاتا ہے کہ سوچنے سے استعداد پیدا ہو جاتی ہے پھر اللہ تعالیٰ فائض فرما دیتے ہیں اسی طرح ہر کشف کا دارومدار یکسوئی پر ہے آخر کسی عالم میں تو وہ واقعات موجود ہیں ہی۔ کشف کوئی کمال نہیں۔ البتہ کشف الہٰی سوائے اولیاء اللہ کے کسی کو حاصل نہیں۔

ملفوظ 670۔ تصوف میں توجہ کا درجہ :

فرمایا کہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ توجہ دو میں متوجہ ہوا۔ بس وہ آنکھیں چڑھا کر اور ہاتھ پاؤں میں تشنج پیدا ہو کر گر پڑا۔ میں نے کہا یہ تو مرا پھر میں نے پانی پڑھ کر دیا۔

جب وہ درست ہوائیں نے اس لیے یہ کام کیے کہ ان سب باتوں کی حقیقت معلوم ہو جائے لوگ تصرف کو بڑی چیز سمجھتے ہیں اگر مشق کی جائے تو کچھ مشکل نہیں۔ تصرف سے آدمی اس طرح سلوک میں چلتا ہے جس طرح کہ کوئی کسی کا ہاتھ پکڑ کر دوڑا دے جہاں ہاتھ چھوڑا بس رہ گیا۔

﴿ملفوظ 671﴾ باطنی حالات کا امتحان :

فرمایا کہ ایک دفعہ مولانا رفیع الدین صاحب نے مولانا محمد یعقوب صاحبؒ کے پاس چند مریدوں کو امتحان کے لیے بھیجا۔ باطنی حالات کا امتحان بھی وہاں ہوا کرتا تھا۔

﴿ملفوظ 672﴾ توجہ کا خیال :

فرمایا کہ میرے فلاں دوست جب یہاں سے چلے تو میں نے کہدیا تھا کہ فلاح مولوی صاحب سے ملتے رہنا۔ ﴿تاکہ طریق سے لگاؤ رہے﴾ چنانچہ وہ مولوی صاحب سے ملتے رہتے تھے مولوی صاحب نے ان سے پوچھا کہ تم کچھ کرتے ہو انہوں نے کہا کہ جی ہاں کچھ کر لیتا ہوں پھر پوچھا کیا کرتے ہو انہوں نے بتلا دیا کہ یہ کرتا ہوں پھر مولوی صاحب نے سوال کیا کہ کچھ نظر بھی آتا ہے انہوں نے کہا کچھ نہیں۔ اس پر مولوی صاحب نے فرمایا تو بس ثواب لیے جاؤ جو مقصود ہے وہ مرحلہ دور ہے۔ پھر وہ مولوی صاحب کے فرمانے کے موافق مولوی صاحب کی توجہ کے حلقہ میں شامل ہونے لگے۔ پھر انہوں نے مجھے سب حالات لکھے اور یہ لکھا کہ مجھے اول اپنا قلب نظر آیا مثل بے قلعی تانبے کے اور اب چلا دیا ہوا نظر آتا ہے میں نے حقیقت تو سمجھ لی کہ صاحب توجہ کا خیال ہے اس وجہ سے ایسا نظر آ گیا۔ لیکن ان کو جواب میں لکھا۔ بڑی خوشی کی بات ہے مبارک ہو۔ جب وہ مولوی صاحب سے الگ ہوئے تو کبھی پہاڑ کبھی جھاڑ نظر آنے لگے۔ پھر سب مٹ گیا۔ انہوں نے پھر مجھے پریشان ہو کر لکھا تب میں نے انہیں لکھا کہ تم یہاں آ جاؤ تب اطمینان ہوگا۔ چنانچہ یہاں آ کر سکون ہو گیا۔

﴿ملفوظ 673﴾ کیفیات طاری ہونے کے اسباب :

فرمایا کہ میرے ایک دوست ہیں ان کو پہلے حالات و کیفیات طاری ہونے کا بہت شوق تھا۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ پر حالات طاری نہ ہوں گے۔ حالات طاری ہوتے ہیں

دو وجہ سے یا تو قلب ضعیف ہو یا عقل ضعیف ہو۔ اقویہ و متعلقین پر طاری نہیں ہوتے الا تدراک مگر ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ بغیر میری اطلاع کے ایک اور جگہ پہنچے۔ وہاں بھی توجہ وغیرہ میں بیٹھے ۔ مگر کچھ اثر ان پر نہ ہوا۔ تب انکو میری بات یاد آئی اور وہاں سے چلے آئے۔ پھر یہاں پر رہے اور کام کیا۔ بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہو گیا۔ میں تو کہا کرتا ہوں کہ حضرت حاجی صاحب کے سلسلہ کا ہو کر کسی کا معتقد ہی نہ ہوگا۔ البتہ جس نے فیرنی کبھی نہ کھائی ہو وہ کیا سمجھے گا کہ فیرنی کیسی ہوتی ہے وہ شیر دہی کو میٹھا سمجھے گا۔

ملفوظ 674 موافق سنت حب بڑھتی ہے :

فرمایا کہ جو حب موافق سنت کے ہو وہ بڑھتی ہے اور جو خلاف سنت ہو وہ گھٹتی ہے۔ امرد بازو کو آخر میں ان ہی محبوبوں سے سخت نفرت وعداوت ہو جاتی ہے۔ غیر اللہ کے لیے جو محبت ہوتی ہے وہ آخر میں ہرگز قائم نہیں رہتی۔

ملفوظ 675 طالب لذت پر افسوس :

فرمایا کہ افسوس ہے جس شخص کو دوام فی الذکر۔ اتباع شریعت اتباع سنت نصیب ہو پھر وہ اور لذتوں کا طالب ہو۔

ملفوظ 676 صلوٰۃ وذکر میں استغراق کمال نہیں :

فرمایا کہ اس میں ایک راز ہے کہ عمل کر کے کسی ثمرہ کا طالب نہ ہونا چاہیں وہ یہ کہ یہ لوگ نماز کو تو مقصود بالعرض اور لذت کو مقصود بالذات سمجھتے ہیں۔ نماز کے فضائل تو ہم بتلاتے ہیں اور لذت کے فضائل بھی کسی دلیل سے کوئی بتا سکتا ہے۔ نماز تو خود مقصود بالذات ہے اس لیے یہ سوال نہیں ہو سکتا کہ نماز سے کیا فائدہ ہوا۔ کھانا قوت کے لیے ہے اور جو کوئی کہے کہ قوت کس لیے ہے تو وہ احمق ہے لوگ شاکی ہیں کہ استغراق نہیں ہوتا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ پر بھی صلوٰۃ وذکر میں استغراق نہ ہوتا تھا۔ چنانچہ آپؐ نے نماز کی حالت میں بچہ کی آواز سن کر قراءت مختصر فرمائی اور درمیان خطبہ میں حسنؓ حسینؓ کو اٹھالیا۔

ملفوظ 677 جنت کی رغبت کرنا واجب ہے :

فرمایا کہ واجب ہے رغبت کرنا جنت کی طرف۔ وہ کون ہے جو حاجت مند نہیں ہے

البتہ اگر کسی مغلوب الحال کی زبان سے ایسا نکلے تو اس کی تاویل کی جاوے گی۔

ملفوظ ﴿678﴾ طالب علم کو فن کی تعلیم :

فرمایا کہ طالب علم کو تو فن کی تعلیم دی جاتی ہے۔ باقی مریض کی تعلیم تو یہی ہے کہ اس کے لیے نسخہ لکھ دیا اس نے پیا پھر حال کہا پھر پیا۔ اس کو یہ پوچھنے کا حق نہیں کہ یہ نسخہ کیوں لکھا۔ تصوف میں بھی بالکل یہی حالت ہے۔

ملفوظ ﴿679﴾ نجات کی دو صورتیں ہیں :

فرمایا کہ نجات کی دو صورتیں ہیں یا تحقیق یا تقلید

ملفوظ ﴿680﴾ ساری عمر پیٹ ہی کی خدمت پر افسوس :

فرمایا کہ حضرت حسین ابن منصورؒ نے کسی سے پوچھا کہ کیا کرتے ہو اس نے کہا کہ مقام توکل کی تصحیح کر رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ افسوس ساری عمر پیٹ ہی کے دھندے میں رہے۔ افسوس ساری عمر پیٹ ہی کی خدمت کی۔

ملفوظ ﴿681﴾ وساوس کا علاج بے التفاتی ہے :

وساوس آنے کے متعلق فرمایا کہ واللہ اس کا علاج بے التفاتی ہے۔ حدیث شریف میں جو تھتکارنا آیا ہے اس سے مراد اعراض و ترک التفات ہی ہے۔

ملفوظ ﴿682﴾ شیطان کے مقابلے میں دلیری کی ضرورت :

فرمایا کہ شیطان کے مقابلہ میں دلیری سے کام لے کر تو وساوس کے ہجوم پر کافر کہتا ہے اور ہمارے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کافر نہیں ہے تو کہتا ہی کہ میں تیری سنتا ہی نہیں۔ پھر فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ کے یہاں یہی باتیں اکثر بلا دلیل بیان ہوتی تھیں۔ مگر حضرت کے فیض سے مع الدلیل سمجھ میں آجاتی تھیں۔

۲۶ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز جمعہ

ملفوظ ﴿683﴾ نماز میں یکسوئی نہ ہونے کی شکایت کی تحقیق :

ایک صاحب نے نماز میں یکسوئی نہ ہونے کی شکایت لکھی تھی۔ اس پر حضرت والا

نے دریافت فرمایا کہ آپ یکسوئی کرتے ہیں اور نہیں ہوتی یا آپ کرتے ہی نہیں پھر فرمایا کہ اس سوال سے واقعہ کی تحقیق ہو جاوے گی۔ اس کے بعد ایک شق ہو گی۔ اس کا جواب دیدیا جاوے گا۔

﴿ملفوظ 684﴾ **معاملات کو لکھنے کا فائدہ :**

ایک مولوی صاحب نے کچھ برتن استعمال کے لیے حضرت والا کے یہاں سے منگا لیے تھے۔ حضرت والا نے بوجہ اس کے کہ مختلف گھروں کے تھے۔ انہیں تحریر فرمالیا تھا کہ فلاں فلاں برتن فلاں فلاں جگہ کے ہیں۔ اس کے متعلق فرمایا کہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ معاملات کو لکھ لو۔

ذَالِكَ اَدۡنٰى اَلَّا تَرۡتَابُوۡا

آجکل یہ عیوب میں داخل ہے کہ بڑے وہمی آدمی ہیں۔ بعض دفعہ یاد نہیں آتی کہ کس نے فلاں چیز لی تھی۔ تو پریشانی ہوتی ہے۔

﴿ملفوظ 685﴾ **آیت مداینہ رحمت کی آیت ہے :**

آیت مداینہ پڑھ کر فرمایا ﴿جو کہ میرے لکھنے سے رہ گئی﴾ کہ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ سب میں زیادہ رحمت کی آیت یہ ہے کہ کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ میاں کو ایک پیسہ کا ہمارا نقصان گوارا نہیں۔ پھر وہ ہمارے عذاب کو کس طرح گوارا فرمادیں گے۔

﴿ملفوظ 686﴾ **امور غیر واجبہ اور مستحبات کیلئے طریق کار :**

فرمایا کہ امور غیر واجبہ اور مستحبات کو اکثر کر لیا کرے اور کبھی کبھی نہ کرے۔ اگر اس کے خلاف کریگا تو گویا اس نے اس فرق کو ترک کیا جو کہ خدا تعالیٰ نے رکھا ہے۔

﴿ملفوظ 687﴾ **لنگر نہ جاری کرنے کی حکمت :**

فرمایا کہ مولوی عبدالکریم دیوبندی عرف ردو میرے بچپن کے دوست ہیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا کہ ہم نے سنا ہے تمہارے یہاں جو ۱۲ بجے کے بعد آتا ہے۔ اسے تم روٹی نہیں دیتے۔ ایسا نہ کرو لوگ آنا چھوڑ دیں گے۔ میں نے کہا کہ اشتہار دیدو کہ اس کے یہاں کوئی مت جانا۔ میرے یہاں آنے پائی کا کام نہیں۔ زیادہ سے زیادہ لوگ زبان سے تکلیف دیں گے۔ اللہ میاں تو ایسے کاموں سے ناراض نہیں ہیں۔ پھر فرمایا کہ جہاں لنگر

جاری ہے۔ وہاں دینے کے ساتھ لینا بھی تو ہے ہم کسی کو کھانے کھلادیں دو آنہ کا اور لیویں دو روپیہ تو ایسی حالت میں جب کہ ہم کھانا نہیں کھلاتے اس شخص کا عمدہ ۱۴ آنے کا فائدہ کیا۔ لوگوں نے ایک بات دیکھ لی ہے کہ کھانا نہیں دیتے۔ یہ نہیں دیکھتے کہ آنے والوں پر بار بھی تو نہیں ڈالتا۔

﴿ملفوظ 688﴾ امراء سے امتیازی معاملہ کرنے کی مصلحت :

فرمایا کہ اگر کوئی دین کی حاجت لے کر آئے تو سبحان اللہ اور جو دنیا کی حاجت لیکر آتا ہے وہ نظروں سے گر جاتا ہے پھر فرمایا کہ امیروں کو جس خاص اکرام کی عادت ہوتی ہے اگر ان کا وہ اکرام نہ کیا جاوے تو ان کو رنج ہوتا ہے۔ اس لیے ان کے ساتھ معاملہ غرباء سے ذرا ممتاز ہونا مصلحت ہے۔

﴿ملفوظ 689﴾ بے دلی کی دعاء :

فرمایا کہ اللہ میاں سے مانگو تو وہ خوش ہوں خواہ دین مانگو یا دنیا۔ اور دوسرے لوگ خفا ہوتے ہیں۔ جہاں مانگنے سے عزت ہوتی ہے۔ وہاں تو مانگتے نہیں اور جہاں ذلت ہوتی ہے وہاں مانگتے ہیں۔ سب سے زیادہ شغل انسان کا اللہ میاں سے مانگنا ہونا چاہیے۔ لوگوں نے بس ایک دعا آموختہ کی طرح یاد کر لی ہے۔ ربنا اتنا فی الدنیا الخ اس میں بھی منہ کسی طرف ہوتا ہے اور زبان سے پڑھتے جاتے ہیں۔ اگر کسی حاکم کے یہاں کوئی درخواست دے اور درخواست دیتے وقت اس کا منہ کسی اور طرف کو ہو تو خیال فرمالیجئے کہ اس کی درخواست کے ساتھ حاکم کیا معاملہ کرے گا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے ہیں مگر اس کی قبولیت پر پورا بھروسہ نہیں ہوتا۔ یہ حالت ہوتی ہے کہ آپ دیویں گے تو ہیں نہیں۔ مگر خیر میں مانگتا ہوں۔ خدا تعالےٰ سے مانگ کر دل بھرتا ہی نہیں۔ یہ ہے مرض۔ اگر کسی عیب کی تاویل کر لی تو نفع کیا۔ ازالہ مرض کا تو نہ ہوا۔

﴿ملفوظ 690﴾ مکان آخرت کے مراقبہ کا فائدہ :

فرمایا کہ ایک تو زمان آخرت ہے اور ایک مکان آخرت ہے۔ زمانہ آخرت تو قیامت سے شروع ہوگا اور مکان آخرت بالفعل حاضر ہے۔ یعنی مافوق السماء الدنیا زمان آخرت کے مراقبہ کا استحضار کم ہوتا ہے اور جمتا نہیں اور اگر جمتا ہے تو بعید ہے مکان آخرت

چونکہ قریب ہے اور اب بھی موجود ہے اس کا خیال خوب جمتا ہے۔ میں نے ایک صاحب کو بتلایا تھا کہ یوں تصور کیا کرو کہ آسمان پر پہنچا ہوں ، حوریں ہیں۔ سیر کر رہا ہوں۔ پھر یہ خیال کرو کہ یہ چیزیں جب ملیں گی جب خدا تعالیٰ کے حکموں کی پابندی کریں گے۔ اس سے لالچ ور غبت پیدا ہوگی۔ اس سے اعمال صالحہ سرزد ہوں گے۔ چنانچہ اس سے اُن کو بڑا نفع ہوا۔

﴿ملفوظ 691﴾ استحضار قلب پر قدرت ہے :

فرمایا کہ جب کسی تدبیر سے باطنی نفع ہوتا ہے تو آدمی سمجھ لیتا ہے کہ جب ہم چاہیں گے کر لیں گے اور اس لیے اس تدبیر پر دوام نہیں کرتا۔ ایک شخص کے پاس گھی تھا۔ اس گھی سے وہ روز یہ کہا کرتا تھا کہ اے گھی اگر میں چاہوں تو تجھے کھا جاؤں۔ ایسے ہی اس نے ایک پیسہ کے گھی سے ایک مہینہ گزار دیا اور گھی کا گھی قائم رہا۔ یہی حال استحضار قلب فی الصلوۃ کا ہے کہ اس پر قدرت ہے اور کرتے نہیں۔

﴿ملفوظ 692﴾ انسان میں امر طبعی استیلاء و تسلط ہے :

فرمایا کہ انسان میں امر طبعی استیلاء و تسلط ہے سو اول تو ہر چیز کے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ فلاں چیز مجھے حاصل ہو جاوے۔ مثلاً ریل ہماری ہوتی اور جو چیزیں حاصل نہیں ہو سکتی۔ ان کا علم ہی حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ اس چیز کی ایسی شکل ہے اس سے بھی سمجھتا ہے کہ میرا ایک قسم کا قبضہ ہو گیا۔ غرض ہر چیز پر بڑا بننا چاہتا ہے یعنی اول استیلاء حسی چاہتا ہے پھر استیلاء علمی۔

۲۷ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز شنبہ

﴿ملفوظ 693﴾ غیبت کا زنا ءسے اشد ہونے کی وجہ :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے الغیبۃ اشد من الزنا کی وجہ میں فرمایا کہ زنا گناہ باہی ہے اور غیبت گناہ جاہی ہے اور کبر شہوت سے اشد ہے۔ پھر فرمایا کہ میں نے حضرت سے عرض کیا کہ یہ تو قافیہ بھی ہو گیا۔ فرمایا کہ ہمارے تو ایسے ہی چٹکلے ہوا کرتے ہیں۔

ملفوظ 694﴾ عبد ہونے کا تقاضا :

فرمایا کہ عبد کا کام یہ ہے کہ جس حال میں رکھیں رہو۔ ہاتھی پر چڑھاویں چڑھو اور جو گدھے کے پیروں میں روندا ویں تو ویسے ہی رہو۔

ملفوظ 695﴾ واپس کیے ہوئے ہدیئے کی طلب :

فرمایا کہ حاتم اصم ایک بزرگ تھے۔ سنا ہے کہ ایک شخص نے آپ کی خدمت میں کچھ نذر پیش کی۔ اس کے مال میں شبہ تھا۔ آپ نے عذر فرمادیا۔ اس نے پھر کہا۔ آپ نے لے لیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا بات تھی۔ فرمایا کہ نہ لینے میں اس کی ذلت تھی اور لے لینے میں میری ذلت تھی اور اس کی عزت تھی۔ میں نے اس کی عزت کو اپنی عزت پر اختیار کیا لے لیا کہ اس کی بے عزتی نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ لوگوں نے دنیا کو مال ہی میں منحصر سمجھ رکھا ہے۔ بعض مرتبہ طاعات دنیا ہو جاتے ہیں۔ ذوق سلیم سے یہ بات معلوم ہو سکتی ہے۔ پھر فرمایا کہ کبھی تکبر بصورت تواضع بھی ہوتا ہے اور علامت اس کی یہ ہے کہ جو تواضع بقصد تکبر ہوتی ہے اس کے بعد فخر ہوتا ہے اور اس تواضع کے بعد اگر کوئی تعظیم نہ کرے برا مانتا ہے اور جو تواضع بقصد تواضع ہو اس میں خوف ہوتا ہے اور کسی کی تعظیم نہ کرنے سے اپنے کو اس عدم تعظیم ہی کا مستحق سمجھتا ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک حکیم صاحب ہمارے دوست ہیں ان کی کسی شخص نے دعوت کی انہوں نے عذر کر دیا۔ پھر سوچا کہ اگر بجائے اس کے فلاں دولتمند دعوت کرتا تو آیا اس وقت بھی یہی عذر کیا جاتا۔ معلوم ہوا کہ نہ کیا جاتا۔ بس متنبہ ہوا۔ ان صاحب نے طالب علموں کی بھی دعوت کی تھی۔ حکیم صاحب نے اس کا یہ تدارک کیا کہ طالب علموں کے ساتھ خود چل دیئے۔ پھر خیال ہوا کہ نہ معلوم اس طرح بغیر بلائے جانا جائز بھی ہے یا نہیں۔ اس کے بعد خود یہ خیال ہوا کہ اگر میں جاؤنگا تو وہ خوش ہوگا اور ناراض نہ ہوگا۔ یہ خیال کر کے چلے گئے۔ اس کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ والذین جاهدوا فینا لنهدینهم الخ اگر آدمی خیال رکھے تو اللہ پاک مدد فرماتے ہیں۔ بزرگوں نے بعض ہدیوں کو واپس کر کے پھر خود مانگا ہے۔

ملفوظ 696﴾ نفس پر آرہ چلانا :

فرمایا کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور بیعت کی درخواست کی۔ ان بزرگ نے دریافت فرمایا کہ تیرے پاس کچھ مال بھی ہے انہوں نے عرض کیا کہ ہاں

سو روپیہ ہیں۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ اسے نکال۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت خیرات کر دوں گا۔ فرمایا کہ نفس کو حظ حاصل ہو گا کہ ہم نے اتنے روپیہ خیرات کیے۔ ان کو سمندر میں پھینک دے۔ اس نے منظور کیا پھر فرمایا کہ مگر ایک ایک روپیہ کر کے پھینکنا۔ تاکہ ذرا نفس پر آرہ تو چلے اور ایک دم سے پھینکنے میں تو بس ایک ہی بار مجاہدہ ہو گا۔

ملفوظ 697 فانی فی الحق کی آخر میں حالت :

فرمایا کہ جو عشاق اور فانی فی الحق ہوتے ہیں۔ ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ آخر میں دواعی میں حرکت بھی نہیں رہتی وسوسے بھی نہیں رہتے۔

ملفوظ 698 ذکر اللہ کیلئے ابتداءً نیت کی ضرورت ہے :

فرمایا کہ جب آپ چلتے ہیں تو ہر قدم پر ارادہ ہوتا ہے مگر وہ ارادہ معلوم نہیں ہوتا کیونکہ چلنے کا برابر سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ارادہ کی طرف توجہ بھی نہیں ہوتی۔ اسی طرح ذکر اللہ کے لیے ابتداء میں قصد اور نیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ آخر میں نیت اور قصد کچھ بھی نہیں رہتا۔ اگر کوئی کہے کہ صاحب جب نیت اور قصد نہیں تو ثواب نہ ملنا چاہیے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ پہلا ارادہ برابر چلا جا رہا ہے۔

ملفوظ 699 ذکر اللہ کا مزہ :

فرمایا کہ بعض لوگ ایسے دیکھے کہ کسی اہل اللہ کے پاس رہ کر ذکر اللہ کیا پھر دنیا میں پھنس گیا تو ہونٹ سے چاٹتے رہ جاتے ہیں۔ وہ مزہ ان کو یاد رہتا ہے۔

۲۸ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز یکشنبہ

ملفوظ 700 اتباع شیخ نہ ہونے کا نقصان :

ایک صاحب کا خط آیا۔ جس میں لکھا تھا کہ میری بری حالت ہے تہجد ذکر وغیرہ کچھ نہیں رہا۔ یہ صاحب پہلے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو حضرت والا نے ان سے تھانہ بھون قیام کرنے کی بابت فرمایا تھا۔ یہ صاحب کہیں امام مسجد تھے اس وجہ سے نہ مانے اور چلے گئے۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ لوگوں میں اتباع نہیں ہے۔ جب تک اپنی سمجھ میں نہیں آتا۔ تب تک نہیں مانتے۔

﴿ملفوظ 701﴾ سامان جمع کر لو اور دعا کرو:

ایک صاحب نے کسی کام کے لیے دعا کو لکھا تھا۔ اس پر فرمایا کہ اس کام کا سامان جمع کر لو۔ پھر جی دعا کو بھی چاہے گا کوئی شخص تخم پاشی تو نہ کرے۔ اور پیداوار کی برکت کی دعا کراوے۔ یا شادی نہ کرے اور اولاد ہونے کے لیے دعا کرادے تو کس طرح اولاد ہوگی۔

﴿ملفوظ 702﴾ بی بی کو لے کر والدین کیساتھ رہنا مناسب نہیں:

فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو بی بی کو لیکر والدین کے ساتھ شامل رہنا ہرگز مناسب نہیں۔ اس کے مفاسد بہت ہیں آخر میں خبر ہوتی ہے۔

﴿ملفوظ 703﴾ عقیدت میں غلو درست ہے:

ایک صاحب کا خط آیا کہ ریل میں بیٹھ کر نماز پڑھنے کو فلاں مولوی صاحب نے فلاح مفتی صاحب کا فتویٰ یہ نقل کیا ہے کہ سر گھومنے کے عذر سے بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں اور حضرت والا کا یہ فتوے ہے کہ درست ہے تو ان مفتی صاحب نے کیوں ایسا کیا۔ اس پر فرمایا کہ اعتقاد میں ایسا غلو بھی ٹھیک نہیں۔ یہاں جس کا فتوے صحیح سمجھ میں آوے اس پر عمل کرو۔ ہم کوئی موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام تو ہیں نہیں کہ وحی میں اختلاف ہو جائے گا۔ جب ہم جیسے نالائق امام اعظمؒ کے بعض فتوؤں کو غلط کہہ دیتے ہیں تو ہمارے فتوے کیا ہیں۔ اپنے بزرگوں کی نسبت یہ عقیدہ کہ ان سے غلطی نہیں ہوتی۔ بہت غلو ہے۔ البتہ اگر وحی ہوتی تو دوسرے حکم سے پہلا منسوخ ہو جاتا۔ میں تو ہمیشہ ریل میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہوں نہ گرا نہ چکرایا' البتہ سنتیں بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔

ایک بزرگ کو دیکھا تھا۔ بیٹھ کر پڑھتے جب سے میں بھی سنتیں بیٹھ کر پڑھنے لگا۔ پھر ہنس کر فرمایا کہ بزرگوں کی صحبت سے کبھی ہمت بڑھتی ہے اور کبھی گھٹتی ہے یعنی آسانی معلوم ہو جاتی ہے۔

﴿ملفوظ 704﴾ حسب ضرورت ملتا رہتا ہے:

فرمایا کہ ہماری خوشدامن صاحبہ گو غریب ہیں مگر بڑی ہمت کی مالک ہیں۔ آج ہمیں ۲۵ روپیہ دیئے اور گھر میں اپنی بیٹی کو پچاس روپیہ اور لڑکوں کو سو سو روپیہ دیئے۔ بہت انصاف سے دیئے میں نے ان سے ناز میں کہا بھی کہ بس مجھے ۲۵ ہی دیئے۔ کہنے لگیں۔ کہ جی

میں کس لائق ہوں۔ انہوں نے تین سو روپیہ حج کے لیے رکھے ہیں کہ اگر کوئی محرم مل گیا تو حج کو جاؤں گی۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ یہ روپیہ ان کو ایک ترکہ میں ملا تھا۔ بیچاریوں نے سب ابھی برابر کر دیا۔ جو شخص ہمیشہ خرچ کرتا ہو وہ تو عادی ہوتا ہے اور جس نے کبھی خرچ نہ کیا ہو وہ اس طرح خرچ کر دے یہ سخاوت کی دلیل ہے اور دیکھو اوروں سے لینے میں کتنا نخرہ کرتا ہوں۔ ان سے کچھ بھی نہیں کیا۔ اپنے بزرگوں سے کیا عار۔ ان روپیوں کی اتنی خوشی ہوئی۔ جیسے کہ کسی نے ہزاروں روپے دیئے تھے۔ آج مجھے پورے پچیس روپے کی ایک حساب میں ضرورت تھی۔

صبح خیال آیا تھا کہ رحمت ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب جتنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ میاں بھیج دیتے ہیں اور اس کا تو وسوسہ بھی نہ تھا۔

﴿ملفوظ 705﴾ شب برات کے حلوے :

فرمایا کہ شب برات کے دن ایک شخص فلاں بزرگ کی خدمت میں حلوا لائے۔ انہوں نے لے لیا۔ مولوی مظفر حسین صاحب نے فرمایا کہ آپ نے کیسے لے لیا۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ پکانا ناجائز ہے۔ کھانا تو ناجائز نہیں۔ ﴿فی نفسہ تو جائز ہی ہے﴾ مولوی مظفر حسین صاحب نے فرمایا کہ جب تم لینے سے نہیں رکو گے تو عوام الناس پکانے سے کس طرح رکیں گے۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ میں شادیوں میں برادری کا کھانا نہیں لیتا۔ جنہیں محبت ہے وہ محبت میں دعوت کرتے ہیں۔ بعض اپنے مکان پر بلاتے ہیں اور یہ کھانا ہنگامہ کے کھانے سے اچھا ہوتا ہے۔ بعض بھیج دیتے ہیں۔ دین میں دنیا کا بھی فائدہ ہے۔

﴿ملفوظ 706﴾ موذی آدمی :

فرمایا کہ مجھے سمجھدار آدمی بڑا اچھا معلوم ہوتا ہے یا وہ شخص جو بالکل سمجھ نہ رکھتا ہو اور بین بین کا جو اپنی رائے لگادے وہ موذی ہے۔

﴿ملفوظ 707﴾ وعدہ مغفرت والے زیادہ ڈرتے ہیں :

فرمایا کہ خدا تعالٰے کا ایسا کوئی محبوب نہیں کہ جو چاہے کیے جاوے اور وہ کچھ نہ کہیں بلکہ جن سے انہوں نے مغفرت کا وعدہ بھی کیا ہے وہ تو اور زیادہ ڈرتے ہیں۔

﴿ملفوظ 708﴾ لیغفر لك الله ماتقدم آیت کے بارے میں نکات :

لیغفر الله لك ما تقدم من ذنبك کے متعلق فرمایا کہ اگر کوئی محبت کا مذاق رکھتا ہو اور دل میں محبوب کی عظمت بھی ہو تو ایسا شخص گو محبوب کی ہر طرح خدمت کرتا رہتا تھا۔ لیکن اگر اس سے رخصت ہونے لگے تو چلتے وقت کہا کرتا ہے کہ میرا کہا سنا معاف کرنا۔ محبوب اس کے جواب میں کہتا ہے کہ تم نے کیا کہا تھا۔ مگر وہ بدوں ان الفاظ کے کہے ہوئے تسلی نہیں پاتا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی تسلی ہو نہ سکتی تھی۔ بغیر لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك کے اور معشوق کے اس کہنے کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ اگر ہوا بھی تو ہم نے معاف کیا۔ پھر فرمایا کہ ایک نکتہ اس آیت کے متعلق حضرت حاجی صاحبؒ کے سامنے میں نے کہا کہ ذنب تو اپنی ہستی میں مستور کر لیا۔ حضرت نے دعا دی۔ پھر فرمایا کہ بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ تمہاری تفسیر میں کیا ہے۔ میں یہ کہا کرتا ہوں کہ جب کسی مقام پر اشکال ہو تو اول اور تفسیروں میں دیکھو پھر اس میں دیکھو تب معلوم ہوگا کہ اس میں کیا ہے۔

﴿ملفوظ 709﴾ مولانا احمد حسن صاحب امروہی کی متانت :

فرمایا کہ مولانا احمد حسن صاحب امروہی میں متانت بہت تھی۔ بعض کو خودداری کا شبہ ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا آدھی رات کو استنجے کی ضرورت ہوئی۔ اول شب میں دریافت کرنا یاد نہ رہا۔ بس خدا کی قدرت کہ مولانا خود اندر سے تشریف لائے کہ کوئی حاجت ہے۔ میں نے کہا کہ جی ہاں ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ اس وقت دونوں کو تکلیف نہ ہوگی۔ اندر زنانہ مکان میں چلو اور خود استنجے کے ڈھیلے اور پانی رکھ آئے۔ میں نے کہا کہ یہ تو آب زمزم ہے اب استنجے کا ہے سے کروں۔ اللہ اکبر کیا اخلاق ہیں۔

۲۹ رجب المرجب ۱۳۳۵ھ بروز دوشنبہ

﴿ملفوظ 710﴾ بیعت کے لیے اختلاف مذاق :

فرمایا کہ لوگ مرید ہونے میں جلدی کرتے ہیں پھر بعد کو پچھتاتے ہیں پھر فرمایا کہ شیخ کو آجکل تو یہی مناسب ہے کہ پہلی دفعہ تو انکار ہی کر دے یہ بھی تو دیکھے کہ تڑپ ہے یا نہیں پھر فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب کے یہاں بیعت کے بارے میں توسع بہت تھا۔ انکار بہت

کم فرماتے تھے۔ اور حضرت حافظ ضامن صاحبؒ اکثر انکار فرماتے تھے۔ موجودہ بزرگوں میں بھی مذاق مختلف ہیں بیعت کے بارے میں۔

﴿ملفوظ 711﴾ بذریعہ ریل ھدیہ بھیجنے سے زحمت محصول چونگی چھڑوانے کے لطائف :

فرمایا کہ لوگ بذریعہ ریل چیزیں بھیجتے تھے۔ وہ خراب ہوتی تھیں۔ دو دو تین تین دفعہ اسٹیشن پر آدمی بھیجنا پڑتا تھا۔ شرم آتی تھی کہ پیٹ کے لیے اس قدر جھگڑا کیا جائے۔ اس لیے میں نے احباب کو اس سے بالکل منع ہی کر دیا۔ البتہ ایک طریقہ بھیجنے کا ہے گو مجھے لکھنا مناسب نہیں۔ وہ یہ کہ ریل میں نہ بھیجیں۔ بلکہ ڈاک خانہ کے ذریعہ سے بھیجیں۔ ڈاک خانہ میں محصول بہت لگتا ہے اور چیز کم آتی ہے تو بھیجیں گے بھی کم اور مجھ کو خلجان بھی کم ہوگا' کیونکہ جب بہت سی چیز آتی ہے تو محلہ بھر کو تقسیم ہوتی ہے۔ تعلقات برادری کے بھی ہیں حب فی اللہ کے بھی ہیں اور احسان میرے ذمہ اور تھوڑی چیز کی تقسیم بھی نہ ہوگی۔ اگر کوئی سمجھدار ہوگا تو خود سمجھ لے گا۔ بعض دفعہ یہ ہوا کہ ریل پر یہ کہا گیا کہ چار آنہ اور لاؤ کم ہے۔ کبھی ناجائز مانگا جاتا ہے۔ وہ ہدیہ ہی کیا جو بے غبار نہ آجائے نہ کہ مئونت ہمارے ذمہ ہو۔ پھر فرمایا کہ ایک بزرگ کا لطیفہ ہے کہ ان کے لیے کسی نے کچھ کھانے کی چیز بذریعہ ریلوے پارسل بھیجی۔ ان کے پاس بلٹی آئی۔ انہوں نے خدام سے فرمایا کہ بھائی چھڑا لاؤ۔ وہاں سے جب لیکر چلے تو چونگی پر محصول مانگا گیا۔ خدام وہیں اس کو رکھ کر لوٹ آئے اور اطلاع کی۔ وہ بزرگ خود سب کو لیکر پہنچے اور یہ فرمایا کہ ہم نے تو یہ منگایا نہیں نہ تجارت کریں گے۔ محرر نے کہا کہ صاحب محصول تو ضروری ہی لگے گا۔ ان بزرگ نے خدام سے فرمایا کہ بھائی اگر یہ مال وہاں جاتا جب بھی تم ہی سب کھاتے اسے یہیں کھالو۔ بس سب نے ملکر وہیں بیٹھ کر حدود چونگی کھالیا۔ پھر فرمایا کہ اسی طرح ایک بزرگ کو کسی نے نیا جوڑا بنا کر بھیجا۔ اس کا بھی محصول مانگا گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہ تجارت کا مال نہیں ہے۔ آخر کار جب وہ لوگ نہ مانے تو انہوں نے نئے کو پہن لیا اور پرانے کو ہاتھ میں لے آئے کہ لو اب محصول لے لو کس چیز کا محصول لو گے۔

﴿ملفوظ 712﴾ مال سے بے تعلقی :

ایک صاحب کی نسبت فرمایا کہ انہیں مال سے بالکل تعلق نہیں ہے جب کبھی مل جاتا ہے خوب اُڑاتے ہیں۔ کم از کم ایک لاکھ روپیہ اپنے ہاتھ سے خرچ کر چکے ہیں۔

﴿ملفوظ 713﴾ تعبیر کو وقوع خواب میں دخل ہے :

فرمایا کہ زبیدہ ہارون الرشید کی بی بی نے خواب دیکھا کہ لوگ جوق در جوق آتے ہیں اور صحبت کر کے چلے جاتے ہیں اس سے ان کو بہت وحشت ہوئی۔ لونڈی سے کہا کہ تو جا کہ مُعبّر سے پوچھ کہ میں نے یہ خواب دیکھا ہے میرا نام نہ لینا۔ معبر نے کہا کہ جو اس خواب کی تعبیر ہے وہ تیری لیاقت سے تو بعید ہے جس عورت نے یہ خواب دیکھا ہے اس سے کوئی ایسا کام ہوگا جس سے قیامت تک نفع عام ہوگا۔ پھر فرمایا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تعبیر کو وقوع خواب میں دخل ہوتا ہے بغیر تعبیر کے معلق رہتا ہے سو یہ تعبیر بھی واقعہ کے اسباب ظاہری میں سے ہے۔ مثل دوسرے اسباب کے پس اس میں کچھ اشکال نہیں۔ پھر فرمایا کہ بعض کی نظر میں خواب بہت مہتم بالشان ہے مگر واقع میں خواب اس درجہ کی چیز نہیں ہے۔ خواب کسی حالت کا سبب نہیں بلکہ خود حالت سے مسبب ہے۔ بیداری میں جو حالت قرب و بعد حق میں معین ہے۔ اس کی فکر کرنا چاہیے۔ نہ کہ خواب کے پیچھے پڑے۔

﴿ملفوظ 714﴾ دین خالص تعلق مع اللہ کا نام ہے :

فرمایا کہ محبت مع اللہ خدا کا خوف۔ خدا کا شوق دنیا سے بے رغبتی یہ اصل دین ہے باقی کھانا کمانا دنیا ہے جو کہ غیر مقصود ہے ہاں بعض اوقات معین دین ہے اور بالعرض مقصود بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن بالذات مقصود نہیں۔ پس اگر خدا تعالیٰ کسی کو ایسی کرامت دیدیں کہ اسے کھانے کی ضرورت ہی نہ رہے تو ایسا شخص پھر کھانے کمانے کا مکلّف نہیں۔ کہیں ایسا ہوتا ہے کہ بلا اکتساب ملتا ہے یا پہاڑوں وغیرہ میں بزرگ رہے ہیں۔ انہوں نے وہاں کے پھل وغیرہ کھا کر ہی گذر کی ہے تو ایسے شخص کو ضرورت نہیں کمانے کی جس سے معلوم ہوا کہ دنیا محض خادم دین ہے اور خادم ہونے کے درجہ میں مرتبہ تابعیت میں مجازاً اس کو دین کہہ دیتے ہیں۔ جیسے کوئی شخص کسی سے پوچھے کہ کھانا شہر میں کتنے داموں میں پڑ جاتا ہے اور جواب میں معلوم ہوا دس روپیہ میں۔ حالانکہ ان ہی دس روپیہ میں دو روپیہ کے کنڈے بھی

ہیں۔ بھلا اسے کھانے سے کیا علاقہ۔ مگر تبعاً وہ بھی کھانے کے متعلق ہیں۔ اسی لیے کمانا بال بچوں کے لیے فی نفسہ دین نہیں ہے۔ البتہ معین دین ہے۔ دین خالص تو نام تعلق مع اللہ کا۔ البتہ اگر دین کے موافق بال بچوں کی خدمت کرے تو ثواب ملتا ہے۔

﴿ملفوظ 715﴾ کتابوں سے فائدہ حاصل کرنے کی شرط :

فرمایا کہ اصل مادہ پیدا کرنے کی چیز صحبت ہے۔ یوں کتابوں کے دیکھنے سے بھی نفع ہوتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس قصد سے دیکھے کہ باطن درست ہو اور یہ قصد بھی رکھے کہ جہاں ذرا شبہ ہوگا پوچھوں گا۔

﴿ملفوظ 716﴾ قیاس مع الفارق :

فرمایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ تم حضرت ﷺ کی تقبیل فی الصوم پر اپنی تقبیل کو قیاس مت کرو کیونکہ آپ اپنے نفس پر زیادہ قابو رکھتے تھے۔

﴿ملفوظ 717﴾ اپنے سے بھاگنا بڑا مشکل ہے :

فرمایا کہ شیطان کے پاس شہوت و غضب وغیرہ جداگانہ آلات نہیں ہیں۔ وہ انسان ہی کے ان آلات سے کام لیتا ہے۔ اسی واسطے سالکین کو تعلیم کی جاتی ہے۔ کہ اپنے کو کسی وقت فارغ مت سمجھو۔ پھر فرمایا کہ اپنے سے بھاگنا بہت مشکل ہے۔ جس شخص کی ہستی ہی اس کی دشمن ہو اسے چین کہاں۔ ہستی کا مٹانا یہ ہے کہ فنا کر دے۔

﴿ملفوظ 718﴾ صوفیوں کی کتابیں ہر کسی کو نہیں دیکھنی چاہیے :

فرمایا کہ عام لوگ کتابیں دیکھنے لگتے ہیں۔ حالانکہ کتابیں دیکھنے کے لیے جامع شخص ہونا چاہیے۔ صوفیوں کی نازک کتابیں دیکھنے لگتے ہیں۔ بس اپنا ایمان خراب کر لیتے ہیں۔

﴿ملفوظ 719﴾ اپنی شکل دوسرے کے آئینہ میں :

فرمایا کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ان کے ایک معتقد حاضر ہوئے بس مل کر مرجھا گئے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا بات ہے عرض کیا کہ یہاں آکر ایک عجیب بات دیکھی کہ آپ کی سور کی سی شکل نظر آتی ہے۔ ان بزرگ نے فرمایا کہ اچھا تم جا کر ایک چلہ کھینچو پھر آنا۔ جب پھر آئے تو کتے کی شکل نظر آئی۔ اسی طرح پھر بلی کی پھر انسان کی سی نظر آئی۔ تب ان بزرگ

نے فرمایا کہ یہ خرابی تمہارے اندر تھی۔ میں تو آئینہ ہوں۔ جیسی تمہاری حالت تھی۔ ویسی تمہیں میرے اندر نظر آئی۔

یکم شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ بروز چہار شنبہ

﴿ملفوظ 720﴾ حال ظاہر ہونے پر بیعت کرنا چاہیے :

ایک صاحب کا خط آیا تھا۔ فرمایا کہ بہت عرصہ سے یہ بیعت کے لیے سر ہو رہے ہیں مگر میں نے ابھی تک ان کو بیعت نہیں کیا۔ اب ان کے خط سے معلوم ہوا کہ یہ سود دینے میں مبتلا ہیں۔ مگر اس سے نفور ہیں۔ پھر فرمایا کہ اسی وجہ سے میں دیر کیا کرتا ہوں۔ بیعت کرنے میں لوگ چاہتے ہیں کہ اپنا حال تو ظاہر کریں نہیں اور جلدی سے بیعت ہو جاویں۔

﴿ملفوظ 721﴾ تجربہ کے بعد زیادہ قیام مناسب ہے :

ایک صاحب جو تھانہ بھون میں مستقل طور پر مع بی بی کے قیام کرنا چاہتے تھے۔ حاضر خدمت حضرت والا ہوئے۔ فرمایا کہ دو شخصوں کا معاملہ ہے۔ ﴿یعنی ان صاحب کا اور ان کی بیوی کا﴾ اس کا مدار ہے تجربہ پر اور تجربہ دونوں کے رہنے سے ہو سکتا ہے۔ سو عارضی طور پر چند روز یہاں رہیں۔ اس وقت اندازہ ہو جائیگا اور بدوں اس تجربہ کے اگر یہ تعلقات قطع کر کے آویں اور بی بی ان کی خبر لے۔ لڑائی بھڑائی ہو تو اس سے کیا فائدہ۔ اول چندے رہ کر تجربہ کر لینا چاہیے۔

﴿ملفوظ 722﴾ وعدہ سے نفور :

فرمایا کہ میں بدوں وعدہ کے کام کے کرنے کا تو بہت اہتمام کرتا ہوں مگر وعدہ نہیں کرتا۔

﴿ملفوظ 723﴾ استغراق میں ترقی نہیں :

فرمایا کہ استغراق کی حالت مشابہ نوم کے ہے۔ مگر لوگ خواب کو تو وقیع نہیں سمجھتے۔ لیکن استغراق کو بہت بڑا سمجھتے ہیں۔ حضرت عبیداللہ احرارؒ فرماتے ہیں کہ استغراق میں ترقی نہیں ہوتی۔ کیونکہ ترقی عمل سے ہوتی ہے اور اس حالت میں عمل ہوتا نہیں۔

﴿ملفوظ 724﴾ مقام معیت اہل اللہ :

دوران درس مثنوی میں فرمایا کہ اہل اللہ کی معیت رسول اللہ ﷺ کی معیت ہے۔

﴿ملفوظ 725﴾ جامع مسجد دہلی میں وعظ کہنے والوں کی کیفیت :

فرمایا کہ دہلی میں ایک زمانہ تھا کہ منبر پر ایک جاہل وعظ کہتا تھا۔ مولوی نظیر حسین صاحب نے اسکو کہلا بھیجا کہ تو قرآن شریف کا ترجمہ تو بیضاوی جلالین کی اعانت سے صحیح بیان کیا کر۔ اس نے جواب دیا کہ ابھی آپ تقلید کے ربقہ سے نکلے نہیں۔ پھر فرمایا کہ وہ ایک دفعہ اس آیت کا ﴿وجعلنا من بین ایدیهم سداً ومن خلفهم سداً فاغشینا هم فهم لایبصرون﴾ ترجمہ اس طرح بیان کر رہا تھا اور کر دی ہم نے ان کے آگے ایک دیوار یعنی صرف کی اور ان کے پیچھے ایک دیوار یعنی نحو کی۔ پھر ہم نے ان کو چھپا لیا یعنی منطق سے۔ پس وہ سب مولوی اندھے ہیں۔

بیان کرتے وقت مٹکتا چٹکتا تھا۔ مجمع بہت ہو جاتا تھا۔ جیسے کہ بندر کے تماشہ میں آدمی جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ایک زمانہ میں دہلی میں وعظ کہنے کی ممانعت ہو گئی تھی۔ اس نے کوشش کی تب اجازت ملی۔ پھر فرمایا کہ یہ اور کسی کو وعظ نہیں کہنے دیتا تھا ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب جو بہت تیز تھے۔ فرض ختم کر کے فوراً اس سے پہلے منبر پر جا چڑھے۔ وہ مکبرہ پر جا چڑھا۔ اور زور زور سے وعظ کہنا شروع کیا۔ آخر کار وہ مولوی صاحب بیچارے ہار کر خاموش ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ اس زمانہ میں جامع مسجد گویا اکھاڑا تھا۔ ہر دروازہ میں ایک واعظ وعظ کہتا تھا۔ غیر مقلد' بدعتی وغیرہ ہر فرقہ کے لوگ وعظ کہتے تھے۔ حکام نے وہاں لاٹھی لے جانے کی ممانعت کر دی تھی۔ یہ کیفیت تھی۔ جامع مسجد دہلی کی۔

﴿ملفوظ 726﴾ حق تعالیٰ آنکھوں سے بالکل پوشیدہ اور دل کے سامنے بالکل ظاہر ہیں :

فرمایا کہ میرے ایک عزیز کہتے تھے کہ ایک مرتبہ میں ایک حاکم کی ماتحتی میں میلہ کے دنوں میں دہرہ دون تھا۔ وہ حاکم خدا تعالیٰ کا منکر تھا۔ وہاں انتظام حفظ صحت کا بہت اہتمام سے ہوا۔ مگر پھر بھی وباء پھیلی۔ میں نے حاکم سے کہا کہ یہ وباء کیسے پھیلی۔ اس کے منہ سے بیساختہ نکلا کہ خدا کے حکم کے آگے کچھ تدبیر نہیں چلتی میں نے کہا کہ بس آپ

مجبوری کا نام خدا سمجھتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ایک بزرگ کی خدمت میں ایک ملحد آیا اور عرض کیا کہ خدا کے ہونے کی کیا دلیل ہے۔ فرمایا کہ وجدان کہتا ہے کہ خدا ہے۔ اس نے کہا کہ میرا وجدان تو نہیں کہتا۔ انہوں نے حکم دیا کہ اس کو دریا میں ڈال دو۔ ڈالنے کے بعد اس نے فریاد کرنا شروع کی۔ مگر شنوائی نہ ہوئی۔ لوگوں کو پکارا۔ ان بزرگ کو پکارا جب کسی نے التفات نہ کیا۔ خدا کو پکارنا شروع کیا۔ ان بزرگ نے نکلوا کر فرمایا۔ اب دیکھ لو تمہارا وجدان خدائی کا قائل ہے۔ یا نہیں۔

پھر فرمایا کہ ہر شخص کا دل کہتا ہے کہ خدا ہے ایک ملحد کا قول میں نے دیکھا ہے کہ میں نے بڑے بڑے لیکچر دیئے انکار صانع پر مگر دل اندر سے کہتا تھا کہ کیا بک رہا ہے پھر فرمایا کہ حق تعالیٰ باطن اتنا ہے کہ خواہ مرر ہو۔ مگر ظاہر نہ ہووے اور ظاہر اتنا ہے خواہ مرر ہو مگر پوشیدہ نہ ہو۔ آنکھوں سے بالکل پوشیدہ اور دل کے سامنے بالکل ظاہر۔

﴿ملفوظ 727﴾ غیر بمعنی بے تعلق :

فرمایا کہ غیر کے معنے اصطلاح صوفیہ میں وہی ہیں جو عوام کے محاورہ کی موافق ہے یعنی بے تعلق اور جو اللہ تعالیٰ سے تعلق رکھے وہ غیر نہیں ہے۔

﴿ملفوظ 728﴾ احادیث میں امراء کے لفظ کا صحیح ترجمہ :

فرمایا کہ ایک نواب نے ایک جاہل مالدار کو مجسٹریٹ کر دیا تھا۔ مگر وہ کچھ پڑھے لکھے ایسے ہی تھے کہیں سے روپیہ مل گیا ہوگا۔ اس لیے امیر تھے جب وہ مجسٹریٹ ہو گئے تو ان کے یہاں عرضیاں گذریں۔ پیش کار سے کہا کہ پڑھو اس نے پڑھا تو اول میں تھا۔ غریب پرور سلامت اس کو سنکر مجسٹریٹ صاحب کہنے لگے کہ ہم کو گریب لکھا ہے نواب صاحب تو ہم کو مسفق مہربان لکھیں اور یہ ہمیں گریب ﴿غریب﴾ لکھے اچھا پانچ روپیہ جرمانہ پھر حضرت والا نے امیر کی مناسبت سے فرمایا کہ امراء کا لفظ جو احادیث میں آیا اس کے معنے اغنیاء نہیں ہیں۔ امراء حکام کو کہتے ہیں اردو میں امیر کہتے ہیں۔ مالدار کو پس امراء کے متعلق جو کچھ مضامین ہیں وہ سب اس محاورہ کے سبب روپیہ والوں پر چپکائے جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ حکام مراد ہیں ان ہی سے ملنے سے دین میں فتنہ پڑتا ہے۔ ورنہ امیروں کے سامنے حق گوئی مشکل نہیں۔ البتہ حکام سے ملنے کی نہایت مذمت آئی ہے۔

۳ شعبان المعظم ۱۳۵۰ھ بروز جمعہ

ملفوظ 729 توہین اسلام کے ڈر سے ترک نماز :

فرمایا کہ افسوس ایک شخص کہتے تھے کہ میں نے ریل میں ہندوؤں کے مجمع میں اس وجہ سے نماز نہ پڑھی کہ اسلام کی توہین ہو گی کہ کیا اوٹھک بیٹھک کرتے ہیں۔

ملفوظ 730 وحدۃ مطلوب کی طرح وحدۃ طلب بھی ضروری ہے :

فرمایا کہ جب تک نسبت راسخ نہ ہو جاوے مختلف بزرگوں سے ملنا اچھا نہیں کسی کے پاس بقصد استفادہ وبرکت نہ جاوے۔ مزارات پر بھی اس قصد سے نہ جاوے اور بعد رسوخ نسبت خود ہی جانے کو دل نہ چاہے گا۔ پھر فرمایا کہ طالب کا تو اپنے شیخ کی نسبت یہ مسلک ہونا چاہیے۔ ؎

همہ شہر پرز خوباں منم و خیال ماہے
چہ کنم کہ چشم بدخو نہ کند بہ کس نگاہے

وہ عورت فاحشہ ہے جو اپنے خاوند کے سوائے دوسرے پر نظر کرے۔ پھر فرمایا ایک مولوی صاحب جو بہت حسین تھے اور وہ اپنے کو سمجھتے بھی تھے۔ حسین۔ کہتے تھے کہ انہوں نے ایک بہلی کرایہ کی۔ جب وہ گاڑی والا بستی کے کنارے پر پہنچا تو اس کی بی بی روٹی لیکر آئی۔ وہ عورت نہایت حسین تھی اور یہ گاڑی بان یعنی اس عورت کا خاوند بہت بد شکل تھا۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں قصداً اس عورت کی طرف دیکھتا تھا کہ میری طرف یہ دیکھتی ہے یا نہیں وہ عورت بے تکلف خاوند سے بات چیت کرتی رہی۔ اور میری طرف رخ بھی نہیں کیا۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ شیخ کے ساتھ جو تعلق ہے وہ بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ خاوند اور بی بی کا۔ شیخ کو یہ سمجھے کہ میری لیے سب سے انفع یہی ہے اس کو وحدت المطلب کہتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ جس طرح وحدت مطلوب ضروری ہے۔ اسی طرح مطلب ضروری ہے البتہ نسبت راسخ ہو جانے کے بعد پھر جہاں چاہے جاوے۔ جہاں چاہے اٹھے جہاں چاہے بیٹھے۔

ملفوظ 731 خادم العلماء والفقراء لکھنا بہت برا ہے :

فرمایا کہ بعضے لوگ اپنے کو خادم العلماء لکھتے ہیں گو عوام کی طرف سے ایسا لکھا جانا

صحیح تو ہے مگر دھوکا ہوتا ہے مولوی ہونے کا۔ اور خادم الفقراء لکھنا اس سے زیادہ سخت ہے اس کا تو یہ مطلب ہے کہ میں درویش ہوں۔

﴿ملفوظ 732﴾ مرید میں اعتقاد کا ادنیٰ درجہ :

فرمایا کہ مرید یا معتقد ایسا تو ہو کہ جس سے شیخ کسی حرکت پر اتنا لفظ تو کہہ سکے کہ تم بڑے نالائق ہو اور جس مرید کی عظمت شیخ کے قلب میں ہو کہ اس کے ساتھ ایسا نہ کیا جا سکے۔ اس کو نفع کم ہوتا ہے۔ البتہ اگر وہ شیخ کو روک دے اپنی تعظیم کرنے سے تو پھر کچھ حرج نہیں۔ ایک مرتبہ فلاں مولوی صاحب میرے پیر دبانے بیٹھ گئے۔ میں نے ہاتھ جوڑے کہ معاف رکھیئے۔ انہوں نے کہا کہ کیا حرج ہے۔ میں نے کہا کہ میرا تو حرج ہے چنانچہ میرے قلب پر نہایت بار ہے۔

﴿ملفوظ 733﴾ بزرگوں سے مشورہ میں غلط عقیدہ :

فرمایا کہ آجکل لوگ بزرگوں سے مشورہ زیادہ اس خیال سے کرتے ہیں کہ یہ اللہ میاں کے رشتہ دار ہیں۔ عالم الغیب ہیں جو ان کے منہ سے نکلے گا وہی ہوگا۔ اور اس کا نام برکت رکھا ہے۔ یہ سمجھتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ اللہ میاں ان کے کہنے کو رد کر دیں۔ پھر فرمایا کہ وہ اور بات ہے کہ اللہ میاں اس کا اکرام کریں۔ مگر لوگوں کو تو ایسا عقیدہ رکھنا جائز نہیں۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یاھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم الخ

﴿ملفوظ 734﴾ استاد ہو کر نیاز مندانہ تعلق :

حضرت مولانا عبدالعلی صاحب مدرس مدرسہ عبدالرب دہلی کا خط سالانہ جلسہ کی شرکت کیلئے حضرت والا کی خدمت میں آیا تھا۔ اس پر فرمایا کہ میں نے مولانا سے مقامات حریری سبعہ معلقات اور کچھ نسائی پڑھی ہے۔ مگر برتاؤ سے مولانا کے پتہ نہیں چل سکتا کہ یہ استاد ہیں۔ چنانچہ جب میں دہلی سے چلتا ہوں تو کچھ نہ کچھ ہدیہ ضرور ساتھ کر دیتے ہیں۔ بے لوث اور بے تعلق ہیں۔ کسی سے کچھ مطلب نہیں۔ خود بھی مدرسہ میں چندہ دیتے ہیں۔ مقدار چندہ کی سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ ۱۵۰ روپیہ یا زیادہ تک مولانا صاحب جائیداد ہیں۔ سال میں جو کچھ بچاتے ہیں سب خرچ کر دیتے ہیں۔ مولانا سے جو کوئی ملنے جاتا ہے بہت خاطر کرتے ہیں۔ چائے شربت پلاتے ہیں۔ دیوبند میں جب تشریف رکھتے تھے۔ تو طلبہ کی

خوب تادیب فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک طالب علم نے سبق پڑھتے میں الٹے لیٹ کر پاؤں پیچھے کو پھیلا لیے۔ بس مولانا چلا ئے۔ بد تمیز بے ادب' صرف اصلاح کی وجہ سے تنبیہ فرمائی یہ نہیں کہ اپنا ادب کرایا۔ پھر فرمایا کہ مولوی صاحب کے پاس بیٹھنے سے ایک خاص کیفیت معلوم ہوتی ہے ہر شخص کے پاس بیٹھنے سے جدا فرق معلوم ہوتا ہے کہ اسے تعبیر نہیں کر سکتے۔

خوبی ہمہ کرشمہ و ناز و خرام نیست '

بسیار شیوہ ہاست بتاں راکہ نام نیست

﴿ملفوظ 735﴾ غلط دوائی سے گندہ خواب :

فرمایا کہ ایک بار علی گڑھ میں اور ایک بار بریلی میں مجھے خناق کی بیماری ہو گئی تھی۔ شفاء خانہ سے دوا منگائی۔ اگر چہ ڈاکٹر نے اطمینان دلا دیا تھا۔ مگر پھر بھی اس کے استعمال کے زمانہ میں ایک ایسا گندہ خواب دیکھا کہ عمر بھر بھی نہ دیکھا تھا۔ بس پھر میں نے وہ دوا پھینک پھانک دی۔ لوگوں نے کہا بھی کہ استعمال کر لو۔ میں نے کہا واہ جی حقیقی شفا دینے والا اللہ تعالے ہے پھر ایک دوست نے ایک جڑی بوٹی ڈاک کے ذریعہ سے بھیج دی۔ اس کا دھواں لینے سے مرض جاتا رہا۔ پھر فرمایا کہ خمرسے کوئی انتفاع جائز نہیں اس کی طرف دل خوش کرنے کے لیے دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ فقہاء نے لکھا ہے۔

﴿ملفوظ 736﴾ حضرات علماء دیوبند کا علمی مقام :

فرمایا کہ سنا ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے ایک مرتبہ حضرت مولانا گنگوہیؒ سے فرمایا کہ بھائی تم فقیہ بڑے ہو اس پر ہم کو رشک آتا ہے۔ مولانا گنگوہیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خود مجتہد بنے بیٹھے ہو۔ مگر ہمیں اس پر رشک کبھی نہ آیا۔ اور ہم کو جو دو چار جزئیات یاد ہو گئے ہیں تمہیں ان پر رشک آتا ہے۔ پھر ہمارے حضرت نے فرمایا کہ اگر ان حضرات کی کتابوں کا ترجمہ عربی میں کرا دیا جاوے اور بتلایا نہ جاوے تو دیکھنے والے رازی ' و غزالی کے زمانہ کی بتلا دیں گے۔ چنانچہ سنا ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی حجۃ اللہ البالغہ کا ترجمہ جب یورپ میں گیا تو وہاں لوگوں نے کہا کہ یہ پہلے زمانہ کی کتاب معلوم ہوتی ہے۔ اس زمانہ میں اس دماغ کا شخص نہیں ہو سکتا ہے کسی کو پرانی کتاب مل گئی ہو گی اور سرقہ کی راہ سے

اس لیے اپنی طرف منسوب کر لیا ہے کسی اور گفتگو کے سلسلہ میں فرمایا کہ تفسیر بالرائے وہ ہے جو قواعد شرعیہ یا عربیہ کے خلاف ہو۔

﴿ملفوظ 737﴾ تقیہ کا معنی :

فرمایا کہ تقیہ کا حاصل ہے ضرر کے خوف سے مذہب کا چھپانا۔ مگر ہمارے یہاں ضرر شدید کا خوف ہونا جائز ہے۔

﴿ملفوظ 738﴾ قرآنی اوقاف کی حقیقت :

فرمایا کہ قرآن مجید میں ترکیب کے اعتبار سے وقف تجویز کیے ہیں اور ہر آیت پر وقف ضروری نہیں۔ گو آیتیں توفیقی ہیں جیسا دو شعر قطعہ بند ہوں۔ تو مضمون چاروں مصرعوں کا ملکر ایک ہوگا۔ مگر ایک شعر کے ختم پر یہ ضرور کہیں گے کہ شعر ختم ہوگیا۔ اسی طرح قرآن مجید کا تجزیہ مثل بوستاں کے تجزیہ کے ہے اوقاف تو مضمون پر ہیں اور اجتہادی ہیں اور آیتیں توفیقی ہیں بعض لوگ وقف کو آیت پر لازم سمجھتے ہیں اور فرمایا کہ وقف کے معنی قطع النفس کے ہیں۔

﴿ملفوظ 739﴾ تکلف کے ساتھ دعویٰ محبت جھوٹا ہے :

ایک صاحب پنجاب سے تشریف لائے تھے انہیں جو کچھ کہنا تھا وہ تو زبانی کہہ چکے تھے جس کا حضرت والا نے جواب بھی دے دیا تھا۔ پھر انہوں نے پرچہ لکھ کر پیش کیا۔ اس میں کچھ اپنی محبت کا اظہار کیا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ بہت لوگ اصلاح سے برا مانتے ہیں مگر میں برا نہیں مانتا جو کچھ بھی مجھے کہا جائے سنوں گا۔ اس پر حضرت والا نے فرمایا کہ اس اہتمام سے محبت کا اظہار محض شاعرانہ تکلف ہے اور برا نہ ماننے کا ذکر ایک دعوے ہے اور یہ دونوں باتیں خلاف طریق ہیں۔ پھر برا نہ ماننے کا ذکر جو آپ نے کیا ہے اس کا تو یہ مطلب ہے کہ باوجود اس کے بات برا ماننے کی ہے مگر میں برا نہیں مانتا آپ کو کتنے ٹکے وصول ہوئے ان باتوں سے اور خیر اگر سادگی سے نرا اظہار محبت ہی ہوتا تب بھی مضائقہ نہ تھا مگر یہ جملہ بہت ناگوار ہوا مجھے کہ بہت لوگ برا مانتے ہیں۔ مگر میں نے نہیں مانا۔ اس سے صاف احسان ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے کوئی بی بی خاوند سے کہے کہ گو بی بیاں روٹیاں نہیں پکایا کرتی ہیں مگر میں روٹی پکاتی ہوں اس پر آپ یہی کہیں گے کہ مردار تیرا تو کام ہی یہ ہے۔ بس معاف کیجئے نہ آپ مرید نہ میں

پیر۔ آپ اپنے گھر خوش، میں اپنے گھر خوش۔ اس پر ان صاحب نے کچھ معذرت کی۔ دوسرے لوگوں سے فرمایا کہ اس کے اہل تکلف میں سے ہونے کی یہی دلیل ہے کہ یہ زبانی اس مضمون کو نہ کہہ سکے۔ مگر جس کو زبانی کہتے ہوئے شرم آئی۔ اس کو تحریرا پیش کرتے ہوئے شرم نہ آئی۔ اگر کوئی صاحب ذوق ہو تو سمجھ سکتا ہے کہ ہرگز ایسا شخص جو تکلف کے ساتھ محبت کا دعوے کرے محبت رکھنے والا نہیں ہے محبت تو ایسی چیز ہے کہ ان دعووں کو بھی پھونک دیتی تھی۔ اصل فیصلہ ہو چکا تھا۔ میں نے کہہ دیا تھا کہ میرے یہاں یہ قاعدہ ہے کہ میں فورا بیعت نہیں کیا کرتا۔ آپ نے کہا۔ میں جاؤں گا۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ پھر آپ نے یہ لکھ کر کس غرض سے دیا اور اگر ایسا ہی تھا۔ مکان جا کر رقعہ لکھ بھیج دیتے۔

ملفوظ 740 ہر مسلمان کو اللہ سے محبت ہے :

ایک صاحب نے خط میں لکھا تھا کہ مجھے اللہ تعالے کی محبت نہیں ہے۔ اس پر فرمایا کہ اللہ تعالے تو فرماتے ہیں۔

والذین امنو ا اشد حباً للہ۔

اور یہ کہتے ہیں کہ مجھے محبت نہیں ہے بجائے اس کے ان کو یہ چاہیے تھا کہ یہ پوچھتے کہ محبت کی کیا حقیقت ہے کوئی آدمی کہے کہ میں تو گدھا ہوں اور جو اللہ میاں گدھا ہی بنا دیں تو کیا ہو تواضع کی بھی حد ہے۔ ایک مسلمان اور یوں کہے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی محبت نہیں ہے بڑے افسوس کی بات ہے۔

ملفوظ 741 اللہ میاں کی عظمت سے خالی دل :

فرمایا کہ بزرگوں کے تصرف کو اللہ میاں کے تصرف کے ہم پلہ سمجھتے ہیں ایک شخص جب اپنی دوکان بند کر کے جاتا تھا تو یہ کہہ کر جاتا تھا کہ بڑے پیر تمہاری سپرد ہے یہ دوکان پھر فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی عظمت تو کچھ ہے بھی قلوب میں مگر اللہ میاں کی عظمت سے اکثر قلوب خالی ہیں۔

ملفوظ 742 حقیقت طاعت :

دوران درس مثنوی میں فرمایا کہ اصل میں خدا تعالیٰ کے یہاں پوچھ تو طاعت ہی سے ہوگی۔ مگر وہ طاعت بھی، طاعت جب ہی ہے۔ جب اہل اللہ سے تعلق رکھے۔

۵ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ بروز یکشنبہ

ملفوظ 743 پیر کے مدرسہ میں چندہ دینے سے نیت :

فرمایا کہ ایک شخص نے جو کہ ایک موضع کے رہنے والے ہیں جو کہ پانی پت کے قریب ہے ۱۵ روپیہ مجھے دیئے کہ یہ مدرسے کیلئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ تمہارے قریب کوئی مدرسہ نہیں ہے جس میں یہ روپیہ صرف کیے جاویں۔ انہوں نے کہا کہ ہے میں نے کہا کہ پھر یہاں کیوں لانے وہ خاموش رہے۔ میں نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ یہاں اس لیے لائے کہ جس سے پیر بھی خوش ہوں۔ کہنے لگے کہ ہے تو یہی۔ میں نے کہا یہ شریعت میں ریاء ہے اور طریقت میں شرک ہے پھران بیچاروں نے توبہ کی اور کہا کہ میں نے اس نیت سے توبہ کرلی ہے۔ اب روپیہ لے لو اس پر فرمایا کہ چونکہ وہ ان پڑھ تھے اس لیے اقرار کرلیا اور جو مولوی صاحب ہوتے تو کہہ دیتے کہ دو مصالح کا جمع کرنا کیا جائز نہیں ہے اکثر اموات بزرگوں کے ساتھ ثواب پہنچانے کے بارے میں یہی معاملہ کرتے ہیں کہ وہ خوش ہو کر مدد فرماویں گے۔ حالانکہ یہ عقلاً بھی ناپسند ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص کسی کے پاس تحفہ محض محبت سے بھیجے تب تو قدر ہوگی۔ لیکن اگر سفارش کرانے کی غرض سے بھیجے تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں وہ قدر نہ رہے گی۔ اسی طرح ثواب پہنچانا ہو بے غرض پہنچائے۔ مولوی غوث علی شاہ صاحب کے پاس کسی نے دس روپے اپنے بھائی کی معرفت ہدیہ بھیجے اور اس کی رسید منگائی۔ فرمایا کہ رشوت کی رسید نہیں ہوا کرتی۔ لہذا اگر بغیر رسید کے دو تو دے دو ورنہ اپنے روپیہ لے لو۔ اس نے کہا کہ رشوت کیسی۔ جواب دیا کہ مطلب کیلئے دیتے ہو۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ اگر کوئی بزرگوں کے کمال کو نہیں سمجھتا محض دنیوی مطلب کے خیال سے دیتا ہے تو وہ واقعی رشوت ہے۔ بزرگوں کے کمالات کو سمجھنا اور ان کا اتباع اور خدمت کرنا چاہیے۔

ملفوظ 744 محض خیال کی مشق کا نام نسبت نہیں ہے :

فرمایا کہ کسی شہر میں ایک طالب علم سے کسی نے پوچھا کہ میاں آج کل کس فکر میں ہو کہا کہ یہاں کی شاہزادی سے نکاح کرنے کی فکر میں ہوں۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کچھ کامیابی ہوئی۔ جواب دیا کہ نصف سامان تو ہو گیا ہے اور نصف باقی ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ سامان کیا ہے کہا کہ میں تو راضی ہوں اور وہ راضی نہیں۔ اسی طرح بعض لوگ بدوں طاعت

کہ محض خیال کی مشق کو نسبت سمجھ لیتے ہیں۔ بس وہ نسبت ایسی ہی ہوتی ہے کہ یہ تو اللہ تعالےٰ سے راضی ہیں مگر اللہ تعالےٰ ان سے راضی نہیں۔

﴿ملفوظ 745﴾ **حق تعالےٰ بواسطہ اسماء کے رب العلمین ہیں :**

فرمایا کہ جب شیطان کو عورتیں دکھلائی گئیں تو خوش ہوا کہ اب میں بڑوں بڑوں کو پھنساؤں گا۔ پھر فرمایا کہ صوفیہ کی تحقیق ہے کہ حق تعالےٰ رب العالمین ہیں بواسطہ اپنے اسماء کے۔ پس مجازا اس اسم کو بھی رب کہتے ہیں سو اس اصطلاح کے موافق کسی مخلوق کا رب کوئی اسم ہے اور کسی کا کوئی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا رب اسم ہادی ہے اور شیطان کا رب اسم مضل ہے۔

﴿ملفوظ 746﴾ **ملحدین کے شبہ کا جواب :**

فرمایا کہ بعض ملحدوں کو شبہ ہو گیا ہے کہ جب خدا کے جمال و کمال کے سب مظہر ہیں تو کسی چیز کو دیکھنا حرام نہیں۔ اس پر فرمایا کہ چاہے جمال اللہ تعالیٰ کا سب میں ظاہر ہو مگر جب اللہ میاں نے منع کر دیا۔ کہ ہم کو اس آئینہ سے مت دیکھو اس کے حکم کی تعمیل کرے۔

﴿ملفوظ 747﴾ **غیر اللہ کی دوستی کا انجام عداوۃ ہے :**

فرمایا کہ جس دوستی کی بنا فاسد گی۔ آخر میں عداوت ہو گی اور دوران درس مثنوی میں فرمایا تھا کہ غیر اللہ کی دوستی کا انجام آخر عداوت ہے۔

﴿ملفوظ 748﴾ **قوۃ الٰھیہ :**

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحبؒ بہت ہی نحیف نازک تھے۔ مگر اب تک مجاہدہ کرتے تھے۔ جس کی وجہ روح کا نشاط اور قلب کی تازگی تھی۔

ہر چند پیر و خستہ و بس ناتواں شدم
ہر گہ نظر بروئے تو کردم جواں شدم

پھر اس قوت روحانیہ کی مناسبت سے فرمایا کہ حضرت علیؓ نے در خیبر قوت بشریہ سے نہیں اٹھایا بلکہ قوت الہیہ سے اٹھایا۔ چنانچہ اکھاڑنے کے بعد فرمایا تھا۔

ماحملنھا بقوۃ بشریہ لکن حملنھا بقوۃ الٰھیہ

ملفوظ 749 نسبت کا اثر :

فرمایا کہ بڑھاپے میں نسبت قوی ہو جاتی ہے کیونکہ مدت کی نسبت ہوتی ہے تیز اہل نسبت کے پاس بیٹھنے سے روحانی قوت بڑھتی ہے بعض اوقات اس کا اثر بدن پر محسوس ہوتا ہے چنانچہ بہت بزرگوں کے بدن پر مرنے کے بعد بھی حرارت محسوس ہوئی ہے اصل میں تو یہ اثر روح پر ہوتا ہے مگر تبعاً کبھی تبرعاً جسم پر بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔

٦ شعبان المعظم ١٣٣٥ھ بروز دوشنبہ

ملفوظ 750 مُردوں کی روح کا عود کرنا غلط خیال ہے :

فرمایا کہ مُردوں کی روح آنے کا خیال غلط ہے کیونکہ جو نیک ہیں وہ تو دنیا میں آنا نہیں چاہتے اور جو بد ہیں انہیں اجازت نہیں مل سکتی۔

ملفوظ 751 ہمزاد وغیرہ سے کام لینا جائز نہیں :

فرمایا کہ ہمزاد وغیرہ کوئی چیز نہیں ہے۔ محض قوت خیالیہ سے کوئی روح خبیث شیطان مسخر ہو جاتا ہے اس سے کام لینا بوجہ اسکے احرار پر جبر و اکراہ جائز نہیں۔ جیسے کوئی رئیس کسی چمار سے جبراً کام لے یہ جائز نہیں۔ خصوصاً ایسے کام کہ روپیہ لاؤ۔ کھیر لاؤ کہ وہ جن کسی کی اٹھالاتا ہے یہ دو وجہ سے ناجائز ہے ایک بوجہ حرمت جبر علی الغیر دوسرے بوجہ اتلاف مال غیر۔

ملفوظ 752 خالق کے معنی :

فرمایا کہ اصل لغت میں خالق کے معنی ہیں۔ مادہ میں صورت بنانے والا اور مبدع مادہ کا پیدا کرنے والا۔ حق تعالیٰ کی دو صفتیں ہیں۔

ملفوظ 753 طریقت کا راہزن :

فرمایا کہ راہزن اس طریق کا کبر ہے مثلاً بُرا ماننا اصلاح سے اور فرمایا کہ تعلیم بدوں صحبت کے کافی نہیں ہوتی۔ زیادہ تر صحبت کی ضرورت ہے۔

۷ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ بروز سہ شنبہ

ملفوظ 754: مریض کی اپنی تشخیص درست نہیں ہوتی :

ایک مولوی صاحب کو حضرت والا نے تحریر فرمایا کہ آپ کسی اور سے رجوع کیجئے کیونکہ آپ کو مجھ سے مناسبت نہیں ہے اس پر ان مولوی صاحب نے لکھا کہ خیر اگر آپ خود میری نگرانی نہ کریں تو جو کچھ میں پوچھوں گا وہ تو بتادیا کریں گے میں نے لکھا جی ہاں بتادیا کروں گا۔ اس پر فرمایا کہ وہ خود دیکھ لیں گے۔ کہ اس طریق سے کیسا نفع ہوتا ہے اس کی ایسی مثال ہے کہ مریض کے پوچھنے پر طبیب بتادیا کرے اور اپنی طرف سے کچھ نہ بتاوے۔ سو مریض کو یہ سلیقہ ہی نہیں ہوتا کہ کون سی بات پوچھنے کے قابل ہے کون سی نہیں۔

ملفوظ 755: زیادہ محبت عذاب ہے :

ایک مولوی صاحب کی بھتیجی کا انتقال ہو گیا تھا۔ ان کا خط آیا تھا جس میں کچھ غلو کے ساتھ رنج کا اظہار تھا۔ فرمایا کہ اتنا تعلق بڑھانا بھی نہ چاہیے۔ عذاب ہے زیادہ محبت۔

ملفوظ 756: مرید کے اندر ہی سب کچھ ہوتا ہے :

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب سے عرض کیا کہ آپ کی برکت سے ہوا۔ جو کچھ باطنی نفع ہوا۔ حضرت نے فرمایا کہ جو کچھ ہے تمہارے ہی اندر ہے۔ جیسے نائی لاتا ہے خوان سر پر رکھ کر پھر اس میں سے ایک رکابی اٹھا کر اس کو دیدیتے ہیں تو جو کچھ اس کو ملا وہ اسی کے پاس تھا۔ پھر فرمایا کہ مگر تم یوں نہ سمجھے جاؤ کہ شیخ سے ہی ملا ہے۔ ورنہ تمہارے لیے مضر ہوگا۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ یہ سمجھنا بھی اسی کے اندر ہے کیونکہ فہم تو اسی کے اندر ہے۔

ملفوظ 757: فنائے علمی :

فرمایا کہ غیر اللہ سے تعلق و توجہ ہٹا کر حق تعالیٰ کی طرف لگانا اس کو فنائے علمی کہتے ہیں۔

ملفوظ 758: رنج کو قلب پر مت آنے دو :

فرمایا کہ طرح طرح کے سوچ بچار میں مت رہو۔ رنج کو قلب پر مت آنے دو بلکہ

جسم پر ہو۔ پھر فرمایا کہ بعض لوگوں کے قلب کو مناسبت ہی نہیں ہوتی۔ واہیات خرافات میں وقت صرف ہو جاتا ہے۔

﴿ملفوظ 759﴾ مجبوری کا دوام :

فرمایا کہ مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرماتے تھے کہ یہ بھی ایک قسم کا دوام ہے کہ کبھی ہو اور کبھی نہ ہو۔ یہ تسلی کے واسطے فرمایا یعنی مجبوری کو ایسا ہی دوام کر لے۔

﴿ملفوظ 760﴾ حق تعالےٰ تک پہنچنے کا راستہ :

فرمایا کہ یہی رستہ ہے حق تعالےٰ تک پہنچنے کا کہ اخلاق رذیلہ جاتے رہیں۔ حمیدہ پیدا ہو جائیں۔ معاصی چھوٹ جائیں۔ اطاعت کی توفیق ہو جائے۔ غفلت عن اللہ جاتی رہے۔ اور توجہ الی اللہ پیدا ہو جائے۔

﴿ملفوظ 761﴾ چودہ خانوادوں سے نکلا ہوا مرید جاہل پیروں کی گت :

فرمایا کہ مولوی........ صاحب پانی پت میں بڑے ظریف تھے۔ دکاندار نہ تھے۔ سچے آدمی تھے۔ باقی کامل غیر کامل ہونے کا قصہ اللہ تعالےٰ کو معلوم ہے پھر فرمایا کہ وہاں ایک پیر تھے۔ ان کا ایک مرید تھا۔ اس سے وہ پیر بہت خدمت لیا کرتے تھے۔ آجکل بھی بہت سے پیروں کے یہاں یہی قصہ ہے کہ بھینس چگاؤ۔ سانی کرو۔ بس وہ پیر کسی بات پر مرید سے خفا ہو گئے۔ اور کہا کہ نکل جا۔ میں نے تجھے چودہ خانوادوں سے نکالا وہ بہت رویا۔ اور مولوی صاحب کی خدمت میں آیا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ تم غم مت کر۔ میں تجھے پندرھویں میں لے لونگا۔ مگر ذرا ان سے یہ پوچھ آ کہ پہلے جب میں خانوادوں میں داخل تھا۔ اس وقت میرے پاس کیا تھا اور اب جو خارج ہو گیا تو کیا چیز جاتی رہی۔ پھر فرمایا کہ جھوٹے پیروں کی یہ حالت ہے۔ جیسے کہ کوئی بغیر سرمایا کے اشتہار دے تو جب خریدار آویں گے۔ تو کیا فروخت کریگا۔ ایسے لوگ وقت پر ادھر ادھر پوچھتے پھرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ایک مقام پر ایک مدرسہ کے جلسہ میں لوگوں نے مجھے بلایا اور ان لوگوں کے ایک پیر تھے جاہل ان کو بھی بلایا وہ پیر ایک مولوی کو پکڑ کر لائے تھے تاکہ اگر ان پیر صاحب کی کسی مصلحت کے خلاف کچھ بیان کروں تو وہ مولوی صاحب مناظرہ کریں۔ میں نے وعظ میں ظاہراً تو ایسے لوگوں کی کوئی مذمت نہیں کی۔ مگر کلیات ایسے بیان کیے جن میں علماء کی فضیلت اور غیر علماء کی اقتداء نہ کرنے کی

تحقیق تھی۔ اس کے بعد میں نے بیان کیا کہ کسی کی مالی خدمت کرنے کے لیے تو زیادہ جانچ کی ضرورت نہیں۔ خاندانی سلسلہ والوں کی بھی خدمت کرنی چاہیے۔ گو وہ قابل اقتداء کے نہ ہوں۔ کیونکہ وہ بوجہ کسی کمال نہ ہونے کے قابل رحم ہیں۔ ان کی روزی کیوں بند کی جاوے۔ بر آور دن کار امیدوار الخ وہ بزرگوں کی اولاد ہیں خدمت تو ان کی کرو مگر باتیں دین کی علماء سے پوچھو۔ گو ان کو ایک پیسہ بھی نہ دو۔ وہ پیر بعد وعظ کے میرے ہاتھ چومتے تھے۔ حالانکہ میں نے ان کی جڑ ہی کاٹ دی۔ ان کا نقصان تو فی المآل ہوا۔ اور فی الحال ان مولویوں کا نقصان ہوا جو آتے تھے۔ اور جھگڑ جھگڑ کر لیتے تھے۔ اب کی بار انہوں نے بجز زادِ راہ کے کچھ نہ دیا۔ صرف ضروری خرچ دیا۔

﴿ملفوظ 762﴾ انتظام کے پہلو کی نظر سے دنیا کی طرف توجہ کرنا یہ بھی دنیا ہے:

فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب سے ایک مرتبہ ایک شخص نے ایک مولوی صاحب کی شکایت کی کہ وہ حضرت کے نام سے کماتے پھرتے ہیں کہ میں حضرت کا خلیفہ ہوں۔ انہیں منع لکھ دیجئے ورنہ لوگ آپ سے بداعتقاد ہو جاویں گے۔ پھر فرمایا اگر ساری دنیا مجھ سے بد اعتقاد ہو جائے تو میرا کیا ضرر ہے۔ اس اعتقاد کی بدولت تو مجھے کوئی وقت حق تعالیٰ کی طرف سے متوجہ ہونے کا بھی نہیں ملتا۔ تم خوش ہوتے ہو گے۔ کہ ہم حضرت کے معتقد ہیں میں تمنا کرتا ہوں کہ لوگ مجھے بداعتقاد ہو کر چھوڑ دیں اور میں اپنے محبوب میں مشغول ہوں پھر فرمایا کہ مجھے اس کا اہتمام کرتے ہوئے شرم آتی ہے کہ میرے نام سے کوئی دنیا بھی نہ کمانے پاوے مجھ سے دین کا تو نفع نہ ہوا تو کیا دنیا کا بھی نہ ہووے۔ پھر حضرت والا نے فرمایا کہ واقعی انتظام کے پہلو کی نظر سے دنیا کی طرف توجہ کرنا یہ بھی دنیا ہے۔ دنیا کو ہیچ سمجھنا تو یہی ہے کہ اس کے انتظام کی فکر بھی نہ کرے الا یہ جو بِ شرعی۔ چنانچہ اگر کوئی ہمارے نام سے ٹھیکرے جمع کرے تو ہم اس کا کچھ بھی انتظام نہ کریں گے۔ حضرت کی نظر میں دنیا کے مال کی یہ حقیقت ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں ۲ چھ ہزار روپے بھیجے۔ حضرت کو پہلے سے اطلاع تھی۔ کہ فلاں شریف شخص کو کچھ پریشانی ہے۔ حضرت نے فوراً ان کو بلا کر یکمشت سب روپے دیدیئے۔ حضرت کا جب انتقال ہوا ہے تو کچھ بھی نہ تھا۔ پھر فرمایا کہ حضرت اس کا بھی اہتمام رکھتے تھے کہ قرض نہ ہونے پاوے۔

ملفوظ 763 ے مریض اور بن بیٹھا بزرگ :

فرمایا کہ لوہاری میں ایک شخص حضرت میاں جی صاحب کی خدمت میں رہتے تھے۔ ان کو کوئی دماغی خلل ہوا۔ انہوں نے سمجھا کہ میں بزرگ ہو گیا۔ ان کو بتلایا گیا یہ کابوس ہے اس کا علاج کرو۔

۸ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ بروز چہار شنبہ

ملفوظ 764 لوگ امتحان ہوتے ہی بیعت سے بھاگنے نکلتے ہیں :

فرمایا کہ لوگ بڑے شوق سے بیعت ہونے کے لیے آتے ہیں۔ اور جب اصلاح شروع ہوتی ہے تو گھبراتے ہیں۔؎

تو بیک زخمے گریزانی ز عشق
تو بجز نامے چہ میدانی ز عشق

اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ بیعت میں توقف مصلحت ہے اس وقت تو آدمی اشتیاق میں آتا ہے مگر جب امتحان کیا جاتا ہے تو بیعت سے نکل بھاگتے ہیں۔

ملفوظ 765 دین کیساتھ شیفتگی و فریفتگی بدون صحبت کے نہیں ہوتی :

ایک صاحب انگریزی خواں تشریف لائے تھے انہوں نے کچھ بے موقع سوالات کیے اس پر فرمایا کہ انگریزی پڑھنے میں جو بری صحبت رہتی ہے۔ اس سے آزادی اور خود رائی پیدا ہو جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ مسائل کتابیں بھی دیکھا کرتے ہیں۔ فرمایا کہ کتابوں کے مطالعہ سے حقیقت دین کی نہیں معلوم ہوتی۔ پھر ان سے کہا کہ جس حیثیت سے آپ آئے ہیں اس طریقے کے مناسب یہ ہے کہ سوالات نہ کرنے چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ دوسری حیثیت سے سوالات کرتا ہوں۔ حضرت والا نے فرمایا کہ یہاں چند حیثیتیں نہیں چل سکتیں۔ کوئی عاشق ہو اور محبوب اس سے سودا خریدے تو وہ اس سے جھگڑا نہیں کر سکتا۔ یہ کہے گا یہ تو کیا میری جان لے لے۔ گو بائع ہونے کی حیثیت سے گفتگو کرنا جائز ہے۔ مگر وہ کیسے کر سکتا ہے۔ ابھی آپ کا دین ضابطہ کا ہے ابھی آپ کو مناسبت نہیں۔ پھر جب یہ صاحب چلے گئے تو فرمایا کہ اگر وہ ایک ہفتہ رہتے تو کچھ معلوم ہوتا دین کیا چیز ہے اب تو لوگ صلاح

ظاہری اعمال کو کہتے ہیں۔ اس پر ایک مولوی صاحب حاضر مجلس نے کہا کہ صورت دین کی ہوتی ہے۔ حقیقت دین کی سمجھے ہوئے نہیں ہوتے۔ اس پر فرمایا جی ہاں حقیقی دین کے ساتھ بدوں صحبت کے نہیں ہوتی۔ بعض عوام الناس کو صورت کی خبر نہیں ہوتی۔ مگر ان میں یہ جوہر ہوتا ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ بڑی دولت ہے کہ رگ و ریشہ میں دین گھس جاوے یہ بدوں صحبت نہیں ہوتا۔ یہ امر فطری ہوتا ہے پھر بطور تفریع کے فرمایا کہ قدیم الاسلام میں جو جوش ہوتا ہے اکثر نو مسلم میں اتنا نہیں ہوتا۔ اسی طرح دین کا فہم جیسا قدیم الاسلام میں ہوتا ہے اکثر ایسا نو مسلم میں نہیں ہوتا۔ مگر جہاں کوئی قوی الاثر صحبت میسر ہو جائے۔

ملفوظ 766۔ ملت کفریہ کی رعایت کے مقابلہ میں گاؤکشی اہل اسلام کا شعار ہے:

فرمایا کہ گوشت خوری وغیرہ میں بعضے مسلمان کچھ کلام کرنے لگتے ہیں کہ کچھ شعائر اسلام سے تو نہیں۔ مگر اس رائے کا مذموم ہونا اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اونٹ کا گوشت ترک کرنا چاہا تھا۔ اس پر نازل ہوا۔ ادخلوا فی السلم کافتہ ولا تتبعوا خطوات الشیطن ط اور اس نکر شدید کی جڑ تھی ملت منسوخہ کی رعایت۔ پس حاصل نکر کا یہ ہوا۔ جب وہ ملت معارض ہے اسلام کی اور اس گوشت کو اسلام نے فتیح قرار دیا نہیں پھر ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔ اس کو اتباع شیطان فرمایا پھر بھی اگر کسی کی یہ رائے ہو کہ گاؤکشی چھوڑ دیں تو چونکہ مبنیٰ اس رائے کی ملت کفریہ کی رعایت ہے یہ اس سے بھی اشد ہوگا۔ پھر فرمایا کہ ایک مولوی صاحب نے مولانا خلیل احمد صاحب پر میرے سامنے اعتراض کیا کہ گائے کی قربانی کو ضروری اور دین فرماتے ہیں تو گویا جائز کو واجب قرار دیا۔ میں نے کہا کہ گو فی نفسہ یہ خصوصیت کے اعتبار سے واجب نہیں ہے لیکن ملت کفریہ کی رعایت کے مقابلہ میں بیشک اہل اسلام کا شعار ہے لوگ کہتے ہیں کہ گائے کا گوشت کھانے کو اسلام سے تعلق نہیں ہے۔ حالانکہ حضور ﷺ کے اس فرمانے سے شدید تعلق ہوتا ہے کہ من صل صلاتنا و استقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا۔ط

ملفوظ 767۔ ذاکر جو اللہ تعالے سے کہتا کہ "اللہ میاں مجھے کھینچ لے":

فرمایا کہ ایک شخص درخت کے نیچے جا کر بیٹھا کرتا۔ اور ذکر کرنے کے بعد کہا کرتا کہ

اللہ میاں مجھے کھینچ اللہ میاں مجھے کھینچ ۔ ایک دن ایک شخص وہاں جا بیٹھا اور ساتھ رسی بھی لیتا گیا۔ جب اس نے حسب عادت کہا کہ اللہ میاں مجھے کھینچ اس نے رسی نیچے کو لٹکا دی اور کہا کہ اے بندے اسے اپنی گردن میں باندھ لے۔ چنانچہ اس نے خوشی خوشی باندھ لی۔ اس آدمی نے اوپر کو کھینچا تو لگا گلا گھٹنے۔ بس بے ساختہ کہنے لگا کہ اللہ میاں ابھی نہیں۔

﴿ملفوظ 768﴾ معتقد کے کہنے کو برا نہ مانے :

فرمایا کہ جس سے معتقد ہو اس کے کہنے کا برا نہ مانے۔ تھوڑی دیر کو صبر کرلے کہ شاید یہ امتحان ہی لیتے ہوں۔ پھر فرمایا کہ اگر وہ اس کا امتحان ہونا پہلے سے بتلا دے تو پھر امتحان ہی کیا ہوا۔ کسی کا اصلی مذاق کیسے معلوم ہو۔

۹ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ بروز پنجشبہ

﴿ملفوظ 769﴾ فنا کی کیفیت کا غلبہ نہ ہو تو محبّ نہیں ، نامعقول حرکت پر تنبیہ ضروری ہے :

فرمایا کہ جب تک فنا کی کیفیت غالب نہ ہو اس کو مشتاق یا محب نہیں کہہ سکتے۔ ؎

تسبیح و خرقہ لذت مستی نہ بخشدت ہمت دریں عمل زدر عمل زدر میفروش کن

چنانچہ اگر کوئی فقیر مالدار سے کہے کہ آپ سے ملنے کا بڑا شوق تھا۔ اس وجہ سے کہ سنا تھا کہ آپ کے یہاں روپیہ بٹتے ہیں تو وہ محب نہیں سمجھا جاتا۔ کیونکہ یہ فانی نہ تھا اور محبت کے اس مرتبہ کا اگرچہ انسان مکلف نہیں مگر کمال یہی ہے۔ پھر فرمایا کہ اکثر ایسی محبت اول میں ہو جاتی ہے اور اس کیفیت عشقیہ کے بڑھنے میں کسی اسباب کی حاجت نہیں اور بیعت میں شیخ کو طالب کی جانب سے ایسی ہی محبت کا انتظار ہوتا ہے ہاں اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ اس کا مذاق ہی نہیں اس وقت میں مجبوری ہے۔ طبعًا انقیاد محض بدوں اس کے نہیں ہوتا۔ بلکہ وساوس کی مزاحمت رائے میں رہتی ہے۔ اور اگر ایسی محبت ہو جائے تو پھر واللہ اگر سربازار جوتے لگائیں تو قلب پر اثر نہ ہو اور طبعی حزن الگ چیز ہے اور اگر ناگواری ہو تو محبت ہی نہیں۔ اور اس کی تحقیق امتحان سے ہو جاتی ہے۔ مولانا اسمٰعیل صاحب شہیدؒ کی خدمت میں لکھنؤ کے ایک پر تکلف شہزادے حاضر ہوئے۔ اور فرشی سلام کیا۔ مولانا نے

انگوٹھا دکھا دیا۔ پھر انہوں نے ایک اشرفی پیش کی۔ مولانا نے منہ پھیر لیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ شہزادہ مکدر ہو کر کسی بہانہ سے چلے گئے۔ لوگوں نے مولانا سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ کیا کیا۔ مولانا نے فرمایا یہ کہتا تھا کہ میری قسمت پھوٹ گئی ہے۔ میں نے کہا میرے نحوے سے اور یہ ہدیہ میری جان کے لیے وبال تھا۔ اس لیے ایسی حرکت کی کہ آئندہ بھی سلسلہ قطع ہو جاوے پھر حضرت والا نے فرمایا کہ اس شہزادے کو محبت ہی نہ تھی۔ تو جب تک محبت کی یہ کیفیت نہ ہو دعوے محبت کا نہ کرے یہ کہہ دے سیدھی بات کہ ملاقات کے لیے آیا ہوں۔ بیعت وغیرہ کا ارادہ ظاہر نہ کرے۔ پھر جب مناسبت ہو جاوے۔ بیعت بھی ہو جاوے تو پھر اس سے کچھ بھی مواخذہ نہ کیا جاوے گا۔

نگفتہ ندارد کسے باتو کار
ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

باقی جو بیعت کو کہتا ہے اس کا تو امتحان لیا ہی جاتا ہے اور پھر بھی بے وجہ سختی نہیں کی جاتی۔ کیا اگر ایک شخص نامعقول حرکت کرے اس کو تنبیہ نہ کی جاوے گی۔

﴿ملفوظ 770﴾ بینک کے پیسے سے بچنے کا نفع:

فرمایا کہ والد صاحب کا دس ہزار بنک میں جمع تھا۔ میں نے اس سے اپنا حصہ نہیں لیا۔ بھائی نے جتنا میرے حصہ کا روپیہ ہوتا تھا وہ تبرعاً اپنے پاس سے پیش کیا۔ میں نے کہا کہ میں اس بناء پر تو نہیں لیتا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں اس بناء پر نہیں ہے تب میں نے لے لیا۔ اس سے بچنے کا یہ نفع ہوا کہ خدا نے دنیا کا نفع بھی دیدیا۔

﴿ملفوظ 771﴾ غیر مسلم سے سود نہ لیا:

فرمایا کہ مولانا شیخ محمد صاحبؒ کا قرضہ ایک ہندو پر آتا تھا۔ مولانا نے سب ججی میں نالش کی۔ وہاں سے ۸۰۰ روپیہ کی معہ سود کے ڈگری ہوئی۔ مولانا کو باوجودیکہ سخت حاجت تھی۔ مگر سود سب چھوڑ دیا۔ سب جج مسلمان تھے۔ انہوں نے کہا کہ در مختار میں تو روایت ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ میں در مختار کس کس کو دکھاتا پھروں گا۔ عوام کو تو سند ہو گی۔

﴿ملفوظ 772﴾ غیر مقلدوں کا مذہب تمام رخص کا مجموعہ ہے:

فرمایا کہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحبؒ فرماتے تھے کہ اکثر غیر مقلدوں کا مذہب

تمام رکعتیں کا مجموعہ ہے۔ وتر اور تراویح کی مختلف روایتوں میں سے ایک اور آٹھ والی لے لی۔ سو اگر کوئی شخص اسی طرح رکعتیں پڑھ لے تو نہ آئے تو اتباع کیا ہوا۔

ملفوظ 773 بلا تحقیق دنیا کے لیے ترک مسلک سے سلب ایمان کا خطرہ :

فرمایا کہ ایک شخص تھے۔ اصحاب فقہ سے انہوں نے اپنا پیام اصحاب حدیث میں سے کسی کے یہاں دیا انہوں نے قید لگائی کہ تم کو رفع یدین کرنا ہوگا۔ انہوں نے منظور کر لیا۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ اس شخص کے بارے میں مجھے اندیشہ ہے کہ مرتے وقت اس کا ایمان نہ سلب ہو جائے۔ محض مردار دنیا کے لیے ایسی چیز کو بلا تحقیق ترک کیا۔ جس کو دین سمجھتا تھا۔ ہاں عمل کرنا اضطرار سے دوسری بات ہے باقی محض آسانی و ہوائے نفسانی کے لیے جائز نہیں۔

تا ہوا تازہ است ایمان تازہ نیست
چوں ہوا جز قفل آں دروازہ نیست

ملفوظ 774 زمین کی ملکیت سے دست برداری :

فرمایا کہ میں بچپن سے جانتا تھا کہ زمینداری کے ساتھ دینداری جمع نہیں ہو سکتی۔ میں نے بچپن میں ایک پرچہ پر لکھا دیا تھا کہ اگر کبھی زمین کا مالک ہوں گا تو اپنی ملک میں نہ رکھوں گا۔ اس زمانے میں میرے ایک ہم مکتب دوست نے وہ تحریر دکھلائی۔ ان کے پاس محفوظ تھی۔ میں نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس پر عمل ہو رہا ہے۔ پھر فرمایا کہ اگر میں خود زمین رکھتا تو اگر کسی گنجائش کی صورت میں جواز کا فتوے دیتا۔ تو لوگ کہتے مطلب کے فتوے ہیں جب چاہا جائز کہہ دیا۔

۱۰ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ بروز جمعہ

ملفوظ 775 وسوسہ تصرف نفسانی ہے اس میں جسمانی قرب کی ضرورت نہیں :

شیطان نے جو حضرت آدم علیہ السلام کو وسوسہ ڈالا تھا۔ اس سلسلہ میں فرمایا کہ وسوسہ تصرف نفسانی ہے اس میں جسمانی قرب کی ضرورت نہیں شیطان زمین میں تھا۔ یہیں سے اس نے وسوسہ ڈالا۔

ملفوظ 776 اہل سائنس نے عادت کا نام عقل رکھا ہے :

فرمایا کہ اہل سائنس نے عادت کا نام عقل رکھا ہے جو چیز عادت کے خلاف ہوتی ہے اسے عقل کے خلاف کہتے ہیں اور اگر خلاف عقل کے یہ معنی ہیں کہ عقل اس کی کنہ نہ سمجھ سکے تو پھر بہت سے امور موافق عادت بھی عقل کے خلاف ہیں ان کا انکار کیوں نہیں کرتے۔ چنانچہ بچہ کا پیدا ہونا ماں کے پیٹ سے عقل اسے کیا سمجھ سکتی ہے اگر کسی شخص کے کان میں کبھی یہ بات نہ پڑنے پاوے کہ ماں کے پیٹ سے بچہ اس طرح پیدا ہوتا ہے اور پھر اس سے کہا جاوے کہ تم اس طرح پیدا ہوئے تو اس کی سمجھ میں ہرگز بھی نہ آوے۔

۱۱ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ بروز شنبہ

ملفوظ 777 دو شخصوں سے میرا دل نہیں ملتا :

فرمایا کہ میرا دو شخصوں سے دل نہیں ملتا۔ متکبر سے اور چالاک سے۔

ملفوظ 778 اکثر جنٹلمین زمانے کی رفتار کو نہیں سمجھتے :

فرمایا کہ اکثر جنٹلمین جواب کے لیے ٹکٹ نہیں بھیجتے۔ تعجب ہے کہ فلسفی بنتے ہیں۔ مگر زمانہ کی رفتار سے اتنا بھی واقف نہیں کہ مولویوں کا کیا مذاق ہے اور وہ بدوں ٹکٹ کے جواب نہیں دیں گے۔

ملفوظ 779 میرا پیشہ توکل ہے :

فرمایا کہ مردم شماری میں میرا پیشہ پوچھا گیا میں نے کہا کہ توکل۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے یہاں یہ تو کوئی مد نہیں میں نے کہا یہ ڈپٹی صاحب سے پوچھو کہ اس کو کس مد میں لکھیں۔ ان لوگوں نے باہم مشورہ کر کے حق تصانیف آمدنی لکھ دی۔ طالب علم اُن سے جھگڑنے لگے۔ کہ یہ حق تصنیف کب لیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ ہمارا کیا حرج ہے یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ بولنے دو پھر فرمایا کہ جب بھائی اکبر علی نے حضرت حاجی صاحبؒ کا مکان خریدا تو لوگوں نے کہا کہ حضرت حاجی صاحبؒ نے مکان انہیں ﴿یعنی احقر کو﴾ دیدیا ہے اور انہوں نے ہی روپیہ لیا ہے میں نے کہا کہ ہمارے لیے تو فخر ہے کہ ہمارے پیر مربی ظاہری بھی ہیں۔

﴿ملفوظ 780﴾ حضرت نانوتویؒ و گنگوھیؒ کی مجالس کا رنگ :

فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی مجلس میں ہنسی مذاق خوب ہوتا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ مولانا ایک یار باش ہیں اور مولانا گنگوھیؒ کے یہاں اتنی کثرت نہ تھی۔ مگر ہاں کبھی ذرا سی بات کہہ دیتے تھے کہ سب ہنستے ہنستے لوٹ جاتے تھے اور خود نہیں ہنستے تھے۔

﴿ملفوظ 781﴾ مالداری کے فوائد :

فرمایا کہ مالدار ہونا بھی آج کل مصلحت ہے مالداری سے یہ فائدے ہیں ﴿۱﴾ لوگوں کو اس سے تکلیف نہ ہوگی۔ نذرانوں کی فکر کر کے ﴿۲﴾ عزت ہوگی۔ ﴿۳﴾ یہ کسی کا دست نگر نہ ہوگا۔ پھر فرمایا کہ بہت سے دور کے لوگوں کا گمان ہے کہ مطبع میرا ہے۔ درخواستیں اسی وجہ سے میرے نام آتی ہیں۔ ع۔

ہر کسے از ظن خود شد یار من

پھر فرمایا کہ بدوں پاس رہے حقیقت نہیں معلوم ہوتی۔ قرائن پر گمان کر لیتے ہیں اور آج کل اس سے اہل علم و تقوے بھی خالی نہیں الا ماشاء اللہ بعض اہل علم کو مطبع کی گراں فروشی میں میرے مشورہ کا بے وجہ شبہ ہوا اور جب ان سے اس کا ثبوت پوچھا گیا تو ناگوار ہوا پھر حضرت والا نے فرمایا کہ عیب تو عیب ہیں میں کسی کمال غیر واقعی کے انتساب کو بھی پسند نہیں کرتا۔ اس سے بھی ایذاء ہوتی ہے جیسے کوئی تمسخر کرتا ہو۔ پھر فرمایا کہ میں چرتھاول ا گھر کے آدمیوں کا علاج کرانے گیا ہوا تھا۔

کرامت اور تصرف میں فرق :

ایک شخص نے یہ روایت بیان کی کہ میں نے خود اس زمانہ میں جبکہ آپ چرتھاول تھے آپ کو ظریف احمد کے یہاں بیٹھا دیکھا۔ میں قسم کھا گیا کہ میں تو نہیں تھا۔ معلوم ہوا کہ مولوی محمد عمر مرحوم بیٹھے تھے۔ پھر میں نے پوچھا کہ تم نے منہ دیکھا تھا یا پشت کہا پشت دیکھی تھی میں نے کہا تو بس شبہ کی بناء معلوم ہوگئی۔ پھر فرمایا کہ بس لوگوں کے نزدیک یہ کرامتیں ہیں اسی سلسلہ میں فرمایا کہ اعتقاد عجب چیز ہے۔

دو گنوار حضرت مولانا گنگوہیؒ کی مجلس میں ذرا فاصلے سے بیٹھے تھے آپس میں کہنے لگے کہ مولانا کو کشف ہوا تھا تب مسجد ہوائی۔ مولانا نے سن لیا۔ فرمایا کہ کوئی نہیں مجھے کشف

نہیں ہوا تھا تو پھر وہ گنوار کیا کہتے ہیں کہ کہنے دو ہوا تھا کشف۔ اسی سلسلہ میں فرمایا کہ اسباب طبعیہ میں سے ایک تصرف بھی ہے۔ مثلاً عناصر میں تصرف کیا بارش ہونے لگی۔ اس کے اسباب میں سے کسی کا قصد کر لینا ہمت باندھ لینا یہ تصرف ہے مگر چونکہ ہر شخص اس کو جانتا نہیں اس لیے وہ خلاف عادت سمجھا جاتا ہے باقی کرامت میں عدم قصد شرط ہے البتہ عدم علم شرط نہیں اور اب لوگ تصرفات کو کرامات میں داخل کر لیتے ہیں پھر فرمایا کہ ایک بزرگ کسی شہر میں تشریف لے گئے۔ ان کی برکت سے ان کے تشریف لے جاتے ہی اس شہر میں بارش ہوئی بس یہ کرامت ہے۔

﴿ملفوظ 782﴾ تصرف سے کسی کو ہلاک کرنا تصرف سے چندہ نکلوانا :

فرمایا کہ مولانا رفیع الدین صاحب کے والد کامل تھے۔ ریاضیات میں ایک بد مذہب ریاضی داں آپ سے ملنا چاہتا تھا۔ وہ کسی بد مذہب سے ملتے نہ تھے۔ بلکہ مسلمانوں سے بھی بے ضرورت نہ ملتے تھے۔ حتیٰ کہ بلا حاجت کسی کی طرف نظر نہ کرتے تھے۔ یہ بھی اسراف ہے اور اسکے ملنے کے لیے ایک والیٔ ملک نے سفارش کی۔ رات کو دعا کی کہ اے اللہ پاک میں آپ کے دشمنوں سے نہیں ملنا چاہتا۔ لیکن اگر نہیں ملتا ہوں تو نوکری جاتی ہے اور کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے آپ ہی کے اختیار میں ہے اس عہد کو تباہ کر بس اس کے گردے میں درد اٹھا اور مر گیا۔ اس پر فرمایا کہ انہوں نے قصد ہلاک کا نہیں کیا۔ دعا کی سو اجابت دعا حق تعالےٰ کے اختیار میں تھی اور اگر کوئی شخص قصداً ہلاک کرے جیسے کہ ہاتھ سے قتل کیا لوگ اس کو بھی داخل کرامت کرتے ہیں۔ حالانکہ جب کوئی شخص مباح الدم نہ ہو تو معصیت کبیرہ ہے یہ کرامت نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی امیر کے دل میں تصرف سے مدرسہ میں کچھ چندہ دینے کا خیال پیدا کر دیا یہ بھی جائز نہیں اور اکثر ایسے ارادوں کو بقاء نہیں ہوتا۔ فوری جوش ہوتا ہے مجھے تو اس قسم کی باتیں بری معلوم ہوتی ہیں۔

﴿ملفوظ 783﴾ تین چیزیں نہایت آسان ہیں :

فرمایا کہ مولانا محمد قاسم صاحبؒ فرماتے تھے کہ دعوت کا کھانا اور جماعت کی نماز ایسی چیزیں ہیں کہ ان میں اپنے اوپر کچھ بوجھ نہیں پڑتا۔ دعوت کے کھانے کی کچھ فکر نہیں ہوتی کہ کہاں سے آیا ہے اسی طرح جماعت میں اللہ اکبر کہہ کر کھڑے ہو گئے اب کچھ خبر نہیں کہ کیا ہوگا۔ سب بار امام کے ذمہ۔ پھر تبسم کر کے فرمایا کہ تیسری چیز بد شوق

طالب علم کے لیے جماعت کا سبق ہے کہ پڑھیں نہ اور کتابیں ختم ہو جاویں۔

۱۲ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ بروز یکشنبہ

﴿ملفوظ 784﴾ اپنی خطا کو قسمت کا نام دینا اور غلطی نہ ماننا نہایت برا ہے:

ایک صاحب نے اپنے لڑکے کے نکاح کے متعلق حضرت والا سے مشورہ لیا وہ لڑکا پڑھنے میں مصروف تھا۔ ان صاحب نے یہ بھی عرض کیا کہ اب موقع اچھا ہے اس پر فرمایا کہ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ اگر جو لاہی مل جاوے تو وہ ہی سہی۔ مرد کو تو ایک عورت چاہیے۔ اس وقت اس کا پڑھنا کیوں برباد کیا۔ جن بزرگوں پر ہمیں ناز ہے اکثر ان کے گھروں میں کنیزیں تھیں، کوئی فارس سے آئی تھی کوئی حبشن تھی کوئی گرجن تھی۔ چنانچہ جب یہاں مسلمان آئے تو کیا سب ان کی عورتیں ساتھ آئی تھیں۔ پھر فرمایا کہ عورتوں کو بیاہ کا جو چاؤ سوجھا کرتا ہے موقع بے موقع کچھ نہیں دیکھتیں۔ چنانچہ ابھی ایک بیوی نے اپنی لڑکی کا نکاح باوجود ممانعت کے محض اس لیے کر دیا کہ شاید میں اتنے مر جاؤں بعد میں تحقیق ہوا کہ وہ بڑا ظالم تھا۔ ایک انگریزی سے لڑا پھر سزا کے خوف سے جنگ میں نام لکھا دیا وہ سب سے لڑتا ہے اب جو لوگوں کی ممانعت اس کو یاد دلائی جاتی ہے تو کہتی ہیں کہ کیا کروں قسمت اس کی اس پر فرمایا کہ ایسا دل میں آتا ہے کہ ایسا کہنے والے کا گلا گھونٹ دوں۔ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ ہماری کچھ خطا نہیں اللہ میاں کی خطا ہے۔ ﴿نعوذ باللہ﴾

﴿ملفوظ 785﴾ میں لوگوں کی رائے کا اتباع نہیں کرتا تو کہتے ہیں کہ سختی کرتا ہے:

ایک صاحب کا خط آیا یہ صاحب پہلے آئے تھے۔ اور حضرت والا سے کچھ علمی باتیں پوچھی تھیں جس کے جواب میں حضرت والا نے فرمایا تھا کہ تم جس کام کو آئے ہو۔ اس میں لگو اس پر وہ صاحب تاویلیں کرنے لگے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ یہاں سے جاؤ بس چلے گئے۔ اس پر فرمایا کہ اس وقت تو اپنی بڑی شان سمجھ کر اصلاح سے ناراض ہوتے ہیں۔ اب سخت مصیبت کی حالت میں ہیں لکھا ہے کہ کسی طرح تسلی فرمایئے۔ اگر میں بھی ان کی طرح ہو جاؤں تو یوں لکھ دوں کہ تم اس قابل نہیں ہو کیونکہ جیسی کلفت انہوں نے مجھے پہنچائی تھی اس کا تو مقتضاء یہ تھا کہ میں بھی کہہ دیتا کہ جاؤ مجھ سے کیا مطلب میری طرف سے بھاڑ میں پڑو۔ مگر اللہ جانتا ہے ذرا سی بات میں رحم آجاتا ہے۔ اس پر لوگ کہتے ہیں کہ سختی کرتے

ہیں میں بس اتنا کرتا ہوں کہ ان کی رائے کا اتباع نہیں کرتا۔ اس کو لوگ سختی سمجھتے ہیں۔

ملفوظ 786 تغنّی کی حقیقت :

خواجہ صاحب کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ تغنی وہ ہے جو قواعد موسیقی کے موافق قصداً ہو کا لتغنّی کو منع نہیں کیا۔ قرآن مجید اچھی آواز سے پڑھنا یہ گانا نہیں ہے۔

ملفوظ 787 شرح صدر کے بغیر میں جواب نہیں لکھتا :

فرمایا کہ میں کوئی جواب کسی خاص پالیسی اور مصلحت سے نہیں لکھتا۔ اس وقت جس قدر مضامین آتے ہیں سادگی سے وہی لکھ دیتا ہوں۔ تکلف کر کے نہیں لکھتا۔ اسی طرح بے تکلفی کی یہ بات ہے کہ بعض خط ایسا ہوتا ہے کہ چار چار پانچ پانچ روز رکھا رہتا ہے جب تک شرح صدر نہیں ہوتا تب تک نہیں لکھتا۔

ملفوظ 788 کام کرنے والے کی راحت کا خیال :

فرمایا کہ میں جب کسی سے کام لیتا ہوں تو مجھے اس کا خیال رہتا ہے کہ جب کام کرنے والے کو آسانی ہو۔

۱۳ شعبان المعظم ۱۳۳۵ھ بروز دوشنبہ

ملفوظ 789 تسلیم احسان :

دہلی کے ایک حکیم صاحب کا اس مضمون کا خط آیا تھا کہ جب آپ دہلی مدرسہ کے جلسہ میں تشریف لائیں تو میرے مکان پر قیام فرمائیں۔ اس پر فرمایا کہ دل تو چاہتا ہے ان کی درخواست پوری کرنے کو مگر وقت نہیں ہے۔ حکیم صاحب کئی طرح سے میرے محسن ہیں۔ ﴿۱﴾ ساتھ کے پڑھے ہوئے ہیں۔ ﴿۲﴾ جب میں طب پڑھنے گیا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ تمہارے لیے طب سخت مضر ہے کیونکہ بالکل دُنیا ہے اور مجھے سمجھا کر واپس کر دیا۔ ﴿۳﴾ جب کبھی میری طبیعت خراب سنتے ہیں تو قیمتی قیمتی دوائیں بھیجتے ہیں۔

ملفوظ 790 ایک قصبہ میں از خود ردِّ بدعات کا بیان شروع ہو جاتا ہے :

ایک قصبہ کی نسبت فرمایا کہ وہاں جب میں وعظ شروع کرتا ہوں تو تھوڑی دیر کے

بعد بدعات کا رد شروع ہو جاتا ہے لوگ کہتے ہیں کہ یہاں جب آتے ہیں تو لوگ کا ہی رد کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہاں لوگوں میں یہ مرض ہے اس وجہ سے خدا تعالیٰ یہی بیان کرا دیتے ہیں۔

﴿ملفوظ 791﴾ مناظرہ کی نسبت اعلان :

فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ مناظرہ کی نسبت اس قسم کا اعلان کر دوں کہ جواب دو قسم کے الزامی و تحقیقی الزامی کے لیے دوسرے مذہب سے واقفیت کی ضرورت ہے اس کے لیے مخالف کی مذہبی کتابوں کے مطالعہ کی ضرورت ہے۔ جس کی یہاں فرصت نہیں اور تحقیقی جواب لوگ قبول نہیں کرتے۔

﴿ملفوظ 792﴾ داعی کے سر کھانا نہیں ڈالا :

دہلی کے جلسہ میں جانے کے لیے ۱۲ یا ۱۵ حضرات تیار تھے۔ فرمایا کہ سب لوگ مولانا ﴿حضرت داعی﴾ ہی کے ذمہ جا کر پڑیں گے۔ اس کا یہ اچھا طریقہ ہے کہ کھانا یہاں سے تیار کرا کر لے چلیں۔ اور وہاں پہنچ کر مولانا سے اس کی اجازت لے لیں۔

﴿ملفوظ 793﴾ خطوط میں لکھے ہوئے سلام کا جواب واجب ہے :

فرمایا کہ خطوں میں جو سلام لکھا ہوا ہوتا ہے اس کا جواب دینا واجب ہے خواہ تو خط میں لکھے یا زبانی جواب دیدے اسی سلسلہ میں فرمایا کہ دین کی پوری پوری پابندی نہ کرنے کی یہ بھی ایک وجہ ہے کہ اس کی باتیں سہل بہت ہیں اور یہ نکتہ عجیب ہے کہ شریعت پر پورا عمل نہ کر سکنے کی وجہ یہ ہے کہ اس کے احکام آسان زیادہ ہیں اس لیے ان پر عمل دشوار ہے چنانچہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی کام کو دشوار کر کے کسی کو سپرد کیجئے تو وہ اس کو کر لیتا ہے اور سہل کر کے سپرد کیجئے تو اس کا کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ میں اپنے ملازموں کو جو کام سپرد کرتا ہوں وہ بہت آسان کر کے دیتا ہوں۔ اس لیے وہ سمجھتے ہیں کہ کچھ بڑا کام نہیں ہے اس لیے وہ چھوڑ دیتے ہیں اور جو مشکل کر کے بتایا جاتا ہے تو اس کا زیادہ اہتمام کر کے کر لیتے ہیں۔ فقط۔

تمت بالخیر